پروفیسر خان

زنور رائٹس

سیزن 2 (پروفیسر شاہ)

مکمل ناول

کالی شلوار قمیض پر واسکٹ پہنے ، سرخ و سفید دائیں بازو پر گھڑی باندھے وہ اپنے چاکلیٹی براون بالوں میں ہاتھ پھیرتا سیڑھیا اتر کر نیچے آرہا تھا۔
سرخ و سفید رنگت ، اونچی کھڑی ناک ، گہری نیلی آنکھیں جن میں صرف سرد تاثر رہتا تھا اورچہرے پر چھائے سخت تاثرات شازل خان شکل سے ہی سخت مزاج کا مالک نظر آرہا تھا۔

"شازل تمھارا دماغ ٹھکانے پر ہے یہ کیا پاگل پن سوار کر لیا ہے تم نے ؟"

محب خان نے سخت لہجے میں شازل سے پوچھا تھا جو ایک دم اپنا خاندانی بزنس چھوڑ کر ایک نچلے درجے کی یونیورسٹی میں معمولی سی تنخواہ پر بطور پروفیسر کی خدمات سر انجام دینے والا تھا۔

"میں آپ کے فیصلوں کا محتاج نہیں ہوں۔۔"

وہ سخت لہجے میں بولا تھا۔ سفید رنگت میں سرخیاں گھولنے لگی تھی۔پٹھانوں کا گرم خون اس کی رگوں میں جوش مارنے لگا تھا۔

"تم یوں معمولی نوکری کر کے ہمیں سب کے سامنے نیچا دکھانا چاہتے ہو؟"

محب خان کا بھی خون گرما گیا تھا تبھی وہ گرج دار لہجے میں چلائے تھے۔

"بالکل یہ ہی میرا پلان ہے۔۔آپ کتنی اچھی طرح اپنے بیٹے کے ارادوں سے واقف ہیں پھر بار بار ایک ہی بات پوچھ کر کیوں میرا دماغ خراب کر رہے ہیں ؟"

وہ غصے سے جبڑے بھینچ کر ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا تھا۔

"محب جانے دیں شازل کو۔۔"

شور کی آواز سن کر کچن سے نکلتی گل خان نے نرم لہجے میں کہا تھا۔شازل نے ایک سرسری نظر اپنی ماں پر ڈالی تھی۔ محب خان اپنی بیگم کی بات سن کر فورا ڈھیلے پڑ گئے تھے۔ان کے لہجے کی شائستگی سے محب خان کا غصہ ہمیشہ ٹھنڈا پڑ جاتا تھا۔۔

شازل تیزی سے ایک نظر محب خان پر ڈالتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

"خیر سے جانا شازل۔۔"

اپنے پیچھے سے اپنی ماں کی آواز سن کر بھی اس کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے نہیں پڑے تھے۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

شاہزیب افرحہ کے ساتھ ناشتے کے ٹیبل پر بیٹھا تھا جب نورے خاموشی سے ناشتہ کرنے کے لیے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی تھی۔میر شاہ ناشتہ کر کے صبح ہی آفس جاچکے تھے جبکہ فاطمہ بیگم اپنے کمرے میں بند تھیں۔جو ان کے آج کل کا معمول بن گیا تھا۔

"نورے اگر کچھ سپیشل کھانا ہے تو بتا دو میں بنا دیتی ہوں۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

افرحہ نے اسے گم صم بیٹھے دیکھ کر بات کا آگاز کیا تھا۔

"نہیں بھابھی مجھے کچھ نہیں چاہیے۔۔"

اس نے ہلکی مسکان کے ساتھ افرحہ کو جواب دیا تھا۔ شاہزیب جو گہری نظروں سے نورے کو دیکھ رہا تھا اس کی مسکراہٹ دیکھ کر اس کے دل کو کچھ سکون پہنچا تھا۔

"آج میری نور کا یونیورسٹی میں پہلا دن ہے ؟"

شاہزیب نے نورے کی طرف دیکھتے نرم آواز میں کہا تھا۔ بہن کی ناراضگی اور بے رخی اسے سونے نہیں دیتی تھی۔

شاہزیب کینڈا میں موجود یونیورسٹی سے بات کرکے اس کی سٹڈیز یہاں موجود یونیورسٹی میں کنٹینو کروا چکا تھا جبکہ وہ خود آج کل بزنس سنبھال رہا تھا۔

شاہزیب چاہتا تھا نورے افرحہ کی یونیورسٹی میں اڈمیشن لے تاکہ دونوں ایک دوسرے کا خیال رکھ سکیں مگر نورے کے کم نمبروں کی وجہ سے اس کا وہاں اڈمیشن نہیں ہوپایا تھا۔ وہ کچھ پڑھائی میں بھی نالائق تھی سو اس نے ایک لوکل یونیورسٹی میں اڈمیشن لے لیا تھا۔

"جی--"

اس نے دھیمی آواز میں یک لفظی جواب دیا تھا۔ شاہزیب کو ناجانے کیوں وہ اپنی ایج کے برعکس برسوں کی تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔

"نورے مجھ سے جو شکوے شکایت ہیں وہ بیٹھ کر ختم کر لو تمھارا یہ اجنبی انداز مجھے تکلیف دیتا ہے--"

شاہزیب سنجیدگی سے کرسی سے اٹھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولا تھا۔نورے کی نظریں ٹیبل پر پڑی خالی پلیٹ پر مرکوز تھیں۔

"مجھے دیر ہو رہی ہے--"

وہ تیزی سے اٹھتی اپنا بیگ لے کر باہر بھاگ گئی تھی جہاں ڈرائیور گاڑی تیار لیے اس کو یونی لے جانے کے لیے کھڑا تھا۔

"شاہزیب اسے ٹائم دیں مجھے لگتا ہے وہ آپ کے جانے کے بعد آپ کو کافی یاد کرتی رہی ہے--"

شاہزیب کا سپاٹ چہرہ دیکھتے افرحہ نے نرمی سے کہا تھا۔

"ہمم۔۔چلو تمھیں یونیورسٹی چھوڑ دوں لیٹ ہوجاو گی۔۔"

شاہزیب نے اس کے ماتھے پر شدت سے لب رکھتے کہا تھا۔افرحہ سر ہلاتی تیزی سے اپنا جوس ختم کرتی ہینڈ بیگ لیتی اس کے پیچھے چل پڑی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

سردیوں کے دن تھے نورے نے کالے رنگ کا سوٹ ، سرخ دوپٹہ اور کالی شال کندھوں پر پھیلائی ہوئی تھی۔گاڑی کے شیشے سے ٹیک لگائے وہ ہرطرف پھیلی دھند کو دیکھ رہی تھی۔

وہ گہری سوچ میں تھی جب اچانک گاڑی کو پیچھے سے شدید زور کا دھچکا لگا تھا۔وہ سیٹ بیلٹ نہ ہونے کی وجہ سے وہ شیشے میں لگتی آگے کی طرف گری تھی۔

"اللہ خیر کرے بی بی جی آپ ٹھیک ہیں۔۔"

ڈرائیور کی پریشان کن آواز پر وہ فورا سیدھی ہوئی تھی۔اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"جی میں ٹھیک ہوں کیا ہوا ؟"

وہ اپنے سر کو ہاتھ لگا کر سنجیدگی سے بولی تھی۔

"بی بی جی وہ میں نے گاڑی کی سپیڈ دھیمی کی تھی اچانک سے پیچھے سے کسی گاڑی کا تصادم ہوا ہے۔۔"

ڈرائیور گھبرا کر بولا تھا۔نورے کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"نکلو باہر۔۔"

نورے جو بات سن رہی تھی اس کی نظر شیشے پر پڑی تھی جہاں پر ایک آدمی غصے سے بھرا گاڑی کے شیشے پر دستک دے رہا تھا۔

"آپ رکیں میں بات کرتی ہوں۔۔"

ڈرائیور کو گھبرایا دیکھ کر وہ خود گاڑی کا دروازہ کھولتی باہر نکلی تھی اسے پتا چل گیا تھا غلطی اس کے ڈرائیور سے ہوئی تھی۔

شازل جو اپنے دھیان میں گاڑی چلا رہا تھا سامنے والی گاڑی کے اچانک گاڑی کی سپیڈ دھیمی کرنے پر اس نے فورا بریک پر پاوں رکھا تھا لیکن پھر بھی اس کی گاڑی سامنے والی گاڑی میں بج گئی تھی۔

https://classicurdumaterial.com

وہ غصے سے بھرا تبھی ڈرائیور کے سر پر پہنچ گیا تھا۔

"جی کیا بات ہے ؟"

نورے نے سخت لہجے میں پوچھا تھا۔

"میں عورتوں سے بات نہیں کرتا ڈرائیور کو کہو باہر نکلے--"

وہ مقابل کے چہرے پر سرسری نظر ڈال کر سرد لہجے میں بولا تھا۔

"اچھا پھر مجھے بھی آپ کی بات سنائی نہیں دے رہی--"

مقابل کی اونچی آواز سن کر اس نے اپنی گہری نیلی آنکھوں سے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

اس نے بنا کچھ بولے اپنے واسکٹ میں ہاتھ ڈالتے گن نکال لی تھی۔نورے اس کی حرکت پر ہکا بکا رہ گئی تھی۔

"دو منٹ میں باہر نکلو ورنہ شیشہ توڑ کر گھسیٹ کر باہر نکالوں گا--"

وہ غصے سے غرایا تھا۔

"آپ پاگل ہیں ایک چھوٹی سی بات کو بڑھا رہے ہیں--یہ گن نکالنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں آپ کا نقصان پورا کردوں گی--"

https://classicurdumaterial.com

نورے معاملہ بگڑتے دیکھ کر تحمل مزاجی سے کام لے رہی تھی۔

"تمھیں سنائی نہیں دے رہا نکلو باہر۔۔"

شازل کی غصیلی آواز سے ڈرائیور مرتا کیا نہ کرتا باہر نکل آیا تھا۔شازل نے اسے گریبان سے پکڑتے اپنے سامنے کیا تھا۔

"عمر کا لحاظ کر کے چھوڑ رہا ہوں اور مرد بن کر خود باہر نکلا کرو۔۔"

وہ ڈرائیور کو جھنجھوڑتا غصے میں بولتا اسے گاڑی کی طرف دھکا دیتا بنا نورے پر نظر ڈالے گن واسکٹ میں رکھتے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔

نورے اس کی بات سن کر ایک پل کو حیران رہ گئی تھی اسے لگا تھا وہ ڈرائیور کو مار دے گا۔۔نورے کی خاموش نظروں نے اس کا گاڑی تک پیچھا کیا تھا۔

"آپ گاڑی دھیان سے چلایا کریں آپ کی وجہ سے ایک بہت بڑا حادثہ بھی ہوسکتا تھا۔۔"

نورے ڈرائیور کو سختی سے بولتی گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔ڈرائیور بھی معافی مانگتا واپس ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔

"روحان تمھارے لیے ایک جاب ہے۔۔"

روحان جو جم میں موجود تھا وہ فون کان سے لگاتا ایک دم سیدھا ہوا تھا جب سے وہ بریرہ کی حفاظت کرنے میں ناکام ٹھہرا تھا تب سے وہ اپنی ٹرینگ کر رہا تھا۔اس نے دو دن پہلے ہی ایک باڈی گارڈ کی کمپنی میں اپلائے کیا تھا۔اور آج اسے کال بھی آگئی تھی۔

"کیسی جاب؟"

اس نے اپنے پسینے سے بھیگے بالوں میں انگلیاں پھیری تھیں۔

"ایک لڑکی ہے اس کے لیے فل سکیورٹی چاہیے ٹونٹی فور سیون۔۔اس کی حفاظت کے لیے چار باڈی گارڈز ہائر کیے گئے ہیں جن میں سے ایک تم ہو۔۔جاب سمپل ہے تمھیں ہر حال میں لڑکی کی حفاظت کرنی ہے کسی کو بھی اس کے پاس نہیں آنے دینا اسے لوگوں سے گھبراہٹ ہوتی ہے اس لیے تم لوگ صرف دور سے ہی اس کا خیال رکھو گے۔۔اس کے قریب جانا یا چھونے سے اس کا پینک اٹیک ٹریگر ہوجاتا۔۔اس لیے تم لوگ دور رہ کر اس کی حفاظت کرو گے۔۔"

جاب کی ڈسکرپشن سن کر اس نے ایک سرد آہ خارج کی تھی۔

"اوکے کب سے جوائنگ کرنی ہے ؟"

روحان نے تولیے سے اپنے چہرے پر موجود پسینہ صاف کیا تھا۔

"کل صبح سے اڈریس تمھیں رات کس ای میل کردیا جائے گا لیکن اس سے پہلے تمھیں ایک نان کانفیڈینشل کانٹریکٹ سائن کرنا ہوگا۔۔"

اپنے باس کی بات سنتے وہ حیران ہوا تھا یقینا کوئی امیر ترین شخص ہی اسے ہائیر کر رہا تھا جو کانٹریکٹ بھی سائن کروا رہا تھا۔

"اوکے میں شام کو کمپنی آجاوں گا کنٹریکٹ کے ٹرمز اینڈ کنڈیشن دیکھ کر میں سائن کرو گا۔۔"

روحان نے تولیہ زمین پر پھینکتے جواب دیا تھا۔جس پر مقابل نے ہنکار بھرتے فون بند نر دیا تھا۔

وہ ٹرمز اینڈ کنڈیشنز دیکھ کرکانٹریکٹ سائن کرچکا تھا۔اپنا یونفارم وہ ڈرائی کلین کروا کر اپنے سارے سامان کو بھی پیک کرچکا تھا۔

وہ جس جگہ جارہا تھا اس جگہ کا کسی کو بتانا بھی منع تھا۔ تبھی وہ بنا کسی کو اطلاع دیے اپنا پرانا فون بند کرتا نیا فون آن کرچکا تھا۔

اپنی منزل پر پہنچ کر وہ اپنے ساتھیوں سے مل چکا تھا۔وہ ہیڈ آف گارڈز تھا تبھی سب کو پیچھے کرتا سارا معاملہ خود جان رہا تھا۔

ہیڈ آف میڈز نے اسے سب کچھ سمجھا دیا تھا اور جس لڑکی کی حفاظت کرنی تھی اس کا سارے دن کا شیڈیول بھی اسے دے چکے تھے۔

روحان سب گارڈز کی پوزیشن سیٹ کروا کر خود بھی اپنی جگہ پر کھڑا ہوگیا تھا۔

گیارہ بجتے ہی اوپر منزل پر موجود دروازہ کھولا تھا۔روحان کو پتا چل گیا تھا وہ لڑکی نیچے آرہی جس کی حفاظت انھوں نے کرنی تھی۔۔روحان کو اس ہستی کو دیکھنے کا تجسس تھا جسے اتنی سکیورٹی دی جارہی تھی۔گھر کے اندر صرف وہ ہی ایک گارڈ موجود تھا باقی سب گھر کے باہر موجود تھے۔

ہلکے نیلے رنگ کا لمبا گاؤن پہنے گلے میں رومال لپیٹے وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی سیڑھیوں سے اتر رہی تھی۔روحان کی نظریں اس کے سفید پاؤں سے ہوتی اس کے نازک سراپے سے گزرتی اس کے چہرے پر اٹک گئی تھی۔اس کو اپنی دھڑکن ایک پل کو ساکت ہوتی

محسوس ہوئی تھی۔وہ اس کے گڑیا جیسے سفید مومی چہرے اور خوبصورت تراشے گئے نین نکوش میں بری طرح الجھ کر رہ گیا تھا۔

مقابل کی گہری گہرے آنکھیں اٹھی تھیں اور روحان کی دل کی دھڑکنیں بڑھا گئیں تھیں۔۔

"مجھے پسند نہیں کوئی میری طرف دیکھے۔۔"

دانین کی کانپتی مگر سخت آواز روحان کے کانوں میں پڑی تھی۔روحان نے نوٹ کیا تھا اس کے ہاتھ اس دوران بری طرح کانپ رہے تھے جسے اس نے اپنے بازو باندھ کر چھپا لیا تھا۔

"ملی کیا تم نے انھیں انسٹرکشنز نہیں دی تھیں ؟"

وہ ایک لمحہ جہاں کانچ کی گڑیا لگ رہی تھی اگلے ہی لمحے سخت پتھر کی مورت لگ رہی تھی۔

"آئی ایم سوری میم میں انھیں دوبارہ اچھے سے وارن کردوں گی۔۔"

میڈ جواب دیتی روحان کی طرف مڑ گئی تھی۔

"ڈونٹ لک اٹ ہر اگین۔۔ڈو یو انڈرسٹینڈ۔۔؟"

ملی نے سخت آواز میں کہا تھا۔روحان نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔

"یس۔۔"

روحان نے یک لفظی جواب دیا تھا۔

"گڈ ناو ڈو یور جوب اکاورڈنگ ٹو یور انسٹرکشنز۔۔"

ملی بولتے ہوئے تیزی سے دانین کے پاس چلی گئی تھی۔روحان سرد آہ خارج کرتا اپنی جگہ پر سٹل ہوگیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

نورے بنا کسی سے بات کیے کلاس میں داخل ہوتی آخر پر جاکر بیٹھ گئی تھی۔آج اس کا یونیورسٹی میں پہلا دن تھا لیکن اسے کوئی خوشی محسوس نہیں ہورہی تھی۔

لیکچر کا ٹائم ہوتے ہی لڑکے اور لڑکیوں کا ایک بڑا ہجوم کلاس میں داخل ہو گیا تھا۔کچھ لڑکوں کی نظریں خود پر محسوس کرتے اس نے آنکھیں گھمائی تھیں۔۔وہ اپنی پرسنیلٹی سے ہی امیر لگ رہی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

"میرا نام شازل خان ہے یوکین کال می پروفیس خان۔۔اس کے علاوہ مجھے دوسرے نام بالکل نہیں پسند۔۔مجھے کلاس میں کوئی بھی مزاق یا بدتمیز پسند نہیں جو ایسا کرے گا وہ بعد میں یہ کلاس نہیں لے پائے گا۔۔آج کا سیشن شروع کرتے ہیں اس سبجیکٹ کے انٹروڈکشن سے۔۔"

شازل نے بازو کے کف فولڈ کرتے اپنا لیپ ٹاپ اون کیا تھا ساتھ ہی اسے پروجیکٹر سے اٹیچ کیا تھا۔کلاس میں ہلکی ہلکی سرگوشیاں ہونے لگی تھیں۔

"غنڈا۔۔"

اسے دیکھتے ہی نورے کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔۔بس ایک ہی لفظ اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔اس کی بے ساختہ نظر شازل کی واسکٹ کی جانب گئی تھی جہاں سے اس نے گن نکالی تھی۔

اس کے دھیمی آواز میں بڑبڑانے پر اس کے ساتھ بیٹھی لڑکی نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا تھا۔

"واٹ ؟"

نورے نے سنجیدگی سے اس لڑکی کی طرف دیکھتے پوچھا تھا۔

"یو اسٹینڈ اپ--"

شازل نے نورے کی طرف اشارہ کیا تھا اسے لگ رہا تھا وہ ساتھ والی لڑکی سے باتیں کر رہی ہے--نورے کے کھڑے ہونے پر وہ اسے فورا پہچان گیا تھا۔

نورے کو اچانک سب کی نظریں خود پر محسوس کرکے گھبراہٹ ہونے لگی تھی اسے پتا چل گیا تھا شازل اس کی طرف اشارہ کر رہا تھا تبھی وہ لب بھینچ کر کھڑی ہوگئی تھی۔

"یس--؟"

اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"جو سلائیڈ میں لکھا ہے وہ پڑھ کر بتائیں--"

شازل کی بات سن کر اس نے مٹھیاں زور سے بھینچ لی تھیں--اسے ہڑھنے میں تھوڑی مشکل ہوتی تھی۔

نورے نے اپنے لب تر کرتے سلائیڈ کی طرف دیکھا تھا۔اسے سارے الفاظ گڈ مڈ ہوتے محسوس ہورہے تھے۔گھبراہٹ سے اس کی ہتھیلیاں نم پڑنے لگی تھیں۔

"ا--ای--لیٹ--"

اس کی زبان نے اس کا ساتھ دینا چھوڑ دیا تھا۔اسے اپنے حلق میں کانٹے سے چبھتے محسوس ہونے لگے تھے۔وہ کچھ دیر پہلے بیٹھی کانفڈینٹ لڑکی بالکل بھی نہیں لگ رہی تھی۔اسے اپنے ارد گرد سے لڑکیوں کے ہلکی ہلکی ہنسنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"اگر زبان چلانے کی بجائے میرے پڑھانے پر فوکس کرتیں تو آپ کو یہ مشکل نہیں ہوتی--ناو سیٹ ڈاون--اینڈ شٹ یور ماوتھ---"

شازل کی بات سے وہ سلگ اٹھی تھی۔اسے کہاں برداشت تھا اپنی بے عزتی ہونا تبھی پیر پٹختی اپنی کتابیں لے کر وہ باہر نکل گئی تھی۔

شازل نے اس کے یوں جانے پر لب بھینچتے اپنا سر جھٹکا تھا۔ساتھ ہی وہ اگین پڑھانا شروع کرچکا تھا۔

"سمجھتا کیا ہے خود کو آیا بڑا پروفیسر بھاڑ میں جائے--"

وہ خود کو کالم کرنے کے لیے گراونڈ میں ایک سائیڈ پر بنے بینچ پر بیٹھ گئی تھی۔

"غنڈا کہیں کا--میں بھی اس انسلٹ کا بدلہ لے کر رہوں گی--*

وہ منہ بگاڑ کر بولتی اپنے سیل کو ائیر پوڈز سے اٹیچ کر کے گانے سننے لگ پڑی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"شاہزیب زرا نرمی سے سہلائیں۔۔ ہاں بالکل اسی طرح۔۔"

افرحہ بیڈ پر شاہزیب کے سامنے بیٹھی تھی جبکہ شاہزیب اس کے بالوں میں تیل لگا کر سہلا رہا تھا۔ یہ بھی افرحہ کی فرمائش پر وہ راضی ہوا تھا ورنہ آئل کی چپچپاہٹ سے اسے الجھن محسوس ہو رہی تھی۔

"دوبارہ میں یہ گندا کام بالکل نہیں کروں گا۔۔"

وہ سنجیدگی سے بولتا نرمی سے افرحہ کے بال سہلا رہا تھا۔

"میں سارا دن آپ کے کام کرتی ہوں اور آپ میرے لیے ایک کام نہیں کر سکتے۔۔"

وہ خفگی سے بولی تھی۔ شاہزیب نے اس کے ڈرامے پر مسکراہٹ دباتے سر جھٹکا تھا۔

"سارا دن تو میں آفس میں اور تم یونیورسٹی میں رہتی ہو ایسے کون سے کام ہیں جو میرے تم سارا دن کرتی ہو؟"

شاہزیب نے بھنویں اچکاتے پوچھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"خود کو آپ کے لیے سنبھال کر رکھتی ہوں۔۔اس سے بڑا اور کونسا کام ہے؟"

افرحہ جھٹ سے بولی تھی۔

شاہزیب نے اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگاتے اس کے گال کو دانتوں میں لے کر کاٹا تھا۔

"شاہزیب آپ کی شرٹ پر آئل لگ جائے گا۔۔آہ۔۔"

وہ اس کے اچانک کھینچنے پر ابھی سنبھلی بھی نہ تھی کہ اس کے یوں گال پر کاٹنے پر وہ بلبلا کر رہ گئی تھی۔

"کیا مجھے کچا کھانے کا ارادہ ہے؟"

اس نے خفگی سے اپنے گال پر ہاتھ رکھتے شاہزیب کی طرف موڑتے کہا تھا جس نے نرمی سے اس کی ناک کو اپنی ناک سے ملاتے ہولے سے اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھے تھے۔افرحہ نے اس کے لمس کو محسوس کرتے آنکھیں میچ لی تھی۔۔

"ہمم۔۔دل کرتا ہے تمھیں کچا چبا کر کھا جاوں۔۔"

وہ اس کی ناک کو بھی دانتوں میں لے کر ہلکا سا کاٹ کر بولا تھا۔افرحہ اپنی ناک کو پکڑتی منہ پھولا کر اس سے دور ہوئی تھی۔

"میں نہیں بولتی آپ سے۔۔"

وہ منہ پھولا کر بولتی شاہزیب کو بے حد کیوٹ لگی تھی۔

"چپ کرکے واپس آجاو۔۔ورنہ تمھیں میرا پتہ ہے نہ۔۔"

شاہزیب نے اسے دور کھسکتے دیکھ کر سنجیدگی سے کہا تھا۔وہ فورا اس کی بات پر کھسک کر اس کے قریب آتی اس کی شرٹ پر اپنا تیل والا سر رکھ چکی تھی۔

"آپ بہت برے ہیں۔۔"

وہ منہ بنا کر بولی تھی۔

"ہمم بالکل تمھارے علاوہ سب کے لیے۔۔"

شاہزیب نے مسکراتے ہوئے اس کے بالوں کو نرمی سے سہلایا تھا۔جس پر وہ سکون محسوس کرتک ہلکی مسکان کے ساتھ آنکھیں میچ گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

یونیورسٹی سے گھر واپس آتے ہی اسے وحشت سی محسوس ہوئی تھی۔یہ گھر اسے کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا اگر شاہزیب اور افرحہ اس گھر میں نہ آتے تو یقینا اب تک اس نے کوئی بڑا قدم اٹھا چکے ہونا تھا۔

"نورے لنچ ریڈی ہے۔لنچ کرکے اپنے کمرے میں جانا۔۔"

فاطمہ بیگم کی آواز سن کر اس نے سختی سے لب بھینچ لیے تھے۔

"مجھے بھوک نہیں لگی۔۔"

وہ بولتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی تھی۔جب فاطمہ بیگم اس کے قریب آئیں تھیں۔

"تمھیں سنائی نہیں دیا میں نے کہا لنچ کرکے اوپر جانا۔۔ تم دونوں بہن بھائیوں میری زندگی کا اعذاب ہو۔۔"

فاطمہ بیگم کی بات سے وہ حیران نہ ہوئی تھیں یہ باتیں تو وہ بچپن سے سنتی آئیں تھیں۔ان کی باتوں کا زہر جو وہ سب سے چھپا کر اس کے معصوم دماغ میں بھرتی تھیں اب وہ اس کی رگوں میں سرایت کر گیا تھا۔

فاطمہ بیگم نے زور سے اس کا بازو دبوچ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا تھا۔نورے نے سپاٹ نظروں سے انھیں دیکھا تھا جن کی انگلیاں اسے اپنے اندر دھنستی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

نورے نے جھٹکے سے ان سے اپنا بازو آزاد کروایا تھا۔

"میرا بھائی واپس آگیا ہے اگر اسے پتا چل گیا نہ آپ میرے ساتھ کیسا سلوک کرتی آئیں ہیں وہ آپ کا آپ کی اس حوس زادہ بہن سے بھی برا حشر کرے گا۔۔"

نورے کے لہجے کی سختی اور غصے نے فاطمہ بیگم کو بری طرح حیران کردیا تھا۔وہ اس کی بات پر صدمہ میں ہی چلی گئی تھیں۔۔

"چٹاخ۔۔"

فاطمہ بیگم کا ہاتھ بے ساختہ اٹھا تھا اور نورے کے چہرے پر چھاپ چھوڑ گیا تھا۔نورے منہ پر ہاتھ رکھتی ساکت کھڑی تھی۔۔

"آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی نورے پر ہاتھ اٹھانے کی۔۔؟"

اپنے پیچھے سے شاہزیب کی آواز سن کر فاطمہ بیگم سٹپٹا گئی تھیں۔

"یہ کونسا پہلی بار ہوا ہے جو ان سے پوچھ رہے ہیں۔۔"

فاطمہ بیگم کی نظروں سے نظریں ملاتی وہ تلخی سے بولتی سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

"آپ کے شوہر سے تو میں بعد میں بات کروں گا لیکن دوبارہ میری بہن پر آپ نے ہاتھ اٹھانے کا سوچا بھی تو میں کوئی لحاظ نہیں رکھوں گا۔اپنے ہاتھوں اور زبان پر قابو رکھنا سیکھیں۔ورنہ ان چیزوں کو ناکارہ بنانا میرا پسندیدہ مشغلہ ہے۔۔"

وہ اپنے غصہ کو بمشکل کنٹرول کر رہا تھا۔دل تو کر رہا تھا مقابل عورت کا گلا دبا دے جو ناجانے کتنے عرصے سے اس کی بہن پر ہاتھ اٹھاتی رہی تھی۔

"م۔۔میں۔۔ تم مجھ سے ایسے بات نہیں کرسکتے۔۔"

وہ چیخ کر بولی تھیں۔

" اپنی آواز نیچی رکھیں میرے گھر میں کھڑے ہوکر مجھ سے اونچی آواز میں بات کرنے کی اجازت میں نے اپنی بیوی کو بھی نہیں دی آپ تو پھر اس کے مقابلہ میں میرے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔۔"

شاہزیب کی سرد آواز پر وہ معاملہ بگڑتے دیکھ کر غصے میں بھری کمرے میں چلی گئی تھیں۔ شاہزیب نورے سے بات نرنا چاہتا تھا مگر افرحہ کو یونیورسٹی سے پک کرنے کا ٹائم ہوگیا تھا۔اس لیے اسے مجبورا گھر سے جانا پڑا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ افرحہ کو لینے کے لیے پارکنگ لاٹ میں کب سے ویٹ کر رہا تھا مگر وہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ کچھ دیر بعد اسے میسج ملا تھا وہ اپنے سر سے اپنا فائنل پراجیکٹ کے بارے میں ڈسکس کر رہی ہے۔

شاہزیب گاڑی سے نکلتا اسے میسج کر کے پوچھ چکا تھا وہ اس وقت کہا موجود ہے۔۔مطلوبہ روم میں پہنچ کر وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔اس کے قدموں کی آواز سن کر افرحہ اس کی جانب مڑتی ہلکا سا مسکرائی تھی۔

"بس پانچ منٹ ویٹ کر لیں۔۔"

افرحہ نے شاہزیب کو کہا تھا جس پر وہ سر ہلاتا رحمان کو گھورنے لگا تھا جو مسلسل افرحہ کو گھور رہا تھا۔

اس نے ایک بار گلا کھنگارتے اسے وارن کرنا چاہا تھا جسے وہ گھور رہا ہے وہ اس کی بیوی ہے مگر اس کی نظروں کا مطلب وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا آخر خود بھی تو مرد تھا اور مرد کی فطرت سے اس سے زیادہ کون واقف ہوسکتا تھا۔

اپنے غصے پر قابو نہ رکھ پانے پر وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتا اس کے سر پر جا پہنچا تھا۔

"تمھیں میں نے وارن کیا تھا میری بیوی سے دور رہو۔۔"

شاہزیب نے رحمان کے مکہ مارتے ہوئے کہا تھا جو بظاہر تو افرحہ سے بات کر رہا تھا مگر اسے گہری نظروں سے بھی دیکھ رہا تھا۔جو افرحہ کو بھی محسوس ہو رہا تھا مگر وہ نظر انداز کر رہی تھی۔

"شاہزیب چھوڑیں کیا کر رہے ہیں۔۔"

افرحہ نے آنکھیں پھیلاتے شاہزیب کو تھامنا چاہا تھا جو بھپرے شیر کی مانند رحمان پر جھپٹا ہوا تھا۔

"آج میں اس کی آنکھیں نکال دوں گا۔جس سے تمھیں یہ بار بار گھور رہا تھا۔۔"

وہ غراتے ہوئے بولا تھا۔رحمان اس سے اپنا گریبان چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا جب شاہزیب نے ایک مکہ اور اس کے مارا تھا۔

"چھوڑو مجھے۔۔"

رحمان نے بھی شاہزیب کو مکہ مارنا چاہا تھا جو اچانک افرحہ کے آگے آنے سے پوری شدت سے اس کی کمر میں بج گیا تھا اور بس یہاں ہی شاہزیب کا تھوڑا بہت کنٹرول بھی ختم ہوگیا تھا۔

"آہ۔۔"

افرحہ کے منہ سے ایک درد بھری سسکی نکلی تھی۔شاہزیب نے اسے پیچھے ہٹاتے رحمان کے مکے مارنا شروع کیے تھے۔افرحہ نے اسے کئی بار روکنے کی کوشش کی تھی مگر شاہزیب کے سر پر تو جنون سوار تھا وہ تو کبھی خود بھی اسے تکلیف نہ دیتا تھا تو اسے کہا منظور تھا کہ کوئی اس کی بیوی کو مارے۔۔

شور سنتے کافی لوگ اکٹھے ہوگئے تھے۔بڑی مشکل سے سٹوڈنٹس نے شاہزیب کو رحمان سے دور کیا تھا جس کی حالت ابتر تھی۔

شاہزیب کے خود بھی ہاتھ زخمی ہوچکے تھے۔وہ سب سے خود کو چھڑواتا افرحہ کو نرمی سے تھام کر وہاں سے نکل گیا تھا۔

"آئی ایم سوری۔۔ میری وجہ سے تمھیں چوٹ لگی ہے۔۔"

شاہزیب نے پارکنگ لاٹ میں رکتے نرمی سے اس کا چہرہ تھاما تھا۔

"میں ٹھیک ہوں شاہزیب پلیز چلیں یہاں سے۔۔"

وہ شاہزیب کا ہاتھ پکڑ کر ہونٹوں سے لگاتی اس کے گرم خون کو پل میں ٹھنڈا کر گئی تھی۔

شاہزیب نے گاڑی کھولتے اسے اندر بیٹھاتے اس پر جھکتے اس کی سیٹ بیلٹ باندھتے اس کے گال پر شدت سے بوسہ لیا تھا۔افرحہ نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔جو اب بالکل ایسا ہو گیا تھا جیسے کچھ منٹ پہلے وہ ایک شخص کا حشر بگاڑ کر نہ آیا ہو۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

نورے نے شیشے میں اپنا چہرہ دیکھا تھا جہاں اس کے گال پر ہلکی ہلکی انگلیوں کے نشان تھے۔ اس نے فاونڈیشن نکالتے اچھے سے اپنے چہرے کو میک اپ سے کور سے کر لیا تھا۔

آج اس کا صبح صبح ہی نوڈ خراب تھا ساری رات وہ ویسے بھی سو نہیں پائی تھی اور اب نیند سے آنکھیں سرخ اور سر بھاری تھا۔

وہ بنا ناشتہ کیے ہی یونیورسٹی کے لیے نکل گئی تھی۔شاہزیب نے اسے کافی آوازیں دی تھیں مگر وہ روکی نہیں تھی۔یونیورسٹی پہنچ کر وہ سب سے پہلے چائے پینے کیفے میں چلی آئی تھی۔ صبح کا وقت تھا تو کیفے بھی خالی پڑا تھا۔بس ایک دو ٹیبلز پر سٹوڈنٹس بیٹھے ہوئے تھے۔

چائے لیتی وہ واپس مڑتی گراونڈ کی بیک سائیڈ پر موجود خالی جگہ پر چلی گئی تھی۔یہاں کافی درخت لگے ہوئے تھے۔وہ ایک درخت سے ٹیک لگا کر صبح کی ٹھنڈی ہوا کے ساتھ چائے سے محظوظ ہونے لگی تھی۔

"یہ چئیر پرسن کب واپس آئے گا۔۔؟ مجھ سے مزید انتظار نہیں ہو رہا۔۔"

درختوں کے پیچھے سے نورے کو کسی کی بھاری آواز سنائی دی تھی۔اس نے سر جھٹک کر اپنا رخ پھیر لیا تھا۔

"ہاں وہ شازل خان یہاں پہنچ چکا ہے۔۔"

شازل کا نام سنتے ہی اس کے کان کھڑے ہوگئے تھے۔

"اگر مجھ سے پہلے شازل کے ہاتھ چیئر پرسن لگ گیا تو ہم بہت بری طرح پھنسیں گے۔۔"

مقابل کی آواز میں ڈر تھا نورے نے بالکل خاموشی سے درخت کے پیچھے سے سر نکال کر اس شخص کو دیکھا تھا۔وہ اسے یونیورسٹی کا نہیں لگ رہا تھا۔

"تم فکر مت کرو اس شازل خان کو ہم اسی کے کھیل میں گھما دیں گے۔۔ہاں اب میں معلوم کرتا ہوں یہ بھگوڑا کب تک آئے گا تاکہ اس کا کام تمام کرسکیں۔۔"

وہ بات ختم کرتا کال کاٹ گیا تھا۔نورے نے اپنا سانس روک لیا تھا۔اس آدمی کے جانے کے بعد تیزی سے وہ اپنی چیزیں اٹھاتی کلاس میں بڑھ گئی تھی۔اسے فرق نہیں پڑتا تھا کون کیا کرنے والا ہے اور کیا کرے گا۔۔

شازل کی کلاس کے بارے میں سوچتے ہی اس کا موڈ مزید خراب ہوا تھا۔

"یااللہ مجھے صبر دے۔۔"

لاسٹ پر بیٹھتے اس نے اوپر کی طرف دیکھتے کہا تھا۔شازل معمول کے مطابق چہرے پر سخت تاثرات لیے کلاس میں داخل ہوا تھا اس کی موجودگی سے ساری کلاس میں سناٹا چھ گیا تھا۔نورے کی بے عزتی کے بعد کوئی بھی شازل سے بے عزتی نہیں کروانا چاہتا تھا۔

شازل نے ساری کلاس پر ایک سرسری نظر ڈالی تھی۔اس کی نظریں بے ساختہ سکن سوٹ پہنے نورے پر گئی تھیں۔جسے وہ فورا اپنی نظریں ہٹا گیا تھا۔

سارا لیکچر سکون سے گزر گیا تھا۔جس پر بچے سکون کا سانس لیتے لیکچر فری ہوتے ہی نکل گئے تھے۔

"تم رک جاو مجھے تم سے کل کے بارے میں بات کرنی ہے۔۔"

اس نے نورے کو روک لیا تھا۔نورے ضبط کرتی رک گئی تھی ورنہ کلاس سے جان خلاصی کے بعد وہ یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی۔

https://classicurdumaterial.com

براون شلوار قمیض کے ساتھ واسکٹ پہنے اپنے کرتے کے کف فولڈ کیے شازل خان اپنی خوبصورتی کے ساتھ انتہائی خوبصورت لگ رہا تھا۔اس کے چہرے کے تنے ہوئے تاثرات دیکھ کر نور ایک پل کو گھبرا گئی تھی۔

"جی پروفیسر؟"

اس نے لب بھینچ کر ائبرو اچکاتے پوچھا تھا۔

"تم جو کل کلاس کے دوران باہر چلی گئی تھی مجھے یہ سب بالکل نہیں پسند آئیندہ خیال رکھنا۔۔ورنہ سب کے سامنے بول کر عزت کرنا مجھے پسند نہیں۔۔"

اس کی بات پر نورے نے زور سے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔شازل کی نظر بے ساختہ اس کی گال کی طرف اٹھی تھیں۔اس کی تیز نظروں سے نورے کے گال پر پڑا نشان فاونڈیشن کی وجہ سے بھی چھپ نہیں سکا تھا۔

"اوکے پروفیسر۔۔اگر آپ کی اجازت ہو تو جاوں ؟؟"

اس نے دانت کچکچا کر پوچھا تھا۔شازل نے اس کے لہجے کو اگنور کرتے ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کا کہا تھا۔نورے ضبط کرتی تیزی سے وہاں سے نکل گئی تھی۔

"ملی مجھے سوپ بنا دو۔۔"

وہ ٹی وی لاونچ میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی جب اس نے بھوک کے احساس سے ملی کو آواز دی تھی۔

"اوکے میم۔۔"

ملی نے جواب دیا تھا۔

روحان نے اس کی نرم آواز سن کر ایک دم اس کی طرف دیکھا تھا۔دانین نے بھی عین اسی وقت اس کی طرف دیکھا تھا۔

روحان اس کی گہرے آنکھوں میں دیکھنے کے بعد ایک پل کے لیے بھی اپنی نظریں نہیں ہٹا سکا تھا۔دانین کے گھبرا کر نظریں پھیر لینے اس نے بھی اپنی نظریں اس کے چہرے سے ہٹا لی تھیں مگر ساری توجہ اس موم کی گڑیا کہ طرف ہی تھی جو انگلیوں پر کچھ گنتی گن گن کر سانس لے رہی تھی۔

اپنا سانس نارمل کرتی وہ فورا اٹھ کر اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔روحان کی نظروں نے اس کا دور تک پیچھا کیا تھا۔

ایک مہینہ گزر چکا تھا۔روحان کو یہاں ڈیوٹی دیتے ہوئے اور اس دوران اس نے ہر فرصت بھرے لمحے میں صرف و صرف ایک ہستی کے بارے میں سوچا تھا اور وہ تھی دانین۔۔

دانین ناشتہ کرتی کن اکھیوں سے روحان کو دیکھ رہی تھی وہ ایک مہینے سے اس کے ساتھ تھا شروع شروع میں جب بھی سہ روحان کی نظریں خود پر محسوس کرتی تو اس کا دل کرتا خود کو نوچ لے۔۔لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اسے احساس ہوا تھا وہ اس کو گندی نظروں سے نہیں دیکھتا تھا۔کئی بار اس کی نظریں روحان کی نظروں سے ملیں تھیں جن میں عزت و احترام کے علاوہ اسے کوئی گنگی یا غلاظت نظر نہیں آئی تھی۔

اپنا ناشتہ کرتی وہ اٹھ کر بالکل روحان کے سامنے اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوگئی تھی۔روحان اپنے سینے پر بازو باندھے بلیک تھری پیس سوٹ میں بالکل ساکت کھڑا تھا۔وہ دانین کی نظریں خود پر محسوس کرتا بھی خاموش کھڑا رہا تھا۔اس کا دل کر رہا تھا نظر اٹھا کر اس گڑیا کو دیکھ لے لیکن اپنے دل کو سمجھاتے وہ نظریں سیدھی کر گیا تھا۔

"میری طرف دیکھو۔۔"

دانین کانپتی مگر مضبوط آواز میں بولی تھی۔

اور ایسا ہوسکتا تھا دانین روحان کو کچھ کہتی اور وہ پلک جھپکنے سے پہلے نہ کر گزرتا۔۔

اس نے آنکھیں دانین کی طرف کی تھیں۔روحان کی نظریں اپنے چہرے پر محسوس کرتے اس کا تنفس بگڑا تھا۔

وہ اپنی نظریں روحان سے ہٹاتی لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے ہٹی تھی۔روحان نے اسے بازو سے پکڑ کر گرنے سے بچایا تھا۔اس کا لمس محسوس کرتے دانین کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔اس نے زور سے اپنے ناخن روحان کے ہاتھ پر مارے تھے۔

روحان نے فورا اپنا ہاتھ اس کے بازو سے ہٹا لیا تھا۔دانین اپنے سینے پر ہاتھ رکھتی سیڑھیاں پھلانگتی تیزی سے اوپر جاکر اپنے کمرے میں بند ہوگئی تھی۔

شام تک وہ اپنے کمرے میں ہی بند رہی تھی تب تک روحان پریشان رہا تھا مگر اس کے ساتھ ملی تھی جسے سوچ کر اس نے خود کو قابو کیا تھا۔

دانین کے تیز ناخن اس کے ہاتھ کی جلد کو پھاڑ گئے تھے۔اسے ہلکی سی جلن ہوئی تھی۔جسے وہ اگنور کر گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"تمھیں فرصت مل گئی آج مجھ سے ملنے کی ؟"

حیدر سلطان نے اسے دیکھتے کہا تھا۔وہ کافی دنوں بعد آج اس سے ملنے آیا تھا۔شازل خان اس کا بچپن کا دوست تھا۔

"مجھے تمھاری کوئی فضول بکواس نہیں سننی تمھیں جن گنز کا کہا تھا وہ کب تک آئیں گی ؟"

شازل نے سگریٹ کی ڈبی اس کے ٹیبل سے اٹھاتے اپنی پاس موجود لیٹر سے سلگائی تھی۔

"کچھ ٹائم لگے گا۔۔تم اتنے بے صبرے کیوں ہوں ؟ ان گنز کا آخر تم نے کرنا کیا ہے ؟"

حیدر سلطان نے تجبس سے پوچھا تھا۔

"اپنے کام سے کام رکھو حیدر مجھے اپنے کلائنٹ کی طرح ڈیل کرو دوست ہم اس آفس کی چار دیواری کے باہر ہیں۔"

شازل کا سرد لہجہ سن کر حیدر نے ہاتھ اوپر اٹھائے تھے۔

"مسٹر شازل خان آپ کے باپ کا صبح مجھے فون آیا تھا اور آپ کی نئے کارنامے کے بارے میں بتایا تھا میں اس کے بارے میں آپ سے ڈسکس کرنا چاہتا ہوں مہربانی کرکے میرے سامنے موجوس کرسی پر براجمان ہوجائیں۔۔"

وہ اپنی ٹائی ٹھیک کرتا پروفیشنل انداز میں بولا تھا۔شازل نے اپنا سر جھٹکا تھا۔

"ابھی مجھے ضروری کام ہے بعد میں ملتے ہیں میری گنز کو جلدی ڈیلیور کرواو۔۔"

شازل اپنے موبائل پر میسج دیکھتا تیزی سے نکل گیا تھا۔حیدر سلطان کی متجسس نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

"کیا چھپا رہے ہو تم مجھ سے شازل خان۔۔؟"

وہ منہ میں بڑبڑاتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔یہ معمہ بھی وہ جلدی حل کرنے کے بارے میں سوچتا اپنے کاموں میں جٹ گیا تھا۔

حیدر سلطان ایلیگل گنز خریدتا اور بیچتا رہتا تھا تبھی شازل نے اس سے رابطہ کیا تھا۔وہ اس کا بچپن کا دوست تھا اسی وجہ سے وہ اس پر اعتماد کرتا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

نورے کو زبردستی افرحہ اپنے ساتھ شاپنگ پر لے کر آئی تھی۔وہ ناچاہتے ہوئے بھی آگئی تھی۔ورنہ سر درد کی وجہ سے وہ بس سونا چاہتی تھی مگر افرحہ کے پیار سے بولنے پر وہ اس کے ساتھ آگئی تھی۔شاہزیب ضروری میٹنگ کی وجہ سے آفس تھا اس لیے وہ دونوں ڈرائیور کے ساتھ شاپنگ کرنے آئی تھیں۔

افرحہ نے اسے شاپنگ کرتے ہوئے بری طرح گھما دیا کبھی ادھر تو کبھی ادھر۔۔اس کا سر چکرانے لگا تھا۔

وہ افرحہ سے ایکسکیوز کرتی واشروم کی جانب بڑھ گئی تھی جب اندر سے آتی آوازوں نے اس کے قدم ساکت کردیے تھے۔جانی پہچانی آواز سن کر اس نے دھیرے سے دروازہ کھولا تھا۔

"جلدی سے مجھے اس شخص کا نام بتا دو۔۔مجھ میں صبر بالکل نہیں ہے تمھیں ایک منٹ میں اوپر کی سیر کروا دوں گا۔۔"

شازل کی غصے سے بھری سرد آواز سن کر نورے کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہوئی تھی۔ شاید وہ غصے میں دروازہ کھولنے کی آواز بھی نہیں سن پایا تھا۔

"ہاہاہا جو مرضی کرلو وہ تمھیں کبھی نہیں مل پائے گا۔۔ تم جیسے ہزاروں کتے اس کے پیچھے ہیں مگر وہ شیر ہے اور شیر کا شکار کتے نہیں کرسکتے۔۔"

اس آدمی کی باتوں نے اس کے خون کو گرما دیا تھا۔ غصے سے اس کی رگیں پھول گئی تھیں۔

اپنی واسکٹ سے گن نکالتے اس نے مقابل کے زخمی چہرے کو دبوچ کر اس کے منہ کے اندر گھسا دی تھی۔

"پاگل سنکی انسان ہر بات پر گن نکال لیتا ہے غنڈا کہیں کا۔۔"

نورے من میں بڑبڑائی تھی۔ وہ پہلا ایسا غیر مرد تھا جسے دیکھ کر نورے کو اپنے جسم پر سوئیاں رینگتی ہوئی محسوس نہ ہوئی تھیں۔

"وہ شیر نہیں گیدڑ ہے اور اس کا پالتو کتا تو ہے۔۔ میں شیر ہوں اور اس کا شکار تمھارے بنا بھی کرسکتا ہوں۔۔"

ایک زوردار مکہ اس کے پیٹ میں مارتے شازل نے غصے سے غرا کر کہا تھا۔

"آہ۔۔۔"

نورے نے شازل کی حرکت کو دیکھتے بے ساختہ چیخ مار دی تھی۔شازل کی سرخ آنکھیں بے اختیار نورے کی جانب اٹھ گئ تھیں۔۔نورے کی آنکھوں میں اپنی سرد آنکھیں گاڑھتے اس نے زور سے گن اس زخمی آدمی کے مار کر اسے بے ہوش کردیا تھا۔

نورے تو جسے پتھر کی مورت بن گئ تھی۔شازل کی سرد آنکھوں نے جیسے اسے ساکت کردیا تھا۔شازل نے اپنا فون نکالتے بنا نورے سے نظریں ہٹائے کسی کو کال ملائی تھی۔

"اس آدمی کو یہاں سے لے جاو۔۔"

وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔نظریں ابھی بھی نورے پر تھیں۔جو شازل کو اپنی طرف قدم بڑھاتے دیکھ کر پیچھے قدم اٹھانے لگی تھی۔

نورے کی نظر بے ساختہ شازل کے ہاتھ میں پکڑی گن کی طرف گئ تھی۔اس کے سفید ہاتھوں پر خون کے دھبے صاف نظر آرہے تھے۔نورے کا سانس خشک ہوا تھا۔

شازل کے قریب آنے پر ایک کانپتی سانس اس کے منہ سے نکلی تھی۔وہ پیچھے ہٹتی دیوار سے جالگی تھی۔شازل نے اپنا ہاتھ نورے کے بائیں جانب دیوار پر ٹکاتے گن اس کے چہرے کے آگے کی تھی۔

"پ۔۔پیچھے ہٹیں۔۔"

وہ گن دیکھ کر آنکھیں زور سے میچ کر بولی تھی۔شازل نے گن سے اس کے دوپٹے سے نکل کر چہرے پر لہراتی آوارہ لٹوں کو دور کیا تھا۔وہ کانپتی ہوئی اس کے سامنے معصوم چڑیا لگ رہی تھی۔

"میں جہاں جاتا ہوں وہاں ہر جگہ تمھارا موجود ہونا ضروری ہے ؟"

اس نے گن کی نال اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھتے اس کا چہرہ اٹھایا تھا۔نورے نے دھیرے سے نظریں اٹھاتے اس کی سرد آنکھوں میں دیکھا تھا۔جس میں انتہا کی کشش تھی۔وہ چاہ کر بھی اس کی نظروں کا سامنا نہ کرسکی تبھی فورا اپنی نظروں کا زاویہ پھیر گئی تھی۔

"اور آپ کا پاگلوں کی طرح ہر جگہ گن نکال کر لوگوں کو مارنا مجھے آپ کا پسندیدہ مشغلہ لگتا ہے۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ اپنے لبوں کو کاٹتی اکھڑے لہجے میں بولی تھی۔شازل جو اسے سکون سے سمجھانا چاہتا تھا اس کے لہجے نے اس کو غصہ دلا دیا تھا اور غصے تو ہمیشہ ہی اس کی ناک پر بیٹھا ہوتا تھا۔

"شٹ اپ۔۔یہ گن دیکھ رہی ہو ابھی کہ ابھی اس کی ساری گولیاں تمھارے اندر اتار بھی دوں تو کسی کو خبر نہیں ہوگی۔۔پتا ہے کیوں؟۔۔"

اس نے گن کی نال اس کے گال میں ہلکے سے دھنساتے سرد لہجے میں پوچھا۔نورے کا دل ایک دم رک کر پھر دھڑکا تھا۔

"کیونکہ شازل خان جو کام کرتا ہے اس کی خبر کسی ذی روح کو بھی نہیں ہوتی۔۔لوگ مجھے کلینر کہتے ہیں کیونکہ میں ہر کام بہت صفائی سے کرتا ہوں۔۔"

وہ اس پر جھکا غصے سے پھولی رگوں کے ساتھ بولا تھا۔اس کی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی نورے تھوڑا سا جھک گئی تھی۔

"اوہ مجھے نہیں پتا تھا آپ چپڑاسی ہیں۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ اس کی کلینز والی بات پر اپنا ڈر چھپاتی طنزیہ بولی تھی۔شازل نے چھوٹی آنکھیں کر کے غصے سے اسے گھورا تھا جو اس سے ڈرنے کی بجائے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گھور رہی تھی۔

اور نورے پہلی لڑکی تھی جس نے شازل کے غصے کا سامنا تحمل مزاجی سے کیا تھا۔

"تمھیں تو میں دیکھ لوں گا۔۔جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔۔اور خبر دار کسی کو کچھ بھی بتانے کی کوشش کی تمھیں دنیا سے ایسے غائب کرواوں گا تمھارا نام و نشان بھی کسی کو نہیں ملے گا۔۔"

وہ اپنا فون وائیبریٹ ہوتا محسوس کر کے جس قدر سخت لہجے میں بولا تھا۔نورے کو ناجانے پھر بھی اس سے ڈر نہیں لگا تھا۔

اور شازل خان وہ پہلا غیر مرد تھا جس کے سامنے نورے تن کر کھڑی ہوئی تھی۔

ناجانے ایسی کیا بات تھی جو وہ اس سے ڈرنے کے باوجود بھی اسے جواب دینے سے خود کو روک نہ پاتی تھی۔

شازل خان پیچھے ہٹتا اس سے دور ہوتا کال پک کرچکا تھا۔نورے اپنی جان خلاصی ہونے پر تیزی سے وہاں سے نکل گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"آپ کی بیوی نورے پر ہاتھ اٹھاتی ہے۔۔"

شاہزیب نے میر شاہ کو سرد آواز میں بتایا تھا۔پہلے نورے اور پھر افرحہ کی یونی میں ہونے والے واقع نے اس کا دماغ اچھا خاصا ہلا دیا تھا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو فاطمہ ایسا نہیں کرتی۔۔"

میر شاہ جو بغور اس کی بات سن رہے تھے وہ ایک دم ہتھے سے اکھڑ گئے تھے۔

"کیا آپ کو لگتا ہے میں جھوٹ بول رہا ہوں؟"

اس نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"ہاہاہا۔۔آپ سے امید بھی کیا کی جاسکتی ہے ؟ جب آپ نے پہلے کبھی اعتبار نہیں کیا تو اب کیسے کریں گے۔۔؟ اگر اپنی بیوی پر اندھا اعتماد کرنے کی بجائے نورے پر تھوڑی توجہ دے لیتے تو وہ اس پر ہاتھ اٹھانے کی ہمت بھی نہ کرتی۔۔"

وہ غصے سے چلایا تھا۔میر شاہ اس کی بات پر اپنی مٹھیاں بھینچ گئے تھے۔

"مجھے مت سکھاو کہ مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔۔میں اپنی بیٹی سے خود بات کرلوں گا۔۔"

میر شاہ تلخی سے بولے تھے۔

"میں آپ کے اندھے اعتماد کی وجہ سے اپنی بہن پر ظلم برداشت نہیں کروں گا۔۔اگر اس عورت نے دوبارہ نورے پر ہاتھ اٹھایا میں ہر حد سے گزر جاوں گا۔۔"

وہ سرد ترین لہجے میں وارن کرتا لمبے لمبے ڈھگ بھرتا ان کے آفس سے چلا گیا تھا۔ان کی بےاعتباری نے اسے ان سے مزید بدظن کردیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"کیا ہوا نورے تمھارے چہرے کے رنگ کیوں اڑے ہوئے ہیں؟"

افرحہ نے اس کے گھبراتے ہوئے چہرے پر نظر ڈالتے پوچھا تھا۔

"ک۔کچھ نہیں بھابھی۔۔آپ نے شاپنگ کرلی ؟"

وہ اپنے لب تر کرتی فورا سنجیدہ ہوتی پوچھنے لگی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

"ہاں چلو چلیں۔۔"

افرحہ کے بولنے پر وہ اس کے پیچھے چل پڑی تھی۔جبکہ اس کی سوچیں شازل کے گرد گھوم رہی تھیں۔سارے راستے اسے نہیں خبر افرحہ کیا بول رہی تھی وہ تو بس شازل کی باتیں سوچتی رہی تھی۔

گھر پہنچ کر اس کا تھوڑا بہت ٹھیک موڈ کا بھی بیڑا غرق ہوچکا تھا۔اس کا موڈ بدلتا افرحہ نے بھی محسوس کیا تھا۔

گھر کے اندر داخل ہوتے ہی فاطمہ بیگم کو دیکھ کر وہ لب بھینچتی تیزی سے اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔افرحہ اسے آوازیں دیتی رہ گئی تھی مگر وہ نہیں رکی تھی۔

وہ فریش ہوتی لیٹ گئی تھی۔بیڈ پر چت لیٹے اس کی سوچیں شازل کے گرد گھوم رہی تھیں۔وہ چاہ کر بھی اس کا خیال ذہن سے جھٹک نہیں پا رہی تھی۔

دروازے پر ناک ہونے کی وجہ سے وہ سوچوں سے باہر آتی سیدھی ہوئی تھی۔میر شاہ کو اتنے سالوں بعد اپنے کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔

"بابا آپ کو کوئی کام تھا؟"

اس نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔میر شاہ نے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا تھا جو اپنی عمر سے کئی گنا زیادہ سنجیدہ لگ رہی تھی۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے نورے۔۔"

وہ اس کے پاس آتے بیڈ کے قریب کھڑے ہوگئے تھے۔

"جی۔۔؟"

نورے نے نظریں زمین پر گاڑھتے پوچھا۔

"کیا فاطمہ تم پر ہاتھ اٹھاتی ہے ؟"

میر شاہ کے سوال کو سن کر اس نے جھٹکے سے اپنی نظریں اٹھائی تھیں۔

"آپ نے دیر کر دی پوچھتے پوچھتے۔۔اب مجھے عادت ہوگئی ہے۔۔"

اس کی باتوں نے میر شاہ کو چپ کروا دیا تھا۔ وہ اذیت سے مسکراتی بولی تھی۔

"تم نے مجھے کبھی کچھ بتایا نہیں۔۔"

انھوں نے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"آپ کو شاہزیب کے جانے کے بعد کبھی میرے لیے وقت ہی نہیں ملا تھا۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ سپاٹ آواز میں بولی تھی۔اس کے لہجے کی تلخی میر شاہ کو اپنے اندر گھلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔وہ تیزی سے پلٹتے بنا کچھ بولے نکل گئے تھے۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"موم میرے لیے ایک چائے روم میں بھجوا دیں۔۔"

شازل جو ابھی گھر میں داخل ہوا تھا۔گل خان کو تیزی سے بولتا ہوا اپنے کمرے میں بڑھ گیا تھا۔

"اس کو زرا تمیز نہیں رہی باپ بیٹھا ہے اسے ہی سلام کردے۔۔"

محب خان اس کے یوں اگنور کرکے چلے جانے پر جی جان سے جل اٹھے تھے۔گل خان جوابا خاموش ہی رہی تھیں۔وہ باپ بیٹے کے درمیان کم ہی آتی تھیں۔

شازل فریش ہوتا اپنا لیپ ٹاپ اٹھاتا ٹیبل پر رکھ چکا تھا وہاں ڈھیروں کاغذ اور چیزیں بکھری پڑی تھیں۔اس کے کمرے میں کسی کو آنے کی اجازت نہیں تھی تبھی اسے ان چیزوں کی فکر نہیں تھی۔

گل خان ناک کرتی کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔شازل نے فورا ان کے ہاتھ سے چائے پکڑتے گرم گرم چائے کا گھونٹ اپنے اندر انڈیل لیا تھا۔اسے شروع سے ہی گرم گرم چائے پینے کی عادت تھی۔

"تم کیا کر رہے ہو شازل؟"

انھوں نے بکھری تصویروں اور چیزوں کو دیکھتے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"جب تک میں بدلہ نہ لے لوں مجھے سکون نہیں ملے گا موم۔۔"

وہ دو منٹ میں چائے کا کپ خالی کرتا انھیں واپس پکڑا چکا تھا۔

"شازل مت کرو ایسا اللہ پاک ہیں انصاف کرنے کے لیے۔۔اپنا فیصلہ ان پر چھوڑ دو۔۔"

گل خان نے اس کا بازو پکڑتے اسے التجائیہ انداز میں کہا تھا۔

"جب تک میں نے اس گناہ میں شامل ہر شخص کو اپنے ہاتھوں سے انجام تک نہ پہنچا دیا میں سکون سے نہیں بیٹھوں گا۔۔اس کے لیے چاہے مجھے اپنی جان ہی کیوں نہ گنوانی پڑے۔۔"

اس کے لہجے کی شدت ، تلخی اور مختلف جذبات نے گل خان کو ساکت کردیا تھا۔کتنے جذبات وہ اپنے اندر چھپائے پھر رہا تھا اس کا شاید کسی کو اندازہ نہیں تھا۔

"تم صرف تباہی مچا رہے ہو۔۔"

گل خان نفی میں سر ہلاتی بولی تھی۔

"مجھے کوئی نہیں روک پائے گا۔۔"

وہ سرد ترین لہجے میں غرایا تھا۔

"تمھارے نام پر ایک لڑکی بیٹھی ہے اس کا ہی خیال کرلو۔۔"

گل خان نے اسے احساس دلایا۔۔

"میں اپنی ذمہ داریوں سے کبھی منہ نہیں پھیروں گا صحیح وقت آنے پر اسے اس کا حق بھی دے دوں گا۔ اب جائیں یہاں سے اور ایک اور چائے بھجوا دیجیے گا۔۔"

شازل خان بولتا لب بھینچ گیا تھا ناجانے ایک دم کہاں سے اس کی آنکھوں کے آگے چھن کرکے نورے کی تصویر لہرائی تھی۔جسے وہ اپنا سر جھٹک کر ختم کرچکا تھا۔گل خان ایک نظر اس پر ڈالتی تیزی سے نکل گئی تھی۔۔

شازل یونیورسٹی میں داخل ہوا ہی تھا جب اسے ڈین نے اپنے آفس میں بلوایا تھا۔وہ ہلکے آسمانی رنگ کے سوٹ میں ملبوس نیوی بلیو کلر کا کوٹ پہنے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ڈین کے آفس کی طرف بڑھ گیا تھا۔

اندر داخل ہوتے ہی اس کا سامنا ڈین اور اس کے سامنے بیٹھی نورے سے ہوا تھا۔وہ سمجھ گیا تھا اس لڑکی نے ہی کچھ کیا ہے۔۔

"مسٹر خان بیٹھیں۔۔ہم آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے۔"

ڈین نے ہلکی مسکراہٹ سے کہا تھا۔ایک طرف نورے میر شاہ ان کے دوست کی بیٹی تھی تو دوسری طرف شازل خان کے نام سے کون ناواقف تھا محب خان کا بزنس کی دنیا میں نام بولتا تھا۔

"میرا لیکچر سٹارٹ ہونے والا ہے آپ نے کیا بات کرنی ہے ؟"

وہ جذبات سے عاری لہجے میں بولا تھا۔گرے سوٹ میں ملبوس نورے نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا تھا۔

"آپ کے خلاف شکایت ملی ہے۔۔۔نورے کے ساتھ آپ نے اچھا بہیو نہیں کیا۔۔"

ڈین شازل خان کا بڑھتا غصہ دیکھ کر ایک دم چپ ہوگیا تھا۔

"آپ کی مس نورے لیکچر کے دوران اپنی لمبی زبان چلاتی سب کو ڈسٹرب کر رہی تھیں۔میں نے ان کو سمپلی روکا تھا اور اس فضول بات کے لیے آپ نے مجھے یہاں بلایا تھا۔"

وہ ایک دم کھڑا ہوتا غصے سے ٹیبل پر ہاتھ مار کر غرایا تھا۔

نورے کی آنکھیں پھیل گئی تھی۔اس کی ڈین کے سامنے جرت دیکھ کر اسے لگ رہا تھا ابھی وہ اپنی گن نکالے گا اور ڈین کو اڑا دے گا۔۔

"ن۔۔نو یو آر راَئیٹ آپ جاسکتے ہیں۔۔مس نورے کو میں سمجھا دوں گا وہ آپ کی کلاس میں بات نہیں کیا کریں گی۔۔"

ڈین کی بات سن کر اب کی بار نورے کو غصہ چڑھا تھا مگر وہ شازل خان کی طرح چلا نہیں سکتی تھی۔تبھی اپنا غصہ پی گئی تھی۔وہ تو صبح صبح یہ سوچتی آئی تھی کہ اس کی ڈین سے اچھی سے بے عزتی کروائے گی اور یہاں تو ڈین کی ہی بے عزتی ہوگئی تھی۔

https://classicurdumaterial.com

"مس نورے مجھے امید ہے دوبارہ آپ اپنا اور میرا وقت فضول ضائع کرنے کے لیے ڈین کے پاس نہیں آئیں گی۔۔"

شازل غصے سے نورے کو بولتا وہاں سے چلا گیا تھا۔ڈین نے اس کے جاتے ہی اپنے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا تھا۔نورے ایک ملامتی نظر ان پر ڈالتی وہاں سے نکل گئی تھی۔

شازل کی بات سے اسے پتا چل گیا تھا۔وہ اسے چھوڑے گا نہیں۔۔

وہ راہداری سے گزرتی ہوئی جارہی تھی جب اچانک کسی نے اسے کلاس روم کے اندر کھینچا تھا۔وہ جو اس کے تیار نہیں تھی کٹی ہوئی ڈالی کی طرح روم میں کھینچتی چلی گئی تھی۔

شازل نے دروازہ بند کرتے نورے کو کھینچ کر دروازے سے لگاتے اپنے کوٹ سے گن نکالتے اس کے سر پر رکھی تھی۔

"ہلکی سی بھی آواز مت نکالنا ورنہ تمھاری سانسیں بند کردوں گا۔۔"

شازل کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیل گئی تھی۔گن اپنے ماتھے پر دیکھ کر اس کے سانس خشک ہوگئے تھے۔

اس نے شازل کے سینے پر ہاتھ دھرتے اسے زور سے پیچھے دھکیلا تھا۔لیکن وہ ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا بلکہ اس کے دونوں بازو تھامتے اس نے دیوار سے لگا دیے تھے۔

"تمھیں لگتا ہے تمھارے یہ نازک ہاتھ مجھے پیچھے ہٹا سکتے ہیں۔۔؟"

اس نے نورے کے اوپر جھکتے استہزایہ لہجے میں پوچھا تھا۔

"دور ہٹو مجھ سے۔۔"

وہ غصے سے بل کھاتی چیخی تھی۔شازل نے غصے سے اسے گھورتے اس کے بازوں پر اپنی گرفت مضبوط کی تھی۔

"شش۔۔ چپ۔۔ سنائی نہیں دیا تمھیں میں نے کیا کہا تھا؟"

وہ غصے سے غرایا تھا۔نورے کو خوف سے اپنے وجود میں سنسناہٹ ہوتی محسوس ہوئی تھی۔

"نہیں مجھے کچھ سنائی نہیں دیا دور ہٹیں ورنہ چیخ چیخ کر سب کو یہاں بلا لوں گی۔۔"

وہ بنا اپنا ڈر ظاہر کیے ڈھٹائی سے بولی تھی۔شازل کے ہونٹ طنزیہ انداز میں اوپر اٹھے تھے۔اس کے دونوں بازو ایک ہاتھ سے پکڑتے اس نے گن والا ہاتھ مضبوطی سے اس کے ہونٹوں پر دھر دیا تھا۔

"میری ایک بات غور سے سن لو اور اسے اپنی اس خالی کھوپڑی میں اچھے سے بٹھا لو۔۔"

وہ نورے کو اپنی گرفت میں بے بس دیکھتا اکھڑے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔نورے بے بسی سے اس کی باتیں سننے کو مجبور تھی۔ورنہ دل تو کر رہا تھا مقابل کے ہاتھ نوچ لے جس سے وہ اسے پکڑے ہوئے تھا۔

"میرے راستے میں آنا چھوڑ دو۔۔ اپنے کام سے کام رکھو۔۔ اگر تم باز نہ آئی اس کا انجام بہت برا ہوگا تمھیں مار کر ایسی جگہ دفنا دوں گا تمھارے گھر والے ساری زندگی تمھیں ڈھونڈتے رہیں گے۔۔"

وہ نورے کے کان کے قریب جھک کر سور پھونکتا اس کے سفید پڑتے چہرے سے محظوظ ہوتا تیزی سے اسے چھوڑ کر وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

نورے نے اس کے جاتے ہی گہرا سانس بھرا تھا۔خود کو اکیلے اندھیرے کمرے میں پاکر اس کے رونگھٹے کھڑے ہوگئے تھے۔تیزی سے خود کو سنبھالتی وہ وہاں سے نکل گئی تھی۔اسے اپنی کلائیوں ہر اس پاگل شخص کے انگلیوں کے نشان صاف دکھائی دے رہے تھے۔جسے وہ اپنی سلیوز سے اچھے سے چھپا چکی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

نورے نے آج اس کا لیکچر نہیں لیا تھا۔اس کا دل کر رہا تھا وہ اس سے بدلہ لے۔۔پارکنگ لاٹ میں جاتے اس نے سکیورٹی گارڈ سے شازل خان کی گاڑی کا پوچھا تھا۔ جس نے اسے عجیب نظروں سے دیکھتے بتا دیا تھا۔

نورے اس کے بعد وہاں سے چلی گئی تھی۔تھوڑی دیر بعد گارڈ کے ڈیوٹی پر چلے جانے کے بعد وہ واپس پارکنگ لاٹ میں آئی تھی۔خالی پارکنگ لاٹ کو دیکھتے وہ تیزی سے شازل کی کار کے پاس گئی تھی۔اپنے بیگ میں سے لپ اسٹک نکالتے اس نے اس کی گاڑی کے شیشے پر بڑا سا " غنڈا " ، "پاگل " اور "سنکی" الفاظ لکھ دیے تھے۔

اس کی نئی بی ایم ڈبلیو پر اپنا کارنامہ دیکھتے اسے ایک الگ ہی خوشی محسوس ہوئی تھی۔ایک انوکھی خوشی اسے محسوس ہو رہی تھی۔

اپنا کارنامہ انجام دینے کے بعد ختم ہوئی لپ اسٹک بیگ میں ڈالتے اس نے ہاتھ جھاڑے تھے۔اپنے کندھے پر ہاتھ مار کر خود کو شاباشی دیتی وہ ادھر ادھر دیکھتی تیزی سے وہاں سے نکل گئی تھی۔

شازل لیکچرز ختم ہوتے وہاں سے نکل آیا تھا۔پارکنگ لاٹ میں جاتے اپنی گاڑی پر نظر پڑتے ہی اس کا منہ اور آنکھیں دونوں کھل گئے تھے۔

اپنی نئی گاڑی کی یہ حالت دیکھتے غصے سے اس کی رگیں ابھر آئی تھیں۔

"یہ کس نے کیا ہے ؟"

وہ غنڈا ، پاگل اور سنکی لفظ پڑھ کر آگ بگولا ہوا تھا۔شازل نے وہاں موجود سکیورٹی گارڈ کے پاس جاتے پوچھا تھا۔

"سر مجھے نہیں پتا ابھی تو یہ گاڑی بالکل ٹھیک تھی میں نے خود دیکھا تھا ایک لڑکی پوچھ رہی تھی تب یہ ٹھیک تھی۔"

گارڈ اس کے غصے سے ڈرتا تیزی سے بولا تھا۔جبکہ اس کی گاڑی پر لکھے الفاظ پڑھ کر اسے خود ہنسی آرہی تھی۔

"کونسی لڑکی ؟"

شازل کے کان کھڑے ہوئے تھے۔اس کے ذہن میں فورا نورے کا خیال آیا تھا۔

"سر گرے کلر کا ڈریس پہنا ہوا تھا اس نے۔۔بس اور کچھ خاص نہیں پتا۔۔"

وہ سوچتا ہوا بولا تھا۔اس کے بتانے پر اس کا یقین پکا ہوگیا تھا۔یہ سب نورے نے کیا ہے۔۔

"اس کا گلا میں اپنے ہاتھوں سے دباوں گا۔۔"

وہ غصے سے بولتا گارڈ کو گھورتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔اسے حیدر سلطان کا میسج آیا تھا۔اس کی گنز کی شپمنٹ آچکی تھی۔اب اس حالت میں گاڑی کو لے کر جانے کا سوچ کر اس کا غصہ سوا نیزے پر تھا۔

اس کے غصے کو مزید ہوا حیدر سلطان کی ہنسی نے دی تھی وہ اس کی گاڑی ہر لکھے الفاظ پڑھ کر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گیا تھا۔

شازل نے غصے سے اسے گھور کر دیکھا تھا۔وہ اس کے وئیر ہاوس میں موجود تھا جہاں گنز موجود تھیں۔

"ویسے یہ کس ہستی کا کام ہے ؟"

حیدر نے ہنسی دباتے اسے گن دکھاتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے مجبور نہ کرو کہ میں اس گن کو تم پر سب سے پہلے ٹرائے کروں۔۔"

حیدر سلطان اس کی بات سنتا ہنس پڑا تھا۔وہ کتنا پاگل انسان تھا یہ تو وہ بچپن سے دیکھتا آرہا تھا۔

"اوکے سوری سر۔۔"

وہ مودب طریقے میں بولا تھا۔شازل نے سر جھٹکا تھا۔اچھے سے ساری گنز کو چیک کرتے اس نے حیدر کو اپنے فلیٹ پر اس کی ڈیلیوری کا کہا تھا۔حیدر کو اچھے سے سمجھاتا وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔اپنی گاڑی میں بیٹھتے اسے پھر ایک دم نورے پر جی بھر کر غصہ آیا تھا۔

وہ پہلی لڑکی تھی جو اس کے پیچھے پاگل ہونے کی بجائے اسے پاگل کر رہی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

روحان اپنے کمرے میں بیٹھا تھا رات کو چند گھنٹے سونے کے لیے وہ اپنے کمرے میں آجاتا تھا۔۔کرسی پر بیٹھ کر اس نے اپنے پاوں سامنے میز پر ٹکا دیے تھے۔

آنکھیں بند کیے اس کے سامنے چھن کر کے دانین کا گھبرایا سا چہرہ اور سہمی سی آنکھوں کا منظر آیا تھا۔اس کی آنکھوں میں کتنا خوف تھا۔وہ جاننے سے قاصر تھا۔

"پاگل ہوگیا ہوں میں۔۔روحان بیٹا تو یہاں اس کی حفاظت کرنے آیا ہے عشق لڑانے نہیں۔۔"

وہ خود کو ڈپٹتا سیدھا ہوا تھا۔مگر ناجانے کیوں اس سے دور جانے کے خیال سے اسے بے چینی ہونے لگی تھی۔

وہ خود سے گھبراتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔کمرے سے نکل کر وہ بنا آواز پیدا کیے نیچے اتر گیا تھا۔کیچن سے آتی روشنی اور ہلکی گنگناہٹ سن کر اس کے قدم ایک دم ساکت ہوگئے تھے۔

وہ آہستہ سے قدم اٹھاتا کیچن کے قریب گیا تھا۔آہستہ سے جھک کر اس نے کچن میں جھانکا تھا جہاں وہ مزے سے کاونٹر سے ٹیک لگا کر اشتیاق سے اون کو دیکھ رہی تھی۔جس میں کوئی چیز بیک ہورہی تھی۔

وہ خاموشی سے کھڑا اس کے چہرے پر نظریں ٹکائے ہوئے تھا۔کسی کی نظروں کے احساس سے دانین نے گھبراتے ہوئے آنکھیں اٹھائی تھیں اپنے سامنے روحان کو دیکھ کر ایک باریک سی چیخ اس کے منہ سے بے ساختہ نکلی تھی۔

"آئی ایم سوری۔۔"

روحان نے اسے گھبراتے دیکھ کر اپنے ہاتھ اوپر کو اٹھائے تھے۔اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے دانین نے نظروں کا زوایہ بدل کر زمین پر کر لیا تھا۔اس کو اپنا جسم ہلکا ہلکا کانپتا محسوس ہو رہا تھا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔یہ وقت تو آپ کے سونے کا ہے۔۔"

اس نے کانپتی آواز میں پوچھا تھا۔روحان کے لب اوپر کو اٹھے تھے۔

"مجھے بھوک لگی تھی۔لیکن لگتا ہے آپ یہاں بزی ہیں میں کچھ دیر بعد آجاوں گا۔۔"

وہ جھوٹ بولتا ہوا واپس مڑنے لگا تھا جب دانین کی باریک آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔اس کے ہونٹوں پر ایک فاتحین مسکراہٹ نمایا ہوئی تھی۔جسے وہ لب دبا کر چھپا گیا تھا۔

"رکیں۔۔ میں نے کوکیز بنائی ہیں آپ کھائیں گے ؟"

اس کی پکار پر روحان سنجیدہ چہرہ لیے پلٹا تھا۔

"نیکی اور پوچھ پوچھ۔۔"

وہ ہلکی مسکراہٹ سے بولا تھا۔اون کی بل بجتے ہی دانین نے روحان کی نظروں سے گھبراتے سیدھا ہاتھ سے ہی گرم گرم ٹرے کو پکڑ لیا تھا۔

"آہ۔۔"

تکلیف کی شدت سے اس کے منہ سے چیخ نکلی تھی۔

روحان نے تیزی سے حرکت کرتے اس کا ہاتھ پکڑ کر ٹھنڈے پانی کے نیچے کیا تھا۔وہ ہلکی ہلکی پھونک بھی مار رہا تھا۔دانین آنکھیں پھیلا کر اس کو دیکھ رہی تھی۔

"دھیان کہاں تھا تمھارا سارا ہاتھ ریڈ ہوگیا ہے۔۔"

وہ اسے ڈانٹ رہا تھا۔جبکہ وہ اس کی مضبوط گرفت سے ہاتھ نکالنے کی مسلسل کوشش کر رہی تھی۔

روحان کی نظر اس کے چہرے پر گئی تھی جہاں خوف کے سائے پھیلے ہوئے تھے۔اس نے فورا اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔

"دوبارہ مجھے چھونے کی کوشش مت کیجیے گا۔۔"

وہ چیخ کر بولتی اپنا ہاتھ کمر پر باندھ کر چھپاتی اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔روحان اسے چاہ کر بھی روک نہیں پایا تھا۔ساری کوکیز دانین کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گئی تھیں۔اسے جی بھر کر خود پر غصہ آیا تھا۔وہ جانتا تھا اس کی وجہ سے دانین کا ہاتھ جلا ہے۔۔

"ڈیم اٹ۔۔"

اس نے زور سے اپنا ہاتھ شلف پر مارا تھا۔اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ کوکیز اٹھا کر باسکٹ میں پھینک چکا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"بڑی خوش لگ رہی ہو نورے کیا بات ہے ؟"

https://classicurdumaterial.com

افرحہ جو اسے کھانا دینے آئی تھی۔اس نے نورے کا خوشی سے چمکتا چہرہ دیکھ کر پوچھا تھا۔

"جی بھابھی آج میں بہت خوش ہوں۔۔"

وہ مسکرا کر بولتی ٹرے پکڑ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ چکی تھی۔ اس کا آج فاطمہ بیگم کا چہرہ دیکھ کر اپنا موڈ خراب کرنے کا دل نہیں تھا تبھی اس نے کھانا کمرے میں منگوا لیا تھا۔

"ماشاءاللہ ایسے ہی خوش رہا کرو۔۔"

افرحہ نے مسکرا کر کہا تھا۔

"اچھا بھابھی مجھے بتائیں اگر کسی سے بدلہ لینا ہو تو کیا کرنا چاہیے۔۔"

نورے نے کھانے کا نوالہ منہ میں ڈالتے پوچھا۔

"تم نے بالکل صحیح بندی سے مشورہ لیا ہے۔۔تمھارے بھائی کو بھی میں نے خوب تنگ کیا ہے۔۔وہ کیسے برداشت کر گئے یہ میری سمجھ سے باہر ہے۔۔"

وہ شاہزیب اور اپنی پرانی باتیں یاد کر کے ہنس پڑی تھی۔

"مجھے بھی دیں اچھے سے مشورے۔۔"

اس نے اشتیاق سے پوچھا تھا۔اب تو شازل کی ناک میں ہر طرح سے دم کرکے رکھنے کی اس نے قسم کھا لی تھی۔

افرحہ اسے اچھے سے مشورے دے چکی تھی۔جسے اس نے غور سے سن لیا تھا۔کھانا کھانے کے بعد وہ سوگئی تھی۔

وہ گہری نیند میں تھی جب اسے ایسا لگا کوئی اس کے اوپر جھکا اس کا گلا دبا رہا ہے۔۔اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولی تھی۔جب اس کی نظریں سرد نیلی آنکھوں سے ٹکرائی تھی۔

"تم نے میری گاڑی کی حالت خراب کرکے مجھے مجبور کر دیا ہے میں تمھارا کام تمام کردوں۔۔"

اس کی بات سنتے نورے کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔"

اسے اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔جب وہ اچانک چیخ مارتی اپنے خواب سے اٹھ گئی تھی۔اپنے کمرے میں خود کو محفوظ پاکر اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔

"افف۔۔ وہ بس ایک خواب تھا نورے۔۔"

وہ خود کو تسلی دیتی پانی پینے لگی تھی۔

"مجھے تو اب اس غنڈے کے خواب بھی آنے لگے ہیں یا اللہ میری حفاظت کرنا۔۔"

وہ آسمان کی طرف دیکھتی بولی تھی۔اس کے کمرے میں لائٹ بلب چل رہا تھا کیونکہ مکمل اندھیرے سے اسے خوف محسوس ہوتا تھا۔

وہ دوبارہ خود کو تسلی دیتی سونے کے لیے لیٹ گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ اپنی بلیک شرٹ کے کف فولڈ کرتا سیڑھیاں اتر کر نیچے آتا خاموشی سے ڈائینگ ٹیبل پر محب خان کے بالکل مخالف سمت میں کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا تھا۔آج اس نے معمول کے برعکس بلیک شرٹ اور پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ساتھ بلیک جیکٹ اور بکھرے

بال--وہ نہایت ہینڈسم اور خوبرو لگ رہا تھا-- محب خان نے اپنے اپنے چہرے کے سامنے سے اخبار ہٹاتے اپنے صاحبزادے کو دیکھا تھا۔

"بیٹا تمھارا یہاں باپ بھی بیٹھا ہے ؟"

انھوں نے طنزیہ انداز میں بولا تھا۔

"مورننگ ڈیڈ--"

وہ چائے کا کپ ہونٹوں سے لگاتا بھاری آواز میں بولا تھا۔ساری رات وہ جاگتا رہا تھا جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ دکھائی دے رہی تھیں--

"تمھاری گاڑی پر یہ کارنامہ کس نے سر انجام دیا ہے--"

وہ سر ہلاتے پوچھنے لگے تھے۔شازل نے لب بھینچ کر دانت کچکچائے تھے۔

"ویسے جس نے بھی لکھا ہے بالکل سچ لکھا ہے تمھارے بارے میں--"

وہ اس کے چہرے کے اتار چڑھاو دیکھ کر مسکراہٹ دبا کر بولے تھے۔گل خان نے ان کی طرف دیکھتے سر نفی میں ہلاتے انھیں چپ رہنے کا کہا تھا۔

"بالکل صحیح کہا آپ نے میں پاگل ، غنڈا اور سنکی ہی ہوں---آپ کو یہ فخر سے سب کو بتانا چاہیے--"

وہ چائے کا کپ ختم کرتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"ایسا تم نے ابھی تک کوئی کام ہی نہیں کیا جس پر مجھے فخر محسوس ہو--"

محب خان کی بات پر غصے سے اس کی رگیں پھول گئی تھیں--گل خان نے ملامتی نظروں سے محب خان کو دیکھا تھا۔

"اگر آپ مجھے مجبور نہ کرتی میں کبھی اس گھر میں دوبارہ قدم نہ رکھتا--"

وہ سپاٹ نظروں سے اپنی ماں کو دیکھتا لمبے لمبے ڈھگ بھرتا نکل گیا تھا۔

"شازل--؟"

وہ آوازیں دیتی رہ گئی تھیں لیکن ہر بار کی طرح وہ غصے سے بھرا نکل گیا تھا۔

"جانے دو اسے گل--جو کرتا ہے کرنے دو--- وہ اب اپنے فیصلے خود لیتا ہے--"

وہ سرد آواز میں بولتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔گل ایک نظر ان پر ڈالتی چائے کا خالی کپ اٹھا کر کچن میں چلی گئی تھیں--

"مجھے جاننا ہے وہ شخص کب تک واپس آئے گا--اور عسکری مجھے شام تک یہ سب پتا چل جانا چاہیے--تم جو کرنا چاہتے ہو کرو اس کے اکاونٹس ، سیم یا لوکیشن کسی بھی طرح ٹریس کرو--اگر وہ یہاں نہ آیا میں اسے اس کے گھر میں گھس کر کام تمام کردوں گا--لیکن اب مجھ سے صبر نہیں ہورہا--"

وہ جلد بازی کر رہا تھا۔گھر سے باہر نکلتے ہی اس نے عسکری کو کال ملائی تھی جو ایک بہت ہی ہنر مند ہیکر تھا اور خان کے ساتھ کام کر رہا تھا۔

"تم جلد بازی میں سارا پلان خراب کردو گے--"

عسکری نے اسے وارن کیا تھا۔

"وہ کب تک واپس آئے گا اس کی کوئی گارنٹی نہیں ہے--اور مجھ میں مزید برداشت نہیں تم جانتے ہو اس کے بعد مزید لوگ بھی بیٹھے ہیں جن کا ہر روز سانس لینا مجھے اپنے اوپر ایک بوجھ محسوس ہو رہا ہے--"

وہ سرد آواز میں بولا تھا۔اپنی گاڑی کو دیکھ کر اس نے لب بھر بھینچ لیے تھے۔آج وہ اس گاڑی میں نہیں جاسکتا تھا یہ تو اسے پتا تھا۔گارڈ کو اسے واش کروانے کا حکم دیتا وہ گراج میں کھڑی اپنی ہیوی بائیک پر پڑا کپڑا ہٹا چکا تھا۔

کافی عرصے سے اس نے بائیک کا استعمال نہیں کیا تھا۔مگر آج تو کرنا پڑنا ہی تھا۔گارڈ کو ہاتھ کے اشارے سے بائیک پر کپڑا مارنے کا بولتا وہ سائیڈ پر ہوکر عسکری کی بات سننے لگا تھا۔

"ان سب کی موت بدتر ہوگی تم فکر مت کرو میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔ہماری ٹیم تمہارے ساتھ ہے۔۔تم بس جلد بازی مت کرو۔۔"

عسکری کی بات نے اسے تھوڑا ٹھنڈا کیا تھا۔ورنہ محب خان کی باتوں سے آنے والے غصے نے اس کا میٹر شارٹ کر دیا تھا۔

"اوکے مگر یہ پتا کرواو وہ کب تک واپس لوٹے گا۔۔"

شازل نے جوابا بولتے کال کٹ کردی تھی۔موبائیل اپنی پینٹ کی پاکٹ میں ڈالتے اس نے ہیلمیٹ پکڑ کر پہنتے اپنی بائیک سٹارٹ کی تھی۔گارڈ کو کار واش کروانے کے بارے میں ایک بار مزید بولتا وہ اپنی بائیک لیتا وہاں سے تیزی سے نکل گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

آج آسمان صاف تھا سورج کی کرنیں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں۔نورے گاڑی کا شیشہ نیچے کیے ونڈو سے آتی ٹھنڈی ہوا اور خوشگوار موسم سے محظوظ ہو رہی تھی۔

اسے کل شازل کی گاڑی کے ساتھ کیا گیا سلوک یاد کرکے ایک دم ہنسی آئی تھی۔پھر رات کا خواب اور اس کے غصے کا سوچ کر اس نے ہنسی روکتے اپنے لب کاٹے تھے۔

اشارے پر گاڑی رکتے ایک بائیک ہوا کی تیزی سے اس کے قریب آکر رکی تھی۔اس نے فورا نظریں اٹھا کر بائیک پر سوار شخص کو گھور کر دیکھا تھا جس کی تیزی نے اس کے بال بکھیر دیے تھے۔۔

کسی کی نظروں کو محسوس کرتے شازل نے مڑ مر پیچھے دیکھا تھا۔بلیک ہیلمٹ پہنے زرا سا گردن موڑتے نورے پر نظر پڑتے ہی اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔۔

نورے اس کی شکل دیکھنے سے قاصر تھی تبھی اسے پتا نہیں چلا بائیک پر سوار کوئی اور نہیں اس کی جان کا دشمن شازل خان تھا جو غصے سے اسے گھور رہا تھا۔

"ایسے کیا گھور رہے ہو؟ ٹھرکی انسان کبھی کوئی لڑکی نہیں دیکھی۔۔؟"

وہ غصے سے بولی تھی۔شازل اسے جواب دینے لگا تھا جب ایک اشارا کھل گیا تھا۔اسے بعد میں ایک ہی بار مزا چکھانے کا سوچتا وہ بائیک کے ہینڈلز پر گرفت مضبوط کرتا بائیک کو ریس دیتا تیزی سے وہاں سے نکل گیا تھا۔

"آپ میرا منہ کیا دیکھ رہیں ہے سامنے دیکھ کر گاڑی چلائیں۔۔"

وہ ڈرائیور کو اپنی طرف دیکھتے ڈپٹتے ہوئے بولی تھی۔ڈرائیور نے گڑبڑا کر فورا اپنی نظروں کو سیدھا کر لیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

کلاس میں داخل ہوتے نورے کی نظر اونچی آواز میں ہنستی ایک لڑکی کی طرف گئی تھی اس نے پہلے کبھی اسے یہاں نہیں دیکھا تھا یقینا وہ ایک نئی لڑکی تھی۔۔اور اپنے سٹائل سے کافی موڈرن بھی لگ رہی تھی۔

نورے آنکھیں گھماتی لاسٹ پر جاکر بیٹھ چکی تھی۔اسے اس لڑکی کی اونچی آواز لاسٹ تک سنائی دے رہی تھی۔

کلاس کا ٹائم ہوتے ہی سب ایک دم سیدھا ہوگئے تھے۔شازل کا لیکچر تھا اس لیے سب مودب طریقے سے بیٹھے ہوئے تھے۔

نورے اپنا موبائل نکال کر چلانے لگی تھی۔ شازل خان کے روم میں داخل ہوتے ہی اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تک نہ تھا۔

"اف۔۔۔یار یہ کتنا ہینڈسم پروفیسر ہے۔۔میرا دل کر رہا ہے ابھی اس سے شادی کرلوں۔۔"

اپنے سے کچھ آگے بیٹھی سونیا نامی لڑکی کی باتوں نے نورے کو سر اٹھانے پر مجبور کر دیا تھا۔ سر اٹھا کر اس نے سامنے دیکھا تھا۔

شازل پر نظر پڑتے ہی اس کو اپنا دل ایک رکتا اور پھر تیزی سے دھڑکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ بلیک شرٹ اور پینٹ میں وہ چمک رہا تھا۔ اس کے چہرے پر چھائے سخت تاثرات اس کی پرسنیلیٹی کو مزید ابھار رہے تھے۔ نورے کو اس سے بیڈ بوائز والی وائبز آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔۔

شازل نے نورے کو اپنی جانب دیکھتے اسے گھور کر دیکھا تھا۔نورے نے مسکراہٹ دباتے اسے اپنی ائبرو اچکاتے جیسے اس کے گھورنے کی وجہ پوچھی تھی۔

سونیا نے شازل کی نظریں پیچھے دیکھ کر پیچھے مڑتے دیکھا تھا۔ نورے پر نظر پڑتے اس کے ماتھے پر بل ہڑ گئے تھے۔ اپنی دوست کی آواز سنتی وہ سیدھی ہوئی تھی۔

شازل نے لب بھینچتے اپنی نظریں اس سے ہٹالی تھیں۔ ۔اس کی جرت پر شازل خان کو زیادہ حیرت نہیں ہوئی تھی۔ اسے پتا چل گیا تھا نورے کے پاس دماغ نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔۔۔

لیکچر آف ہوتے ہی شازل نے نورے کو روکا تھا۔

"اس لیکچر کے بعد مجھے میرے آفس میں ملیے گا مس نورے۔۔"

وہ جبڑے بھینچ کر بولا تھا۔

"آپ کو کوئی بات کرنی ہے تو یہاں ہی کرلیں پروفیسر نیکسٹ میرا کوئی لیکچر نہیں فری۔۔"

وہ بہانہ بناتے ہوئے بولی تھی۔جانتی تھی مقابل انتہائی شاطر ہے یقینا کل کا بدلہ لینے کے لیے اسے آفس بلا رہا ہے۔۔

"میرے پاس آپ کا شیڈیول ہے مس نورے نیکسٹ لیکچر آپ کا فری ہے۔۔سو ڈونٹ میک لیم ایکسکیوزیز۔۔"

وہ سٹوڈنٹس کو دیکھتا قدرے مودب انداز میں بولا تھا۔نورے مرتی کیا نہ کرتی سر ہلا کر تیزی سے وہاں سے نکل گئی تھی۔

"سر۔۔۔آئی ہیو آ کویسچن۔۔"

سونیا نے کلاس خالی ہوتے دیکھ کر اس کے ٹیبل کے قریب جاتے ہوئے کہا۔۔

"جو بھی کویسچن ہے کل پوچھیے گا۔۔"

وہ اپنی چیزیں اٹھاتا بنا سونیا کی جانب دیکھے نکل گیا تھا۔پیچھے سونیا جل کر رہ گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

پیلے رنگ کے سمپل سے کرتے اور ٹروزر میں کندھے پر شال ڈالے وہ مردہ قدموں کے ساتھ چلتی شازل کے آفس تک گئی تھی۔اسے پتا تھا کہ شازل نے اسے ڈانٹنا ہے اور کیا پتا وہ اسے گولی سے ہی اڑا دے۔۔

"یااللہ بس اس بار مجھے بچا لینا۔۔ مجھے اس غنڈے پر بالکل بھی بھروسہ نہیں کیا پتا غصے میں مجھے گن سے اڑا دے۔۔"

وہ اپنے خشک ہونٹ تر کرتی بڑبڑائی تھی۔

"سارا دن یہاں کھڑے رہ کر دعائیں مانگنے سے اچھا ہے اپنے الٹے کاموں کی سزا لے لو۔۔"

شازل جو کب سے کسی کا پرچھاواں دروازے کے پاس دیکھ رہا تھا۔وہ دروازہ کھولتا اسے دعائیں مانگتا دیکھ کر لب بھینچ کر طنزیہ انداز میں بولا تھا۔

"م۔۔میں نے کیا ایسا کونسا کام کردیا جو آپ مجھے سزا دیں گے۔؟"

وہ شازل کے اچانک بولنے پر جہاں ڈر گئی تھی۔وہاں ہی اچانک سیدھی ہوتی مضبوط آواز میں بولی تھی۔

شازل کے تاثرات بدلے تھے۔اس نے دائیں بائیں دیکھتے اسے بازو سے پکڑ کر آفس کے اندر کھینچ کر دروازہ تیزی سے بند کر دیا تھا۔

اس کی حرکت پر وہ بری طرح گھبرائی تھی۔شازل کا غصہ سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر اس کا سانس خشک ہوا تھا۔

"تم نے کل میری کار پر وہ سب بکواس لکھی تھی نہ؟"

وہ غصے سے اس کے گرد بازو ٹکائے اس پر جھکا پوچھ رہا تھا۔

"کونسی کار؟"

اس نے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے پوچھا۔۔شازل نے گھور کر اس تیز لڑکی کو دیکھا جو معصوم شکل بنائے کسی کو بھی دھوکا دے سکتی تھی مگر وہ شازل خان تھا کسی کے جھانسے میں آسانی سے نہیں آتا تھا۔

"مجھ سے جھوٹ بولنے کی کوشش بھی مت کرو۔۔"

وہ اس کے پیچھے موجود دیوار پر زور سے ہاتھ مارتا اسے ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

اس کا غصہ دیکھ کر نورے کی حالت خراب ہوئی تھی۔پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تھا۔جس پر اس نے فورا عمل کیا تھا۔

"دور ہٹیں میرا دل خراب ہو رہا ہے۔۔"

نورے نے منہ پر ہاتھ رکھتے گھٹی گھٹی آواز میں کہا تھا۔

شازل اس کی حالت دیکھتا کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹا تھا۔اسے اس لڑکی پر رتی برابر بھی یقین نہیں تھا کیا پتا وہ پاگل اس پر ہی قے کر دیتی۔۔

نورے نے منہ سے ہاتھ ہٹاتے قے کرنے کے انداز میں اس کی طرف منہ کرتے اوک لیے تھے۔

"یہ کیا کر رہی ہو پاگل لڑکی ؟ دوسری طرف منہ کرو۔۔"

وہ منہ بگاڑتا پیچھے ہٹنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔غصے کی جگہ اب اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات تھے۔

"اب میں قے کو روک نہیں سکتی۔۔آپ کا دل کرے تو میری سانس بھی روک دیں۔۔"

وہ منہ جھکا کر کھانستی ہوئی اپنی ہنسی دبا کر بولی تھی۔اسے تنگ کرنے کا ایک الگ ہی مزا آرہا تھا۔

"تم۔۔ پاگل ہو فورا واشروم میں جاو۔۔"

وہ پیچھے ہٹتا ہوا بولا تھا۔دل تو کر رہا تھا اسے دھکا دے کر آفس سے باہر پھینک دے۔۔

"نہیں یہ آپ کی وجہ سے ہوا ہے میں آپ کے ساتھ ہی رہوں گی۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

اس کو بازو سے پکڑتے چہرہ نیچے جھکائے وہ دبی آواز میں بولی تھی۔ اس کی ہنسی روکنے کی وجہ سے چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ شازل کے تاثرات بگڑے تھے۔

"میرا بازو چھوڑو۔۔"

وہ اس سے اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا مگر نورے نے خاصہ زور سے اس کے کرتے کو انگلیوں میں دبوچا ہوا تھا۔

"نہیں آپ مجھے اس حالت میں اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔۔"

وہ ہنسی روکتی اس کے بازو پر مزید گرفت مضبوط کر رہی تھی۔

شازل نے اس کے ناچھوڑنے پر تنگ آتے جھک کر اپنے بوٹ میں چھپی گن نکالی تھی۔ نورے جو نیچے جھکی ہوئی ہنسی چھپا رہی تھی اسے شازل نے دیکھ لیا تھا۔ اسے پتا چل گیا تھا وہ اسے تنگ کر رہی ہے جبکہ گن دیکھ کر نورے کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔۔

"ہاں اب بتاو۔۔ نہیں جانے دو گی ؟"

اس نے گن نورے کے سر پر رکھی تھی۔نورے نے سر اٹھاتے اسے جھٹکے سے چھوڑا تھا۔

"کیا ہوا ؟ ڈر گئی ؟"

اس نے طنزیہ انداز میں نورے کی طرف قدم بڑھاتے پوچھا تھا۔

"آپ پ--پاگل ہیں بات بات پر گن نکال کر بیٹھ جاتے ہیں انسانوں کی طرح زبان سے بھی مسئلہ حل کر لیا کریں--"

وہ خشک حلق تر کرتی پیچھے کو ہٹتی دوبارہ دیوار سے جالگی تھی۔

"اس گن پر سائلنسر لگا ہوا ہے تم پر چلاوں گا تو کسی کو بھی خبر نہیں ہوگی--"

وہ گن اس کے ماتھے پر رکھتا طنزیہ مسکرا کر بولا تھا۔بلیک ڈریس میں وہ کوئی ڈیول ہی لگ رہا تھا۔

"آہہ---"

وہ اچانک شازل کو دیکھتی منہ ہاتھوں میں چھپا کر اونچا اونچا رونے لگی تھی۔شازل اس کی حرکت پر ایک دم حیران ہوتا اپنا سر نفی میں ہلاتا پیچھے ہٹا تھا۔اس کی ایکٹنگ دیکھ کر وہ اش اش کر اٹھا تھا۔

"فورا نکل جاو یہاں سے۔۔۔اس سے پہلے میرا دماغ گھوم جائے اور میں تمھارا گلا دبا دوں۔۔۔"

وہ غصے سے گہرے گہرے سانس لیتا بولا تھا۔نورے نے ہولے سے انگلیاں اپنے چہرے سے ہٹاتے اس کا غصے سے سرخ چہرہ دیکھا تھا۔

"میری شکل اگر دیکھ لی ہو تو جاو یہاں سے۔۔اور خبردار جو مجھے دوبارہ ٹھرکی یا کچھ اور کہا۔۔"

اس کی بات سنتی وہ تیزی سے باہر نکل گئی تھی مگر اس کی آخری بات پر وہ تھوڑا کنفیوز ہوگئی تھی۔پھر اچانک اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا تھا اسے صبح بائیک والا لڑکا یاد آیا اس کی ڈریسنگ اور شازل کی ڈریسنگ یاد کرکے اس نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا تھا۔

"یہ لڑکی۔۔مجھے پاگل کرکے چھوڑے گی۔۔"

https://classicurdumaterial.com

گن دوبارہ اپنے بوٹ میں چھپاتے اسے اچھے سے پینٹ سے کور کرتے اس نے اپنے لیے ایک چائے منگوائی تھی۔سگریٹ کی ڈبیا اپنی پاکٹ سے نکالتے اس نے ایک سگریٹ نکال کر سلگائی تھی۔سگریٹ کے دھواں ساتھ اسے اپنا غصہ بھی کم ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

اور پیون کے چائے لانے کے بعد چائے پی کر اسے سکون مل گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ کافی دیر سے ڈرائیور کے آنے کا انتظار کر رہی تھی حس کا دور دور تک نشان نہیں تھا۔اس کی کلاس پانچ بجے ختم ہوئی تھی اور اب سات بج رہے تھے۔وہ اسے کال بھی ملا چکی تھی مگر اس کا نمبر بزی جارہا تھا۔وہ خود گھر جانے کا سوچ رہی تھی پھر اچانک اس کا دل ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا میں ایک چکر لگانے کا کیا تھا۔

یہ ہی سوچتی وہ اپنی فیورٹ جگہ گراونڈ کے پیچھے درختوں سے بھری جگہ پر گئی تھی وہاں ہلکی ہلکی روشنی تھی۔اس کو اندھیرے سے وحشت محسوس ہوئی وہ واپس مڑتے جانے لگی تھی جب اس دن والے شخص کو اس نے ایک بار پھر اونچی آواز میں کال پر بات کرتے سنا تھا۔

وہ شازل کا نام سنتے ایک دم اشتیاق سے اس کی بات سننے لگی تھی۔

"وہ شازل پاگل ہے بس اسے غصہ کرنا ہی آتا ہے۔۔آپ فکر نہ کریں کسی کو آپ کا پتا نہیں چلے گا۔۔جی جی بس اس کے آنے کی دیر ہے۔۔ہاں یہاں کسی کو میرے بارے میں نہیں پتا۔۔"

اس کے کال ختم ہونے پر نورے تیزی سے وہاں سے جانے لگی تھی جب اچانک پاوں مڑنے پر وہ زور سے نیچے گر گئی تھی۔

وہ آدمی جھٹکے سے نورے کی طرف مڑا تھا۔فورا سے اپنا فون بند کرتے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتا نورے کی طرف آنے لگا تھا۔نورے ہاتھوں کے بال پیچھے ہٹتی تیزی سے اٹھ کر بھاگنے لگی تھی مگر پاوں سے اٹھنے والی تکلیف اسے چلنے نہیں دے رہی تھی۔

اس آدمی نے نورے کے قریب پہنچتے اس کو بالوں سے دبوچا تھا۔

"تم نے میری باتیں سنیں ہیں؟ سچ سچ بتا دو کب سے کھڑی ہوں یہاں ؟"

اس آدمی نے غصے سے بولتے ہوئے پوچھا تھا۔نورے اپنے بالوں کے کھینچے جانے پر شدید تکلیف میں تھی۔اس نے مڑ کر بنا جواب دیے اس آدمی کے ہاتھ پر زور سے اپنے ناخن گاڑھ دیے تھے۔

اس آدمی کی گرفت ڈھیلی پڑی تھی۔نورے تیزی سے اسے دھکا دیتی وہانسے بھاگی تھی۔لیکن اس کی سپیڈ اتنی تیز نہیں تھی کہ وہ اس سے پیچھا چھڑوا سکتی۔۔

اس آدمی نے اب کی بار اس کے بالوں کو پکڑ کر اسے نیچے گرایا تھا۔

"سالی۔۔۔ گالی***** مجھے چمکا دینے کی کوشش کر رہی تھی۔ابھی چھکاتا ہوں تجھے مزا۔۔"

وہ اپنی گرفت میں مچلتی نورے کے چہرے پر تھپڑ مارتا بولا تھا۔

"ہیلپ۔۔پلیز کوئی ہے۔۔"

نورے کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس ہوا تھا وہ منہ جھکائے چیخ مارتی اونچی آواز میں چیخی تھی۔

اس آدمی نے تیزی سے نورے کا منہ پکڑنا چاہا تھا مگر وہ منہ گھٹنوں میں دیے زور سے چیخنے لگی تھی۔اس کی یہ کوشش کامیاب گئی تھی۔شازل جو وہاں سے گزرتا ہوا شارٹ کٹ راستے سے پارکنگ لاٹ میں جارہا تھا اس کی چیخ پر فورا رکا تھا۔

اس نے تیزی سے اپنی گن باہر نکالی تھی۔۔

وہ آدمی اس کے چیخنے پر گھبراتا ہوا وہاں سے بھاگ گیا تھا۔شازل کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ وہاں سے غائب ہوچکا تھا۔

ملگجے اندھیرے میں کسی لڑکی کو زمین پر بیٹھے چیختے دیکھ کر شازل نے اپنی گن والا ہاتھ کمر کے پیچھے کیا تھا۔

"آر یو کریزی ؟ چیخ کیوں رہی ہو؟"

شازل کی آواز سن کر اس نے بھیگی آنکھیں اٹھاتے اسے دیکھا تھا۔

"نورے ؟"

وہ اس کی بکھری حالت دیکھ کر ماتھے پر بل ڈالے تیزی سے اس کے قریب گیا تھا۔اپنی جیکٹ اتارتے اس نے تیزی سے نورے کے کندھے پر ڈالی تھی۔

"و۔۔وہ آ۔۔آپ"

شوک سے اس سے کچھ بولا نہیں جارہا تھا۔شازل کی نظر اس کے ہونٹ پر گئی تھی جس سے خون نکل رہا تھا جبکہ اس کے گال پر سرخ نشان تھے۔

"یہ کس نے کیا ؟"

اس نے بےتاثر انداز میں اس کے قریب پاوں کے بل بیٹھتے ہلکے سے اس کی گال پر انگوٹھا پھیرتے پوچھا تھا۔جبکہ اس کی حالت اسے غصہ دلا رہی تھی جسے اس نے بمشکل قابو کیا ہوا تھا۔

"و۔۔وہ آپ کے بارے میں بات کر رہا تھا۔۔م۔۔میں نے سن لیا تھا۔۔"
وہ اپنی نم پلکیں جھپک کر اسے دیکھتے بولی تھی۔

"کون ؟"

شازل نے اپنا رومال نکالتے دھیرے سے اس کے ہونٹ سے نکلتا خون صاف کیا تھا۔نورے نے تکلیف سے آنکھیں بند کی تھیں۔

"م۔۔میں نہیں جانتی۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ آنکھیں میچ کر بولتی شازل کو بے حد معصوم لگی تھی۔

"اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو؟ تمھیں آف نہیں ہوگیا تھا۔۔؟"

اس نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔

"ڈرائیور لینے نہیں آیا تھا۔۔"

وہ اس سے دور ہٹتی اپنے ہاتھوں کی پشت سے صاف نرتی ہوئی بولی تھی۔اچانک اس کا موبائل رنگ ہوا تھا۔ وہ کچھ دور گرا ہوا تھا۔نورے نے خاموشی سے اٹھتے موبائل اٹھایا تھا اسے ڈرائیور کی کال آرہی تھی۔

"تھینک یو مگر مجھے اس کی ضرورت نہیں۔۔"

وہ اپنی شال ٹھیک کرتی شازل کو اس کی جیکٹ پکڑا چکی تھی۔

"ہم کل اس بارے میں بات کریں گے نورے اور تم مجھے بتاو گی وہ آدمی کیا بات کررہا تھا۔"

شازل کی بات کا جواب دیے بنا وہ تیزی سے قدم اٹھاتی وہانسے چلی گئی تھی۔گھر آکر وہ تیزی سے اپنے کمرے میں گھس گئی تھی اس نے کسی کو آج کے بارے میں نہیں

بتایا تھا اور نہ ہی وہ کمرے سے باہر نکلی تھی۔اپنے گال پر آونٹمنٹ لگاتی وہ سونے کے لیے لیٹ گئی تھی مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"شاہزیب اس منحوس شخص نے مجھے فیل کردیا ہے۔۔"

وہ شاہزیب کے سینے میں منہ دیے روتے ہوئے بولی تھی۔تھوڑی دیر پہلے اس کا رزلٹ آیا تھا اور وہ ایک سبجیکٹ میں فیل ہوگئی تھی۔اور وہ سبجیکٹ رحمان کا تھا۔

"اس کو لگتا ہے اپنی جان پیاری نہیں۔۔اور خبردار جو تم نے ایک معمولی سے رزلٹ پر آنسو بہائے۔۔فورا اپنی آنکھیں صاف کرو۔۔"

شاہزیب نے رحمان کا سوچتے لب بھینچ کر افرحہ کے آنسو صاف کیے تھے۔

"شاہزیب میری پورے سمسٹر کی محنت تھی۔"

وہ اپنی آنکھیں صاف کرتی بولی تھی۔شاہزیب کو یونیورسٹی میں داخل ہونے کی پرمیشن نہیں تھی جب سے اس نے رحمان کو مارا تھا اس کا یونیورسٹی میں داخلہ ممنوع تھا۔ڈرائیور ہی اسے چھوڑ کر اور لے کر آتا تھا۔

"اگر آپ اپنا غصہ کنڑول کرلیتے تو آج ایسا نہ ہوتا۔۔"

وہ منہ پھولا کر بولی تھی۔شاہزین نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"اگر کسی نے بھی تمھاری طرف گندی نظروں سے دیکھنے کی کوشش کی اس کی آنکھیں نکال لوں گا۔۔میں اپنی محبت کی طرف کسی کو آنکھ بھر کر دیکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔۔تمھارے معاملے مجھ میں کنڑول نام کی کوئی چیز نہیں ہے افرحہ شاہزیب میر حاتم شاہ۔۔"

وہ مضبوط لہجے میں ہر لفظ پر زور دے کر بولا تھا۔

"یہ ایگزام تم دوبارہ سمر میں دے دینا اب ٹینشن لینے لی ضرورت نہیں اور اس گھٹیا شخص سے دور رہنا۔۔"

شاہزیب وارننگ والے انداز میں بولا تھا۔افرحہ نے اس کی بات پر سر ہلایا تھا۔اسے خود بھی رحمان پر شدید غصہ آرہا تھا۔دل کر رہا تھا اس کے بال نوچ لے جس نے اس کے ساتھ ناانصافی کی تھی۔

شاہزیب کے سمجھانے پر وہ تھوڑا پرسکون ہوتی اس کے کندھے پر سر ٹکا گئی تھی۔شاہزیب نے محبت سے اس کے گرد بازو پھیلا لیے تھے۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"عادل۔۔۔عادل۔۔"

اس نے چیخ چیخ کر عادل کو اٹھایا تھا جو گہری نیند میں سو رہا تھا۔۔

"ہاں ہاں کیا ہوا؟"

وہ بجلی کی تیزی سے اٹھ کر بیٹھتا پوچھنے لگا تھا اس نے ناسمجھ نظروں سے بریرہ کو دیکھا تھا۔رات کی ڈیوٹی کی وجہ سے اب وہ اچھا خاصا تھکا ہوا تھا۔

"تم نے کل وعدہ کیا تھا آج میرے ساتھ والک پر جاو گے۔"

وہ کمر پر ہاتھ ٹکاتی بولی تھی۔عادل نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔۔

"مجھے نہیں یاد میں نے یہ کب کہا تھا اور تمھیں کیا ضرورت ہے اتنی ٹھنڈ میں والک کرنے کی؟"

اس نے نیند میں ڈوبی آواز میں پوچھا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"میں موٹی ہورہی ہوں عادل--- تمھیں کوئی فرق ہی نہیں پڑتا--"

وہ پل میں ایموشن ہوگئی تھی۔عادل اس کی نم آنکھیں دیکھ کر گھبرا گیا تھا--

"میری جان تمھیں کس نے کہہ دیا تم موٹی ہوگئی ہو؟"

وہ اس کا نازک سراپا دیکھتا حیرت سے پوچھنے لگا۔

"میں نے ویٹ کیا تھا پورا پانچ کے جی بڑھ گیا ہے--"

وہ نم آنکھوں سے پریشان سی بولی تھی۔عادل نے اسے نرمی سے پکڑ کر اپنے قریب کرتے اس کا ماتھا چوما تھا۔

"اچھا تم پریشان نہ ہو دو منٹ دو میں فریش ہوجاوں پھر چلتے ہیں--"

عادل کے جواب پر وہ خوش ہوگئی تھی عادل اٹھ کر فریش ہونے چلا گیا تھا۔وہ عادل کی جگہ پر بیٹھی بیٹھی کب سوگئی اسے پتا ہی نہیں چلا--عادل نے فریش ہوکر جب اسے سوتے دیکھا تو اپنا سر جھٹک کر اسے جگانے کی بجائے وہ خود بھی لیٹ گیا تھا۔شدید تھکاوٹ کی وجہ سے بریرہ کو باہوں میں بھرے وہ جلدی سو گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

دانین اس رات کے بعد دو دن سے کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔آج وہ براون ڈریس میں اپنے بالوں کو کھلا چھوڑے باہر نکل ہی آئی تھی۔ملی نے اسے نیچے آتے دیکھ کر مسکرا کر دیکھا تھا۔

روحان نے نظریں اٹھاتے اسے اچھے سے دیکھا تھا۔اتنے دنوں بعد اسے سامنے دیکھ کر اس کے بے چین دل کو سکون مل گیا تھا۔

دانین کو اپنی طرف دیکھتا محسوس کر کے وہ اپنے چہرے پر سخت تاثرات لاتا چہرہ بالکل سیدھا کر گیا تھا۔دانین نے ایک نظر اسے دیکھتے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں سے کھیلنا شروع کیا تھا۔

روحان نے کن اکھیوں سے اس کی یہ حرکت دیکھی تھی وہ اسے کافی نروس لگ رہی تھی۔

"مجھے باہر جانا ہے آج۔۔"

وہ گہرا سانس لیتی روحان کی طرف دیکھتی بولی تھی۔روحان نے دھیرے سے سر ہلایا تھا۔آج دھوپ نکلی تھی موسم کافی اچھا تھا تبھی وہ باہر جانا چاہتی تھی۔

"اوکے میم--"

روحان نے سپاٹ انداز میں جواب دیتے اپنی ٹیم کو انفارم کیا تھا۔

ملی کے ناشتہ سرو کرنے کے بعد وہ ڈریس چینج کرتی لونگ کوٹ پہنتی مفلر گلے میں ڈالے نیچے آئی تھی۔روحان کو وہ انتہائی کیوٹ لگ رہی تھی۔

اپنے جذبات پر قابو پاتا وہ فورا پروفیشنل ہوا تھا۔ملی بھی ان کے ساتھ جارہی تھی۔روحان نے سر ہلاتے دانین کے لیے دروازہ کھولا تھا۔

"کیوٹ لگ رہی ہو--"

اس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولتے روحان نے دھیرے سے جھک کر اس کے کان میں کہا تھا۔دانین نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"سٹے ان یور لمٹس--"

وہ غصے سے اسے گھورتی اونچی آواز میں بولی تھی۔باقی گارڈز اور ملی بھی اس کی طرف متوجہ ہوگئے تھے۔روحان نے بے ساختہ اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں--

"کیا ہوا دانین ؟"

ملی نے مشکوک نظروں سے روحان کو گھورا تھا۔

"کچھ نہیں۔۔"

وہ نظریں پلٹتی تیزی سے بولی تھی۔روحان نے تیزی سے گاڑی کا دروازہ بند کرتے آگے والی سیٹ کا دروازہ کھولا تھا۔

"آپ کو آنے کی ضرورت نہیں کسی اور گارڈ کو بھیج دیں۔۔"

وہ سخت لہجے میں روحان سے بولی تھی۔روحان نے جبڑے بھینچتے کھولا ہوا دروازہ زور سے بند کیا تھا۔اونچی آواز سے وہ بری طرح بدکی تھی۔

"اوکے۔۔"

وہ سرد لہجے میں بولتا اپنے ساتھی سٹیون کو اشارہ کرچکا تھا۔اسے ساری ہدایات دیتا وہ پلٹ کر گھر کے انداز چلا گیا تھا۔دانین نے کن اکھیوں سے اسے جاتے دیکھا تھا۔ناجانے اس کی غیر موجودگی میں اسے شدید گھبراہٹ کیوں ہونے لگی تھی۔اس نے بے ساختہ زور سے ملی کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔جس نے دھیرے سے اس کا ہاتھ تھامتے سہلاتے ہوئے اسے پرسکون کرنے کی کوشش کی تھی۔

"فاطمہ مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔ میں نے نورے کے حوالے سے تم پر اندھا یقین کیا اور تم اس کا فائدہ اٹھاتی اس پر ہاتھ اٹھانے لگی ؟"

میر شاہ کے لہجے میں غصہ اور مایوسی تھی۔

"م۔۔میر ایسا نہیں ہے نورے مجھ سے بدتمیزی کرتی تھی بس اسی وجہ سے میں نے ایک دو بار اس پر ہاتھ اٹھا دیا اس کے علاوہ میں نے کبھی اسے نہیں مارا۔۔"

فاطمہ بیگم آنکھوں میں آنسوؤں لاتی تڑپ کر بولیں تھیں۔

"فاطمہ میں کس کا یقین کروں ؟ اپنی بچوں کا جو سچ بول رہے ہیں یا تمھارے ان آنسوؤں کا۔۔؟ ایک دو بار ہاتھ اٹھانے کی بات نہیں یہاں بات مارنے کی ہے میں نے خود کب۔۔"

وہ بولتے بولتے رک گئے تھے انھیں اچانک وہ دن یاد آیا جب انھوں نے شاہزیب کو تھپڑ مارا تھا۔

"مجھے معاف کردیں میر اب میں کبھی ایسا نہیں کروں گی۔۔"

فاطمہ ان کے چہرے پر سائے لہراتے دیکھ کر تیزی سے بولیں تھیں۔

"ٹھیک ہے فاطمہ میں تم پر دوبارہ یقین کر رہا ہوں۔۔نورے پر اب کبھی ہاتھ مت اٹھانا۔۔"

وہ اپنی بیوی کے نم چہرے کو دیکھتے پلٹ کر باہر نکل گئے تھے۔

اپنے بیٹے پر یقین نہ کرنے کی پشیمانی اور بیٹی کے مایوس کن اور اجنبی انداز نے انھیں توڑ دیا تھا۔وہ اس وقت اس سب سے دور جانا چاہتے تھے۔فاطمہ سے تو وہ کافی دنوں سے بات کرنا چاہتے تھے مگر انھیں آج موقع ملا تھا۔

گھبراہٹ محسوس کرتے انھوں نے گھر سے باہر نکلتے اپنی شرٹ کے بٹن کھولے تھے۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔"

شاہزیب جو نیچے پانی لینے آیا تھا وہ ان کو دیکھتے ان کے پاس آیا تھا جو زرد چہرہ لیے آسمان کو دیکھ رہے تھے۔

"ہاں۔۔بس گھبراہٹ ہورہی ہے۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ شاہزیب کی طرف دیکھتے بولے تھے۔شاہزیب نے اپنے ہاتھ میں پکڑی پانی کی بوٹل ان کی جانب بڑھائی تھی۔

"مجھے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی میرے ساتھ ہوسپٹل چلیں۔۔میں اپنی گاڑی کی چابی لے کر آیا۔۔"

وہ تیزی دے بولتا بنا ان کا جواب سنے کمرے میں بھاگ گیا تھا۔اس کی فکر مندی پر ان کی آنکھیں بھیگ گئی تھی۔پانی پی کر بوٹل وہ سائیڈ پر رکھ چکے تھے۔۔

شاہزیب افرحہ کو بتاتا انھیں ڈاکٹر کے پاس لے گیا تھا۔ان کا بی پی کافی ہائی تھا انھیں ڈرپ لگی تھی۔ڈاکٹر نے اسے بتایا تھا کہ وہ میر شاہ کو بروقت لے آیا ورنہ انھیں ہرٹ اٹیک بھی ہوسکتا تھا۔

شاہزیب ڈاکٹر کی بات سن کر پریشان ہوگیا تھا۔جیسے بھی تھے میر شاہ اس کے باپ تھے۔

"شاہزیب۔۔ میری ایک خواہش پوری کردو۔۔"

انھوں نے اپنے پاس کھڑے شاہزیب کو اپنے قریب بلایا تھا۔شاہزیب سوالیہ نظروں سے ان کی جانب جھکا تھا۔

"مجھے معاف کردو۔۔"

میر شاہ کی بات پر وہ ساکت ہوا تھا۔

"میں نے آپ کو معاف کیا۔۔"

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا تھا۔

"دل سے؟"

میر شاہ نے امید سے پوچھا۔

"جی۔۔"

اس نے سر ہلایا تھا۔میر شاہ پر ایک سکون دار مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔شاہزیب نے ان کا ہاتھ ہلکے سے دبایا تھا۔وہ کیا بتاتا کہ آپ کی ابھی تک بے اعتباری اسے تکلیف پہنچاتی ہے لیکن باپ کی ناساز حالت نے خاموش کروا دیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ چونکہ گھر میں اکیلا تھا اس نے اپنے لیے کچھ کھانے کے لیے بنانے کا سوچا تھا۔اپنا بلیک کورٹ اتار کر صوفے پر پھینکتا وہ اپنی سلیوز فولڈ کرنے لگا تھا۔دانین پر وہ چاہ کر بھی غصہ نہیں کر پارہا تھا کیونکہ جانتا تھا لمٹ اس نے خود کراس کی تھی۔

اپنے لیے برگر بنانے کا سوچتا وہ ساری چیزیں نکال کر تیزی سے ہاتھ چلانے لگا تھا۔کام کرتے وقت ہر پل اس گڑیا کا خیال ذہن میں تھا جو اسے گھاس تک نہیں ڈال رہی تھی۔

ایک سرد آہ بھرتے وہ کیچن میں موجود سٹول کھینچ کر بیٹھتا اپنا برگر کھانے لگا تھا۔ ابھی پہلی بائٹ ہی لی تھی جب اس کا فون رنگ ہوا تھا۔ برگر رکھتے اس نے سٹیون کی کال دیکھتے فورا ریسیو کی تھی۔

"روحان دانین کو پینک اٹیک ہو رہا ہے وہ کسی کو اپنے قریب نہیں آنے دے رہی ہمیں تمھاری ضرورت ہے۔۔"

اس کی بات سنتے وہ بجلی کی تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھتا باہر بھاگا تھا۔ باہر کی ٹھنڈی ہوا اس کے چہرے سے ٹکرائی تھی۔

"لوکیشن سینڈ کرو مجھے۔۔۔اور اس کے قریب مت جاو ملی کو کہو وہ کچھ ہیلپ کرے۔۔۔ہوا کیا ہے؟"

اس نے گاڑی میں بیٹھتے پوچھا تھا۔

"ہم لوگ پارک میں اچانک ایک بچہ کھیلتے کھیلتے گر گیا اس کے سر پر چوٹ لگ گئی اس کے سر سے نکلتا خون دیکھ کر وہ گہرے گہرے سانس لینے لگی اور کچھ بڑبڑانے لگی ملی اور ہم نے اس کے پاس جانے کی کوشش کر مگر وہ چیخنے لگتی ہے۔۔۔"

روحان نے اس کی بات سنتے اپنی گرفت سٹیرینگ ویل پر مضبوط کرتے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی تھی۔ پندرہ منٹ کا فاصلہ اس نے پانچ منٹ میں طے کیا تھا۔

تیزی سے گاڑی روکتا وہ دروازہ بنا بند کیے بنا پارک میں بھاگا تھا۔کچھ لوگ ان کے ارد گرد کھڑے تھے۔وہ سب کو پیچھے ہٹاتا آگے بڑھا تھا۔وہ زمین پر گھٹنوں کے گرد بازو باندھے تیزی سے کچھ بڑبڑا رہی تھی۔سر کو نفی میں ہلاتی وہ لوگوں کو دیکھتی تیز تیز سانس لے رہی تھی۔

"میری شکل کیا دیکھ رہے ہو ہٹاو ان سب کو۔۔"

سب کو اپنی جانب دیکھتا وہ سٹیون کی طرف مڑتا تیز آواز میں بولا تھا۔اس کی نظریں گھاس پر بیٹھی دانین پر پی ٹکی تھی۔پاوں کے بل زمین پر بیٹھتے اس نے نرم آواز میں اسے پکارا تھا۔

"دانین۔۔"

"دانین میری طرف دیکھو۔۔"

وہ مضبوط لہجے میں تھوڑا اونچی آواز میں بولا تھا۔دانین کی بھیگی نم آنکھیں بے ساختہ اس کی جانب اٹھی تھیں۔وہ ایک دم خاموش ہوگئی تھی۔

"ریلکس۔۔کوئی تمھیں کچھ نہیں کہہ رہا۔۔تم سیف ہو۔۔"

وہ ہاتھ اٹھاتا دھیرے دھیرے اس کے پاس جارہا تھا۔دانین آنکھیں پھیلائے اسے دیکھتی گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔

"د۔۔دور رہو۔۔"

چند آنسو نکلتے اس کی گال پر بہہ نکلے تھے۔روحان اپنی جگہ پر رک گیا تھا۔

"اٹس اوکے۔۔جسٹ ریلکس۔۔"

وہ مضبوط لہجے میں بولا تھا۔اس کی گہری آواز سن کر دانین واقعی ہوش میں آنے لگی تھی۔پلکیں جھپکتے اس نے روحان کو دیکھا تھا جو اس کی بات مانتا بالکل سٹل بیٹھا تھا۔

"م۔۔مجھے گھر جانا ہے۔۔"

وہ تیز تنفس سے بنا کسی کی طرف دیکھے روحان سے مخاطب ہوئی تھی۔روحان نے سر ہلاتے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔

"ہم گھر جائیں گے۔۔"

اس کے ہاتھ کی طرف دیکھتے دانین نے اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔پھر دھیرے سے اپنا نازک کانپتا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا تھا۔روحان کے ہاتھوں میں اس کا ہاتھ چھوٹا سا لگ رہا تھا۔روحان نے اسے ہاتھ سے تھامتے کھڑا کیا تھا۔ملی منہ کھولے کبھی ان دونوں کی طرف اور کبھی ان کے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔اسے یقین نہیں آرہا تھا دانین نے کسی کو خود کو چھونے دیا تھا۔

سٹیون کو اشارہ کرتا روحان اسے اپنے ساتھ لیتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔اس کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے اس نے دانین کو بیٹھنے میں مدد کی تھی۔

دانین کے سیٹ بیلٹ نہ باندھنے پر اس نے جھکتے اس کی سیٹ بیلٹ باندھی تھی۔دانین نے اس کے جھکنے پر سانس روک لی تھی۔روحان نے مسکراہٹ دباتے اس کی یہ حرکت محسوس کی تھی۔

اس کی سیٹ بیلٹ باندھتے اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی۔

روحان کو دانین کا یوں ہاتھ تھام کر اس پر بھروسہ کرنے کا انداز سرور بخش رہا تھا۔اس کو ایک انجانی خوشی محسوس ہورہی تھی۔

دانین کو خود پر حیرت تھی اس نے کیسے روحان کو چھوا اسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی۔روحان کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دیکھتی وہ فورا اپنی نظریں جھکا گئی تھی۔گھر پہنچتے وہ تیزی سے نکل کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

روحان نے اس کے جانے کے بعد اپنا ٹھنڈا برگر گرم کرکے کھاتے سٹیون کے آنے کے بعد ان سے سارا واقعہ تفصیل سے پوچھا تھا پھر اسے ملی سے پتا چلا تھا کہ خون سے بھی اس کا پینک اٹیک ٹریگر ہوجاتا ہے انھیں اس بات کی خبر نہیں تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

صبح اٹھ کر اپنے چہرے کی حالت دیکھتے اس نے یونیورسٹی جانے کا ارادہ کینسل کرنے کا سوچا پھر اچانک فاطمہ بیگم کا سوچتے اس نے ارادہ بدل لیا تھا گلابی رنگ کا سمپل سا کرتا اور سفید ٹراوزر پہنے نورے نے ہلکا سا میک اپ اور لپ اسٹک سے اپنا زخمی ہونٹ اچھے سے کور کر لیا تھا۔بالوں کو ڈھیلے انداز میں کچھ اس طرح باندھے نے چند آوارہ لٹیں اس کے چہتے کا احاطہ کیے ہوئے تھے۔

اس نے ہلکی مسکراہٹ کھینچتے خود کو آئینہ میں دیکھا تھا۔دیکھنے والوں کو وہ خوش رہنے والی حسین لڑکی دکھائی دینی تھی۔اس نے مسکراہٹ سمٹ کر دوپٹہ کندھے پر ڈالتے بیگ اٹھایا تھا بنا ناشتہ کیے وہ گھر سے نکل گئی تھی۔

یونیورسٹی پہنچتے اسے اپنی کلاس کی طرف جاتے ہوئے اپنی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھاتا ہوا محسوس ہوا تھا۔اس نے کل دوپہر سے کچھ نہیں کھایا تھا جس کے اثرات اب ظاہر ہورہے تھے۔

اپنا سر جھٹکتے اس نے آنکھوں کے آگے سے اندھیرا ہٹانا چاہا تھا۔کلاس کے سامنے پہنچ کر وہ بری طرح لڑکھڑائی تھی جب ایک لڑکے نے اسے بازو سے تھام کر گرنے سے بچایا تھا۔

"آر یو آلرائیٹ ؟"

اس لڑکے نے نورے کو سیدھا کھڑا کرتے پوچھا تھا۔نورے نے آنکھیں جھپک کر دھیرے سے سر ہلایا تھا۔

"اگر آپ لوگوں کی باتیں ختم ہوگئی ہو تو کلاس کا راستہ چھوڑیں گے۔۔؟"

شازل کی غصے سے بھری آواز سنتے نورے نے بھنویں بھینچ کر شازل کو دیکھا تھا جو غصے سے سرخ آنکھوں کے ساتھ اس لڑکے کے ہاتھ کو نورے کے بازو پر دیکھ رہا تھا۔

"جی سر۔۔"

وہ لڑکا تیزی سے نورے کا بازو چھوڑتے پیچھے ہٹ گیا تھا۔

"تھینک یو۔۔"

شازل کے گزرنے کے بعد نورے نے لڑکے کا شکریہ ادا کیا تھا جو مسکرا کر سر ہلاتا کلاس میں چلا گیا تھا۔وہ بھی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی کلاس میں داخل ہوگئی تھی۔

شازل کی نظروں کی تپش محسوس کرکے نورے نے ناسمجھ نظروں سے اسے دیکھا تھا جو معمول سے زیادہ غصے میں لگ رہا تھا۔

شازل نے غصے سے مارکر پکڑ کر بورڈ کر سرپرائز کوئیز لکھا تھا۔نورے کو لڑکے کے ساتھ دیکھ کر نا جانے کیوں اسے شدید غصہ آرہا تھا۔

کوئیز کا سن کر ساری کلاس اونچی اونچی بولنے لگی تھی۔سونیا نے ناگوار نظروں سے نورے کو دیکھا تھا جو پیچھے جاکر بیٹھ گئی تھی۔

غصے میں شازل نے انتہائی مشکل کوئیز دے دیا تھا جس سے ساری کلاس پریشان سی بیٹھی تھی۔نورے پیج اپنے سامنے رکھے بس گھورے جارہی تھی ایک بھی لفظ اس نے ابھی تک نہیں لکھا تھا اور ٹائم ختم ہونے والا تھا۔

"اگر تمھیں لگتا ہے اسے گھورنے سے کوئیز خود بخود لکھا جائے گا تو تم بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہو نورے۔۔"

شازل جو کب سے اسے دیکھ رہا تھا باآلاخر اس کے پاس آتا بول ہی پڑا تھا۔

"کیا آپ کے ڈسٹرب کرنے کے مجھے مارکس ملیں گے ؟"

اس کے اونچی آواز میں پوچھنے پر کلاس ان کی طرف مڑ کر دیکھنے لگی تھی۔

"سب لوگ اپنے کوئیز پر فوکس کریں۔۔"

شازل کے غصے سے بولنے ہر سب کی گردنین پیپر پر جھک گئی تھیں سوائے سونیا کے جو انھیں ہی گھور رہی تھی۔

"اپنی زبان کو قابو میں رکھنا سیکھو نورے ورنہ میرے پاس بہت سے طریقے ہیں اسے بند کرنے۔۔"

وہ تیز لہجے میں بولتا پلٹ گیا تھا۔نورے میں ہمت نہیں تھی ورنہ ضرور اسے کرارا سا جواب دے دیتی۔۔

کوئیز ختم ہونے پر اس نے خالی پیپر پکڑا دیا تھا۔شازل نے اس کا پیپر تھامتے آنکھیں گھمائی تھی۔اسے یقین تھا وہ خالی ہی دے گی۔

نورے کا چہرہ قریب سے دیکھنے پر اسے اس کا پھٹا ہوا ہونٹ لپ اسٹک کے نیچے دکھا تھا۔جس پر نظر پڑتے ہی اس نے زور سے جبڑے بھینچ لیے تھے۔نورے کوئیز دیتی کچھ کھانے کے لیے تیزی سے کیفے چلی گئی تھی۔

شازل کوئیز اکٹھے کرتا جانے لگا تھا جب سونیا نے اسے روکا تھا۔شازل نے سوالیہ نظروں دے اسے دیکھا تھا۔

"کیا آپ مجھے ایکسٹرا لیکچرز دے سکتے ہیں ؟ میرے جو لیکچرز مس ہوچکے ہیں ان میں مجھے کافی مشکل ہورہی ہے.."

اس نے مسکرا کر پوچھا تھا۔

"میں سلائیڈز شئیر کردوں گا مجھے یقین ہیں انھیں پڑھنے کے بعد آپ مجھے تکلیف نہیں دیں گی.."

وہ آنکھیں گھما کر اکھڑے لہجے میں بولتا وہاں سے چلا گیا تھا۔سونیا نے اس کے جواب پر پیر پٹخے تھے..

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

دانین گہری نیند میں تھی جب نیچے سے آتی اونچی آوازیں سن کر وہ فورا اٹھ بیٹھی تھی۔اپنے باپ کی آواز سنتی وہ تیزی سے کمرے کا دروازہ کھولتی باہر نکلی تھی۔

"تم اور تمھاری ٹیم کسی کام کی نہیں ہے میری بیٹی کی ڈھنگ سے حفاظت بھی نہیں کرسکتے.."

https://classicurdumaterial.com/

آغا خان کی اونچی آواز سارے گھر میں گونج رہی تھی۔اس نے آنکھیں پھیلا کر انھیں دیکھا تھا۔

"سر میم نے کہا تھا وہ باہر جانا چاہتی ہیں اور ہمیں کسی نے نہیں بتایا تھا کہ بلڈ سے ان کا پینک اٹیک ٹریگر ہوجاتا ہے۔۔"

روحان حد درجہ پرسکون لہجے میں بولا تھا۔

"چٹاخ۔۔۔"

آغا خان نے غصے میں اس کے منہ پر تھپڑ مارا تھا۔دانین نے بے ساختہ منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔

روحان نے مٹھیاں بھینچتے سرخ نظروں سے آغا خان کو گھورا تھا۔

"مجھ سے زبان درازی کی کوشش بھی مت کرنا اپنی غلطی ایکسپٹ کرو۔۔"

آغا خان غصہ میں بولے تھے۔

"آئی کوئٹ۔۔"

روحان نے غصے سے بلو ٹوتھ نکالتے زمین پر پھینکا تھا۔دانین اس کی بات سنتی ساکت ہوگئی تھی۔

تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی وہ نیچے اتری تھی۔

"بابا ان کی کوئی غلطی نہیں ہے وہ سب کچھ اچانک ہوا تھا۔"

وہ تیزی سے بولی تھی۔روحان نے ایک نظر اس پر ڈالی تھی۔

"جانے دو۔۔۔ آیا بڑا پتا نہیں خود کو سمجھتا کیا ہے۔۔ان جیسے لوگ ہمارے پیسوں پر پلتے ہیں اور ہمیں ہی آنکھیں دکھاتے ہیں۔۔"

آغا خان ہنکار بھرتے غصے میں بولے تھے۔

روحان ان کی بات سنتا رکا تھا۔آغا خان کی طرف مڑتے وہ دو قدم چلتا ان کے سامنے گیا تھا۔

ہلکی مسکان کے ساتھ انھیں دیکھتے اس نے اپنے کوٹ میں ہاتھ ڈالتے چیک بک نکالی تھی۔

"بلینک چیک ہے جتنا چاہیں بھر لیں--یہ کام میں شوقیہ کرتا ہوں ورنہ اتنے پیسے ہیں میرے پاس آپ کو کھڑے کھڑے خرید سکتا ہوں--"

روحان طنزیہ مسکراتا چیک ان کی طرف پھینکتا بولا تھا۔احساس اہانت سے آغا خان کا چہرہ سرخ سیب بن گیا تھا۔دانین آنکھیں پھیلائے کبھی اسے اور کبھی آغا خان کو دیکھ رہی تھی۔

"تم دفع ہوجاو میرے گھر سے--"

آغا خان چیخے تھے۔

"شوق سے--"

وہ ایک نظر پریشان کھڑی دانین پر ڈالتا مڑ گیا تھا۔

"بابا اس کی کوئی غلطی نہیں تھی--آپ نے ایسا کیوں کیا--"

وہ روحان کو جاتے دیکھ کر چیخی تھی۔آغا خان نے حیرانی سے اپنی بیٹی کو دیکھا تھا جو ان سے چیخ کر بات کر رہی تھی۔

"دانین اس شخص کو جانے دو میں نیو باڈی گارڈ ہائیر کر لوں گا--"

https://classicurdumaterial.com/

آغا خان نے پیار سے اسے کہا تھا۔

"نہیں مجھے وہ ہی چاہیے۔۔"

وہ کانپتی آواز میں چیختی گہرے گہرے سانس لینے لگی تھی۔

"مجھے چھوئیں مت۔۔"

وہ آغان خان کا ہاتھ اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر لڑکھڑا کر پیچھے ہٹتی چیخ کر بولتی اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔پیچھے آغا خان اسے آواز دیتے رہے تھے لیکن وہ رکی نہیں تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"وہ کل رات سے روم میں بند ہے کھانے کے لیے بھی روم نہیں کھول رہی۔۔"

ملی نے کھانے کی ٹرے ٹیبل پر رکھتے صوفے پر بیٹھے آغا خان کو کہا تھا جو آرام سے بیٹھے تھے۔دانین کے پینک اٹیک کا سن کر وہ شدید پریشان ہوگئے تھے تبھی اپنا بزنس ٹرپ شارٹ کرتے وہ رات کو ہی واپس آگئے تھے۔

"میں بات کرتا ہوں۔۔"

آغا خان نے سرد آہ بھرتے کہا تھا۔ملی نے سر جھٹکا تھا۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا۔۔"

آغا خان اٹھے ہی تھے جب مقابل کی بات سنتے انھوں نے حیرانی سے ابرو اچکاتے اسے دیکھا تھا۔

"میں نے کیا اچھا نہیں کیا ملائکہ ؟"

انھوں نے ملی کو گھورتے ہوئے بے حد سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"روحان کو تھپڑ مار کر یہاں سے نکال کر۔۔"

وہ آغا خان کی نظروں سے نظریں ملاتی بولی تھی۔اپنا پورا نام سن کر غصے سے وہ دانت ہیس کر رہ گئی تھی ایک عرصے سے کسی نے اسے اس نام سے نہیں بلایا تھا۔

"وہ ڈیزرو کرتا تھا۔۔"

وہ غصے میں بولے تھے۔

"وہ اس وقت ہمارے ساتھ نہیں تھا کیونکہ آپ کی بیٹی نے اسے ساتھ آنے سے منع کردیا تھا۔"

"اور سب سے حیران کن بات پتا ہے کیا ہے ؟ آپ کی بیٹی کو اس نے ریلکس کیا تھا۔۔اس کی آواز سن کر اس کا پینک اٹیک رکا تھا۔۔"

وہ بھی غصے میں بولی تھی۔ملائکہ عرف ملی دس سال کی عمر سے دانین کے ساتھ تھیں۔ملی دانین کے لیے ایک سرونٹ سے بڑھ کر تھیں۔۔جس کا اندازہ سب کو تھا۔

"کبھی دماغ سے بھی سوچ لیے کریں خان صاحب۔۔"

وہ ملامتی نظروں سے انھیں دیکھتی اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں۔۔وہ کبھی ان سے ایسا نہ بولتی اگر وہ روحان کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتے۔۔

"دانین دروازہ کھولو۔۔"

ملائکہ کی بات پر وہ غصے سے سرخ پڑ گئے تھے ایک گہری سانس خارج کرتے اپنا غصہ قابو کرتے وہ تیزی سے اوپر دانین کے کمرے میں گئے تھے۔

"مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔"

وہ بھاری آواز میں بولی تھی۔

"اچھا ناراضگی مجھ سے ہے تو کھانے سے کونسی دشمنی ہے۔۔؟"

انھوں نے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں سننا۔۔۔ آپ نے اس کے ساتھ اچھا نہیں کیا۔۔میں آپ کو بتا رہی ہوں مجھے کوئی اور باڈی گارڈ اس کے علاوہ گھر کے اندر دکھائی دیا میں اپنے ہاتھوں سے اس کا گلا دبا دوں گی۔"

اس کی دھمکی ہر ناچاہتے ہوئے بھی آغا خان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی تھی۔

"میں اس مغرور شخص کو دوبارہ ہائیر نہیں کر رہا دانین۔۔"

وہ ایک دم سنجیدہ ہوتے روحان کے بارے میں سوچتے غصے سے بولے تھے۔

"جب تک آپ اسے واپس نہیں لائیں گے میں دروازہ نہیں کھولوں گی۔۔"

اس نے چیخ کر کہا تھا۔جواباً آغا خان نفی میں سر ہلاتے چلے گئے تھے۔ان کی انا کو کہا منظور تھا روحان کو دوبارہ ہائیر کرتے۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"جلدی کرو لڑکے وہ خان پروفیسر پھر میرے پیچھے پڑ جائے گا۔۔"

نورے جو کنٹین سے چیزیں لے کر بیگ میں ڈالتی واپس مڑنے لگی تھی پیون کی بات سنتی وہ ایک دم چوکنا ہوئی تھی۔۔

پیون کے چائے پکڑ کر جانے کے بعد وہ تیزی سے جوس سٹال پر گئی تھی وہاں سے پیسے دے کر نمک پکڑتے وہ تیزی سے پیون کے پیچھے بھاگی تھی۔

"بات سنیں۔۔"

نورے نے پیون کو روکا تھا۔

"وہاں سر اکرم آپ کو بلا رہے ہیں۔۔"

وہ تیزی سے بولی تھی۔

"میں یہ چائے دے کر ان کے بات سن لوں گا۔۔"

پیون ماتھے پر بل ڈال کر بولا تھا۔

"وہ دیکھیں سر اکرم آپ کو بلا رہے ہیں۔۔"

اس نے ہاتھ کا اشارہ کیا تھا پیون کے گردن موڑنے پر اس نے تیزی سے نمک چائے میں انڈیل دیا تھا۔

"کہاں ہے لڑکی ؟؟ وہاں کوئی بھی نہیں ہے--"

پیون نے تھوڑا غصے سے کہا تھا۔

"لگتا ہیں اب چلے گئے ہیں--"

وہ تیزی سے مڑتی بھاگ گئی تھی۔پیون اسے گھورتا شازل کو چائے دینے چلا گیا تھا۔

شازل نے ابھی ایک گونٹ ہی بھرا تھا جب وہ فورا کی صورت اس کے منہ سے نکل گئی تھی۔اتنا گندا ٹیسٹ--؟

"رکو یہ کہاں سے لے کر آئے ہو؟ اس میں لگتا ہے دودھ کی جگہ بھی نمک ڈالا ہوا ہے--"

وہ غصے میں بولا تھا۔اس کے منہ کا سارا ذائقہ خراب ہوگیا تھا۔

"سر جی کیفے سے لے کر آیا ہوں--"

پیون گھبراتے ہوئے بولا تھا۔

"پھر اس میں نمک کہاں سے آیا ؟"

وہ ائبرو اچکاتے سخت لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"سر جی ایک لڑکی نے راستے میں روکا تھا شاید اس نے شرارت کی ہوگی۔۔"

پیون نے سوچتے ہوئے بتایا۔۔

"نورے۔۔۔"

وہ غصے میں دانت پیس کر رہ گیا تھا۔

"اس لڑکی کو میرے آفس میں بھیجو۔۔"

وہ نورے کا نام اور اس کی کلاس پیون کو بتاتا بولا تھا جو جھٹ سر ہلا کر نکل گیا تھا۔

نورے شازل کے بلاوے پر گھبرا گئی تھی۔پیون سارا راستہ اسے گھورتا آیا تھا۔شازل کے آفس کے سامنے پہنچ کر وہ لب کاٹتی اندر داخل ہوئی تھی۔

"تم جاو یہاں سے۔۔"

نورے کو گھورتے شازل نے پیون کو اشارہ کیا تھا۔پیون کے جاتے ہی اپنی کرسی سے کھڑے ہوتے اس نے اپنی جیکٹ سے گن نکالی تھی۔

"ادھر آو۔۔"

گن کے اشارے سے شازل نے اسے میز کے پاس بلایا تھا۔نورے نے جھٹ سے سر نفی میں ہلایا تھاپنک سوٹ میں وہ سر ہلاتی معصوم بچی لگ رہی تھی۔

"سنائی نہیں دیا میں نے کہا ادھر آو۔۔"

شازل کے تیز آواز میں بولنے پر وہ مردہ قدم اٹھاتی اس کے قریب گئی تھی۔

"تم نے میری چائے میں نمک میں ڈالا ہے۔۔اب تم ہی یہ چائے پیو گی۔۔"

نورے کے قریب آنے پر اس نے میز پت پڑی چائے کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"ن۔۔نہیں میں نے کچھ نہیں کیا اور مجھے چائے پسند نہیں۔۔"

اس نے جھٹ سے بولا تھا۔نمک سے بھری چائے پینے کا سوچ کر اسے جھرجھری محسوس ہورہی تھی۔

"میرا دماغ خراب کرنے کی کوشش مت کرو۔۔فورا کپ اٹھاو۔۔"

گن سے اپنا ماتھا مسلتے اس نے سخت لہجے میں کہا تھا۔نورے نے لب کچلے تھے۔

"میں کسی کا جھوٹا نہیں پیتی۔۔"

وہ چائے کے کپ کو گھورتی فورا بولی تھی۔

"میرے تین تک گننے سے پہلے یہ کپ اٹھا لو ورنہ جس طریقے سے میں تمھیں خود چائے پلاوں گا وہ تمھیں پسند نہیں آئے گا۔۔"

وہ کرسی سے اٹھتا کپ اس کی طرف کرتا سختی سے بولا تھا۔

نورے نے ڈر کر فورا کپ اٹھا لیا تھا اس غنڈا کا کیا بھروسہ تھا؟ کچھ بھی کرجاتا۔۔

"اب جلدی سے چائے پیو۔۔"

شازل غصے سے اسے گھورتا بول رہا تھا نورے نے آنکھیں زور سے میچ کر ایک ہی سانس میں ساری چائے اپنی اندر انڈیل لی تھی۔نمک کا ذائقہ محسوس کرکے اس کا جی متلانے لگا تھا۔بری طرح کھانستے اس نے میز پر پڑا شازل کا جھوٹا پانی کا گلاس پکڑ کر ہونٹوں سے لگا لیا تھا۔

اسے چائے پیلا کر شازل کو سکون مل گیا تھا۔چائے کا ذائقہ کتنا خراب تھا اسے ایک گھونٹ سے اندازہ ہو گیا تھا۔

"آپ بہت ظالم اور پتھر دل ہیں۔"

وہ غصے سے شازل کو گھور کر بولتی وہاں سے بھاگ گئی تھی۔آفس سے نکلتے اس کا ٹکراو بری طرح سونیا سے ہوا تھا۔

"اندھی ہو ؟"

سونیا اس کا سرخ چہرہ دیکھ کر چیخ کر بولی تھی۔نورے اسے اگنور کرتی کیفے کی طرف بھاگی تھی۔ابھی وہ جلد سے جلد کچھ میٹھا کھا کر اپنے منہ کا ذائقہ ٹھیک کرنا چاہتی تھی۔
ایک نظر دروازے سے ہلکا سا مسکراتے شازل کو دیکھ کر وہ کچھ اور ہی سمجھی تھی۔مٹھیاں بھینچتی تیزی سے وہ وہاں سے چلی گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"اتنے غصے میں کیوں ہو روحان ؟"

عادل نے حیرانی سے اس سے پوچھا تھا۔جو غصے میں سینڈ بیگ بھی پھاڑ چکا تھا۔صبح صبح اس نے عادل کو کال کر کے بلایا تھا۔اور کوئی دوست نہیں تھا جس سے وہ مشورہ لے پاتا تبھی اس نے عادل کو بلانے کا سوچا۔

"بس کسی نے دماغ خراب کر دیا ہے اس پر غصہ ہے۔۔"

وہ اپنے پسینے سے بھیگے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا تھا۔

"آہ تمھاری گال پر انگلیوں کے نشان ہیں۔۔لگتا ہے کسی نازک حسینا کا تم سے ٹکراو ہوا ہے۔۔"

اپنی اور بریرہ کی ملاقات یاد کرتا وہ ہنس کر بولا تھا۔روحان نے کھاجانے والی نظروں سے اسے گھورا تھا۔

"اپنی بکواس بند رکھو عادل۔۔"

وہ پانی کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگاتا بولا تھا۔

"تم تو ایکچولی کسی مسٹری جوب پر تھے نہ پھر اچانک واپس کیسے آگئے ؟"

عادل نے سنجیدہ ہوتے پوچھا تھا۔

"میں نے چھوڑ دی۔۔"

وہ پانی کی بوتل پر گرفت مضبوط کرتا بولا تھا۔عادل پرسوچ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم پھر اپنی مدر کے ساتھ بزنس کیوں نہیں سنبھال لیتے ؟ یہ جوبز تو تم کرنے سے رہے آرام سے اپنا بزنس سنبھالو اور موجیں کرو۔۔"

https://classicurdumaterial.com

عادل نے کرسی پر بیٹھتے اسے مفت میں مشورہ دیا تھا۔

"دو منٹ کے لیے تمھاری زبان بند نہیں ہو سکتی ؟"

وہ خاصا تپ کر بولا تھا۔

"اوکے برو۔۔"

وہ چپ کرتا آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔

"تمھیں کیسے پتا چلا تھا تم بریرہ کو پسند کرتے ہو؟"

اس نے اچانک پوچھا تھا۔جب سے جوب چھوڑ کر آیا تھا ایک عجیب سی بے چینی تھی۔بار بار آنکھوں کے آگے دانین کا چہرہ آرہا تھا۔

"اہمم۔۔ اہمم۔۔ لگتا ہے ہمارے لڑکے کو بھی کوئی لڑکی پسند آگئی ہے۔۔"

وہ طنزیہ ہنس کر بولا تھا۔روحان نے پانی کی بوتل اٹھا کر اس کے چہرے کی طرف پھینکی تھی جو ایک ہی جھٹکے میں عادل کیچ کر چکا تھا۔

"شٹ اپ جو پوچھا ہے اس کا جواب دو ورنہ میں بریرہ سے خود پرسنلی پوچھ لوں گا۔۔"

روحان کی بات نے اسے غصہ دلا دیا تھا۔وہ ایک دم کھڑا ہوا تھا۔

"میری بیوی سے دور رہا کرو--"

اس نے سنجیدگی سے روحان کو اگنور کیا تھا جس نے سر جھٹکا تھا۔

"جو پوچھا ہے اس کا سیدھا سیدھا جواب دو--"

روحان نے آنکھیں گھماتے کہا تھا۔

"جب آپ کسی کو چاہتے ہیں تو آپ کا دل تیزی سے دھڑکنے لگتا ہے--مقابل کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنے کا دل کرتا ہے--کوئی غیر اس کے ساتھ یا پاس ہو تو برداشت نہیں ہوتا--"

عادل سادہ سے الفاظ میں جوابا بولا تھا۔

"اوکے اب جاو--"

روحان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کا کہا تھا۔عادل آنکھیں گھماتا بوتل واپس اس کی طرف پھینکتا مڑ گیا تھا۔وہ ڈیوٹی پر جانے سے پہلے اس سے ملنے آیا تھا۔اب وہ سیدھا پولیس اسٹیشن گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"اب انکل ٹھیک ہیں ؟"

افرحہ نے اس کے فریش ہوکر نکلتے پوچھا تھا۔

"ہمم۔۔"

وہ ہنکار بھرتا بیڈ پر بیٹھنے کے انداز میں لیٹی افرحہ کی گود میں منہ چھپا گیا تھا۔

"کچھ ہوا ہے شاہزیب ؟"

اس نے نرمی سے اپنی انگلیاں شاہزیب کے بالوں میں چلاتے پوچھا۔

"میں نے انھیں معاف کردیا افرحہ۔۔"

وہ بھاری آواز میں بولا تھا۔افرحہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا جو ضرورت سے زیادہ ٹینس لگ رہا تھا۔

"کسے معاف کردیا ؟ انکل کو؟"

جواباً شاہزیب نے ہنکار بھرا تھا۔

"آپ اگر دل سے معاف نہیں کرسکتے تھے تو زبان سے بھی نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

افرحہ اس کی حالت سمجھتی بولی تھی۔

"وہ مجھ پر کبھی یقین نہیں کریں گے اور ان کی حالت ایسی نہیں کہ انھیں سٹریس دیا جائے۔۔"

وہ لب بھینچ کر سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔افرحہ نے اس کا چہرہ تھام کر اپنی گود سے اٹھایا تھا۔

"میں آپ کی حالت سمجھ سکتی ہوں شاہزیب۔۔"

وہ نرمی سے اس کی بئیرڈ پر ہاتھ پھیرتی اس کی کالی گہری آنکھوں میں دیکھ کر بولی تھی۔

شاہزیب نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اس کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کیا تھا۔

"تم میرے لیے ایک ایسا معجزا ہو جس کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔۔"

شاہزیب نے اس کے ماتھے پر شدت سے اپنے لب رکھتے ہوئے کہا تھا۔افرحہ نے اس کا ہاتھ تھام کر مسکراتے ہوئے ہونٹوں سے لگایا تھا۔

"اب ٹینشن مت لیں آپ تھک گئے ہوگیں سوجائیں۔۔"

افرحہ کے بولنے پر وہ دوبارہ اپنا سر اس کی گود میں رکھ چکا تھا۔افرحہ کی نرم انگلیوں کا سرسراتا لمس محسوس کرکے وہ چند لمحوں میں ہی سو گیا تھا۔

"نور کیا ہوا آج کل کھانے کے لیے بھی باہر نہیں نکلتی۔۔؟"

صبح کے وقت نورے کی ناشتے پر مسلسل غیر موجودگی کو دیکھتے شاہزیب اس سے بات کرنے روم میں آیا تھا۔

"میرا دل نہیں کرتا سب کے ساتھ کھانے کو۔۔"

اس نے اپنے بیگ میں چیزیں ڈالتے بنا شاہزیب کی طرف دیکھتے کہا تھا۔جبکہ اس کے یوں فکرمند انداز سے اسے اندر ہی اندر خوشی محسوس ہوئی تھی جو اس نے چہرے پر واضح نہیں ہونے دی تھی۔

"کیا کسی نے کچھ کہا ہے تم سے؟"

اس کا اشارہ فاطمہ بیگم کی طرف تھا۔نورے نے ہلکے سے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"نہیں کسی نے کچھ نہیں کہا۔۔مجھے لیٹ ہورہا ہے بعد میں بات کریں گے۔۔"

وہ ٹائم دیکھتی تیزی سے باہر کی طرف بڑھ گئی تھی۔

"ویٹ نورے آج میں تمھیں یونیورسٹی چھوڑ کر آوں گا۔۔"

شاہزیب نے اسے روکتے کہا تھا۔

"اس کی ضرورت نہیں میں ڈرائیور کے ساتھ چلی جاوں گی۔۔"

نورے نے دھیرے سے سر ہلاتے نرم آواز میں کہا تھا۔

"میں دو منٹ میں کیز لے کر آرہا ہوں تم تب تک نیچے جا کر با۔۔بابا سے بات کرلو کل رات ان کی کافی طبیعت خراب تھی۔"

اس نے میر شاہ کے نام کی بجائے بمشکل "بابا" کا لفظ ادا کیا تھا۔نورے نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

اسے کسی نے بتایا نہیں تھا میر شاہ کی طبیعت خراب ہے وہ سر ہلاتی نیچے میر شاہ سے بات کرنے چلی گئی تھی۔

میر شاہ سے ان کی صحت کے بارے میں پوچھتے نورے نے پوری طرح فاطمہ بیگم کو نظر انداز کر دیا تھا۔شاہزیب کے نیچے آتے ہی وہ یونی کے لیے نکل گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

شازل نے صبح ہی کچھ چھوٹے کمرے منگوائے تھے جو اس نے گراونڈ کی پچھلی طرف خود لگانے کا سوچا تھا۔ کل وہ نورے سے اس شخص کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا مگر غصے میں اس کے ذہن سے نکل گیا تھا۔

کالی شلوار قمیض کے ساتھ سکن کلر کا کوٹ پہنے وہ انتہائی پرکشش لگ رہا تھا۔گورا رنگ اور تیکھے نین نکوش بہت سی نظروں کو اپنی جانب متوجہ کر رہے تھے۔

آج یونیورسٹی کے بعد اس کا ارادہ حیدر سلطان سے ملنے کا تھا جو بہت دنوں سے اسے اپنے فارم ہاوس بلا رہا تھا۔ وہ جانا تو نہ چاہتا تھا مگر حیدر سلطان نے کچھ مال منگوایا تھا وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا۔

اسے پتا چلا تھا ایک ہفتے تک چیئرپرسن واپس یونیورسٹی لوٹنے والا ہے اسے ختم کرنے کا پلان بناتے وہ پہلے ہی ساری پلاننگ کرچکا تھا بس اب اس شخص کا انتظار تھا۔

آج وہ لیکچر سے پانچ منٹ پہلے ہی کلاس روم میں آچکا تھا۔ابھی چند ایک سٹوڈنٹس ہی کلاس میں موجود تھے وہ لیپ ٹاپ کھولتا لیکچرز کی سلائیڈز نکالنے لگا تھا۔

کلاس کا ٹائم ہوتے ہی سٹوڈنٹس کلاس روم میں آنے لگے تھے۔سونیا تو سب سے پہلے آکر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔

نورے نے کلاس میں داخل ہوتے شازل کو دیکھ کر منہ گندا سا منہ بنایا تھا کل کی چائے کا ذائقہ محسوس کرکے اسے جھرجھری محسوس ہوئی تھی۔

وہ سٹیپ لیتی پچھلے ڈسک پر جارہی تھی جب اپنی سوچوں میں گم وہ سونیا کو ٹانگ آگے کرتے دیکھ نہ پائی اور بری طرح لڑکھڑائی تھی۔ اس کی ٹھوڑی ٹیبل کے کونے پر زور سے لگی تھی۔

اس کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی تھی۔ شازل جو کن اکھیوں سے اسے ہی دیک رہا تھا وہ فورا چوکنا ہوا۔ سونیا کی حرکت وہ دیکھ چکا تھا۔۔ اپنی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھتی وہ تیزی سے سیدھی ہوئی تھی۔ تکلیف سے اسے اپنے سر میں ٹیسیں اٹھتی محسوس ہونے لگی تھی۔ خون تیزی سے اس کی ٹھوڑی سے نکلتا زمین پر گرنے لگا تھا۔

"نورے۔۔"

وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا تھا کوٹ کی جیب سے اپنا رومال نکالتے اس نے نورے کا ہاتھ ہٹا کر وہاں سے زور سے دبا دیا تھا۔ ساری کلاس پریشانی سے نورے کو دیکھ رہی تھی۔

"اسے زور سے دبا کر رکھو۔۔"

اس کا بازو تھامتے تیزی سے اسے کلاس سے باہر لے جاتے شازل نے تیز لہجے میں کہا تھا۔یونیورسٹی میں کوئی ایسا انتظام نہیں تھا کہ اس کی ٹھوڑی پر لگے زخم کا علاج ہو پاتا وہ اسے یونیورسٹی سے کچھ دور ہوسپٹل لے کر جا رہا تھا۔

"م۔۔مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔۔"

وہ بھیگی آنکھوں سے اس کے ساتھ چلتی بول رہی تھی۔تکلیف سے اس کا نچلا ہونٹ کانپ رہا تھا۔شازل نے اس کی سسکی سن کر جبڑے بھینچے تھے سونیا کی حرکت پر وہ اسے اچھے سے سبق سکھانے کا سوچ رہا تھا۔

"جسٹ کالم ڈاون۔۔"

گاڑی کا دروازہ کھول کر نورے کو بیٹھاتے شازل نے تیزی سے کہتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی۔

"میں نے کہا تھا اسے زور سے پکڑ کر رکھو۔۔"

وہ رومال کو اس کی ٹھوڑی پر ڈھیلا دیکھ کر غصے سے بولا تھا۔خون اس کی ٹھوڑی سے نکلتے اس کے سکن سوٹ پر گرنے لگا تھا۔

"م--مجھے درد محسوس ہوتا ہے دبانے سے--"

وہ کانپتی آواز میں بولی تھی۔شازل نے اس کا چہرہ تھام کر اسے اپنی طرف جھکاتے زور سے رومال اس کے زخم پر دباتے اس کے چہرے پر گرفت مضبوط کرلی تھی۔تکلیف سے مچلتے نورے نے اپنے ناخن اس کے ہاتھ میں زور سے گاڑے تھے۔

"مم---مجھے جانے دیں--- چھوڑیں میرا چہرہ-- مم--مجھے درد ہو رہا ہے--"

وہ کانپتی آواز میں چیخ رہی تھی۔گاڑی کو ایک ہاتھ سے چلاتے شازل نے اس کی جانب مڑتے سخت نظروں سے اسے گھور کر اس کا منہ بند کروایا تھا۔

اسے ہوسپٹل تک جانے کا فاصلہ میلوں کا لگ رہا تھا۔ہوسپٹل پہنچتے ہی شازل اسے تیزی سے اسے کھینچتے اندر لے گیا تھا۔

نورے کے کافی گہرا زخم تھا اسے ٹھوڑی پر ٹانکے لگے تھے۔سٹیچیز لگوانے کے دوران وہ سختی سے شازل کا ہاتھ تھامے رہی تھی۔

شازل گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا جو آنکھیں زور سے میچیں ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی اسے بے ساختہ سونیا پر شدید غصہ آیا تھا۔اسے ڈین کی کال بھی آچکی تھی اور وہ انھیں ساری بات بھی بتا چکا تھا۔

"ت۔۔تھینک یو۔۔"

سٹیچیز لگوانے کے بعد شازل کا ہاتھ چھوڑتی وہ نظریں جھکائے دھیمی آواز میں بولی تھی۔

"اپنے گھر کال کر دو تمھیں لے جائیں۔اس حالت میں تم کلاسز اٹینڈ نہیں کر سکتی۔۔"

شازل نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے سنجیدگی سے کہا تھا۔

نورے نے سر ہلاتے ڈرائیور کو کال کی تھی وہ شاہزیب کو نہیں بلا سکتی تھی اور نہ ہی اس کا نمبر نورے کے پاس تھا۔

"ی۔۔یہ سونیا کی وجہ سے ہوا ہے۔۔"

وہ ڈرائیور کو کال کرنے کے بعد غصے سے منہ پھولا کر دھیمی آواز میں بولی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

"اگر تم اپنی نظریں آسمان کی بجائے زمین پر رکھ کر انسانوں کی طرح چلتی تو یہ سب نہ ہوتا۔۔"

شازل سرد لہجے میں بولا تھا اس کی بے توجہی کا اندازا اسے دیکھتے ہی ہوگیا تھا۔

"آپ اس حالت میں بھی مجھے ڈانٹیں گے؟ ایک تو مجھے چوٹ لگی ہے اور جس کی وجہ سے لگی ہے اسے ڈانٹنے کی بجائے مجھے ہی بول رہے ہیں۔۔"

وہ غصے سے بولی تھی شازل کا ڈانٹنا اسے طیش دلا گیا تھا۔

"شٹ اپ۔۔"

شازل نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھتے کہا تھا۔نورے ایک دم چپ ہوگئی تھی۔شازل نے اسے اس لیے چپ کروایا تھا تاکہ زیادہ بولنے سے اس کی چن میں تکلیف نہ ہو۔۔

ڈرائیور کے آنے کے بعد نورے گھر چلی گئی تھی۔وہ بھی خاموشی سے یونیورسٹی چلا گیا تھا۔اس کے ہاتھوں میں ابھی تک نورے کے زخم کا خون لگا ہوا تھا جسے وہ نظر انداز کر گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"کیا عقل اور تمیز نام کی چیز ہے تم میں ؟"

وہ غصے سے پھنکارا تھا۔

"تم سمجھتی کیا ہو خود کو؟ آج تمہاری وجہ سے نورے کو چوٹ لگی ہے۔۔ابھی تو بچت ہوگئی اس کی آنکھ یا سر پر بھی چوٹ لگ سکتی تھی۔"

شازل نے واپس یونیورسٹی آتے ہی سونیا کو اپنے آفس میں بلایا تھا۔سونیا اس کی اونچی آواز سن کر بری طرح ڈری تھی۔

"س۔۔سر میری غلطی نہیں ہے و۔۔وہ خود دیکھ کر نہیں چل رہی تھی۔"

سونیا نے بنا شرمندہ ہوتے سنجیدگی سے کہا تھا۔اسے دیکھتے شازل نو نئے سرے سے غصہ آیا تھا۔

"تمھیں کیا لگتا ہے ؟ کیا میرے پاس آنکھیں نہیں ؟ میں نے خود دیکھا ہے نورے کو جان بوجھ کر تم نے گرایا ہے۔۔اور اس کی سزا بھی تمھیں ملے گی۔۔"

شازل سرد لہجے میں پھنکارا تھا۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔۔آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔۔"

وہ سزا کے بارے میں سنتی معصوم بنتی بولی تھی۔شازل نے غصے سے اسے دیکھا تھا جو انتہائی چالاک لومڑی لگ رہی تھی۔معصومیت کا تو دور دور اس سے تعلق نہیں تھا۔

"شٹ اپ ڈین کے آفس میں جاو۔۔ایک ہفتے کے لیے میری کلاس میں مت آنا۔۔"

وہ غصے سے بولا تھا۔سونیا نے دانت کچکچا کر لب بھینچ لیے تھے۔جہاں نورے کو تکلیف پہنچا کر وہ خوش ہوئی تھی وہاں ہی شازل کی اس کے لیے کیئر دیکھ کر وہ جل اٹھی تھی۔

"ایسا مت کریں سر میرا پہلے ہی کافی سٹڈیز میں لوس ہوچکا ہے۔۔"

وہ منمنا کر بولی تھی۔شازل نے ایک سرد آہ خارج کرتے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

"گٹ لاسٹ۔۔ایک ہفتے تک میری کلاس کے آس پاس بھی نظر نہ آنا۔۔"

وہ بنا لحاظ کیے ٹیبل پر غصے سے ہاتھ مار کر بولا تھا۔وہ تیزی سے شازل کے غصے سے ڈرتی باہر نکل گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

رات کا اندھیرا چھاتے ہی شازل خاموشی سے چھوٹے کمرے لیتا گراونڈ کی پچھلہ سائیڈ کی طرف بڑھ گیا تھا۔آج پھر وہ نورے سے اس آدمی کے پوچھنے کے بارے میں بھول چکا تھا۔

درخت کے پاس کھڑے ہوتے اس نے تیزی سے کیمرے کو فکس کیا تھا۔ایک کیمرہ جھاڑیوں اسر پھر دیوار سے اٹیچ کرتے وہ خاموشی سے پلٹ گیا تھا۔

گاڑی میں بیٹھ کر اب اس کی منزل حیدر سلطان کے فارم ہاوس کی طرف تھی۔

"عسکری میں نے کیمرے فکس کردیے ہیں تم چیک کرلو سب سیٹ ہے اور خاص نظر رکھنا۔۔"

شازل نے اسے کال کرتے بتایا تھا۔

"ہاں میں نے چیک کرلیے ہیں سب سیٹ ہے کچھ غیر معمولی ہوا تو میں تمھیں بتا دوں گا۔۔اب کہاں ہو؟"

عسکری نے پوچھا تھا۔

"میں حیدر سے ملنے جا رہا ہوں کچھ چیزیں لینی تھیں۔"

شازل نے سپاٹ انداز میں جواب دیا تھا۔

"شازل تمھیں اب کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے تم فضول میں چیزیں لے کر حیدر کو بھی مشکوک کر رہے ہو۔۔"

عسکری نے سر جھٹک کر اسے بتایا تھا جس کے دماغ میں کوئی بات جلدی نہیں بیٹھتی تھی۔

"تم سے کسی نے مشورہ نہیں مانگا عسکری۔۔ تم اپنا کام کرو اور مجھے اپنا کام کرنے دو۔۔"

وہ غصے سے بولتا کال کٹ کرچکا تھا۔حیدر سے مل کر وہ کچھ چیزیں لے چکا تھا۔

"کیا تم مجھے بتاو گے تم ان گنز اور چیزوں کو کہاں استعمال کر رہے ہو؟"

حیدر سلطان نے اسے سگریٹ سلگاتے دیکھ کر پوچھا تھا۔

"وقت آنے پر تمھیں بتا دوں گا۔۔"

شازل نے سرد لہجے میں کہا تھا۔

"شازل اگر تم اپنی بہن کی وج۔۔۔"

وہ ابھی بول ہی رہا تھا جب شازل نے سگریٹ پھینکتے اسے کالر سے دبوچا تھا۔

"اس کا نام بھی مت لینا۔۔"

اس کے لہجے میں وارننگ تھی۔

"تو اس کا مطلب یہ سچ ہے تم بدلہ لے رہے ہو۔۔"

وہ سپاٹ نظروں سے شازل کو دیکھتا بولا تھا۔

"اس معاملے سے دور رہو حیدر یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا۔۔"

شازل نے اسے سرد آواز میں وارن کیا تھا۔

"اوکے۔۔"

وہ لب بھینچ کر شازل کو دور دھکیلتا سگریٹ سلگاتا اس سے دور چلا گیا تھا۔شازل کی بہن کے بارے میں سوچتے اس کے سامنے ایک انتہائی حسین لڑکی کی شبہہ ابھری تھی۔

وہ سر جھٹکتا شازل کے الفاظ سمجھتا سگریٹ کے کش لینے لگا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

نورے کی چوٹ دیکھ کر گھر میں سب پریشان ہوگئے تھے۔شاہزیب تو غصے میں یونیورسٹی جاکر سونیا کا قتل کرنے کا سوچ رہا تھا افرحہ نے بمشکل اسے روکا تھا۔شاہزیب نے اسے ایک ہفتے تک یونیورسٹی نہیں جانے دیا تھا۔نورے نے کافی ضد کی تھی مگر شاہزیب ہٹ دھرم بنا رہا تھا۔

"تم کہاں جارہی ہو نورے؟"

شاہزیب نے نورے کو تیار ہوکر نیچے اترتے دیکھ کر پوچھا تھا۔اس کے سٹیچیز کل ہی کھلے تھے۔گھر رہ کر اسے کوفت ہونے لگی تھی۔شاہزیب سے وہ زیادہ بات تو اب بھی نہ کرتی تھی لیکن وہ آہستہ آہستہ اس سے گھل مل رہی تھی۔اس کی پچھلے دنوں میں اپنے لیے فکر اور پریشانی دیکھ کر وہ خوشی محسوس کر رہی تھی۔

"میں یونیورسٹی جارہی ہوں۔۔"

وہ اپنے چہرے سے لٹیں ہٹاتے تیزی سے بول کر باہر بھاگ گئی تھی۔

"نورے رکو۔۔"

شاہزیب نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی۔

"اسے جانے دیں شاہزیب۔۔"

نورے کی حرکت پر مسکراہٹ دباتی افرحہ نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا تھا۔

"ابھی وہ ٹھیک نہیں ہوئی اگر اسے دوبارہ چوٹ لگ گئی تو؟"

وہ پریشانی سے ماتھے پر بل ڈال کر افرحہ سے پوچھ رہا تھا جو اس کی پریشانی جان کر اسے سمجھانے لگی تھی۔

"وہ بچی نہیں ہے شاہزیب اسے اس کی زندگی جینے دیں۔۔اور مجھے دیر ہورہی ہے اب ڈرائیور تو نورے کو لے گیا ہے آپ مجھے چھوڑ آئیں۔۔"

وہ شاہزیب کا دھیان نورے سے کامیابی سے ہٹا چکی تھی۔شاہزیب سر ہلاتا اسے یونیورسٹی ڈراپ کرنے چلا گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

ملائکہ نے زبردستی دانین کو کچھ کھلایا تھا ورنہ وہ کچھ کھانے کو راضی نہیں تھی۔آغا خان تو اپنی بیٹی کی ضد پر حیران و پریشان تھے جو ان کا چہرہ دیکھنے کو بھی راضی نہیں تھی۔اس کے خیال میں آغا خان نے اس کے زیادتی کی تھی۔

"بابا مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔"

وہ آغا خان کو دیکھ کر ناراض سی بولی تھی۔

"تم کیا چاہتی ہو تمھارے بابا اس مغرور شخص کے آگے ہاتھ پھیلائیں؟"

آغا خان نے بھینچے لبوں کے ساتھ کہا تھا۔

"بابا آپ نے غلط کیا ہے میں آپ کو ہاتھ پھیلانے کا نہیں بول رہی میں بس اتنا چاہتی ہوں آپ ان سے بات کرکے یہ مسئلہ سولو کردیں۔۔"

وہ نرمی سے بولی تھی آغا خان نے سرد آہ خارج کی تھی۔اس کی بات کو ناچاہتے ہوئے بھی وہ مان گئے تھے۔

دانین سے مل کر انھوں نے سیکیورٹی کمپنی سے بات کرلی تھی۔وہ روحان سے بات نہیں کرنا چاہتے تھے۔کمپنی نے روحان کو آغا خان سے ملنے کا کہا تھا پہلے تو روحان نے صاف انکار کر دیا تھا پھر اپنی بوس کی بات مانتا وہ ملنے ان کے گھر آگیا تھا۔

"میں نے سنا آپ کو میری ضرورت ہے؟"

وہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھے اکڑ کر بولا تھا۔آغا خان نے غصے سے اسے گھورا تھا۔

"نہیں میں تو تم جیسے شخص کو دوبارہ پلٹ کر بھی نہ دیکھتا اگر میری بیٹی مجبور نہ کرتی۔۔"

وہ بھی اکڑ کر سنجیدگی سے بولے تھے۔روحان نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

"اچھ۔۔ آپ تو بہت مجبور شخص ہیں۔۔اور میں مجبور لوگوں کو مزید پریشان نہیں کرتا آپ بتائیں کیا کام ہے۔۔"

وہ دانین کے بارے میں سنتا اپنی مسکراہٹ دبا کر سپاٹ لہجے میں بولتا انھیں تپا گیا تھا۔

"میری بیٹی چاہتی ہے تم دوبارہ اپنی ڈیوٹی سٹارٹ کردو۔۔وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ کمفرٹیبل نہیں ہے۔۔"

انھوں نے بے زاریت سے کہا تھا۔روحان نے ائبرو اچکا کر انھیں دیکھا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"اوکے میں کل سے اگین جوب سٹارٹ کردوں گا لیکن میں پے منٹ نہیں لوں گا۔۔"

اس نے سپاٹ انداز میں کہا تھا۔

"تمھاری سیلری میں کمپنی کو بھیج دوں گا۔۔اور جوب آج سے ہی سٹارٹ کرو اب میری بیٹی کی حفاظت کی ذمہداری تم پر ہے اگر اسے ایک خراش بھی آئی تو تمھارا برا حشر کردوں گا۔۔"

آغا خان کھڑے ہوکر بولتے بنا روحان کا جواب سنے کمرے میں بڑھ گئے تھے۔ان کی اٹیٹیوڈ پر روحان نے آنکھیں گھمائی تھی۔

خود پر کسی کی نظریں محسوس کرکے اس نے چہرہ اٹھا کر اوپر کی جانب دیکھا تھا جہاں وہ دیوار کی اوٹ میں چھپ کر اسے دیکھ رہی تھی۔اس کی جھلک پر وہ جی جان سے مسکرایا تھا۔دانین اس کی نظریں خود پر محسوس کرتی تیزی سے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"مجھے کچھ پوچھنا ہے تم سے۔۔اس دن تم نے گروانڈ کی بیک سائیڈ پر اس شخص کی کیا باتیں سنی تھیں۔؟"

کلاس کے خالی ہونے کے بعد شازل نے اس کی ٹھوڑی کا گہری نظروں سے جائزہ لیتے پوچھا تھا۔

"میں نے کچھ خاص نہیں سنا تھا وہ بس آپ کا نام لے رہا تھا اور کسی کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔"

وہ اپنا دوپٹہ کندھے سے ٹھیک کرتی بولی تھی۔اسے لگا تھا وہ اسے روک کر اس کے زخم کے بارے میں پوچھے گا لیکن اس کے سوال نے اس کا موڈ آف کردیا تھا۔

"اوکے۔۔اور اتنے دن کلاس سے غائب ہونے کی وجہ بتاو۔۔؟

وہ لیپ ٹاپ بند کرتا بظاہر مصروف انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"اگر آپ کی آنکھیں صحیح سلامت ہے تو آپ دیکھ سکتے ہیں میرے چوٹ لگی ہوئی تھی۔"

وہ اپنی ٹھوڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی تھی۔

"میرے خیال سے چوٹ تمھاری سر پر نہیں لگی تھی مگر اس کے اثرات تمھارے ذہن پر دکھائی ضرور دے رہے ہیں--"

وہ نورے کو گھورتے ہوئے بولا تھا

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں میں پاگل ہوں؟"

وہ غصے سے لال پیلی ہوتی بولی تھی۔

"پاگل بھی کبھی مانا ہے وہ پاگل ہے--"

اسے مزید تپاتے شازل نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے تھے۔

"آپ---"

وہ غصے سے اسے دیکھتی باقی کے الفاظ منہ میں دباتی اپنی اگلی کلاس کی طرف بڑھ گئی تھی۔

آسمان پر گھرے بادلوں نے اچانک سے سایہ کیا تھا اور تیزی سے برسنا شروع کیا تھا۔اپنی آخری کلاس لیتی وہ تھک گئی تھی۔پھر اس کے بعد اپنے کلاس فیلوز کے

https://classicurdumaterial.com/

ساتھ گپ اسائمنٹ کرکے اس کی بس ہوگئی تھی۔اسے شام یونیورسٹی میں ہی ہوگئی تھی۔بادلوں کی وجہ سے چھ بجے ہی اندھیرا چھا گیا تھا۔

نورے نے ڈرائیور کو کال کی تھی۔جو معمول کے مطابق اٹھا نہیں رہا تھا اسے جی بھر کر غصہ آیا تھا۔شاہزیب کا نمبر نہیں تھا اس کے پاس ورنہ وہ اسے بلالیتی۔۔

تیز ٹھنڈی ہوا کے ساتھ بارش تیزی سے برس رہی تھی۔وہ پریشان سی بار بار ڈرائیور کو کال کر رہی تھی جو اٹھانے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

"یہاں کھڑی کیا کر رہی ہو؟ ابھی تک گھر کیوں نہیں گئی؟"

اپنے پیچھے سے اچانک شازل کی بھاری آواز سن کر وہ بری طرح دبکی تھی۔

"آپ معصوم بچی کی جان لیں گے کیا؟"

وہ سینے پر ہاتھ رکھتی گھور کر شازل سے بولی تھی۔جو سپاٹ تاثرات کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔

"شٹ اپ۔۔گھر کیوں نہیں گئی ابھی تک؟"

اس نے اس بار قدرے روعب دار انداز میں پوچھا تھا۔

"ڈرائیور کال پک نہیں کر رہا۔۔"

اس نے منہ بناتے جواب دیا تھا۔

"میں ڈراپ کر دیتا ہوں چلو۔۔"

اس نے سرد آواز میں کہا تھا۔نورے نے حیرانی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ڈرائیور تھوڑی دیر تک آجائے گا۔۔"

وہ تیزی سے شازل کو قدم اٹھاتے دیکھ کر بولی تھی۔

"میں نے کہا چلو میرے ساتھ ایک بار میں تمھیں میری بات سمجھ نہیں آتی؟"

وہ اس بارے غصے سے بولا تھا۔نورے اس کے ایسے بولنے پر لب بھینچ کر چل پڑی تھی۔وہ یہاں اکیلے نہیں رکنا چاہتی تھی۔شازل پر اسے پورا بھروسہ تھا۔

"آپ شادی شدہ ہے یا سنگل شدہ ؟"

اس نے گاڑی کی میں موجود گہری خاموشی توڑتے شازل کی جانب رخ کرتے پوچھا تھا۔

"شٹ اپ۔۔"

وہ آنکھیں گھماتا بولا تھا۔

"اوکے آپ کو کیا ہنسنا منا ہے ؟"

وہ اس کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر بولی تھی۔ شازل نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"کیا آپ کی کوئی گرلفرینڈ یا منگیتر ہے ؟"

اس نے ایک بار پھر پوچھا۔

"کیا تم تھوڑی دیر اپنی زبان کو قابو میں کر کے اپنا منہ بند کر سکتی ہو؟"

شازل نے سرد لہجے میں پوچھا تھا۔ نورے منہ بنا کر خاموش ہوگئی تھی۔

"سونیا کو کیا آپ نے پنش کیا ہے ؟"

اس سے زیادہ دیر خاموش نہیں رہا گیا تھا تبھی جھٹ سے سونیا کا یاد کرتے پوچھنے لگی تھی اس نے آج بھی سونیا کو کلاس میں نہیں دیکھا تھا۔

شازل کے جواب نہ دینے پر وہ منہ بند کر کے بیٹھ گئی تھی۔ بارش اب کافی حد تک رک چکی تھی۔ شازل نے اس کے گھر کے سامنے گاڑی روکی تھی۔

"تھینک یو پروفیسر۔۔۔"

وہ مسکرا کر بولتی تیزی سے اندر بڑھ گئی تھی۔شازل کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔نورے کے اندر جاتے ہی وہ ہوا کی تیزی سے وہاں سے غائب ہوچکا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"آپ بیٹھ سکتے ہیں۔۔"

دانین نے ٹی وی دیکھتے روحان کو کہا تھا جو ہاتھ کمر پر باندھے کھڑا تھا۔آج صبح ہی آغا خان اپنے بزنس کے سلسلے سے دوسرے شہر گئے تھے۔اسے روحان سے سکون سے بات کرنے کا موقع ملا تھا۔روحان کو دوبارہ یہاں دیکھ کر اسے ایک انوکھی خوشی محسوس ہوئی تھی۔

"مجھے اب عادت ہوگئی ہے۔۔"

وہ ایک نظر دانین کے چہرے پر ڈالتا بولا تھا۔

"مجھے بات کرنی ہے آپ سے یہاں بیٹھ جائیں۔۔"

"پلیز۔۔"

اس کے اصرار کرنے پر روحان بالوں میں ہاتھ پھیرتا اس کے دائیں طرف موجود کاوچ پر بیٹھ گیا تھا۔

"بابا نے جو آپ کے ساتھ کیا اس کے لیے میں بے حد شرمندہ ہوں انھیں آپ پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا بلکہ آپ نے تو میری مدد کی تھی جس کی میں بے حد مشکور ہوں۔۔"

وہ ایک نظر روحان پر ڈال کر نظریں جھکا کر بولی تھی۔روحان گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اٹس اوکے تمھاری شرمندگی سے مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔۔"

وہ لب دبا کر بولا تھا۔دانین نے بے ساختہ نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"آئی ایم سوری۔۔"

وہ دوبارہ لب کاٹتی بولی تھی۔

"کیا اور کچھ کہنا ہے تمھیں ؟"

وہ بھنویں بھینچ کر پوچھنے لگا۔

"ن۔۔نہیں۔۔"

وہ سر ہلا کر بولی تھی۔

"کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کن چیزوں سے تمھارا پینک اٹیک ٹریگر ہوتا ہے؟"

وہ سنجیدگی سے دانین کی جانب دیکھتا پوچھنے لگا تھا۔

"خون ، کسی کے زبردستی چھونے سے یا بند جگہوں سے۔۔"

وہ نظریں جھکائے اپنی انگلیوں سے کھیلتی بتا رہی تھی آج تک اس نے ڈاکٹر کے علاوہ کسی کو یہ باتیں نہیں بتائی تھیں۔

"اوکے آپ اپنا کام کریں میں اپنی ڈیوٹی کرتا ہوں۔۔"

وہ کھڑا ہوتا بولا تھا۔

"ن۔۔نہیں آپ بیٹھ جائیں صبح سے کھڑیں ہیں تھک گئے ہوں گے۔۔"

وہ تیزی سے کانپتی آواز میں بولی تھی روحان نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔

"سارے دن کھڑے رہنے کی مجھے عادت ہے تمھیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔۔"

وہ سنجیدگی سے بولتا اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا تھا۔دانین نے اس کے جواب پر ناک سکیڑی تھی۔وہ بار بار کن اکھیوں سے اسے گھور کر دیکھ رہی تھی جو روحان کی نظروں سے پوشیدہ نہ تھا۔

"تمھاری نظریں مجھے ڈسٹرب کر رہی ہیں۔۔"

وہ اونچی آواز میں ایک دم بولتا دانین کو شرمندہ کر گیا تھا۔وہ تیزی سے رموٹ پھینکتی سرخ چہرہ لیے اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔اس کی پھرتی دیکھ کر وہ مسکرا اٹھا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

دن تیزی سے گزرنے لگ گئے تھے۔نورے کی ٹھوڑی کا زخم بھی کافی حد تک ٹھیک ہوچکا تھا۔سونیا کو واپس کلاس میں دیکھ کر نورے کو شدید غصہ آیا تھا۔اس کی وجہ سے ٹھوڑی پر اس کے نشان پڑ گیا تھا۔

کالے سمپل سے سوٹ اور ریڈ دوپٹے میں کالے سینڈل پہنے وہ معمول سے ہٹ کر تیار ہوئی تھی۔آج شازل نے ان کے ٹیسٹ واپس کرنے تھے۔جو پچھلے ہفتے لیے تھے۔

نورے نے کچھ لکھا تو تھا نہیں اس لیے امید تھی زیرو نمبر ملیں گے۔۔

"سب سے زیادہ مارکس سونیا کے ہیں اور کم نورے کے ہیں۔۔"

نورے سونیا کا نام سن کر ایک دم تپ اٹھی تھی۔اسے امید نہیں تھی وہ چالاک لومڑی اتنی لائق بھی ہوسکتی ہے۔۔سب کو اپنی جانب مڑ مڑ کر دیکھنے پر اس نے غصے سے آنکھیں گھمائیں تھیں۔

"تم یہ کوئیز پانچ بار لکھ کر لاو گی نورے۔۔"

اس کے سامنے زور سے کوئیز کا پیپر رکھتے وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔نورے نے منہ بگاڑ کر پیپر کو دیکھا تھا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا یہ پانچ بار لکھنے کا پڑھائی میں شروع سے ہی نکمی تھی تبھی اس نے ایک چھوٹی یونیورسٹی میں داخلہ لیا تھا کہ آسانی سے بنا پڑھے پاس ہوجائے گی مگر اسے کیا پتا تھا شازل جیسے سنکی سے اس کا سامنا ہوگا۔

"اوکے پروفیسر۔۔"

وہ لب کاٹتی زبردستی مسکرا کر بولی تھی۔شازل نے اس کی مصنوعی مسکراہٹ پر اسے گھور کر دیکھا تھا۔بدلے میں وہ ائبرو اچکا کر اسے دیکھنے لگی تھی جیسے پوچھ رہی ہو کوئی مسئلہ ہے۔۔

اپنا سر جھٹک کر شازل آگے بڑھ گیا تھا۔سونیا کو اس کا ٹیسٹ واپس دیتے اس نے چند تعریفی الفاظ بولے تھے جس سے سونیا تو خوشی سے جھوم اٹھی تھی مگر نورے جل اٹھی تھی۔

غصے سے اپنے ہاتھ میں موجود پین کو زور سے دباتے اس نے پیچھے مڑ کر جلتی آنکھوں سے شازل کو دیکھا تھا جو سونیا کو ٹیسٹ پکڑاتا آگے بڑھ گیا تھا۔

سونیا نے طنزیہ مسکراتے نور کو ونک کیا تھا جس پر وہ جل بھن پی اٹھی تھی۔اپنا ٹیمپر لوز ہوتے دیکھ کر وہ تیزی سے اپنا بیگ لیتی پیپر کو مروڑ کر اپنے ہاتھ میں پکڑتی تیزی سے کلاس سے نکل گئی تھی۔

اگر وہ کچھ دیر مزید اندر رکتی تو شاید سونیا کے بال نوچ لیتی۔۔۔اس کا ہاتھ بے ساختہ اپنی ٹھوڑی پر موجود نشان پر گیا تھا جس سے اسے شدید نفرت ہوگئی تھی۔اسے وہ شدید برا لگتا تھا۔

خود پر قابو کرتی وہ لائبریری میں اپنی اسائمنٹ بنانے چلی گئی تھی۔سونیا سے اپنا بدلہ لینے کا بھی وہ اپنے ذہن میں پختہ ارادہ بنا چکی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

شازل لیکچر دیتا کلاس سے نکل آیا تھا نورے کا یوں بے دھڑک کلاس سے نکل جانا اسے شدید غصہ دلاتا تھا۔وہ اپنا سر جھٹکتا اپنے آفس کی جانب بڑھ گیا تھا۔آج یونیورسٹی میں معمول سے زیادہ ہلچل تھی جس کی وجہ سے وہ بخوبی واقف تھا۔یونیورسٹی کا چیئر پرسن جو واپس آرہا تھا۔

جس لمحے کا وہ اتنے دنوں سے انتظار کر رہا تھا وہ بلآخر آہی گیا تھا جس پر اس کی رگوں میں موجود بدلے کی آگ کچھ مزید جوش سے بھڑکنے لگی تھی اس کا آج کا پورا پلان تھا۔چیئر پرسن کے آتے ہی اس کا کام تمام کرنے کا۔۔

اسے بس رات کا ہی انتظار تھا۔چیئر پرسن کے واپس آتے ہی سب کی ان کے ساتھ میٹنگ تھی۔وہ بھی اس میٹنگ میں شامل تھا۔چیئر پرسن وقار محمود کو ہنستے دیکھ کر وہ اپنا ضبط آزما رہا تھا۔

بس چند گھنٹے مزید وہ جلد ہی اس شخص کی سانسیں بند کرنے والا تھا۔سب کے چیئر پرسن سے ملنے پر اسے بھی مجبور اس گھٹیا شخص سے ہاتھ ملانا پڑا تھا۔خود کو بے حد درجہ نارمل رکھتے وہ مسکرا کر ملا تھا جبکہ آنکھیں ضبط کی شدت سے سرخ پڑ رہی تھی۔

میٹنگ ختم ہوتے ہی وہ وہاں سے نکلتا اپنے شیڈیول کے مطابق کلاس لیتا واپس چلا گیا تھا۔گاڑی میں بیٹھتے وہ اپنے اپارٹمنٹ میں گیا تھا۔وہاں سے کپڑے بدلتا بلیک ٹراوزر اور شرٹ پہن کر بلیک ماسک سے اپنا چہرہ ڈھانپتا اپنی گنز کو بوٹ اور جیکٹ میں چھپاتے وہ وہاں سے اپنی ایکسٹرا کار لے کر نکلا تھا۔رات کے سائے ہر جانب چھا گئے تھے۔

اس نے ٹائم دیکھتے عسکری کو کال ملائی تھی۔

"عسکری کام شروع کرو۔۔"

اس نے بلوٹوتھ اپنے کان میں لگاتے عسکری سے کہا تھا ساتھ ہی اپنی گاڑی یونیورسٹی کے پچھلی سائیڈ پر چھوٹی سی گلی میں کھڑی کرتا وہ اس کی نیچی سی دیوار سے پھلانگ کر اندر گیا تھا۔

"میں نے سلیپنگ گیس ایکٹیو کردی ہے وہ بے ہوش ہے۔۔"

عسکری نے اسے بتایا تھا کچھ دنوں پہلے شازل نے ہی ایک چھوٹی سی ڈیوائس چیئرپرسن کے آفس میں لگائی تھی جس سے سلیپنگ گیس نکلتی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

"اس ایڈیٹ نے ہمارا کام آسان کردیا ڈرنک کرنے کے لیے وہ پہلے ہی اپنے پیون کو منا کر چکا تھا اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے--"

عسکری نے ہنس کر شازل کو بتایا تھا جو یونیورسٹی میں موجود سٹوڈنٹس سے چھپ کر چیئر پرسن کے آفس کی طرف جارہا تھا۔

"اوکے--میں پہنچ گیا ہوں آفا کے قریب تم کیمرے سے ارد گرد کا خیال رکھو اور چوکنا رہو--"

شازل دھیرے سے بولتا ادھر ادھر دیکھتا ہاتھوں پر گلفس ڈال کر تیزی سے اس کے آفس میں کھولتا داخل ہوچکا تھا۔آفس کو اندر سے لاک کرتے شازل تیزی سے قدم اٹھاتا اس کے قریب گیا تھا۔

اس کا نیند میں ڈوبے سکون دار چہرے کو دیکھ کر شازل کو شدید طیش آیا تھا دوسروں کو بے سکون کرکے وہ کتنے مزے سے سو رہا تھا۔

"چٹاخ--"

ایک زوردار تھپڑ اس کے دائیں گال پر مارتے شازل نے اسے جگانے کی کوشش کی تھی۔اس گیس کا اثر بس آدھے گھنٹے ہی رہنا تھا۔

چئیر پرسن وقار محمود نے نیند سے بھری سرخ آنکھیں کھولتے نا سمجھی سے شازل کو دیکھا تھا جس نے ایک اور زوردار تھپڑ اس کے منہ پر جڑ دیا تھا۔

"ک۔۔کون ہو تم ؟"

دھیرے دھیرے ہوش میں آتے وقار نے پوچھا تھا۔

"تمھاری موت۔۔"

انتہائی سرد لہجے میں جواب دیا گیا تھا۔وقار محمود کے ہوش اڑ گئے تھے۔اس نے تیزی سے چیخنے کی کوشش کی تھی جب شازل نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ایک انجیکشن اپنی جیب سے نکالتے اس کے بازو میں چبھو دیا تھا۔

"ی۔۔یہ کیا کیا تم نے۔۔؟"

شازل کے ہاتھ ہٹانے پر وقار محمود بے جان لہجے میں بولا تھا اسے اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔اپنا جسم بے جان محسوس کر کے وہ سفید پڑنے لگا تھا۔

"بہت بری موت دوں گا تمھیں۔۔"

شازل نے اس کے منہ پر ٹیپ لگاتے سرد لہجے میں بولتے اپنی جیکٹ سے سگریٹ نکال کر لائیٹر سے جلائی تھی۔

وقار محمود کی آنکھیں پھیل گئی تھی جب شازل نے جلتی سیگریٹ اس کے گال پر رکھ کر مسلی تھی وہ بری طرح تڑپ اٹھا تھا وہ چیخنا چاہتا تھا لیکن اس کا گلا ٹیپ نے گھونٹا ہوا تھا۔

شازل نے سگریٹ کو جگہ جگہ اس کے چہرے پر مسلا تھا۔اس کے چہرے پر نشان دیکھ کر اسے سکون سا مل گیا تھا۔ ختم ہوئی سیگریٹ کو بجھاتے وہ واپس جیب میں ڈالتا دوسری سیگریٹ نکال چکا تھا۔

"اس سیگریٹ سے کچھ یاد آیا۔۔دو سال پہلے کے تمھارے کرتوت۔۔"

شازل کے بولنے پر وقار محمود کے سامنے ایک معصوم سی لڑکی کا چہرہ آیا تھا جو تکلیف سے سسکتی اس سے رحم کی بھیک مانگ رہی تھی۔۔

"تمھارے چہرے سے لگ رہا ہے تمھیں یاد آگیا ہے میں کس کی بات کر رہا ہوں۔۔"

شازل نے اسکا منہ دبوچتے کہا تھا۔اس کے چہرے کے اڑے رنگ نے اس پر بہت کچھ آشکار کر دیا تھا۔

"میں تمھاری جان بخش دوں گا مجھے بس یہ جاننا ہے تمھارے ساتھ کون کون تھا۔"

شازل نے سرد لہجے میں اس کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا تھا۔

وقار محمود نے تیزی سے سر ہلایا تھا۔

"اگر چیخنے کی کوشش کی تو بھیجا اڑا دوں گا۔۔"

شازل نے کھینچ کر اس کے چہرے سے ٹیپ ہٹاتے کہا تھا۔اپنی گن وہ اس کے سر پر تان چکا تھا۔

"ایس ایس پی فراز شیخ ، ایم این اے شفیق رضوان ا۔۔اور اس کا بھتیجا فیاض ب۔۔بس باقی ایک اور شخص تھا م۔۔مگر میں اسے نہیں جانتا و۔۔وہ آخر میں آیا تھا۔"

وقار محمود نے تیزی سے بتایا تھا۔

"چھ لوگ تھے تم لوگ۔۔۔تم نے مجھے صرف تین لوگوں کا نام بتایا ہے۔۔"

شازل نے گن اس کے ماتھے میں زور سے مارتے کہا تھا۔

"م۔۔مجھے باقیو کا نہیں پتا میں جلدی واپس چلا گیا تھا۔۔"

اس نے جھٹ سے جواب دیا موت کے سائے سر پر منڈلاتے دیکھ کر اس کا سانس سوکھنے لگا تھا۔

شازل نے تیزی سے اس کا گریبان پکڑتے تیزی سے اس کے منہ پر مکے مارے تھے۔اس کا دل کر رہا تھا مقابل کا دل نوچ لے جس نے کسی کی معصومیت کو نوچ لیا تھا۔

"ت۔۔تم نے کہا تھا تم مجھے چھوڑ دو گے۔۔"

وہ تکلیف سے بلبلاتا بولا تھا۔

"تجھ جیسا وحشی بھیڑیا مجھ جیسے لوگوں کے ہاتھوں سے مرنے کے لیے ہوتے ہیں۔۔تو نے سوچ بھی کیسے لیا میں ایک ریپسٹ کو معاف کردوں گا جو کسی کا قاتل ہے۔۔"

وہ اپنی گن سے اس کے سر پر دیوانوں کی طرح وار کرتا دھاڑا کرتا بولا تھا۔کانوں میں ایک میٹھی سی کھنکتی آواز کئی دور سے اسے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔وحشت سے غصے میں آتے اس نے ٹیبل پر زور سے اس کا سر مارا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

وقار محمود کا جسم بے جان ہونے لگا تھا۔

"شازل بس کام ختم کرو اب نکلو یہاں سے کوئی بھی اس طرف آسکتا ہے۔۔"

عسکری کی آواز سن کر شازل نے تیزی سے گن پر سائلنسر لگاتے اس کے سر پر رکھ کر ایک کے بعد کئی گولیاں اس کے اندر اتارتے اس کو ختم کردیا تھا۔سکون کی ایک لہر اسے اپنے اندر اترتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"مس اٹھیں۔۔لائبریری بند کرنے کا وقت ہوگیا ہے۔۔"

کسی کے بلانے پر نورے کی آنکھ کھلی تھی جھٹ سے سیدھا ہوتے اس نے ارد گرد دیکھا تھا۔اپنے سامنے کھڑے لائبریرین کو دیکھ کر اسے یاد آیا تھا وہ یہاں اسائمنٹ بناتے ہوئے سوگئی تھی۔

"اوہ۔۔شٹ مجھے پتا نہیں چلا۔۔"

وہ تیزی سے اپنی چیزیں سمیٹ کر بیگ میں ڈال کر اٹھ کر باہر نکل گئی تھی۔

ڈرائیور کو کال کرتی وہ فریش ہونے کے لیے واشروم میں آگئی تھی۔فریش ہوکر باہر نکلتے وہ تیزی سے باہر کی جانب بڑھ رہی تھی جب سامنے آتے شخص کو دیکھ کر وہ ساکت ہوئی تھی۔وہ اسے جانتی تھی وہ شخص ہی شازل کے بارے میں بات کرتا تھا اسی نے اس کے چہرے پر تھپڑ بھی مارے تھے۔

وہ تیزی سے گھبراتی دوسری طرف موجود راہداری کہ طرف بھاگی تھی اسے ایسا لگ رہا تھا وہ شخص اس کے پیچھے آرہا ہے۔۔تیزی سے بھاگتے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا وہ شخص اسی کے پیچھے آرہا تھا۔

شازل جو کام نبٹا کر تیزی سے باہر نکلتا راہداری سے گزر رہا تھا۔نورے سیدھے اس میں آتی ٹکرائی تھی۔

"ہیلپ می۔۔"

وہ اپنے سامنے کالے لباس میں ملبوس شخص کی شکل دیکھے بغیر بولی تھی۔شازل نے نورے کو دیکھتے سامنے دیکھا تھا۔جہاں کوئی شخص اپنا چہرہ ماسک میں چھپائے کھڑا تھا۔

نورے نے نظر اٹھا کر ماسک کے پیچھے سے نظر آتی گہری نیلی آنکھوں کو دیکھا تھا وہ تو اسے کئی دور سے بھی پہچان سکتی تھی۔

"اش۔۔شازل۔۔"

وہ دھیمی آواز میں بولی تھی۔شازل نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا۔مقابل کو گن نکالتے دیکھ کر اس نے اپنی حیرت پر قابو پاتے اسے تیزی سے اپنے پیچھے کیا تھا جب مقابل کھڑے شخص کی گن سے نکلتی گولی سیدھی اس کے پیٹ میں لگی تھی۔

شازل نے تیزی سے اپنی گن نکالتے اس کے ہاتھ پر نشانہ لیا تھا۔گن اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گری تھی۔وہ شازل کی طرف دیکھتا تیزی سے اپنا ہاتھ پکڑتا گن اٹھا کر وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرنے لگا تھا جب شازل نے اس کی ٹانگ میں گولی چلائی تھی۔

اپنے زخم پر زور سے نورے کے بازوں کی گرفت محسوس کرکے اس نے سختی سے اپنے لب بھینچ لیے تھے۔وہ اس کے ساتھ لگی کپکپارہی تھی۔شازل نے تیزی سے اسے بازو سے پکڑتے اپنے سامنے کیا تھا۔اس کا بازو تھامتے وہ تیزی سے وہاں سے نکلا تھا۔اسے اس وقت دوسرے آدمی کو مارنے سے زیادہ یہاں سے نکلنے کی جلدی تھی کسی بھی وقت وقار محمود کے قتل کی نیوز یونیورسٹی میں پھیل سکتی تھی۔

نورے ساکت سی اس کے ساتھ کھینچی چلی جارہی تھی۔اپنے ہاتھ پر کچھ گلا محسوس کرکے اس کی نظر بے ساختہ اپنے بازو پر گئی تھی۔کسی انہونی کے احساس سے اس کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔لیکن اندھیرے کی وجہ سے وہ دیکھنے سے قاصر تھی۔

یونیورسٹی کا پچھلا گیٹ کھلا دیکھ کر اس نے شکر ادا کیا تھا۔وہ تیزی سے نورے کو نکلتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔تکلیف سے اس کے ماتھے پر پسینہ چمکنے لگا تھا۔

"ہیلو۔۔عسکری ایک کام کرو۔۔ایک آدمی کو یونیورسٹی بھیجو بیک سائیڈ پر جہاں جہاں اگر خون گرا ہے تو اسے صاف کروا دو فورا۔۔"

عسکری نے اس کی بات سنتے ان کی ٹیم کے دوسرے بندے کو کال کی تھی جو یونیورسٹی میں ہی موجود تھا شازل اسے راہداری کا بھی بتا چکا تھا۔

"خون۔۔"

باہر سے آتی ہلکی سی روشنی میں وہ اپنا سرخ بازو دیکھ کر چیخی تھی۔شازل نے ایک نظر اس پر ڈالتے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔

"ش۔۔شازل۔۔"

وہ جھٹکے سے شازل کی جانب مڑی تھی جو سختی سی سٹیئرنگ ویل کو پکڑے تکلیف سے اپنے لب بھینچے بیٹھا تھا۔

"ایک لفظ بھی مت بولنا۔۔"

وہ غصے میں دھاڑا تھا۔نورے اس کے چیخنے پر ڈرتی گاڑی کے دروازے سے چپک کر بیٹھ گئی تھی۔اسے شازل سے شدید خوف محسوس ہو رہا تھا جبکہ اس کی چوٹ کا سوچ کر بے حد پریشانی بھی ہورہی تھی۔اپنے جذباتوں کی اسے بھی سمجھ نہیں آرہی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

گاڑی بلڈنگ کی پارکنگ لاٹ میں روکتے وہ تیزی سے باہر نکلا تھا۔نورے جو گاڑی میں بیٹھی تھی اس کے خاموشی سے جانے پر وہ بھی تیزی سے نکلتی اس کے پیچھے چل پڑی تھی۔

اس کے قدموں کی آہٹ سن کر وہ تیزی سے قدم اٹھاتا لفٹ کی جانب بڑھ گیا تھا۔نورے بھی تیزی دے چلتی لفٹ میں اینٹر ہوگئی تھی۔

مطلوبہ فلور پر پہنچ کر وہ نورے کا ہاتھ پکڑتا اسے کھینچ کر تیزی سے اپنے اپارٹمنٹ کے پاس لے گیا تھا۔اپارٹمنٹ میں داخل ہوتے اس نے تیزی سے اپنی جیکٹ اتار کر پھینکی تھی۔

لاونج میں موجود صوفے پر بیٹھتے اس نے دروازے کے پاس ساکت کھڑی نورے کی جانب دیکھتے اپنی شرٹ کے بٹن کھولنا شروع کیے تھے۔ماسک اتار کر وہ ٹیبل پر پھینک چکا تھا۔

"یہاں بےوقوفوں کی طرح کھڑے رہنے سے اچھا ہے اپنے ہاتھ پاوں چلاو۔۔سامنے موجود روم کے واشروم میں فرسٹ ایڈ کٹ پڑی ہے وہ نکال کر لاو۔۔"

وہ تیز لہجے میں بولا تھا۔نورے اس کی آواز سنتی تیزی سے کمرے کی جانب بھاگی تھی۔

وہ اپنی شرٹ ہٹاتا اپنے زخم کو دیکھنے لگا تھا جس سے خون تیزی سے نکل رہا تھا۔نورے کے کٹ لانے کے بعد وہ سیدھا ہوا تھا۔

اس کا برہنہ سینے دیکھتی وہ گھبرا کر اپنا چہرہ جھکا گئی تھی۔

"آپ کو ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیے۔۔"

وہ اس کے زخم پر نظر ڈالتی منہ پر بے ساختہ ہاتھ رکھتی کپکپاتی آواز میں بولی تھی۔شازل نے اسے نظر انداز کرتے ایک سرد آہ خارج کی تھی۔

"ادھر آو۔۔"

شازل نے انگلیوں کے اشارے سے اسے اپنے قریب بلایا تھا۔نورے فورا اس کے قریب گئی تھی۔

"میری انگلیاں زخم کے اندر نہیں جارہی تمھاری انگلیاں باریک ہیں۔۔ان کا استعمال کرو اور گولی کو ٹٹول کر باہر نکالو۔۔"

اس کی بات سنتے نورے کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔اس نے تیزی سے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"م۔۔مجھ سے یہ نہیں ہوگا۔۔"

وہ لب کاٹتے بولی تھی۔

"شٹ اپ یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا ہے تم ہی اب اس کا علاج کرو گی۔۔"

اس کی کلائی پکڑ کر شازل نے سخت لہجے میں کہا تھا۔وہ پریشانی سے کانپتی آہستہ سے زمین پر جھکی تھی۔اسے پتا تھا یہ سب اسی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔

شازل نے اسے دیکھتے اس کے ہاتھ پکڑتے باریک گلوز پہنائے تھے۔

"جلدی کرو۔۔"

شازل کے بولنے پر اس نے تیزی سے اپنی انگلیاں اس کے زخم کے اندر ڈالی تھیں۔۔زور سے آنکھیں میچ کر وہ محسوس کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔گولی کی طرح کچھ محسوس کرکے اس نے باہر کی جانب کھینچا تھا۔

شازل تکلیف سے لب بھینچ کر زور سے صوفے کی پشت کو تھام کر ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔اس کے گولی نکالنے پر وہ تیزی سے سیدھا ہوتا سپرٹ سے زخم صاف کرتا سوئی میں دھاگا ڈال کر بنا نورے پر نظر ڈالے اپنے زخم کو بند کرنے لگا تھا۔

نورے گولی ٹیبل پر پھینکتی منہ کھولے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔جس کا چہرہ تکلیف سے سرخ پڑا ہوا تھا مگر ایک بھی آواز اس کے لبوں سے نہیں نکلی تھی۔ اس کی ہمت کی داد دیتی وہ ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

خون کی کمی کی وجہ سے اسے چکر آنے لگے تھے۔اس نے اپنا سر تھامتے سٹیچیز لگانے کے بعد عسکری کو کال ملائی تھی۔اس دوران وہ نورے کو مکمل نظر انداز کر چکا تھا۔

"مجھے خون کی ضرورت ہے کسی بھروسے مند ڈاکٹر کو فورا میرے اپارٹمنٹ پر بھیجو۔۔"

عسکری نے اس کی بات پر بنا کوئی سوال پوچھے تیزی سے اپنے ایک دوست کو کال کی تھی جو لوکل ہوسپٹل میں ڈاکٹر تھا۔اسے شازل کے بلڈ گروپ کا بتاتے وہ خود اسے لیتا اپارٹمنٹ آیا تھا۔اسے شازل کی فکر ہورہی تھی۔یونیورسٹی میں ان کا کام مکمل ہوچکا تھا۔جس کے بعد اب اسے شازل کی فکر تھی۔

"تم جاو جاکر اپنے ہاتھ دھو کر خون صاف کرکے آو"

شازل نے کال بند کرکے فون ٹیبل پر پھینکتے نورے سے کہا تھا۔جو ساکت سی بیٹھی تھی۔

"آئی ایم سو سوری۔۔ میری وجہ سے آپ کو چوٹ لگی۔۔ آپ میری وجہ سے تکلیف میں ہیں۔۔"

وہ شازل کی جانب جھکتی نم آنکھوں سے بولی تھی کالے نین کٹوروں میں پانی بھرنے لگا تھا۔اسے معاملے کی سنگینی کا احساس ہو رہا تھا۔

شازل نے دھیرے سے اپنا ہاتھ اٹھاتے اس کے گال پر بہتا آنسو صاف کیا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں ہوگا۔۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تھا۔

"وعدہ کریں مجھ سے۔۔ آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتی کانپتی آواز میں بولی تھی۔وہ اس کی بند ہوتی آنکھیں دیکھ کر سفید پڑنے لگی تھی۔

"تمھیں میری بات کا یقین کیوں نہیں آتا۔۔ پاگل ہو تم۔۔"

وہ آخر میں بڑبڑاتا آنکھیں موند گیا تھا۔

"شازل۔۔۔ش۔۔ شازل۔۔"

وہ گھبراتی رونے لگی تھی۔اسے کھو دینے کے احساسے دل بند ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔تیزی سے اٹھ کر اس کے چہرہ تھپتھپاتی وہ اسے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

اچانک اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلا تھا عسکری اپنے دوست کے ساتھ بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا تھا شازل کے اوپر جھکی کسی لڑکی کو چیختے دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"پیچھے ہٹیں یہ ڈاکٹر ہے انھیں دیکھنے دیں۔۔"

عسکری نے اونچی آواز میں روتی ہوئی نورے سے کہا تھا جو تیزی سے پیچھے ہٹ گئی تھی۔

"اسے میرے ساتھ روم میں لے کر چلو۔۔"

ڈاکٹر دانیال نے زخم دیکھتے تیزی سے عسکری کو کہا تھا جو اس کی مدد کرتا جلدی سے شازل کو تھامتا اس کے بیڈ روم کی طرف لے گیا تھا۔

نورے بھی تیزی سے چلتی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑی تھی۔

"پ۔۔پلیز انھیں بچا لیں۔۔ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔"

وہ روتی ہوئے بول رہی تھی۔ عسکری نے مڑ کر ایک سرسرہ نظر اس پر ڈالی تھی۔ دانیال تیزی سے بلڈ کی بوتل شازل سے اٹیچ کرتا اس کے زخم کا معائینہ کرنے لگا تھا۔

"مجھے سٹیچیز دوبارہ لگانے پڑیں گے۔۔"

دانیال نے بتاتے ہوئے تیزی سے اپنا بیگ کھول کر ٹیبل پر رکھا تھا۔عسکری اس کی مدد کر رہا تھا۔اس کے سٹیچیز کھولتے دانیال نے اچھے سے زخم صاف کرتے اس کے دوبارہ سٹیچیز لگائے تھے۔۔

نورے ان دونوں کے جواب نہ دینے پر خاموشی سے شازل پر نظریں گاڑھے آنسو بہانے لگی تھی۔اپنے فون کی بیل اسے کہیں دور سے آتی ہوئی محسوس ہورہی تھی مگر وہ ساکت و جامد کھڑی بس شازل کو دیکھ رہی تھی۔

"مجھ کچھ میڈسنز چاہیے عسکری مجھے فورا وہ لاکر دو۔۔"

ڈاکٹر دانیال نے تیزی سے ایک کاغذ پر کچھ چیزیں لکھ کر دی تھیں۔عسکری نے اس پرچی کی تصویر اپنے ایک ساتھی کو سینڈ کی تھی۔شازل اب کافی حد تک سٹیبل تھا۔

"میں نہیں جانتا آپ کون ہیں لیکن شازل کے اٹھنے سے پہلے آپ کو میں یہاں سے جانے نہیں دوں گا۔۔اگر اپنے گھر میں کسی کو بتانا چاہتی ہیں تو فورا بتا دیں۔۔"

عسکری نے روتی ہوئی نورے کے سامنے کھڑے ہوتے سرد لہجے میں کہا تھا۔نورے نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا تھا۔وہ گھر والوں کو کیا بتائے گی۔۔

"میرے سامنے کال کریں اور ہوشیاری کرنے کی کوشش بھی مت کیجیے گا۔۔"

اپنی گن نکالتے عسکری نے نورے کو وارن کیا تھا۔وہ لڑکھڑاتی ہوئی ایک نظر شازل پر ڈالتی تیزی سے اپنے فون کی جانب بڑھ گئی تھی۔

اس نے ڈرائیور سے کال کر اسے واپس جانے کا بولتے اسے یہ کہا تھا وہ آج رات اپنی دوست کے گھر رک رہی ہے۔۔ڈرائیور سے افرحہ کا نمبر لیتے اس نے افرحہ سے بات کی تھی۔

"بھابھی میں آج رات اپنی فرینڈ کی طرف رک رہی ہوں آپ پلیز بھائی کو سنبھال لیں۔۔"

اس نے شاہزیب سے اسی وجہ سے بات کرنے سے گریز کیا تھا وہ جانتی تھی وہ سو سوال کرے گا۔۔

"اچھا کوئی خاص وجہ یا ویسے ہی رک رہی ہو؟"

افرحہ نے پریشانی سے پوچھا۔

"وہ بھابھی کل ہماری پریزینٹیشن پے بس اس کی تیاری کر رہے ہیں آپ فکر مت کریں۔۔"

اس نے عسکری پر نظر ڈالتے افرحہ کو تسلی دلوائی تھی۔افرحہ اسے گڈ لک وش کرتی فون بند کر گئی تھی۔

"اس روم میں چلی جائیں۔۔"

عسکری نے اسکے فون بند کرنے کے بعد اسے شازل کے ساتھ والے روم میں جانے کا کہا تھا۔

"نہیں میں شازل کے پاس رکوں گی۔۔"

وہ سر نفی میں ہلاتی بولی تھی۔ عسکری نے سرد آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔اپارٹمنٹ کی بیل ہونے سے اسے پتا چل گیا تھا اس کا ساتھی میڈسن اور باقی چیزیں لے آیا ہے۔۔وہ ایک نظر نورے پر ڈالتا تیزی سے دروازے کی جانب بڑھ گیا تھا۔اپنے ساتھی سے ساری چیزیں لیتا وہ اسے واپس بھجواتا دروازے کو اندر سے پاسورڈ لاک لگا چکا تھا تاکہ نورے بھاگ نہ سکے۔۔وہ نورے پر بنا نظر ڈالے تیزی سے روم میں چلا گیا تھا۔

وہ عسکری کے پیچھے شازل کے روم میں جانے لگی تھی لیکن عسکری اس کے منہ پر دروازہ بند کر چکا تھا اسے نورے پر بالکل بھی بھروسہ نہیں تھا۔

نورے پریشان سی دروازے کے ساتھ موجود دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔اس کی نظروں کے سامنے بار بار شازل کا چہرہ آرہا تھا اپنی سوچوں میں گم ناجانے کب اس کی آنکھ لگ گئی اسے پتا ہی نہ چلا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

صبح پانچ بجے اس کی آنکھ کھلی تھی۔دانیال کی وجہ سے وہ کافی حد تک بہتر محسوس کر رہا تھا۔دانیال نے اسے آرام کرنے کا کہا تھا مگر وہ نہیں مانا تھا اس نے عسکری کو اشارہ کرتے دانیال سے پین کلر میڈسن کا ہوچھ کر وہ کھالی تھیں۔۔وہ جانتا تھا چیئر پرسن کا قتل ہوا ہے اگر وہ نہ گیا تو سب کا شک اس پر جائے گا تبھی اسے مجبورا آج جانا پڑتا تھا وہ اچانک جوب نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

وہ دانیال کو واپس بھجوا چکا تھا۔عسکری سے بھی سارا معاملہ ڈسکس کر چکا تھا۔عسکری اسے نورے کا بھی بتا چکا تھا۔وہ اسے واپس بھجوا چکا تھا۔

تیزی سے فریش ہوتا وہ بلیک شلوار قمیض پہنتا تیار ہوچکا تھا۔روم سے باہر نکلتے اس کی نظر نورے پر پڑی تھی۔جو دیوار سے ٹیک لگائے سو رہی تھی۔وہ کتنی معصوم لگ رہی تھی۔اس کے گال پر سوکھے آنسوؤں کے نشان دیکھ کر اس کا ہاتھ بے ساختہ نورے کے گال کی طرف گیا تھا۔اس کے ٹھنڈے ہاتھ کے لمس کو محسوس کرتے نورے نے مندی مندی سے آنکھیں کھولی تھیں۔۔

شازل کو اپنے اوپر جھکے دیکھ کر اس کی آنکھیں پٹ سے کھل گئی تھیں۔۔شازل نے اس کے اٹھنے پر اپنا ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹا لیا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں۔۔"

اس نے اوپر سے نیچے تک شازل کو بغور دیکھتے پریشانی سے پوچھا۔

"جاو جاکر فریش ہوجاو میں تمھیں تمھارے گھر چھوڑ کر آوں۔۔"

شازل کے جواب نہ دینے پر اس کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔

"آپ پہلے میرے سوال کا جواب دیں آپ ٹھیک ہیں۔۔"

وہ ضدی لہجے میں پوچھ رہی تھی۔۔

"تمھیں کس اینگل سے میں ٹھیک نہیں لگ رہا؟ فضول سوال بولنے سے بہتر ہے میری بات چپ چاپ مان لیا کرو۔۔"

وہ سرد نگاہوں سے نورے کو گھورتے ہوئے بول رہا تھا۔نورے لب بھینچ کر ایک نظر اس پر ڈالتی تیزی سے فریش ہونے چلی گئی تھی۔

نورے کے فریش ہونے کے بعد وہ اسے لیتا روانہ ہوا تھا۔گاڑی میں گہری خاموشی تھی نورے نظریں جھکائے اپنی سوچوں میں گم تھی۔

شازل کی سپاٹ آواز نے گاڑی میں موجود گہری خاموشی کو توڑا تھا۔

"تم نے کل مجھے یونیورسٹی میں نہیں دیکھا تھا۔۔اس بارے میں اگر تم نے کسی کو بھی بتایا تو تمھارے گھر والوں کے ساتھ جو میں کروں گا اس کی ذمہ دار تم خود ہوگی۔۔"

نورے نے آنکھیں پھیلا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"ک۔۔کیوں؟"

نورے نے دھیمی آواز میں پوچھا تھا۔

اس نے گاڑی ایک جھٹکے سے روکتے نورے کو بازو سے کھینچتے اپنے قریب کیا تھا۔

"جو بات میں ایک بار بول دوں اسے فورا دماغ میں بٹھا لیا کرو۔۔یہ فضول سوال پوچھ کر میرا دماغ مت گھمایا کرو۔۔"

شازل کی غصے سے بھری آواز سن کر اور اس کی سخت گرفت اپنے بازو پر محسوس کرتے اس کے منہ سے بے ساختہ سسکی نکلی تھی۔

"میں سب کو بتاوں گی آپ جو کرنا چاہتے ہیں کرلیں۔۔"

وہ اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کرتی تیز لہجے میں بولی تھی۔مقابل کی دھمکیوں نے اسے طیش دلا دیا تھا۔وہ بھی نورے میر شاہ تھی کہاں پیچھے ہٹنے والی تھی۔

شازل اس کی بات پر مسکرایا تھا۔اچانک اس کا بازو چھوڑتے اس نے نورے کا چہرہ دبوچتے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"میرے ضبط کو مت آزماو۔۔ تمھارے ساتھ کچھ غلط ہوجائے گا۔۔"

وہ اس کے چہرے کو دبا کر چھوڑتا سرد آواز میں بولا تھا۔

"آوٹ۔۔"

وہ اس کے گھر پر نظر ڈالتا غرایا تھا۔نورے ایک نظر اس پر ڈالتی خفگی بھری ایک نظر اس پر ڈالتی باہر نکل گئی تھی۔اگر وہ زخمی نہ ہوتا تو شاید وہ کچھ الٹا سیدھا ضرور کرتی۔۔

"مجھے بالکل پسند نہیں آیا نورے تمھارا کسی کے گھر رکنا۔۔آئیندہ کے بعد ایسا کبھی مت کرنا۔۔"

وہ اپنے کمرے میں جارہی تھی جب شاہزیب نے اسے روکا تھا۔اس کی بات سنتے اس نے بے ساختہ لب کاٹے تھے۔

"میں آئیندہ خیال رکھوں گی۔۔"

وہ سر ہلا کر بولتی اپنے روم میں چلی گئی تھی۔اس وقت وہ بس اپنا مائینڈ کول کرنا چاہتی تھی۔رات کے واقعہ یاد کرکے اس کا یونیورسٹی جانے کا بھی دل نہیں کر رہا تھا تبھی اس نے یونیورسٹی جانے کا ارادہ ترک کرتے آرام کرنے کا سوچا تھا۔

"نورے تمھاری آج پریزینٹیشن ہے تم نے یونی نہیں جانا؟"

اس کا یونیورسٹی کا ٹائم ہوتے دیکھ کر افرحہ اس کے کمرے میں آئی تھی۔

"نہیں بھابھی و۔۔وہ سر نے آج کینسل کردی ہے اب کل ہے۔۔"

وہ ایک پل کو گھبراتی فورا خود کو سنبھالتی ہوئی بولی تھی۔

"اوکے تم تھکی ہوئی لگ رہی ہو ریسٹ کرو۔۔"

نورے پر ایک نظر ڈالتی وہ چلی گئی تھی اپنی جان بچ جانے پر اس نے شکریہ ادا کیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

شازل کے یونیورسٹی جانے پر اسے چئیر پرسن کی ڈیتھ کی خبر ملی تھی جس پر اس نے اندر سے مسکراتے باہر سے حیرانی و پریشانی کا مظاہرہ کیا تھا۔

اس حادثے کے باعث سب ٹیچرز کے بیان لیے جارہے ہیں تھے۔جو رات کو یونیورسٹی میں موجود تھے۔وہ سکون میں تھا چونکہ وہ گارڈز کے مطابق چار بجے ہی گھر جاچکا تھا۔اس نے ڈین کے کہنے پر کلاسزز لیں تھیں۔۔یونیورسٹی میں ہرجگہ چئیر پرسن کے قتل کی خبر پھیل چکی تھی۔شازل مسرور سا سارے لیکچرز لیتا واپس گھر آگیا تھا نورے کی غیر موجودگی پر اس نے زیادہ دھیان نہیں دیا تھا وہ جانتا تھا کل کے واقعات نے اس کو اچھا خاصا تھکا دیا تھا۔

اپنے اپارٹمنٹ میں واپس آکر اس نے ڈاکٹر دانیال کو کال کر اہنی بینڈیج چینج کرنے کے لیے بلایا تھا پین کلرز وہ واپس آتے ہی لے گیا تھا۔

بینڈیج چینج کرنے کے بعد اس نے عسکری سے بات کی تھی۔

"مجھے وہ شخص ہر حال میں چاہیے اس سے میں اپنے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لوں گا۔۔"

وہ عسکری سے بولا تھا۔جبکہ اصل وجہ تو نورے تھی وہ اسے کسی خطرے میں نہیں دیکھ سکتا تھا جب اس خطرے کی وجہ بھی وہ خود ہو۔۔

"اوکے باس۔۔ویسے اس شخص کی شکل کیمرے میں واضح ہوچکی ہے۔۔میں رات کو باقی سارے کیمرے بھی یونیورسٹی سے ہٹوا چکا ہوں۔۔اب میں اس آدمی کے بارے میں ہی سرچ کر رہا ہوں بے فکر رہو دو دن میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔۔تم یہ بتاو تمھاری پیاری سٹوڈنٹ کیسی ہے؟"

عسکری کے نورے کے بارے میں پوچھنے پر اس کی سوچوں کا رخ اس کی جان. مڑ گیا تھا۔

"شٹ اپ فضول بکواس مت کیا کرو۔۔"

اس نے ڈانٹ کر عسکری کو چپ کروایا تھا جب اچانک اپارٹمنٹ میں ہوتی بیل کو سنتا وہ عسکری کی کال کاٹتا دروازے کی جانب بڑھ گیا تھا۔دروازہ کھولتے اس کا سامنا حیدر سلطان سے ہوا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔؟"

شازل نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا تھا۔

"اندر آنے دو گے یا یہاں ہی شروع ہوجاوں۔۔؟"

حیدر نے سرد آہ خارج کرتے پوچھا۔شازل نے اسے سائیڈ پر ہٹ کر اندر آنے کی جگہ دی تھی۔

"تم نے وقار کا قتل کیا ہے نہ۔۔؟"

حیدر نے اس کی جانب مڑتے پوچھا تھا۔شازل نے بےتاثر انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا۔

"تم کیا بول رہے ہو مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آرہی۔۔"

وہ بور انداز میں بولتا کاوچ پر بیٹھ گیا تھا۔

"تم مجھے بےوقوف نہیں بنا سکتے شازل۔۔"

حیدر نے چڑ کر سنجیدگی سے کہا تھا۔اس کا لاپرواہ انداز اسے غصہ دلا رہا تھا۔

"اچھا۔۔"

شازل نے ایل ای ڈی چلاتے کہا تھا۔حیدر گہرا سانس بھرتا اس کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔

"کیا تمھیں اسے مار کر سکون مل گیا شازل؟"

حیدر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"ہاں بہت زیادہ۔۔یہ ہی سننا چاہتے تھے نہ ؟ میں نے ہی مارا ہے اسے۔۔ میں ہر اس شخص کو ختم کردوں گا جو اس کام میں شامل تھا۔"

وہ حیدر کی جانب مڑتا سرد لہجے میں غرایا تھا۔

"اوکے پھر مجھے بھی مدد کرنے دو۔۔ میں بھی تمھارا ساتھ دینا چاہتا ہوں تمھارے کام آنا چاہتا ہوں۔۔"

حیدر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔

شازل نے گہری نظروں سے اس کا جائزہ لیتے سوچا تھا۔

"اوکے مگر تم ویسا ہی کرو گے جیسا میں کہوں گا۔۔"

اس نے حیدر کو وارن کیا تھا جس پر وہ سر ہلا گیا تھا۔

"میں ابھی جاب نہیں چھوڑ سکتا اس لیے جاب کرنے کے ساتھ مجھے نیکسٹ ٹارگٹ پر کام کرنا پڑے گا اس میں تمھاری ہیلپ چاہیے ہوگی۔۔"

وہ پرسوچ نگاہوں سے ٹی وی پر چلتے پروگرام کو دیکھتا بولا تھا۔

"تم جو کہو گے میں کروں گا شازل۔۔"

حیدر کے مضبوط لہجے میں بولنے پر اس نے ہنکار بھرا تھا۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

روحان ٹائم دیکھتا اپنے روم میں ریسٹ کرنے جارہا تھا جب اس کا دل ایک آخری نظر دانین پر ڈالنے کا کیا تھا۔وہ اپنے الجھے بالوں میں ہاتھ پھیرتا سیڑھیاں چڑھتے اس کے کمرے میں گیا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

دھیرے سے دروازہ کھولتے اس نے اندر جھانکا تھا۔کمرے میں لائٹ بلب جل رہا تھا۔وہ بنا آواز پیدا کیے اندر داخل ہوتا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا دانین کے پاس گیا تھا۔جو آنکھیں بند کیے کمفرٹر کو زور سے تھامے ہوئے تھی۔

اس کے معصوم چہرے پر نظر ڈالتے اسے چھونے کی خواہش شدت سے اس کے دل میں اٹھی تھی۔اس کا ہاتھ بے ساختہ اس کے چہرے کی جانب بڑھا تھا۔ایک دم اپنا سر جھٹکتے اس نے خود کو روکا تھا۔

خود پر قابو پاتا وہ واپس پلٹنے لگا تھا جب دانین کی سسکی سن کر وہ ایک دم ساکت ہوگیا تھا۔جھٹکے سے پیچھے مڑتے اس نے دانین کو دیکھا تھا۔جو آنکھیں بند کیے کچھ بڑبڑائی رہی تھی۔

"ن۔۔نہیں چچ۔۔۔چھوڑ دو م۔۔۔مجھے۔۔۔آہہہ۔۔۔"

وہ بیڈ پر حرکت کرتی نائٹ مئیر دیکھ رہی تھی۔روحان نے تیزی سے آگے بڑھتے اس کو کندھے سے تھام کر زور سے ہلایا تھا۔

"دانین۔۔۔ہوش میں آو۔۔۔ تم خواب دیکھ رہی ہو۔۔"

اس کے وجود کو جھنجھوڑتا وہ اونچی آواز میں بول رہا تھا۔

"دانین۔۔"

اس کے پکارنے پر دانین نے جھٹکے سے آنکھیں کھول کر گہرے سانس لینا شروع کیے تھے۔روحان کو دیکھتے اس نے بے ساختہ روحان کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"و۔۔وہ روحان م۔۔مجھے بچا لیں۔۔"

وہ اس کی شرٹ مٹھی میں جکڑتی بری طرح سسک رہی تھی۔اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسووں روحان کو ساکت کرگئے تھے۔۔

"پل۔۔پلیز انھیں کہیں۔۔کہیں میرا پیچھا چھوڑ دیں۔۔"

وہ روحان کو جھنجھوڑتے ہوئے التجا کر رہی تھی۔روحان نے بے ساختہ اس کے گرد حصار باندھتے اسے خود میں بھینچ لیا تھا۔

"میرے ہوتے ہوئے تمھیں کوئی چھو بھی نہیں سکتا۔۔ یہ روحان مصطفی کا وعدہ ہے دانین خان سے۔۔"

اس کی کمر سہلاتے وہ اسے تسلی دے رہا تھا۔دانین اس کے سینے میں منہ چھپائے بری طرح سسک رہی تھی۔اس کی بات سنتی اس کی آنکھوں سے بے شمار آنسو نکلے تھے۔

"پرامس۔۔"

اس نے روحان کے سینے سے چہرہ ہٹاتے اس کے سامنے اپنی چھوٹی سی ہتھیلی پھیلائی تھی۔

"پرامس۔۔آج سے بعد تمہاری حفاظت کی ذمہ داری میری ہے۔۔میرے ہوتے ہوئے کوئی تمہارے قریب بھی نہیں آپائے گا۔۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتا دوسرے ہاتھ سے اس کی نم آنکھیں صاف کرتا اس کی کانچ سی آنکھوں میں جھانک کر بولتا اسے آس دلا گیا تھا۔

نم آنکھوں سے مسکراتے دانین نے سر ہلایا تھا۔اسے یقین تھا روحان اسے کچھ نہیں ہونے دے گا۔۔

"اب تم سو جاو۔۔ میں یہاں ہی ہوں۔۔"

وہ دانین کو سونے کا بولتا بیڈ سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس پڑے ٹیبل کی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا تھا۔دانین اس کی جانب دیکھتی خاموشی سے لیٹ گئی تھی۔اس کی موجودگی سے ہی وہ خود کو بے حد محفوظ کر رہی تھی۔آنکھیں بند کرتی وہ جلد ہی سو گئی تھی۔روحان اس کی جانب دیکھتا کرسی سے ٹیک لگائے ہی سو گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

یونیورسٹی میں داخل ہوتے ہی پولیس کی گاڑیاں اور سنگین ماحول دیکھ کر نورے کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔سفید چوڑی دار پاجامہ اور پنک لانگ فراک میں کندھے پر دوپٹہ ڈالے وہ ارد گرد نظر ڈالتے جارہی تھی۔اس کا ارادہ پہلا لیکچر سٹارٹ ہونے سح پہلے شازل سے مل کر اس کے زخم کے بارے میں پوچھنے کا تھا۔

"ایکسکیوز می۔۔یہاں پولیس کیا کر رہی ہے کچھ ہوا ہے؟"

اس نے ایک لڑکی کو روکتے پوچھا تھا۔

"ایک دن پہلے چئیر پرسن کو کسی نے قتل کردیا اس کی وجہ سے یونیورسٹی میں سب سے پوچھا جارہا ہے۔۔"

لڑکی جواب دیتی گزر گئی تھی۔نورے نے اپنے چہرے پر آتے بالوں کو پیچھے ہٹایا تھا۔اس کے ذہن میں شازل کا مشکوک رویہ اور اس کی باتیں آئی تھیں۔

چلتے چلتے وہ ایک دم رک گئی تھی۔حیرت کی زیادتی سے اس کی آنکھوں کی پتلیاں پھیل گئی تھیں۔اسے چند منٹ لگے تھے سمجھنے میں۔۔

وہ لب کاٹتی اس کے آفس کی جانب بڑھ گئی تھی۔

"افف شاید اس آدمی نے مارا ہو ضروری تو نہیں شازل اسے مارے۔۔"

اس کے ذہن میں بے نام شخص آیا تھا جس نے اس پر حملہ کیا تھا۔وہ اپنا شک دور کرنا چاہتی تھی تبھی ناک کرتی اس کے آفس میں داخل ہوئی تھی۔

گرے کلر کے شلوار قمیض میں بازوں کے کف موڑے وہ کرسی پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلا رہا تھا جب نورے کو دیکھتے اس کے ہاتھوں کی حرکت تھمی تھی نظریں اٹھا کر اس نے نورے کی جانب دیکھا تھا جو عجیب نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ نے چیئر پرسن کو قتل کیا ہے۔۔؟"

اس نے شازل کو اپنی جانب دیکھتے ہی پوچھ ڈالا تھا۔شازل جبڑے بھینچتا ایک دم کھڑا ہوا تھا۔

شازل کے چہرے کے تاثرات اس کا شک سچا ثابت کر گئے تھے اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔خوف سے ہلکے ہلکے اس کے ہاتھ کانپنے لگے تھے۔

"آ۔۔آپ قاتل ہیں۔۔"

وہ پیچھے ہٹتی شازل کی طرف دیکھ کر اس بار اونچی آواز میں چیخی تھی۔

"شٹ اپ۔۔"

وہ ایک ہی جست میں اس کے پاس پہنچتا منہ پر سختی سے ہاتھ جما گیا تھا۔پولیس ابھی بھی یونیورسٹی میں لوگوں سے بیان لے رہی تھی اگر اس کی آواز باہر چلی جاتی تو ناجانے کیا ہوجاتا۔۔

نورے نے اپنے منہ پر گرفت محسوس کرتے اس کے ہاتھ پر اپنے تیز ناخن چبھوئے تھے۔شازل نے لب بھینچتے غصے سے غضب ناک نظروں سے مقابل کو گھورا تھا اس کے ہاتھ سے خون کی ایک باریک سی لکیر نکلی تھی۔

اس نے جھٹکے سے نورے کو دھکا دے کر چھوڑا تھا۔وہ لڑکھڑاتی دیوار سے جالگی تھی۔

"جاو جاکر بتا دو سب کو۔۔میں بھی دیکھتا ہوں تم کیا کرسکتی ہو۔۔"

چبھتا لہجہ ، سلگتا انداز وہ طیش میں سرخ پڑ گیا تھا۔دل کر رہا تھا مقابل کا گلہ گھونٹ دے۔۔

"آپ بے حس ہیں می۔۔میں سب کو بتا دوں گی۔۔"

وہ اپنی نم آنکھوں کو مسلتی پلٹنے لگی تھی جب شازل نے ایک جھٹکے سے اس کا گلہ دبوچتے اس کے کان کے پیچھے موجود نس کو دباتے اسے تیزی سے بے ہوش کر دیا تھا۔

نورے کے نازک وجود کو اپنی باہوں میں جھولتے دیکھ کر اس نے اپنا ماتھا مسلا تھا۔اس کا لیکچر فری تھا تبھی اسے تیزی سے باہوں میں اٹھاتے وہ گراونڈ کے پچھلے حصے سے ہوتا پارکنگ لاٹ تک سب کی نظروں سے چھپتا پہنچا تھا اسے گاڑی کی بیک سیٹ پر لیٹاتے وہ اسے اپنے اپارٹمنٹ میں لے گیا تھا۔

نورے کو اٹھانے کی وجہ سے اس کے زخم سے خون رسنے لگا تھا اسے مجبورا یونیورسٹی سے آف لینا پڑا تھا نورے کو بیڈ روم میں لیٹاتا روم کو لاک کر گیا تھا۔اس نے حیدر کو کال کی تھی۔اس نئی مصیبت سے جان کیسے چھڑائی جائے اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔

اپنی بینڈیج چینج کرتا وہ گہرا سانس بھرتا لاونج میں موجود صوفے پر ڈھے گیا تھا۔نورے کے بارے میں سوچتے اس نے اپنا ماتھا مسلا تھا۔وہ لڑکی مسلسل اس کے کاموں کو خراب کرنے میں لگی ہوئی تھی۔

"ڈیم اٹ۔۔۔"

اس نے غصے میں شیشے کے ٹیبل سے واس اٹھا کر سامنے دیوار پر دے مارا تھا۔وہ یہ کام جتنا صفائی سے کرنا چاہ رہا تھا وہ اتنا ہی لوگوں کی نظروں میں آرہا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"تم پاگل ہو شازل اسے کیوں اٹھا لائے یہاں صاف انکار کر دیتے۔۔"

حیدر نے شازل کی ساری بات سنتے سر افسوس سے جھٹکا تھا۔

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا میں اسے بے ہوش نہ کرتا تو وہ پاگل لڑکی جاکر سب کو بتادیتی۔۔"

وہ اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑتا غصے سے سرخ ہوچکا تھا۔

"اب کیا کرو گے ؟ تم اسے یہاں ہمیشہ قید نہیں رکھ سکتے۔۔اور اسے آزاد چھوڑنا تمھارے لیے اچھا نہیں۔۔"

حیدر نے کھڑا ہوتے شازل سے کہا تھا جو خود سخت جھنجھلایا ہوا تھا۔

"میں اس سے نکاح کرلوں گا۔۔وہ اپنے شوہر کو کبھی جیل نہیں بھجوائے گی۔۔"

شازل نے پرعزم انداز میں کہا تھا۔حیدر نے جھٹکے سے اس کی طرف مڑتے اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔

"تمھارا دماغ خراب ہوگیا ہے ؟ تم اس کے ساتھ زبردستی نکاح کرو گے ؟"

حیدر حیرت کی زیادتی سے پوچھ رہا تھا۔اسے شازل کی باتوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔

"ہاں پاگل کردیا ہے اس لڑکی نے مجھے۔۔جہاں جاتا ہوں یہ مصیبت سر پر سوار ہوکر پہنچ جاتی ہے۔۔الجھن ہونے لگی ہے مجھے۔۔دل کرتا ہے اس کا گلا دبا دو۔۔"

وہ ایک دم کھڑا ہوتا چیخا تھا۔حیدر اس کا غصہ دیکھتا پریشان ہوگیا تھا۔

وہ ابھی شازل کو کوئی جواب دیتا اس سے پہلے ہی ایک کمرے سے نورے کی آوازیں آنے لگی تھیں۔

"شازل۔۔نکالیں مجھے یہاں سے۔۔"

وہ دروازے پر ہاتھ مارتی بری طرح تلملا رہی تھی شازل نے ضبط سے آنکھیں بند کی تھی۔۔جب اس کی اگلی بات نے اس کا میٹر شاٹ کر دیا تھا۔

"میں سب کو بتا دوں گی آپ قاتل ہیں۔۔"

وہ غصے میں بنا سوچے سمجھے بولی تھی۔

وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتا اس کمرے کی طرف جانے لگا تھا جہاں وہ بند تھی۔

"شازل کالم ڈاون تم غصے میں کچھ غلط کردو گے۔۔"

حیدر نے اسے روکنے کے لیے اس کو کندھے سے تھاما تھا۔

"مجھ سے دور رہو۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ جھٹکے سے حیدر سے اپنا بازو چھڑواتا کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔دروزہ کھولتے اس کی نظر بنا دوپٹہ کے کھڑی نورے پر پڑی تھی۔

بنا کچھ سوچے سمجھے اس نے نورے کو گلے سے پکڑ کر دیوار سے لگاتے اس کے گلے پر پریشر ڈالا تھا۔۔نورے اس افتاد پر بوکھلا گئی تھی۔خوف کی ایک سرد لہر اس کے اندر سرایت کرگئی تھی۔

"میں نے کہا تھا میرے ضبط کو مت آزماؤ۔۔لیکن تمھارے اس خالی دماغ میں کوئی بات گھستی ہی نہیں۔۔بہت شوق ہے نہ تمھیں میرے معاملے میں ٹانگ اڑانے کی اس کی کیا سزا ہوگی یہ میں تمھیں آج بتاؤں گا۔۔"

اس کے گلے پر دباؤ ڈالتا وہ بری طرح بے قابو ہوا تھا۔نورے کو اپنا سانس بند ہوتا ہوا محسوس ہورہا تھا۔اس نے بے ساختہ شازل کے بازو کو پکڑا تھا۔

"م۔۔مجھے سس۔۔سانس۔۔"

وہ بولتے ہوئے اکھڑے سانس لینے لگی تھی۔حیدر نے نورے کا سرد چہرہ اور پھولی سانس دیکھ کر تیزی سے شازل کو پکڑ کر جھٹکے سے نورے سے دور کھینچا تھا۔

نورے اپنے گلے پر ہاتھ رکھتے دیوار سے ٹیک لگاتے زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔گہرے سانس لیتی وہ اپنا سانس بے حال کرنے لگی تھی۔اپنے گلے میں اٹھتا درد محسوس کرکے اس کی پلکیں بھیگ گئی تھی اسے امید نہیں تھا شازل ایسا بھی کرسکتا تھا۔

"شازل تم اسے جان سے مار دو گے۔۔ خودکو ٹھنڈا کرو۔۔"

حیدر نے اسے بری طرح جھنجھوڑا تھا۔شازل نے حیدر کی بات سنتے اپنے بالوں کو جکڑتے گہرا سانس لیا تھا۔اس کی نظر بے ساختہ دیوار سے لگی کانپتی ہوئی نورے پر گئی تھی۔اس کا بے نیاز حولیہ دیکھتے شازل نے حیدر کی طرف نظر ڈالی تھی جو نورے کو ہی دیکھ رہا تھا۔

اسے ایک دم نئے سرے سے غصہ آیا تھا جسے وہ چاہ کر بھی سمجھ نہیں پایا تھا۔

"گیٹ لاسٹ حیدر۔۔"

وہ اپنی مٹھیاں بھینچتا بولا تھا حیدر نے اپنا سر نفی میں ہلایا تھا۔

"پرامس می یو ول نوٹ ڈو اینی تھنگ۔۔"

حیدر نے سنجیدگی سے کہا تھا۔ شازل نے دھیرے سے سر ہلایا تھا۔ حیدر ان دونوں پر ایک نظر ڈالتا خاموشی سے نکل گیا تھا۔

شازل نے آگے بڑھتے زمین پر گرا سفید دوپٹہ ہٹایا تھا۔

"دور رہیں مجھ سے۔۔"

وہ نم پلکیں اٹھا کر شازل کو اپنی جانب آتا دیکھ کر چیخی تھی۔ شازل اس کے قریب آتا دوزانوں بیٹھ گیا تھا۔

"آپ ب۔۔ بہت بے حس ہیں۔۔"

وہ چیخی تھی۔ شازل کی نظر بے ساختہ اس کی صاف شفاف گردن پر موجود اپنی انگلیوں کے نشان پر گئی تھی۔ اس نے بے ساختہ ہاتھ نورے کی طرف بڑھایا تھا۔ جس پر وہ بری طرح دبکی تھی۔ اسے لگا تھا شازل دوبارہ اس کا گلہ دبانے لگا ہے۔۔

شازل نے اپنے ہاتھ میں موجود دوپٹہ خاموشی سے اس کے سر میں اوڑھ دیا تھا۔ نورے نے دوپٹہ محسوس کرتے حیرت سے شازل کو دیکھا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"تم نے صحیح کہا میں بہت بے حس ہوں اس دنیا نے مجھے ایسا بنا دیا ہے--اور جس کے لیے تم مجھ سے لڑ رہی ہو وہ سفید چادر میں چھپا ایسا کالا بھیڑیا تھا جو ناجانے کتنی زندگیوں کو برباد کرچکا تھا--اگر مجھے موقع ملے گا میں اسے پہلے سے بھی کئی زیادہ تکلیف دہ موت دوں--"

وہ نورے کی آنکھوں میں دیکھتا دھیرے سے اپنا ہاتھ اس کی گردن کی جانب لے گیا تھا۔اس کی انگلیوں کا لمس اپنے گلے پر محسوس کرتے وہ اس کا ہاتھ بری طرح جھٹک گئی تھی۔

"مجھے چھوئیں مت--"

وہ غصے سے بولی تھی اسے شازل کی کوئی بات نہیں سننی تھی۔شازل نے لب بھینچتے اپنی مٹھی کو زور سے بند کرلیا تھا۔

"اچھا جاو منہ دھو کر آو تمھیں تمھارے گھر چھوڑ آوں--لیکن ایک بات یاد رکھنا نورے تم نے اگر میرے بارے میں کسی کو بھی بتایا تو اس کی قیمت تمھاری فیملی ادا کرے گی--میں اپنے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو ختم کردوں گا--"

شازل کی بات سنتے وہ خاموشی سے اٹھ کر واشروم کی طرف بڑھ گئی تھی۔

سارے راستے نورے نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔شازل نے گاڑی اس کے گھر باہر روکی تھی۔نورے چند منٹ بیٹھی رہی تھی اسے لگا تھا وہ کچھ بولے گا اس سے معافی مانگے گا مگر وہ تو پتھر کا بت بنے ساکت بیٹھا تھا نہ اس کی جانب دیکھ رہا تھا نہ ہی کچھ بول رہا تھا۔

"اگر تم یہ سوچ رہی ہو میں معافی مانگوں گا تو یہ تمھاری بہت بڑی غلط فہمی ہے۔۔"

اس کی جانب دیکھے بنا شازل سرد آواز میں بولا تھا۔

نورے لب بھینچ کر زور سے دروازہ بند کرتے باہر نکلی تھی جب سامنے کھڑے شاہزیب کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر رک گئی تھی۔

شاہزیب سخت نظروں سے کبھی نورے اور کبھی شازل کی جانب دیکھ رہا تھا۔

نورے نے کچھ بولنے کے لیے لب وا کیے تھے جب شاہزیب کی سرد آواز نے اسے خاموش کروا دیا تھا۔

"اندر جاو۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

اس کے لہجے کی سختی پر وہ تیزی سے بنا مڑے اندر بھاگ گئی تھی۔

"واٹ آ سرپرائز شاہزیب۔۔"

گاڑی سے باہر نکلتے شازل طنزیہ انداز میں بولا تھا۔شاہزیب کی نظر شازل پر پڑتے ہی غصے سے اس کی رگیں پھول گئی تھیں۔

"شٹ اپ۔۔"

شاہزیب دھاڑا تھا۔غصے سے مٹھیاں بھینچتا وہ شازل کی جانب بڑھا تھا۔اس نے شازل کا گریبان پکڑنا چاہا تھا جب شازل نے درمیان میں ہی اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"اپنی حد میں رہو۔۔"

شازل دانت پیستا سرد لہجے میں بولا تھا۔۔

"میری بہن سے دور رہو۔۔"

شاہزیب اپنا ہاتھ چھڑواتا غصے میں غرایا تھا۔

"مجھے روک سکتے ہو تو روک لو۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

شازل نے تپا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔ شاہزیب اس کے منہ پر شدت سے مکہ مارنا چاہتا تھا۔

"اس سے دور رہو شازل۔۔"

شاہزیب کی بات پر وہ طنزیہ مسکراتا گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا۔ شاہزیب اپنی مٹھیاں بھینچتا غصے سے سرخ آنکھیں لیے اندر بڑھ گیا تھا۔

وہ نورے سے بات کرنا چاہتا تھا مگر ول جانتا تھا غصے میں وہ کچھ غلط کرجائے گا تبھی اس نے پہلے اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے کا سوچا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"عسکری مجھے نورے میر شاہ کے بارے میں ساری انفارمیشن چاہیے۔۔"

اس نے فلیٹ واپس آتے ہی عسکری کو کال کی تھی۔

"اوکے باس۔۔ لیکن یہ کیا چکر ہے تم اور لڑکیوں کے بارے میں انفارمیشن لے رہے ہو۔۔؟"

وہ ہنس کر بولتا شازل کو تپ چڑھا گیا تھا۔

"شٹ اپ جو کہا ہے ویسا کرو۔۔"

شازل کے سختی سے بولنے پر عسکری نے اپنی ہنسی دبائی تھی۔

"تمھیں آج گھر جانا چاہیے انکل آنٹی پریشان ہو رہے ہوں گے۔۔"

عسکری نے ایک دم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"بس فریش ہوکر وہاں ہی جارہا ہوں تمھیں جو کام کہا ہے وہ کام کرو۔۔"

شازل اسے جواب دیتا فریش ہونے چلا گیا تھا۔

چائے بنا کر پیتا وہ وہاں سے گھر کے لیے نکل گیا تھا۔

"مل گیا آج صاحبزادے کو گھر آنے کا وقت ؟"

محب خان نے اسے آتے ہی طنز کیا تھا۔ شازل نے آنکھیں گھمائی تھی۔

"میں تو بہت مصروف تھا لیکن سوچا آپ کو اپنا دیدار کروا دوں۔۔آپ میرا چہرہ دیکھنے کے لیے ترس رہے ہوں گے۔۔"

وہ لب دباتا طنزیہ انداز میں بولا تھا۔ محب خان کے ہونٹ ہلکے سے اوپر اٹھے تھے۔

"محب شازل کو کچھ مت بولیں-- میرا بچہ ابھی گھر آیا ہے--اسے سکون سے بیٹھنے دیں--"

گل خان نے محب خان کو چپ کروا دیا تھا جس پر شازل نے سکون کا سانس بھرا تھا۔

"شازل میرے بچے کیا ہوا ہے تمھارا چہرہ اتنا زرد کیوں ہے طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

گل خان تیزی سے اٹھتی شازل کے پاس گئی تھیں۔اس نے دھیرے سے شازل کے گال پر ہاتھ رکھا تھا جب اس کا تپتا ہوا گال محسوس کر کے اس کی آنکھیں پھیل گئی تھی۔

"تمھیں تو بہت تیز بخار ہے شازل-- محب پلیز جلدی سے کسی ڈاکٹر کو بلائیں--"

گل خان کے پریشانی سے بولتے محب خان نے ڈاکٹر کو کال ملائی تھی۔

"موم میں بالکل ٹھیک ہوں تھوڑی دیر بس ریسٹ کرنا چاہتا ہوں--"

"مجھے کسی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے--"

وہ جھنجھلا کر بولا تھا گل خان کا ہاتھ پکڑتے اس نے پیار سے بوسہ لیتے اپنی انکھوں سے لگایا تھا۔

"ڈاکٹر بس کچھ دیر تک پہنچ جائے گا گل اسے کمرے میں لے جاو۔۔"

محب خان ظاہر نہیں کر رہے تھے لیکن وہ بھی شازل کے لیے اچھا خاصا پریشان ہوگئے تھے۔۔ایک ہی تو بیٹا تھا ان کا چاہے جتنے بھی اختلافات ہوتے وہ ان کو اپنی جان سے بڑھ کر پیارا تھا۔

شازل نے بولنے کے لیے لب وا کیے تھے جب گل کی نم آنکھیں اور محب خان کا تنا ہوا چہرہ دیکھ کر وہ خاموش ہی رہا تھا۔

"جب ڈاکٹر آئے اسے روم میں بھیج دیجیے گا۔۔"

وہ نرم لہجے میں بولتا اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔اسے زخم کی وجہ سے بخار ہوگیا تھا۔یہ تو ہونا ہی تھا وہ ریسٹ جو نہیں کر رہا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"نورے مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔"

شاہزیب دروازہ ناک کرتا نورے کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

نورے نے اس کی آواز سنتے تیزی سے اپنا دوپٹہ اچھے سے گردن پر اوڑھ لیا تھا۔شازل کی انگلیوں لے نشان اس کی گردن پر ابھی بھی واضح تھے۔

"تم کار میں کیا کر رہی تھی شازل کے ساتھ؟"

وہ سخت لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"وہ پروفیسر ہیں میرے۔۔ایکچولی مجھے چکر آرہے تھے اور ڈرائیور کال پک نہیں کر رہا تھا ت۔۔تو وہ گھر چھوڑ گئے۔۔"

نورے نے انگلیاں مسلتے جھوٹ کا سہارا لیا تھا۔شازل مے اسے گہری نظروں سے دیکھا تھا وہ اتنا بے وقوف بھی نہ تھا جتنا اسے نورے نے سمجھ لیا تھا۔

"آئندہ کے بعد ایسا کچھ بھی ہوا تو تم مجھے کال کیا کرو گی کسی بھی انجان شخص سے دوبارہ لفٹ مت لینا۔۔"

شاہزیب سنجیدگی سے بولا تھا۔نورے نے جھٹ سے گردن ہلا دی تھی۔

"اوکے۔۔"

وہ نظریں جھکائے ممنائی تھی۔وہ سخت جھنجلائی ہوئی تھی اور اس وقت صرف آرام کرنا چاہتی تھی۔شاہزیب ایک نظر اس پر ڈالتا چلا گیا تھا۔

وہ شاہزیب کے جاتے ہی روم لاک کر کے بیڈ پر گر گئی تھی۔سارے دن کی تھکاوٹ اور رونے کی وجہ سے وہ جلد ہی سو گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ صبح اٹھنے کے بعد ایک بار بھی نیچے نہیں گئی تھی۔اسے رات روحان کے کہے گئے الفاظ یاد آرہے تھے۔ساتھ اپنی باتوں پر غصہ بھی اسے نائیٹ میئرز آتے تھے۔

جس پر وہ کافی حد تک قابو پاچکی تھی لیکن جب سے خون کو دیکھ کر اس کا پینک اٹیک ٹریگر ہوا تھا تب سے وہ بھیانک خواب واپس آنے لگے تھے۔

ملائکہ کے ناشتہ دے جانے کے بعد وہ کھڑکی کے پاس بیٹھ گئی تھی باہر کا منظر دیکھتے وہ اپنا سر کھڑکی سے ٹکا گئی تھی۔باہر ہلکی ہلکی سنو فال ہورہی تھی۔جو دیکھتے ہی دیکھتے تیز ہونے لگی تھی اس کا دل بے ساختہ سنو فال سے کھیلنے کا چاہا تھا تبھی بنا سوچے سمجھے تیزی سے اٹھتی وہ نیچے بھاگنے لگی تھی۔

اسے اتنی تیزی سے نیچے آتے دیکھ کر روحان بری طرح چونکا تھا۔

"کہاں جارہی ہو دانین۔۔"

اس نے آواز دے کر دانین کو روکا تھا۔دانین معصوم منہ بناتی اس کی جانب مڑی تھی۔

"میں بیک یارڈ جا رہی ہو سنو فال ہورہی ہے۔۔"

وہ خوشی سے چمکتی آنکھوں کے ساتھ بولی تھی۔

"ایسے جاو گی تو ٹھنڈ لگ جائے گی جاو اپنا کوٹ اور گلوز پہن کر آو۔۔"

روحان اس کے ڈریس پر نظر ڈالتا بولا تھا اسے آسانی سے ٹھنڈ لگ سکتی تھی۔

"اوکے پھر میں باہر جاسکتی ہوں؟"

اس نے روحان کی طرف پر امید نگاہوں سے دیکھا تھا جس پر اس نے جھٹ سے سر ہلا دیا تھا وہ تیزی سے واپس اوپر اپنے کمرے میں بھاگی تھی۔اپنا کوٹ اور گلوز پہنتی وہ واپس نیچے آتی باہر نکل گئی تھی۔

روحان اس کے پیچھے چلتا باہر نکل گیا تھا۔دانین کو باہیں پھیلائے گھومتے دیکھ کر وہ مسکرا اٹھا تھا۔

دانین کی اچانک اس پر نظر پڑی تھی وہ ایک دم رک گئی تھی۔روحان نے اسے ائبرو اچکا کر دیکھا تھا۔دانین نے نیچے جھکتے برف کا گولا بناتے روحان کی طرف پھینکا تھا جو سیدھا اس کے منہ پر لگا تھا روحان نے برف چہرے سے ہٹاتے دانین کو دیکھا تھا جو ہنس رہی تھی۔

اس کی کھنکتی ہنسی کو سن کر وہ مسمرائز ہوا تھا اس کے ہونٹوں پر بھی ایک گہری مسکراہٹ بکھری تھی۔اس نے بھی نیچے جھکتے برف کا چھوٹا سا گولا بنا کر دانین کی طرف اچھالا تھا جو سیدھا اس کے سر پر بجا تھا۔دانین نے ہنسی روکتے روحان کو دیکھا تھا جو دوسرا گولا بنا رہا تھا۔دانین تیزی دے بیک یارڈ میں بھاگنے لگی تھی روحان اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

دانین نے بھی تیزی سے جھکتے گولا بنا کر پیچھے مڑتے اس کی جانب اچھالنا چاہا تھا جب وہ پیچھے مڑتی زمین پر موجود برف پر گر گئی تھی۔

"دانین۔۔ تم ٹھیک ہو؟"

روحان نے پریشانی سے پوچھا تھا جبکہ دانین نے مسکراتے ہوئے برف میں مزے سے ہاتھ پیر چلانا شروع کیے تھے۔روحان اس کے بچوں جیسی حرکت کرتے دیکھ کر اس

کے ساتھ ہی برف پر لیٹ گیا تھا۔ہلکی ہلکی برف آسمان سے گرتی ان کے چہروں پر گر رہی تھی۔

وہ کافی دیر ایک دوسرے کے ساتھ خاموشی سے سنو فال انجوائے کرتے رہے تھے۔ٹھنڈ زیادہ بڑھتی دیکھ کر روحان دانین کو زبردستی ہاتھ سے پکڑ کر اندر لے گیا تھا جو اندر جانے کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔

اندر پہنچتے وہ منہ بنا کر روحان کو دیکھتی اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔اس کا ناراض چہرہ دیکھ کر روحان کے ہونٹ مسکرا اٹھے تھے اس کا یوں اپنے جذبات روحان پر آشکار کرنا اسے بہت خاص ظاہر کرتا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ دو دن سے یونیورسٹی نہیں جا رہی تھی۔آج بھی وہ بے جان انداز میں اٹھ کر تیار ہوئی تھی۔شارٹ شرٹ اور کھلا ٹراوزر پہنے اس نے اپنے بالوں کو پونی میں مقید کیاہوا تھا آگے سے چند آوارہ لٹیں اس کے چہرے پر جھول رہی تھیں۔

ناشتہ کرتی وہ خاموشی سے یونیورسٹی کے لیے روانہ ہوگئی تھی۔فاطمہ بیگم سے سامنا کرنے سے وہ کترا رہی تھی بلکہ ان کی شکل دیکھنا بھی اسے پسند نہیں تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

شیڈیول میں شازل کا لیکچر دیکھتے وہ لب بھینچ کر کلاس میں جاکر بیٹھ گئی تھی۔اسے نہ جانے دو دن نہ دیکھنے کی بے چینی تھی یا کیا وجہ وہ بہت بے چین تھی۔

شازل بھی دو دن کے بعد آج یونیورسٹی آیا تھا اسے کافی تیز بخار تھا جو کل ہی ہلکا ہوا تھا۔محب خان کو شک تھا کہ شازل کا یونیورسٹی میں ہونے والے حادثے میں ہاتھ ہے مگر شازل نے ڈاکٹر کو سختی سے اپنے زخم کے بارے میں کسی کو بھی خبر نہ ہونے کی دھمکی دی تھی تبھی محب خان اور گل خان کو اس کے بخار کی اصل وجہ بھی پتا نہیں چلی تھی۔

شازل کو کلاس میں داخل ہوتے دیکھ کر اس نے پین سے کتاب پر ویسے ہی لکریں لگانا شروع کردی تھیں۔بس ایک سرسری نظر شازل پر ڈالی تھی جو سکائی بلیوں کلر کی شرٹ اور ڈارک بلیو جینز کے ساتھ کوٹ پہنے ہوئے انتہائی ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

اس کا بے ساختہ دل دھڑکا تھا۔اپنا سر جھٹکتے اس نے نظریں جھکا لی تھیں۔

''میں آپ لوگوں کو ٹاپک دوں گا اس پر دو لوگوں کو پریزینٹیشن دینی ہوگی۔۔میں ٹاپک سی آر کو سینڈ کر رہا ہوں سب بچے اپنے پئیر بنا کر ٹاک ڈیسائیڈ کر کے سی آر کو بتا دے۔۔اور سی آر اس کی لسٹ مجھے شام تک مل جائے۔۔''

شازل نے اپنی بھاری آواز میں سب کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا تھا۔نورے کا جھکا ہوا سر دیکھ کر اس نے کوئی تاثرات ظاہر نہیں کیے تھے۔

سب سٹوڈنٹس تیزی سے موبائل نکال کر اپنا پارٹنر اور ٹاپک ڈیسائیڈ کرنے لگے تھے۔نورے ویسے ہی موبائل نکال کر سکرالنگ کرنے لگی تھی۔

سونیا نے شازل سے کچھ پوچھنے کے لیے بلایا تھا۔شازل اس کے ٹیبل کے پاس جاکر اسے سمجھانے لگا تھا۔

نورے نے کن اکھیوں سے پیچھے مڑتے شازل کو دیکھا تھا جو سونیا کے پاس کھڑا اسے ٹاپک سمجھا رہا تھا۔

"یو آر آ گڈ سٹوڈنٹ سونیا۔۔"

"ویل ڈن۔۔"

اس کے منہ سے سونیا کی تعریف سن کر نورے کا چہرہ ہلکا ہلکا غصے سے گلابی پڑنے لگا تھا۔

"گڈ سٹوڈنٹ مائی فٹ۔۔"

وہ غصے میں بڑبڑائی تھی۔اپنی مٹھیاں زور سے بھینچے وہ ان کی ہی باتیں سننے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تھینک یو سر۔۔ میں نے ریسنٹلی ایک پریزینٹیشن بھی پری پئیر کی ہے کیا آپ وہ دیکھیں گے۔۔"

سونیا ایک نظر نورے پر ڈالتی تمسخرانہ انداز میں بولی تھی۔

"وائے ناٹ۔۔ تم اس لیکچر کے بعد میرے آفس آجانا۔۔"

شازل نورے کی نظریں خود پر محسوس کرتا سونیا کو دیکھ کر بولا تھا۔

"غنڈا، بدتمیز۔۔ میرے آفس آجانا۔۔"

وہ غصے میں منہ بناتی اس کے انداز میں بولی تھی۔اس کا ہاتھ بے ساختہ اپنی ٹھوڑی کے نشان پر گیا تھا۔جو اسے داغ لگتا تھا۔جس کی وجہ صرف و صرف چالاک لومڑی سونیا تھی۔

وہ ابھی انھیں سوچوں میں گم تھی جب اس کے آگے بیٹھے لڑکے نے اس کی جانب مڑتے اسے بلایا تھا۔

"کیا آپ میری پارٹنر بنیں گی ؟"

وہ لڑکا بالوں میں ہاتھ پھیرتا پوچھ رہا تھا۔شازل کی نظروں کا زاویہ بے ساختہ نورے اور اس لڑکے کی جانب مڑ گیا تھا۔

"وائے ناٹ۔۔"

نورے نے زبردستی ہونٹوں پر مسکراہٹ کھینچتے کہا تھا۔شازل نے بے ساختہ اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔

"سر ایکسکیوز می سر۔۔"

سونیا کے زور سے بلانے پر وہ سر جھٹکتا سونیا کی جانب مڑا تھا۔

"باقی سب کچھ ہم آفس میں ڈسکس کر لیں گے۔۔"

وہ سونیا کو بولتا اپنے ڈائس کے پاس کھڑا ہوگیا تھا۔جبکہ اب کی باری نورے کی بجائے وہ بے چین ہوگیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

https://classicurdumaterial.com

سب کے کلاس سے نکلتے ہی وہ اک اچٹتی نگاہ مسکراتی ہوئی سونیا اور لیپ ٹاپ بند کرتے شازل پر ڈالتی باہر نکل گئی تھی۔

کلاس سے نکلتے تھوڑے آگے جاکر وہ ایک جگہ کھڑی ہوگئی تھی۔جب وہ ہی لڑکا اس کے پاس آیا تھا جو اس کا پارٹنر بننے کا پوچھ رہا تھا اس کا نام اعمار تھا۔

"ہم کب سے تیاری سٹارٹ کریں گے--؟"

اس لڑکے نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے مسکرا کر پوچھا تھا۔نورے نے ایک نگاہ کلاس روم کے دروازے پر ڈال کر سامنے کھڑے لڑکے پر ڈالی تھی۔

"مجھے سٹڈیز میں کوئی دلچسپی نہیں ہے جو آپ کو ٹاپک اچھا لگے وہ بتا دیجیے گا میں اسے دیکھ لوں گی--"

وہ سنجیدگی سے مقابل کو دیکھتے بولی تھی اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا مقابل کو اپنے ساتھ زیادہ فری ہونے دینے کا۔

"اوہ-- اوکے--آپ کا نمبر مل سکتا ہے میں رات کو میسج کردوں گا۔"

اعمار نے اپنا موبائل کا لاک کھولتے پوچھا تھا۔نورے نے سر ہلاتے اس کا موبائل پکڑ کر اپنا نمبر ٹائپ کیا تھا۔

کلاس روم سے سونیا کے ہمراہ باہر نکلتے نورے پر نظر پڑتے وہ نظروں کا زاویہ بدلنے لگا تھا جب اچانک اس کے ساتھ کھڑے لڑکے پر نظر پڑتے اس نے اپنے جبڑے بھینچ لیے تھے۔

ایک کٹیلی نگاہ دونوں پر ڈالتا وہ سونیا کے ساتھ وہاں سے گزر گیا تھا۔نورے نے اعمار کو موبائل پکڑاتے ایک نظر شازل اور سونیا کو جاتے دیکھ کر مقابل سے ایکسکیوز کیا تھا۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ان کے پیچھے چل پڑی تھی۔اپنے گلابی لبوں کو کاٹتی اسے خود سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کررہی ہے ؟ اور کیوں کر رہی ہے۔۔؟

شازل کے آفس کے باہر پہنچ کر وہ دروازے سے کان لگا کر کھڑی ہوگئی تھی۔اسے اندر سے ہلکی ہلکی آوازیں آرہی تھیں۔سونیا کے ہنسنے کی آواز سن کر اس نے منہ بگاڑا تھا۔

"چالاک لومڑی۔۔چڑیل۔۔جن کی طرح ہنس رہی ہے۔۔"

وہ ماتھے پر بل ڈالے منہ بنا کر بول رہی تھی۔جب اچانک دروازہ کھولا تھا اور وہ جو دروازے کے سہارے تھی اس کے ساتھ ہی زمین بوس ہوئی تھی۔

بے ساختہ ایک سسکی اس کے منہ سے نکلی تھی۔

"ہائے مرگئے۔۔"

اس نے آنکھیں میچتے کہا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو نورے ؟"

سونیا کی چنگھارتی آواز سن کر اس نے دھیرے سے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا اس کے بالکل سامنے شازل اپنے سینے ہر بازو باندھے چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

شازل نے اپنے لبوں کو دبا کر بمشکل اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔کسی کی موجودگی محسوس کرتے اس نے اچانک دروازہ کھولا تھا جب نورے نیچے گری تھی۔

"م۔۔میں پروفیسر سے بات کرنے آئی تھی۔"

وہ ایک دم اپنے قدموں پر کھڑی ہوتی اپنے ہاتھوں کو جھاڑتی سر ہلا کر بولی تھی۔شازل نے نفی میں سر ہلایا تھا سونیا نے غصے سے چھوٹی آنکھیں کر کے نورے کو گھورا تھا جس نے شازل کے ساتھ اس کا ٹائم ڈسٹرب کیا تھا۔

"کیا بات کرنی نورے ؟"

شازل نے ائبرو اچکاتے پوچھا تھا۔

"وہ مجھے ٹاپک کے بارے میں ڈسکشن کرنی تھی لیکن لگتا ہے آپ بہت بزی ہیں میں بعد میں آجاوں گی۔۔"

وہ لب بھینچ کر سلگتے لہجے میں سونیا پر ایک نظر ڈالتے بنا شازل کا جواب سنے وہاں سے نکل گئی تھی۔

شازل نے اس کے جانے کے بعد سونیا کو بھی فارغ کردیا تھا۔اسے تھکن محسوس ہورہی تھی۔وہ کرسی پر بیٹھتا اس کی پشتسے ٹیک لگاتا نورے کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔

اسے اپنے کیے پر پچھتاوا تھا اسے احساس تھا کہ اسے نورے کا گلا دبانا نہیں چاہیے وہ اس سے بات بھی کرنا چاہتا تھا لیکن اپنی انا کی وجہ سے وہ رکا ہوا تھا۔

یونیورسٹی میں اب پولیس نہیں تھی لیکن تحقیقات ہورہی تھیں۔کسی کا بھی شک اس کی طرف نہیں تھا جس پر وہ پرسکون تھا۔اب اس کا نیکسٹ ٹارگٹ ایس ایس پی فراز شیخ تھا اس کا ٹرانسفر کسی اور شہر میں ہوچکا تھا وہ ساری انفارمیشن نکلوا چکا تھا لیکن وہ اچانک یہاں سے سب کچھ چھوڑ کر نہیں جاسکتا تھا تبھی وہ صبر سے کام لے رہا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"آج اتنے لیٹ ہوگئے میں کافی دیر سے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔"

افرحہ کی آنکھ کمرے میں موجود روشنی سے کھلی تھی۔شاہزیب آفس کی پارٹی میں گیا تھا۔وہ اس کا انتظار کرتے ہوئے سو گئی تھی۔

"ہاں بس ٹائم گزرتے پتا نہیں چلا۔۔"

شاہزیب اس سے نظریں چراتا ہوا بولا تھا۔

"اچھا چلیں کچھ نہیں ہوتا آپ جائیں جاکر فریش ہوجائیں۔۔میں کپڑے نکال دیتی ہوں۔۔"

وہ اپنے بال سمیٹتی نیند سے بھری آنکھیں مسلتی الماری کی طرف بڑھ گئی تھی۔

"تم رہنے دیتی میں خود نکال لیتا۔۔"

شاہزیب نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔

"میرے ہوتے ہوئے آپ کو ان کاموں کو خود کرنے کی ضرورت نہیں۔۔"

افرحہ نے اس کے ہاتھوں میں نائٹ سوٹ تھمایا تھا۔

"شکریہ میری جان۔۔"

شاہزیب نے جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔افرحہ نے اس کے منہ سے آتی ناگوار بو محسوس کر کے اپنی ناک چڑھائی تھی۔وہ بے ساختہ دو قدم شاہزیب سے پیچھے ہٹی تھی۔

"آ۔۔آپ نے ڈرنک کی ہے۔۔"

وہ بے یقینی سے پوچھ رہی تھی۔

"آپ نے وعدہ کیا تھا اس حرام چیز کو دوبارہ ہاتھ نہیں لگائیں گے۔۔"

وہ اسے اس کا وعدہ یاد دلا رہی تھی جو اس نے پاکستان آکر اس سے کیا تھا کہ نہ تو وہ کبھی شراب کو ہاتھ لگائے گا اور نہ ہی ڈرگز کو۔۔اس کی باقاعدہ کاونسلنگ بھی افرحہ

نے کروانی چاہی تھی مگر شاہزیب نے انکار کر دیا تھا وہ اب صرف سگریٹ ہی پیتا تھا۔جس سے وہ چھٹکارا نہیں چاہتا تھا اس کے متعلق پھر افرحہ نے بھی کچھ نہ کہا تھا۔

"آئی ایم سوری۔۔ مجھے کسی نے فورس کیا تھا میں نے بس ایک دو سپ ہی لیے تھے۔۔"

وہ شرمندہ تھا۔افرحہ نے سختی سے لب بھینچ لیے تھے۔

"مجھ سے بات مت کیجیے گا۔۔"

وہ غصے سے بولتی اس کی طرف سے رخ پھیر گئی تھی۔شاہزیب لب بھینچ گیا تھا وہ اسے منانا چاہتا تھا لیکن اس نے پہلے فریش ہونے کا سوچا تھا۔شاہزیب کے واشروم میں جاتے ہی وہ تکیہ لے کر صوفے پر جاکر لیٹ گئی تھی۔

اسے شاہزیب پر شدید غصہ آرہا تھا۔چادر سر پر تان کر وہ باتھ روم کا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اپنی آنکھیں زور سے میچ گئی تھی۔

"افرحہ۔۔"

شاہزیب نے ناگواریت سے اسے وہاں لیٹے ہوئے دیکھا تھا وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتا اس کے پاس پہنچا تھا۔

اس نے افرحہ کے سر سے چادر کھینچتے اس کے کچھ سوچنے سمجھنے سے پہلے اسے اپنی باہوں میں اٹھا لیا تھا۔

"آہ-- پاگل ہوگئے ہیں کیا؟"

افرحہ نے چیختے ہوئے اس کے گلے میں بازو ڈالا تھا۔

"ہاں تمھارے لیے شروع سے ہی میں پاگل ہوں--"

وہ افرحہ کی گال کو چومتا بولا تھا۔افرحہ نے فورا دوسرے ہاتھ سے اپنا گال صاف کیا تھا۔ افرحہ کی حرکت پر شاہزیب نے دوبارہ اس کے گال پر لب رکھے تھے۔اس کے بعد وہ رکا نہیں تھا اس کے ہونٹوں کی گستاخیاں افرحہ کے سارے چہرے پر گلنار بکھیر گئی تھیں۔

"شاہزیب سٹاپ اٹ--"

وہ شرمندہ سی اس کے سینے میں منہ چھپا رہی تھی۔

"دوبارہ میرا لمس مٹانے کی کوشش مت کرنا بہت برا پیش آوں گا۔۔"

وہ افرحہ کو بیڈ پر لیٹاتا اس کے ساتھ لیٹ کر اپنے باہوں کے حصار میں قید کرچکا تھا۔افرحہ اس سے دور ہوکر لیٹنا چاہتی تھی لیکن شاہزیب کی بازو نے اسے روکا ہوا تھا۔

"ہماری ناراضگی اپنی جگہ لیکن دوبارہ صوفے پر جاکر لیٹنے کی کوشش مت کرنا۔۔"

وہ سخت لہجے میں بولا تھا۔افرحہ نے منہ پھولایا تھا۔

"آئی ایم سوری جاناں۔۔ میں اب دوبارہ کبھی شراب کو ہاتھ بھی نہیں لگاوں گا۔۔"

وہ افرحہ کی خاموشی محسوس کرتا اس کا رخ اپنی طرف کرتا اس کے ماتھے پر اپنے تشنہ لب رکھتا بولا تھا۔

"اگر آپ نے دوبارہ ایسا کیا تو میں بہت برا ناراض ہوجاوں گی۔۔"

اس کی بات سن کر شاہزیب کے لب مسکرا اٹھے تھے۔

"میں ایسا ہونے نہیں دوں گا جاناں۔۔"

وہ اسے اپنے سینے میں بھینچتا بولا تھا۔افرحہ دھیرے سے مسکرا اٹھی تھی۔وہ آنکھیں موندتی شاہزیب کے گرد بھی اپنا حصار باندھ گئی تھی۔

نائٹ بلب اون کرتی وہ بیڈ پر لیٹ گئی تھی۔اس کی سوچوں کا مرکز شازل اورسونیا تھے۔

"میرا دماغ خراب ہوگیا ہے جو میں اس سنکی انسان کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔۔"

نورے نے اپنے سر پر ایک تھپڑ مارا تھا۔

"مجھے تو کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے۔۔اس سونیا سے کیسے نرمی سے بات کر رہا تھا۔۔غنڈا۔۔"

وہ سوچتی ہوئی کروٹ بدل گئی تھی۔

"مجھے کیوں جلن ہورہی ہے میری طرف سے بھاڑ میں جائے۔۔وہ قاتل ہے۔۔لیکن اس نے مجھے بچایا بھی تھا۔"

وہ اپنی سوچوں میں بری طرح الجھی ہوئی تھی۔

اس کی سوچوں کا ارتکاز موبائل کی رنگ نے توڑا تھا۔اعمار کا میسج دیکھ کر اس نے آنکھیں گھمائی تھی۔

"افف۔۔ یہ پڑھائی میرے بس کی بات نہیں ہے۔۔"

وہ ٹاپک دیکھ کر بڑبڑائی تھی۔

"صبح ایک بار دیکھ لوں گی۔۔"

وہ بڑبڑاتی ہوئی موبائل سائیڈ پر رکھ کر آنکھیں موند گئی تھی۔

دوسری طرف شازل بھی اپنی کیفیت سے بے خبر تھا۔ عسکری نے اس آدمی کا پتا لگوا لیا تھا جس نے نورے پر حملہ کیا تھا اس کا نام ارسل تھا اور اسوقت اسی کی تلاش جاری تھی۔

"شازل مجھے تم سے بات کرنی میرے اسٹڈی روم میں آو۔"

شازل کے گھر آتے ہی محب خان نے اسے اپنے اسٹڈی روم میں بلایا تھا۔

"یس ڈیڈ ؟"

اس نے ان کے سامنے کاوچ پر بیٹھتے پوچھا تھا۔

"میں بس ایک بار پوچھوں گا۔۔کیا یونیورسٹی والے حادثے میں تمھارا ہاتھ ہے ؟"

محب خان نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"نہیں۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ بے تاثر انداز میں بولا تھا۔

"مجھ سے جھوٹ مت بولو تمھارا باپ ہوں تمھاری رگ رگ سے واقف ہوں۔۔"

محب خان کی بات پر وہ دھیرے سے مسکرایا تھا۔

"آپ جب جانتے ہیں میرا جواب پھر کیوں پوچھ رہے ہیں۔؟"

شازل نے ان کی طرف دیکھتے پوچھا تھا۔

"میں تمھیں بھی اپنی بیٹی کی طرح کھونا نہیں چاہتا۔۔"

ان کے لہجے میں دکھ تھا۔شازل ان کی بات پر لب بھینچ گیا تھا۔

"ڈیڈ مجھے کچھ نہیں ہوگا۔میرے بارے میں پریشان مت ہوں۔۔"

اس نے اٹھ کر محب خان کے پاس جاتے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

محب خان نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے اپنا سر ہلایا تھا وہ جانتے تھے شازل کو روک نہیں پائیں گے۔۔ تبھی خاموش ہوگئے تھے۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

روحان کپڑے چینج کر کے واپس اپنی جگہ کھڑا ہو گیا تھا۔ ملائکہ نے اسے کافی بنا کر دے دی تھی اور دانین کے لیے بھی وہ کافی بنا کر لے گئی تھی۔

"روحان دانین کو بہت تیز بخار ہے مجھے لگتا ہے اسے سردی لگ گئی ہے۔۔"

ملائکہ پریشان سی نیچے آتی ہوئی بولی تھی۔ روحان کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"اس وقت تو ہم ڈاکٹر کے پاس نہیں جاسکتے۔۔ اگر گھر میں کوئی میڈسن ہے تو وہ دے دیں۔۔"

روحان باہر ہوتی تیز سنو فال کو دیکھتا پریشانی سے بولا تھا۔

"ہاں کچھ میڈسنز ہیں میرے پاس تم بھی ایک دفع چیک کرلو۔"

ملائکہ نے اس کے سامنے نکال کر کچھ میڈسنز رکھی تھیں۔ روحان نے ڈاکٹر سے کال پر کچھ میڈسنز پوچھ لی تھیں۔ جو گھر میں ہی موجود تھیں۔

ملائکہ نے اس کے لیے سوپ بنا دیا تھا۔ وہ روحان کے ساتھ سوپ لے کر دانین کے کمرے میں گئی تھی۔ جو کمبل میں دبکی بیٹھی تھی۔

"دانین اٹھو اور یہ سوپ پی کر میڈسن لو بہتر فیل کرو گی۔۔"

ملائکہ نے دانین کو پکارا تھا۔دانین نے دھیرے سے اپنا سر کمبل سے باہر نکالا تھا۔

"میرا دل نہیں کر رہا۔۔"

وہ نڈھال سی بولی تھی۔روحان نے گہری نظروں سے اسے دیکھا تھا جس کا سفید چہرہ لال گلابی ہوا پڑا تھا آنکھیں بھی سرخ دکھائی دے رہی تھیں۔

ملائکہ نے اسے بہت بار سوپ پلانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ ملائکہ کے ہاتھ سے سوپ نہیں پی رہی تھی۔

"آپ جائیں میں پلا دیتا ہوں۔۔"

روحان کی بات سن کر ملائکہ نے حیرت سے اسے دیکھا تھا پھر کچھ سوچتے اس نے اٹھ کر سوپ روحان کو تھما دیا تھا۔

روحان دانین سے کچھ فاصلے پر بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔

"میں نے کہا تھا نہ بیمار پڑ جاو گی۔۔"

روحان نے سوپ میں چمچ ہلاتے اس کی سرخ چھوٹی سی ناک کو دیکھ کر کہا تھا۔

"منہ کھولو۔۔"

https://classicurdumaterial.com

روحان کی سنجیدہ آواز سن کر اس نے بے ساختہ اپنا منہ کھول دیا تھا۔روحان نے پھونک مارتے سوپ سے بھرا چمچ اس کے منہ میں ڈالا تھا۔

"آئیندہ کے بعد سنو فال میں تمھارا باہر نکلنا منع ہے۔۔"

وہ پریشان سا اس کے سرخ چہرے کو دیکھتا بول رہا تھا۔دانین نے اپنا منہ پھولا لیا تھا۔وہ اسے سوپ پلاتا ہوا ساتھ ساتھ ڈانٹ بھی رہا تھا۔

"تمھارے بال گیلے ہیں۔۔؟"

روحان نے سوپ پلانے کے بعد اس کو میڈسن دیتے اس کے بالوں کو بغور دیکھا تھا۔جو ہلکے ہلکے گیلے دکھائی دے رہے تھے۔

"میں نے ڈرائے نہیں کیے تھے۔۔"

وہ لب کاٹتی بولی تھی۔روحان نے اسے تیز نظروں سے دیکھا تھا۔

"تمھاری اسی لاپرواہی کی وجہ سے تمھیں سردی لگ گئی ہے۔۔"

وہ سخت لہجے میں بولا تھا۔

"ہیئر ڈرائیر کہاں ہے ؟"

اس نے بیڈ سے اٹھتے پوچھا تھا دانین کے اشارہ کرنے پر اس نے جلدی سے ہیئر ڈرائیر نکالتے اس کے بال سکھائے تھے۔دانین بغور اسے دیکھ رہی تھی۔

"تھینک یو۔۔"

اس نے روحان کا ہاتھ بے ساختہ پکڑتے مسکرا کر کہا تھا۔روحان نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے اس کی ناک کو ہلکے سے دبایا تھا۔

"ریسٹ کرو۔۔"

وہ اسے بولتا باہر نکل گیا تھا اس بات سے بے خبر ملائکہ نے ان دونوں کی ساری حرکتوں کو دیکھ لیا تھا۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

شازل سلگتی آنکھوں اور بے تاثر انداز میں نورے اور اعمار کو گھور رہا تھا۔وہ دونوں پریزینٹیشن دینے کے لیے ڈائس کے پاس کھڑے تھے۔اعمار لیپ ٹاپ سیٹ کر رہا تھا۔نورے اس کی مدد کروانے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی۔

دو بار اس کا ہاتھ اعمار کے ہاتھ سے ٹکرایا تھا جس سے ان دونوں کو تو کوئی فرق نہیں پڑا تھا لیکن شازل کی آنکھوں میں مرچیاں ضرور چبھنے لگی تھیں۔

"تم دونوں کب تک سٹارٹ کروگے پریزینٹیشن ؟ "

اس نے تپے ہوئے لہجے میں پوچھا تھا۔نورے نے بے ساختہ لیپ ٹاپ سے سر ہلاتے اس کی جانب دیکھا تھا جس کا چہرہ ہلکا ہلکا سرخ لگ رہا تھا۔

"بس دو منٹ سر۔۔"

اعمار کی طرف دیکھتے نورے نے دانت کچکچاتے مسکرا کر کہا تھا۔

"اونلی ٹو منٹ۔۔"

شازل لب بھینچ کر اپنے ہاتھ میں بندھی گھڑی کو دیکھتا سرد لہجے میں بولا تھا۔

اعمار نے لیپ ٹاپ کنیکٹ کرتے ہی پریزینٹیشن فینا سٹارٹ کردی تھی۔شازل سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا جو بار بار سلائیڈ چینج کرتا نورے کو سمائل پاس کر رہا تھا۔

اعمار کے ختم کرنے کے بعد نورے کی باری تھی۔وہ سب کی نظریں محسوس کرکے نروس ہوئی تھی۔

"مس نورے آج سٹارٹ کردیں گی آپ؟"

شازل کے طنزیہ لہجے میں پوچھنے پر اس نے گہرا سانس بھرا تھا۔اعمار نے اسے پانی کی بوتل دیتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے حوصلہ دیا تھا۔

"جسٹ کالم ڈاون۔۔"

اعمار اس کے کان کے قریب جھک کر بولا تھا۔نورے کو اس کا انداز بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔لیکن اس کے حوصلہ دینے پر اسے بھی ہمت ملی تھی۔

دوسری جانب شازل جل اٹھا تھا۔اعمار کا ہاتھ نورے کے کندھے پر دیکھ کر اس نے زور سے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔

نورے نے ایک گہری سانس لیتے بولنا شروع کیا تھا اور اسے بولتے دیکھ کر سب حیران تھے اس کی پریزینٹیشن کمال کی تھی وہ سب چیزیں اچھے سے ایکسپلین کر رہی تھی۔

یہ سارا کمال اس نے رات کو اٹھ کر کیا تھا۔آدھی رات کو اس کی آنکھ کھلی تھی اور تب اس نے یہ تیار کرنا شروع کی تھی اسکی سلائیڈز کو دیکھتے اس نے بہت مشکل سے سب یاد کیا تھا اس میں اس کی مدد اعمار نے کی تھی۔

"تھینک یو۔۔"

وہ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ پریزینٹیشن ختم کرتی بولی تھی۔سب سٹوڈنٹس نے تالیاں بجا کر اس کی حوصلہ افزائی کی تھی جس پر وہ کھل اٹھی تھی۔

"اٹس گڈ۔۔"

وہ جو شازل کی طرف امید سے بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی اس کے الفاظ سن کر اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی تھی۔سونیا اسے دیکھ کر بس منہ بگاڑ رہی تھی۔نورے نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔

ان دونوں کے بعد نیکسٹ گروپ اپنا ٹاپک پریزینٹ کرنے لگے تھے۔لیکچر ختم ہوتے ہی وہ کلاس سے نکل گئی تھی۔اعمار اسکے ساتھ ہی تھا۔

شازل کی سلگتی نظروں نے ان دونوں کو باتیں کرتے ہوئے باہر جاتے دیکھا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"اب کیسی طبیعت ہے تمھاری ؟"

روحان نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اسکا ٹمریچر چیک کرتے پوچھا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"اب بہتر ہوں بس سر میں درد ہو رہی ہے۔۔"

وہ منہ پھولا کر بچوں کی طرح بول رہی تھی۔روحان کا دل بے ساختہ اس کے مومی گالوں کو کھینچنے کا کیا تھا۔

"میں میڈسن دیتا ہوں اس سے کچھ فرق پڑے گا لیکن پہلے اٹھ کر فریش ہو جاو۔۔"

روحان نے اس کے دائیں گال کو زور سے کھینچتے کہا تھا۔وہ اپنے ہاتھوں کو قابو نہیں کرسکا تھا۔دانین نے بے ساختہ اپنے سرخ پڑتے گال پر ہاتھ رکھتے حیرت سے روحان کو دیکھا تھا جو مسکرا رہا تھا۔

"تم کیوٹ لگ رہی تھی میں خود کو روک نہیں سکا۔۔"

وہ کندھے اچکاتا اس کی حیران نظروں کو دیکھتا بولا تھا۔دانین نے نچلا لب دانتوں تلے دباتے اسے گھورا تھا۔

"نیچے جھکیں۔۔"

اس نے سنجیدگی سے کہا تھا۔روحان سوالیہ نظروں سے دیکھتا اس کی جانب جھکا تھا۔دانین نے اس کے دونوں گال پکڑ کر زور سے کھینچے تھے۔۔

"ارے کچی کچی کوں--"

وہ اس کے گال کھینچتے ہوئے بول رہی تھی-روحان کو بے ساختہ اس پر ڈھیروں پیار آیا تھا-

"لے لیا بدلہ ؟ اب چلو اٹھو اور فریش ہوکر آو--"

روحان نے مسکراتے ہوئے ائبرو اچکاتے کہا تھا-دانین خوشی سے سر ہلاتی تیزی سے واشروم میں بھاگ گئی تھی-وہ بھی مسکراتا ہوا روم سے باہر نکل گیا تھا-

ملائکہ کو اپنے سامنے دیکھ کر اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ سمٹ گئی تھی-

"وہ تم پر بہت زیادہ منحصر ہونے لگی ہے--"

ملائکہ سنجیدگی سے بولی تھی-روحان خاموش ہی رہا تھا-

"تمھیں پتا ہے اس نے دو سال تک کسی کو خود کو چھونے نہیں دیا تھا-صرف تم وہ واحد شخص ہو جس کا لمس وہ دوبارہ برداشت کرنے لگی ہے--"

ملائکہ اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھتی بول رہی تھی-روحان بےتاثر انداز میں کھڑا تھا جبکہ دل میں خوشی کے کئی دلیپ جل اٹھے تھے-کہ وہ اس کے لیے اتنا خاص ہے--

"وہ تمھاری عادی ہونے لگی ہے--یہ ٹھیک نہیں ہے--وہ بہت جلد یہاں سے واپس پاکستان چلی جائے گی-- اس سے دور رہو روحان وہ واپس جاکر بکھر جائے گی-- تم اسے اگر سنبھال رہے ہو تو تمھاری جدائی اسے دوبارہ بکھیر دے گی--"

ملائکہ کی باتیں سن کر روحان کی گردن کی شریانیں غصے سے ابھر پڑی تھیں۔

"میں اسے بکھرنے نہیں دوں گا--آپ فکر مت کریں--"

وہ پرتپش لہجے میں بولا تھا۔ملائکہ کے ہونٹ ہلکے سے اوپر اٹھے تھے۔

"اس کے جذبات کے ساتھ کھیلنے کی کوشش بھی مت کرنا--آغا خان کا تو پتا نہیں لیکن میں تمھیں نہیں چھوڑوں گی--"

ملائکہ نے اسے دھمکی دی تھی۔

"آپ کو لگتا ہے میں اس کے ساتھ کچھ غلط کروں گا--؟"

اس نے سنجیدگی سے ائبرو اچکاتے پوچھا تھا۔ملائکہ نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"بہتر ہوگا آپ اپنے کام سے کام رکھیں اور مجھے میرا کام کرنے دیں--"

https://classicurdumaterial.com

وہ ملائکہ کو دوٹوک انداز میں بولتا تیزی سے نیچے چلا گیا تھا۔ملائکہ کی پرسوچ نگاہوں نے اس کا دور تک پیچھا کیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

اعمار کے انسسٹ کرنے پر وہ اس کے ساتھ لنچ کر رہی تھی۔اسے پتا چلا تھا اعمار کی انگیجمنٹ اپنی چچا زاد سے ہوچکی ہے جس سے وہ بچپن سے پیار کرتا ہے۔۔اس کی باتیں سن سن کر نورے کے کان پک گئے تھے۔

شازل جو کیفے کے سامنے سے گزرتا میٹنگ روم کی طرف جارہا تھا۔اس کی نظروں سے نورے اور اعمار چھپی نہیں رہ سکے تھے۔اس نے بمشکل اپنا غصہ قابو کیا تھا۔

اسے اپنی کیفیت سمجھ نہیں آرہی تھی دل میں ایک عجیب سی آگ لگی ہوئی تھی۔نورے کو کسی اور کے ساتھ دیکھنا اسے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

"ہماری نیکسٹ کلاس کا ٹائم ہوگیا ہے اب ہمیں چلنا چاہیے۔۔"

وہ اپنا جوس ختم کرتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"ہاں چلو۔۔"

اعمار بل پے کرتا کھڑا ہوا تھا۔

"اس کی ضرورت نہیں میں اپنا بل خود پے کرسکتی ہوں۔۔"

نورے نے چند پیسے نکال کر ٹیبل پر رکھ دیے تھے۔اعمار نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا تھا جب نورے کے ائبرو اچکانے پر وہ خاموش ہوگیا تھا۔

"اوکے میم۔۔ آپ کی بات ہی الگ ہے۔۔"

وہ مسکرا کر بولا تھا۔

"ایکسکیوز می نورے تمھیں سر شازل اپنے آفس میں بلا رہے ہیں۔۔"

وہ جو کلاس میں اینٹر ہونے لگی تھی اسے سی آر نے روکتے ہوئے کیا تھا۔نورے نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔

شازل کو اس سے کیا کام تھا بھلا ڈانٹنے یا غنڈہ گردی کرنے کے علاوہ۔۔

"آپ جائیں میں آتی ہوں۔۔"

وہ اعمار سے بولتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی شازل کے آفس کی طرف بڑھنے لگی تھی۔

وہ ناک کرتی آفس میں داخل ہوئی تھی جب اچانک اسے گردن سے پکڑتے شازل نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے اسے بند دروازے کے ساتھ لگایا تھا۔

نورے کی آنکھیں ایک دم وحشت سے پھیل گئی تھیں۔اس نے پریشانی سے شازل کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔

"چیخنا مت۔۔"

شازل نے تنبیہہ کی تھی۔نورے کے ماتھے پر تیوری چڑھی تھی۔

"آپ کا دماغی توازن ٹھیک ہے ؟ چھوڑیں مجھے۔۔"

وہ شازل کے منہ سے ہاتھ ہٹانے پر بنا لحاظ کیے بولی تھی۔

"شٹ اپ۔۔"

اس نے بے ساختہ نورے کے گلے پر گرفت سخت کی تھی۔

"تم اس سے دور رہو۔۔"

شازل دھیمی آواز میں غرایا تھا۔نورے نے ناسمجھ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔اس کا ہاتھ اپنے گلے پر محسوس کرتے اس نے ایک پل کو اپنا سانس روک لیا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"کس سے ؟"

نورے نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔

"اعمار سے۔۔ جس کے ساتھ تم چپک چپک کر بیٹھ رہی ہو آج کل۔۔"

وہ غصے سے پھنکارا تھا۔

"آپ کا میرے اوپر ایسا کوئی حق نہیں ہے جو مجھ پر حکم چلا رہے ہیں۔"

وہ آنکھیں گھما کر بولتی اس کے غصے کو مزید ہوا دے گئی تھی۔

"حق۔۔؟"

وہ منہ میں بڑبڑایا تھا۔

"تم میری بات نہیں مانو گی ؟"

شازل نے ایک دم اس کا گلا چھوڑتے پوچھا تھا۔نورے نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

شازل نے ایک دم اپنی ویسٹ سے گن نکالتے اس کے سر پر رکھی تھی۔

"اگر تم اس سے دور نہ رہی تو جو میں اعمار کے ساتھ کروں گا اس کی ذمہ دار تم ہوگی۔۔"

وہ گن کی ٹھنڈی نال اس کے ماتھے پر دباتا بولا تھا۔ نورے کے چہرے کی ہوائیاں اڑی دیکھ کر اسے سرور سا مل گیا تھا۔

"آپ کی غنڈہ گردی سے میں ڈرنے والی نہیں ہوں۔۔"

وہ چیخ کر بولی تھی۔اس کی زبردستی پر انگ انگ میں آگ سی لگ گئی تھی۔

"تم مجھ سے ڈرتی نہیں ہو؟"

شازل نے طنزیہ مسکرا کر پوچھا تھا۔نورے کو اس کی مسکراہٹ سے خوف محسوس ہوا تھا۔

"نہیں۔۔"

نورے نے بے ساختہ سر نفی میں ہلایا تھا۔وہ اسے چیلنج کر رہی تھی۔

"واقعی؟"

اس کے چہرے پر جھولتی لٹ کو گن سے چھوتے بے تاثر انداز میں پوچھا تھا۔

"میرا لیکچر سٹارٹ ہوگیا ہے میرے پاس آپ کی فضول باتوں کا کوئی جواب نہیں ہے--"

وہ لب دباتی اپنی نظریں شازل سے ملاتی بولی تھی۔

"اس لڑکے سے دور رہو ورنہ اس کی ٹانگیں توڑ دوں گا--"

نورے سے دور ہٹتا وہ درشت انداز میں بولا تھا۔نورے نے اس کی جانب دیکھتے سر نفی میں ہلایا تھا ساتھ ہی موقع پاتے وہ فوراآفس سے نکل گئی تھی۔

"ڈیم اٹ دماغ خراب ہوگیا ہے میرا--"

وہ دروازے پر ٹانگ مارتا اپنے بالوں کو زور سے مٹھیوں میں بھینچ گیا تھا۔دل میں ایک الگ سی آگ لگی ہوئی تھی جو اس کی سمجھ سے باہر تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"ادھر بیٹھو--"

وہ اس کے لیے کیچن سے کھانا لے کر آیا تھا۔اسے بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے اس نے سائیڈ ٹیبل سے کھانے کی ٹرے اٹھا کر سامنے رکھی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

"پھر سے سوپ---"

اس نے منہ بنایا تھا۔کل تو وہ شرافت سے پی گئی تھی آج اس کا دل کوئی چٹ پٹی سے چیز کھانے کا تھا۔

"ہاں جب تک تم ٹھیک نہیں ہوجاتی یہ ہی سوپ پینے کو ملے گا--"

روحان نے سینے پر ہاتھ باندھتے کہا تھا وہ کرسی کھینچتا اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔

"میرا دل نہیں کر رہا--"

اس نے ناک چڑھائی--

"اگر تم نے سوپ پی کر میڈسن لے لی پھر تم مجھ سے جو سوال پوچھو گی میں اس کا جواب دے دوں گا--"

روحان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا دانین نے جھٹ سے اس کی بات سنتے سوپ اٹھا کر پینا شروع کیا تھا۔

"کیا میں تین سوال پوچھ سکتی ہوں؟"

اس نے سوپ پیتے تین انگلیاں اٹھاتے پوچھا تھا۔روحان نے سر ہلایا تھا۔

وہ جلدی سے سوپ ختم کرتی میڈسن بھی لے چکی تھی۔روحان کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔اس کی تیزی نے اسے مسکرانے پر مجبور کردیا تھا۔

"کیا آپ سنگل ہیں؟"

اس نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔اس کے چہرے پر چھائے تناو بھرے تاثرات نے روحان کی مسکراہٹ گہری کردی تھی۔

"تمھیں کیا لگتا ہے اگر میں میرڈ ہوتا تو میری بیوی مجھے ایسی جوب کرنے دیتی ؟"

روحان نے بھنویں اچکاتے پوچھا تھا۔دانین نے ایک گہری سانس خارج کی تھی۔اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی تھی۔

"کیا آپ کی زندگی میں کوئی لڑکی ہے۔۔ م۔۔میرا مطلب جس سے آپ پیار کرتے ہوں اور شادی کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔۔"

دانین نے اپنے چہرے پر آئی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے پوچھا تھا۔

"پہلے تو ایسی کوئی لڑکی نہیں تھی لیکن اب ہے جس سے میں شادی کا ارادہ رکھتا ہوں اگر زندگی نے ساتھ دیا تو اسے ضرور اپنا ہمسفر بناوں گا۔۔"

اس کے جواب پر وہ مرجھا گئی تھی۔جسے روحان نے بغور دیکھا تھا۔

"باقی ایک سوال میں بعد میں پوچھوں گی ابھی مجھے نیند آرہی ہے۔۔"

وہ تیزی سے بولتی کمبل اوڑھتی لیٹ گئی تھی۔روحان خاموشی سے برتن لیتا لائٹس آف کرکے نکل گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ اگلے لیکچرز چھوڑتی ڈرائیور کے ساتھ واپس گھر آچکی تھی۔افرح اس وقت یونیورسٹی تھی شاہزیب اور میر شاہ اپنے آفس گئے ہوئے تھے۔

صرف فاطمہ بیگم ہی گھر تھیں۔اس کا ارادہ سیدھا اپنے کمرے میں جانے کا تھا لیکن راستے میں ہی فاطمہ بیگم نے اسے روک لیا تھا۔

"شاہزیب کے آتے ہی کچھ زیادہ پر نہیں نکل آئے تمھارے۔۔؟"

فاطمہ بیگم نے نخوت سے پوچھا تھا۔اب تو شاہزیب اور نورے دونوں ہی سے انھیں نفرت سی ہوگئی تھی۔

"میں آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی۔۔راستہ چھوڑیں میرا۔۔"

https://classicurdumaterial.com

نورے نے لب بھینچ کر کہا تھا۔فاطمہ بیگم نے آگے بڑھتے اس کے دوپٹے سے نظر آتے بالوں کو مٹھی میں دبوچا تھا۔نورے نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تھی۔وہ ان سے اپنے بال چھڑوانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"یہ بھولنے کی کوشش مت کرو جب تم اپنی نحوست سے اپنی ماں کو کھا گئی تھی تب میں نے ہی تمھیں سنبھالا تھا۔"

ان کے لہجہ کا زہر اور لفظوں کے تیر نے اسے بری طرح زخمی کیا تھا۔اس کی ساری مزاحمتیں ایک دم رک گئی تھیں۔وہ ساکت رہ گئی تھی۔

"دوبارہ اپنے باپ یا بھائی کو میرے خلاف کرنے کا سوچنا بھی مت تمھارا وہ حشر کروں گی خود کو بھی دیکھنے کے قابل نہیں رہو گی۔۔"

فاطمہ بیگم زہر خند لہجے میں پھنکاری تھیں۔

"کپڑے بدل کر نیچے آو اور کھانا بناو میں تم لوگوں کی نوکر نہیں ہوں۔۔دفع ہوجاو۔۔"

فاطمہ بیگم نے جھٹکے سے اس کے بال چھوڑتے کہا تھا۔نورے لب بھینچ کر ساکت نظروں سے زمین کو دیکھتے اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

کپڑے چینج کرکے اس نے فاطمہ بیگم کے کہنے پر سارے کام کردیے تھے۔وہ چاہ کر بھی ان کا مقابلہ نہیں کر پارہی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"شکر ہے وہ پروفیسر یونیورسٹی چھوڑ گئے۔۔"

افرحہ نے شاہزیب کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتے کہا تھا اسے آج ہی رحمان کے یونیورسٹی چھوڑنے کا پتا چلا تھا جس پر وہ بے حد خوش تھی۔اب نئے پروفیسر آگئے تھے اسے امید تھی وہ اسے پاس کردیں گے۔۔

"وہ اس لائق ہی نہیں تھا اسے ایز آ پروفیسر رکھا جاتا۔۔"

شاہزیب پراسرار سا مسکراتا بولا تھا۔اس نے ہی اپنے کنیکشنز استعمال کرتے اسے یونیورسٹی سے نکلوایا تھا۔ بھلا اسے کہاں منظور تھا کسی کی وجہ سے اس کی بیوی کی آنکھوں میں آنسوؤں آئیں۔۔

"شاہزیب۔۔کہاں گم ہیں میں کب سے بلا رہی ہوں۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

افرحہ کے کندھے پر ہاتھ رکھنے سے وہ اپنے خیالات کی دنیا سے باہر آیا تھا۔اس نے بے ساختہ افرحہ کا ہاتھ پکڑتے اپنے ہونٹوں سے لگایا تھا۔

"کسی حسین اپسرا کی سوچوں میں گم ہوں۔۔"

شاہزیب نے اسے تنگ کرنے کے لیے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"شاہزیب ایسا سوچیے گا بھی مت۔۔ میں آپ کی جان لے لوں گی۔۔"

وہ غصے سے تپ اٹھی تھی۔شاہزیب اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتا محظوظ ہورہا تھا۔

"کیسے لو گی؟ میری جان تو پہلے ہی کسی اور کے پاس ہے۔۔"

وہ مسکراہٹ دباتا انتہائی سنجیدگی سے بولا تھا۔

"شاہزیب۔۔مجھے تنگ مت کریں۔۔"

وہ نروٹھے انداز میں بولی تھی۔شاہزیب نے اس کا ہاتھ دوبارہ تھام کر اپنے ہونٹوں سے لگایا تھا۔

"تمھارے علاوہ مجھے کوئی نہیں پسند یار۔۔"

"تم ہی میری جانِ دل ہو۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

شاہزیب نے اس کی جانب مڑتے دلفریبی سے مسکرا کہا تھا۔افرحہ کے ہونٹوں پر ایک حسین مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ یونیورسٹی آتی قدرے ویران جگہ پر درخت کر نیچے بیٹھی ہوئی تھی۔دل عجیب سا بے چین تھا۔آنکھوں میں برسوں کی تھکن تھی۔وہ خاصی مایوس لگ رہی تھی۔کئی سالوں کا فاطمہ بیگم کا ٹارچر اب آہستہ آہستہ زہر کی طرح اس کے اندر اترتا اسے ختم کرنے لگا تھا۔

اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کرکے بھی وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلی تھی۔کسی نے پیچھے سے اس کی گردن پر گن رکھی تھی۔

نورے کی نظر بے ساختہ اوپر کو اٹھی تھیں۔اپنے سامنے اس شخص کو دیکھتے اس کی آنکھیں ایک دم پھیل گئی تھی۔وہ وہی شخص تھا جو اسے پہلے بھی مارنے کی کوشش کر چکا تھا۔

"کیا بگاڑا ہے میں نے تمہارا ؟ کیوں میرے پیچھے پڑے ہو؟"

نورے نے بے خوف انداز میں پوچھا تھا۔

"تم نے میرا چہرہ دیکھ لیا ہے یہ ہی تمہاری سب سے بڑی غلطی ہے--"

وہ شخص سرد لہجے میں بولا تھا۔

"مجھے مارنا چاہتے ہو؟"

اس نے بے تاثر انداز میں پوچھا تھا۔

"ہاں--"

اس شخص نے سرد لہجے میں جواب دیا تھا۔

"مار دو--"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بے خوف انداز میں بولتی مقابل کو حیران کرگئی تھی۔وہ آنکھیں بند کرتی درخت سے ٹیک لگا گئی تھی۔

"ٹھاہ--"

ایک دم کسی چیز کے زمین پر گرنے کی آواز سے اس نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولی تھی۔شازل کو اپنے سامنے کھڑا دیکھتے ناجانے کیوں اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ امڈ آئی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

شازل نے ایک کٹیلی نظر اس پر ڈالتے فون نکال کر عسکری کو کال ملائی تھی۔اس آدمی کے بارے میں بتاتے وہ نورے کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھے ہوئے تھا۔اسے پاگلوں کی طرح مسکراتے دیکھ کر اسے شدید غصہ آرہا تھا۔

وہ کھینچ کر اس آدمی کو درخت کے ساتھ لگا کر بیٹھا چکا تھا اس کے سر میں زور سے پسٹل مار کر وہ اسے پہلے ہی بے ہوش کرچکا تھا۔

"بہت شوق ہے نہ تمھیں اپنی جان دینے کا؟"

شازل نے نورے کو بازو سے کھینچتے کھڑا کرکے درخت سے لگایا تھا۔

"ہاں جیسے آپ کو شوق ہے میرے راستے میں آنے کا۔۔"

وہ شازل کی گن پر نظریں رکھے سرد آواز میں بولی تھی۔اس کا منہ دبوچتے شازل نے اس کی آنکھوں سے اپنی آنکھیں ملائی تھیں۔

"میرے ہاتھوں سے مرنا چاہتی ہو؟"

وہ سرخ آنکھوں سے اس کی سپاٹ نظروں میں دیکھتے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں۔۔"

اس نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ شازل ایک ہاتھ درخت پر رکھتا اس کے اوپر جھکا تھا۔اس کی ٹھوڑی کو تھامتے وہ پراسرار سا مسکرایا تھا۔

"آئی لائک یور اٹیٹیوڈ۔۔گرل"

وہ اس کے چِن کے نشان پر انگوٹھا پھیرتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔نورے کو اپنی تیز ہوتی دھڑکن اپنے کانوں میں محسوس ہونے لگی تھی۔

شازل کی گہری نیلی آنکھوں میں دیکھتے نورے کھو سی گئی تھی۔اچانک اس کے کندھے پر سر رکھتے وہ سسک اٹھی تھی۔

شازل اس کے آنسو اپنے کرتے پر محسوس کرتا ایک پل کو پریشان ہوگیا تھا۔

"نورے۔۔"

اس نے دھیمی آواز میں اسے پکارا تھا۔جس کی سسکیاں اونچی ہوتی جارہی تھیں۔نورے نے دھیرے سے سر اٹھاتے بھیگی آنکھوں سے شازل کو دیکھا تھا۔

"میں تھک گئی ہوں۔۔"

اپنے دائیں ہاتھ سے چہرہ صاف کرتے وہ معصوم بچوں کی طرح بولی تھی۔شازل سپاٹ نظروں سے اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا جو رونے سے سرخ ہوچکا تھا۔وہ پلکوں کی جھالر کو اٹھاتی گراتی مقابل کو اپنا اسیر بنا رہی تھی۔شازل نے اپنے دوسرے ہاتھ سے آہستہ سے اس کی نم پلکیں چھوئیں تھیں۔

"کیوں تھک گئی ہو؟"

اس نے کچھ حیرت سے سوال کیا تھا۔

"کچھ نہیں۔۔"

وہ ایک دم ہوش میں آتی تیزی سے پیچھے ہٹتی دیوار سے چپک گئی تھی۔

"یو آر میکنگ می کریزی۔۔"

وہ بڑبڑایا تھا۔نورے سے دور ہٹتے اس نے عسکری کے بھیجے گئے ساتھیوں کو دیکھا تھا۔انھیں دیکھ کر وہ دیوار بن کر نورے کے آگے کھڑا ہو گیا تھا۔

"اسے عسکری پاس لے جاو اور کسی کی نظر میں مت آنا۔۔"

شازل سرد لہجے میں بولا تھا۔وہ دو لوگ تھے جو سر ہلاتے بے ہوش شخص کو اٹھاتے وہاں سے چلے گئے تھے۔

"تم اپنی کلاس میں جاو۔۔"

وہ درخت سے ٹیک لگا کر کھڑی نورے کو دیکھتا بولا تھا۔

"میں یہاں ہی بیٹھوں گی کیا کرلیں گے آپ ؟"

وہ زمین پر بیٹھتی ضدی لہجے میں بولی تھی۔شازل نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔جس کا دماغی توازن آج بگڑا ہوا نظر آرہا تھا۔

"کوئی نشہ تو نہیں کر کے آئی۔۔؟"

شازل نے اس کے قریب پنجوں کے بل بیٹھتے خاصی سنجیدگی سے پوچھا تھا۔نورے کا موڈ بگڑا تھا۔فاطمہ بیگم کی وجہ سے وہ واقعی پاگل ہونے والی ہوگئی تھی۔

"آپ کا کوئی لیکچر نہیں۔۔؟"

نورے نے الٹا اس سے سوال کیا تھا۔

"میرے ایک سوال کا جواب دے دو میں یہاں سے چلا جاوں گا۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ نورے کی طرف جھکتا بولا تھا۔نورے نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔

"تم نے اس شخص سے بچنے کی کوشش کیوں نہیں کی ؟"

شازل کا سوال سن کر وہ مسکرائی تھی۔اس نے ہاتھ کے اشارے سے شازل کو اپنی جانب جھکنے کا اشارہ کیا تھا۔شازل اس کے آگے جھکا تھا وہ اس کے کان کے قریب جھکتی بے تاثر انداز میں بولی تھی۔

"کیونکہ مجھے جینے کی خواہش نہیں ہے۔۔وہ میرا کام آسان کر رہا تھا۔۔"

اس کے جواب نے شازل خان کو ساکت کردیا تھا۔اس نے نورے کو حیرانی سے دیکھا تھا۔جس کی آنکھوں میں ناجانے کونسا ڈر تھا۔اس کے دل کو کچھ ہوا۔۔

"اگر کسی نے کچھ کہا ہے تو مجھے بتاو۔۔"

اس نے بے ساختہ نورے کی ٹھوڑی کو جکڑتے پرتپش لہجے میں پوچھا تھا۔اس کا جواب سن کر ناجانے کیوں دل جل سا اٹھا تھا۔

"کیا کرلیں گے آپ ؟ کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔۔"

وہ اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتی مایوسی سے بولی تھی۔شازل کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"تم جو کہو گی میں وہ ہی کروں گا۔۔ایک بار بول کر دیکھو۔۔"

شازل نے سنجیدگی سے کہا تھا۔وہ پراسرار سی مسکرائی تھی۔

"سچی ؟"

اس نے چمکتی آنکھوں سے پوچھا۔شازل بنا سوچے سمجھے اپنے بھڑکتے دل کو ٹھنڈک پہنچانے کے لیے سر ہلا گیا تھا۔

"مجھ سے نکاح کرلیں۔۔"

اس کی بات نے شازل کو ساکت کردیا تھا۔اس نے بےیقینی سے نورے کو دیکھا تھا۔

"نہیں کرسکتے نہ ؟ آپ بھی باقیوں کی طرح جھوٹے ہیں۔۔"

وہ سلگتے لہجے میں طزیہ ہنس کر بولی تھی۔

"مجھے کچھ ٹائم چاہیے سوچنے کے لیے۔۔"

وہ لب بھینچ کر بولا تھا۔اب بات کی تھی تو اپنی انا کی خاطر اس پر قائم بھی تو رہنا ہی پڑنا تھا۔

"آپ رہنے دیں میں اعمار سے بات ک۔۔"

اس کی بات منہ میں ہی دب گئی تھی جب شازل نے اس کی گردن کو دبوچتے اس کا چہرہ اپنے چہرے کے بے حد پاس کیا تھا۔

"اس کے بارے میں سوچنا بھی مت۔۔"

وہ غصے سے دھاڑا تھا۔نورے کی آنکھیں چمک اٹھی تھی۔اس کی جیلسی دیکھ کر دل پر ٹھنڈی پھوار برس پڑی تھی۔

"آپ نہ سہی تو کوئی اور سہی۔۔اور مجھے لگتا ہے آپ سے زیادہ اچھا آپشن اعمار ہے۔۔"

وہ اس کے سرخ چہرے کو دیکھتی مزید اس کے غصے کو ہوا دے رہی تھی۔غصے سے اس کی گردن کی رگیں پھول گئی تھیں۔ماتھے پر تیوری چڑھ گئی تھی۔آنکھوں میں لال ڈورے سے ابھرنے لگے تھے۔

"میں تم سے نکاح کروں گا کسی دوسرے مرد کا خیال بھی اپنے ذہن میں مت لانا۔۔"

شازل کی جھلسا دینے والی سانسیں اسے اپنے چہرے پر محسوس ہورہی تھی۔اس کا جنونی انداز دیکھ کر وہ ایک پل کو ڈر بھی گئی تھی۔لیکن اس نے ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔

"اب جب تم نے یہ نکاح کی پیش کش مجھے کر ہی دی ہے تو اس کا اب دوبارہ کسی کے آگے ذکر کرنے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔"

اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتا وہ اسے اچھے سے وارن کرگیا تھا۔نورے اس کی تکلیف سخت پڑتی محسوس کرتی جھٹ سے سر ہلا گئی تھی۔

"فورا اٹھو اور کلاس میں جاو۔۔کل تمھارے گھر رشتہ پہنچ جائے گا۔۔"

وہ اسے بازو سے پکڑتا کھڑا کرچکا تھا۔اس کے لہجے میں کوئی گنجائش نہیں تھی تبھی وہ جھٹ سے وہاں سے رفو چکر ہوگئی تھی۔اس کی بات سے دل میں خوشی سے کونپلیں کھلنے لگی تھی۔چہرے پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

شازل نے اس کے جانے کے بعد غصے سے اپنے بال زور سے مٹھی میں بھینچے تھے اس کا کسی دوسرے شخص کا ذکر کرنا ہی اسے پاگل کر رہا تھا۔

وہ کیسے برداشت کرلیتا اسے کسی اور کے ساتھ دیکھنا جب اس کا نام ہی کسی دوسرے شخص کے نام کے ساتھ جڑا سن کر اس کے دل میں آگ سی لگ گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

ہر چھ مہینے بعد دانین کا تھرپی سیشن ہوتا تھا۔آج اس کا سیشن تھا لیکن وہ جانا نہیں چاہتی تھی۔اس کے ذہن میں یہ ہی تھا سب بھول گئے ہیں مگر ملائکہ کو یاد تھا۔

"دانین بیٹا تیار ہوجاو۔۔ تمھیں پتا ہے نہ یہ سیشن کتنا ضروری ہے۔۔"

ملائکہ اس کے سر پر کھڑی اسے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی جو کمبل سر پر تانے ضدی بن کر لیٹی ہوئی تھی۔

"میرا دل نہیں کر رہا۔۔آج کینسل کردیں۔۔"

وہ منہ بگاڑ کر کمبل کے اندر سے بولی تھی۔

"دانین کیوں مجھے اتنا تنگ کر رہی ہو اٹھ جاو نہیں تو میں آغا خان کو کال کردوں گی۔۔"

ملائکہ کی دھمکی پر بھی اسے کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

"مجھے نہیں جانا۔۔ مجھے نہیں جانا۔۔۔ بس نہیں جانا۔۔"

وہ ضدی لہجے میں بول رہی تھی۔ملائکہ نے ہار مانتے ایک گہری سانس خارج کی تھی۔وہ جانتی تھی اب بس اسے روحان ہی منا سکتا ہے۔۔یہ سیشن اس کے لیے بے حد ضروری تھا وہ نہیں چاہتی تھی دانین اسے مس کرے۔۔اور اپائنٹمنٹ بھی بے حد مشکل سے ملتی تھی۔

"روحان پلیز اسے جاکر سمجھاو۔۔آج اس کا تھرپی سیشن ہے جو اس کے لیے بہت ضروری ہے۔۔مگر وہ ضد لگا کر بیٹھی ہے کہ نہیں جانا۔۔"

وہ پریشانی سے بول رہی تھی۔

"کیسا سیشن ؟"

روحان نے حیرت سے پوچھا تھا۔

"یہ جب تم دانین سے پوچھو گے تب تمھیں ہتا چل جائے گا۔۔بس اتنا جان لو یہ اس کی مائینڈ کنڈیشن کو ٹھیک اور نائٹ میئرز کو دور کردے گا۔۔"

ملائکہ کی بات سن کر اس نے جبڑے بھینچتے سر ہلایا تھا۔

"وہ تمھاری بات مانتی ہے تبھی تمھیں بول رہی ہوں ایک گھنٹے بعد اس کی اپائنمنٹ ہے۔۔اسے جلدی سے منا لو۔۔"

ملائکہ نے پرامید لہجے میں کہا تھا۔وہ خاموشی ست سر ہلاتا اوپر چلا گیا تھا۔

دروازہ ناک کرتا وہ دانین کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔اسے کمبل کے اندر چھپا دیکھ کر اس کے ہونٹ بے ساختہ مسکرا اٹھے تھے۔

"دانین۔۔فورا باہر نکلو۔۔"

اس کی سخت آواز سن کر وہ جھٹکے سے باہر منہ نکال چکی تھی۔آج پہلی بار روحان نے سختی سے اسے بلایا تھا۔

"جلدی سے اٹھ کر فریش ہوجاو ہمیں ڈاکٹر پاس جانا ہے۔۔"

روحان کی بات سنتے اس نے ناک سکیڑی تھی۔اس کا بالکل بھی دل نہیں تھا۔

"میرا دل نہیں کر رہا۔۔"

وہ بچوں کی طرح معصوم منہ بنا کر نم آنکھوں سے بولی تھی۔روحان اس کا چہرہ دیکھ کر پگھل گیا تھا مگر پھر اچانک ملائکہ کی بات یاد آتے اس نے سنجیدگی سے دانین کو دیکھا تھا۔

"اگر تم میرے ساتھ جاو گی تو پھر واپسی پر میں تمھیں آئس کریم کھلاوں گا۔۔"

وہ اسے بچوں کی طرح لالچ دے رہا تھا جو کام بھی کر گیا تھا۔اس کی آنکھیں بچوں کی طرح روشن ہوگئی تھیں۔

"اب اپنی بات ہر قائم رہیے گا۔۔"

وہ تیزی سے بولتی فریش ہونے چلی گئی تھی۔ٹائم سے تیار ہوتی وہ روحان کے ساتھ ہوسپٹل چلی گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"کافی دن ہوگئے ہیں نورے سے بات نہیں ہورہی آج بھی ڈنر کرنے نہیں آئی۔۔"

https://classicurdumaterial.com

شاہزیب افرحہ کی گود میں سر رکھے لیٹا ہوا تھا۔افرحہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی۔

"ہاں میں نے بھی اسے نہیں دیکھا اپنے کمرے میں ہی زیادہ بند رہتی ہے یونیورسٹی کے کام سے مجھے فرصت ہی نہیں ملتی ورنہ میں اس سے بات کرلیتی۔۔آپ جائیں اس کے ساتھ تھوڑا ٹائم سپینڈ کریں اس سے پوچھیں کیوں نہیں آئی ڈنر پر کیا آنٹی نے تو اسے کچھ نہیں کہا ؟؟"

افرحہ اس کے چہرے پر نظریں ٹکائے بولی تھی۔شاہزیب افرحہ کی بات سنتا اٹھ بیٹھا تھا۔اس کے ماتھے کو چومتا وہ مسکرا اٹھا تھا۔

"تھینک یو جانم مجھے گائیڈ کرنے کے لیے میں کچھ دیر تک واپس آتا ہوں۔۔"

وہ افرحہ کے گال ہر بوسہ دیتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔افرحہ نے شاہزیب کو مسکراتے ہوئے فلائنگ کس پاس کی تھی۔جسے اس نے کیچ کرتے اپنے دل کی طرف اچھال دی تھی۔اس کے ڈرامائی انداز پر وہ کھلکھلا اٹھی تھی۔

شاہزیب کمرے سے نکلتا نورے کے کمرے کی جانب چل دیا تھا۔دروازے پر ناک کرتا وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔نورے بیڈ پر لیٹی ہاتھ میں کوئی کتاب پکڑے پڑھ رہی تھی۔شاہزیب کو دیکھتی وہ سیدھی ہوکر بیٹھ گئی تھی۔

"کیسا ہے میرا بچہ ؟"

شاہزیب نے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے پوچھا تھا۔

"ٹھیک ہوں۔۔"

اس نے سپاٹ انداز میں جواب دیا تھا۔

"کیا اس عورت نے تمھیں کچھ کہا ہے ؟"

شاہزیب اس کا بے رخی والا انداز دیکھتا پوچھنے لگا تھا۔

"آپ کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔۔آپ اپنی لائف انجوائے کریں۔۔"

وہ کتاب پر نظریں ٹکائے بے تاثر انداز میں بولی تھی۔

"نورے۔۔ بچے مجھے تمھاری فکر ہے۔۔ جو بھی بات ہے مجھ سے شئیر کرو۔۔"

شاہزیب نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

"میں کسی کو پسند کرتی ہوں۔۔"

وہ لب کاٹتی دھڑکتے دل سے بولی تھی۔خوف سے دل کانپ بھی رہا تھا کہ نہ جانے شاہزیب کا کیا ریکشن ہوگا۔۔

"کس کو؟"

شاہزیب نے حیرانی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔وہ جانتا تھا غصہ کرنا جائز نہیں جب اس نے پسند کی شادی کی تھی تو اس کی بہن کا بھی ہورا حق تھا اپنے من چاہے شخص سے شادی کرے۔۔

"آپ غصہ نہیں ہیں؟"

نورے اس کے پرسکون انداز پر حیرت میں ڈوبتی پوچھ رہی تھی۔

"نہیں۔۔ اس میں غصہ ہونے والی کیا بات ہے ؟ جب میں نے افرحہ سے اپنی پسند کی شادی کی ہے تو تمھارا بھی پورا حق ہے اپنی پسند سے شادی کرو۔۔لیکن میری ایک شرط ہے وہ لڑکا اچھا ہونا چاہیے۔۔"

شاہزیب نے اس کے دونوں ہاتھوں کو شفقت سے چومتے کہا تھا۔نورے کی آنکھیں بے ساختہ نم پڑ گئی تھیں۔

"و۔۔وہ بہت اچھا ہے۔۔کل میرے لیے رشتہ لانا چاہتا ہے۔۔"

اس نے شاہزیب کے ہاتھوں پر گرفت مضبوط کرتے لب کاٹتے بتایا تھا۔

"اوکے۔۔ تو اس میں گھبرانے والی کیا بات ہے گڑیا میں سب سنبھال لوں گا۔۔اگر لڑکا اچھا ہوا تو میں تمھیں مکمل سپورٹ کروں گا اور بابا کو بھی میں خود مناوں گا۔۔"

شاہزیب کی بات پر وہ کھل کر مسکرا اٹھی تھی۔

"لڑکے کا نام کیا ہے ؟"

شاہزیب نے نرم لہجے میں پوچھا تھا۔

"شازل۔۔"

اس کے منہ سے شازل کا نام سن کر شاہزیب ساکت ہوگیا تھا۔

"شازل خان ؟"

شاہزیب نے کنفرم کرنا چاہا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"ج۔۔جی"

اس نے کانپتی آواز میں تصدیق کی تھی۔اسے شاہزیب کے سنجیدہ تاثرات سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔

"آپ پلیز ایک بار میری خاطر ان سے مل کر دیکھ لیں۔۔"

اس نے نرمی سے التجا کی تھی۔

"اوکے گڑیا پریشان مت ہو۔۔"

شاہزیب نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔اپنی بہن کے لیے وہ شازل جیسا کڑوا گھونٹ بھی بھر سکتا تھا۔

"تھینک یو سو مچ بھیا۔۔۔"

وہ خوشی سے چھکتی شاہزیب کے گلے لگ گئی تھی۔

"خوش رہو گڑیا۔۔"

شاہزیب نے اس کے گرد حصار باندھتے اس کے بالوں پر لب رکھے تھے۔اپنی بہن کی خوشی دیکھ کر وہ بھی بے حد خوش تھا۔

روحان ویٹنگ ایریا میں بیٹھا دانین کا انتظار کر رہا تھا۔اس کا ایک گھنٹے کا سیشن تھا جو ختم ہونے والا تھا۔دانین کے باہر نکلتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"کیسا رہا سیشن ؟"

روحان نے اسے دیکھتے ہی پوچھا تھا۔

"بس ٹھیک تھا۔"

اس نے ناک چڑھائی تھی۔وہ روحان کے ساتھ چلتی باہر نکلی تھی۔باہر کی ٹھنڈی ہوا سے اس کی ناک سرخ پڑ گئی تھی۔

"افف اتنی ٹھنڈی ہوا۔۔"

سردی سے اس کے دانت آپس میں بجنے لگے تھے۔

"ایک منٹ رکو۔۔"

روحان نے اسے روکتے اپنے گلے سے اپنا مفلر اتارتے اس کے گلے کے گرد دھیرے سے باندھ دیا تھا۔

"تھینک یو۔۔ کیا آپ کو ٹھنڈ نہیں لگ رہی ؟"

اس نے مشکور کن نظروں سے روحان کو دیکھتے پوچھا تھا جو اس کی کلائی پکڑے اسے تیزی سے گاڑی کی طرف لے گیا تھا۔

گاڑی کا دروازہ کھولتے اس نے دانین کو فرنٹ سیٹ پر بیٹھاتے اس کی بیلٹ بند کی تھی۔اس کے جھکنے پر وہ اپنا سانس روک گئی تھی۔روحان نے پیچھے ہٹتے اس کے ماتھے پر انگلی سے فلِک کیا تھا۔

اپنے ماتھے پر بے ساختہ ہاتھ رکھتے اس نے تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے روحان کو گھور کر دیکھا تھا۔

"آپ نے پرامس کیا تھا آئس کریم کھلائیں گے۔۔"

اس نے اپنی سرخ چھوٹی سی ناک چڑھاتے روحان سے کہا تھا۔روحان نے باہر دیکھا تھا جہاں موسم کب اپنے تیور بدل جائے کوئی خبر نہیں تھی۔ لیکن اس دشمنِ جان سے بھی تو وعدہ کیا ہوا تھا۔

"کونسا فلیور لو گی ؟"

اس نے آئس کریم پالر کے باہر گاڑی روکتے پوچھا تھا۔

"چاکلیٹ اینڈ ونیلا۔۔"

اس نے مسکا کر جواب دیا۔روحان سر ہلاتا اس کے لیے آئس کریم لینے چلا گیا تھا۔

"یہ لو آئس کریم مگر ساری مت کھانا دوبارہ بیمار پڑ جاو گی۔۔"

اس نے کچھ پریشانی سے کہا تھا۔دانین نے آئس کریم پکڑتے لاپرواہی سے اپنا سر ہلایا تھا۔

"آپ نے آئس کریم نہیں کھانی ؟"

اس نے روحان کے خالی ہاتھ دیکھتے پوچھا۔

"نہیں میرا دل نہیں کر رہا تم کھاو۔۔"

اس کے نرمی سے بولنے پر وہ سر ہلاتی آئس کریم کھانے لگی تھی۔

آدھی آئس کریم کھاتے اس نے روحان کی طرف بڑھا دی تھی۔

"باقی آپ کھالیں۔۔"

اس نے مسکراتی نظروں سے روحان کو کہا تھا۔جو پرحدت نگاہوں سے اسے دیکھتا اس کے ہاتھ سے آئس کریم تھام گیا تھا۔

"آپ کیسے کھائیں گے ؟"

اس نے ڈرائیو کرتے روحان کو کہا پھر آئس کریم پکڑتی خود اسے اپنے ہاتھوں سے کھلانے لگی تھی۔روحان اس کے ہاتھ سے آئس کریم کھاتا اس کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھے ہوئے تھا۔اس کا مکمل فوکس سے آئس کریم کھلانا اسے مسکرانے پر مجبور کر رہا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"مجھے بس ایک بات جاننی ہے تم نورے کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہو؟ جبکہ تمھاری دشمنی مجھ سے ہے۔۔"

شازل اس شخص کے سامنے بیٹھا تھا انھیں پتا چلا تھا اس کا نام ارسل تھا۔

"میں تجھ جیسے (گالی) کو بتانا پسند نہیں کرتا۔۔"

اس کے جواب پر طیش میں آتے شازل نے اس کے زخمی منہ پر ایک زوردار مکہ دوبارہ مارا تھا۔کرسی سے بندھا وہ زخمی شخص مار کھانے کے بعد بھی اپنا منہ کھولنے پر راضی نہیں تھا۔

"تم جیسوں کو سیدھا کرنا مجھے آتا ہے۔۔"

شازل نے بولتے ہوئے اپنی گن نکالتے اس کے گھٹنے پر نشانہ لیا تھا۔وہ تکلیف سے بلبلا اٹھا تھا۔

"چل بتا کس کے لیے کام کر رہا ہے ؟"

شازل نے طیش میں پوچھا تھا۔وہ شخص تکلیف سے دہرا پڑ رہا تھا۔

"میں نہیں بتاوں گا۔۔لیکن یاد رکھنا جو حال تیری بہن کا ہوا تھا وہ ہی حال اب اس لڑکی کا ہوگا۔۔"

نورے اور اپنی بہن کا ذکر سن کر اس نے خود پر سے قابو کھو دیا تھا وہ گولیوں کی بوچھار مقابل پر کر گیا تھا۔

"یہ کیا کیا تم نے شازل؟ اب ہمیں کیسے پتہ چلے گا یہ کس شخص کے لیے کام کر رہا تھا۔۔؟"

حیدر سلطان نے ملامتی نظروں سے شازل جو دیکھتے کہا تھا۔

"شٹ اپ۔۔ جو شخص میرے خاندان کے بارے میں غلط بولے گا اس کا یہ ہی حشر ہوگا۔۔"

وہ اشتعال انگیز لہجے میں پھنکارا تھا۔حیدر سلطان سختی سے لب بھینچ گیا تھا۔

"اب اس کا کیا کریں ؟"

حیدر کے بے وقوفانہ سوال پر اسے جی بھر کر غصہ آیا تھا۔ابھی اسے گھر جاکر اپنے پیرنٹس سے بھی نورے کے بارے میں بات کرنی تھی۔وہ یہ جان گیا تھا کہ نورے کی حفاظت کی ذمہ داری اب صرف و صرف اس کی ہے۔

"عسکری سے پوچھ لینا میں گھر جارہا ہوں۔۔"

وہ ٹارچر سیل سے نکلتا پہلے اپنے اپارٹمنٹ میں گیا تھا وہاں سے کپڑے چینج کرتا وہ ایک بہت بڑا پہاڑ سر کرنے کے لیے گھر گیا تھا۔

وہ ڈنر کے وقت گھر واپس آیا تھا۔ اس کا ارادہ گل خان اور محب خان دونوں سے ایک ساتھ بات کرنے کا تھا۔

"اسلام علیکم!"

وہ سلام کرتا محب خان کے دائیں جانب موجود خالی کرسی کو کھینچ کر بیٹھ گیا تھا۔

"یقینا ماں باپ سے کوئی کام پڑ گیا ہوگا تبھی اپنا چہرہ دکھانے آگئے ہو۔۔"

کھانا کھاتے محب خان بول اٹھے تھے۔گل خان نے نفی میں سر ہلاتے انھیں چپ رہنے کا کہا تھا۔مگر وہ کہاں چپ رہ سکتے تھے۔وہ بھی تو شازل خان کے باپ تھے۔ان سے زیادہ خون گرم و جوش رکھتا تھا۔

"جی بالکل ٹھیک سمجھا آپ نے ڈیڈ۔۔"

وہ اپنی پلیٹ میں کھانا ڈالتا صاف گوئی سے بولا تھا۔ محب خان نے آنکھوں کے اشارے سے طنزیہ اشارا کیا تھا۔کہ دیکھ لو تمھارا بیٹے کی رگ رگ سے واقف ہوں۔

"کیا حکم ہے ہمارے لیے ؟"

محب خان نے طنزیہ پوچھا تھا۔

"محب۔۔ پلیز چپ کرجائیں۔۔اسے پہلے کھانا کھانے دیں۔۔"

گل خان نے ان کا ٹیبل پر پڑا ہاتھ تھام کر التجائیہ کہا تھا وہ لب بھینچ کر خاموش ہوگئے تھے۔

"مجھے ایک لڑکی پسند ہے اس سے شادی کرنا کا خواہش مند ہوں میں چاہتا ہوں آپ لوگ کل اس کے گھر رشتہ لے کر جائیں۔۔"

وہ سپاٹ انداز میں بولا تھا۔گل خان کے ہاتھ سے بے ساختہ چمچ چھوٹ کر پلیٹ میں گرا تھا۔محب خان کا غصہ سے چہرہ سرخ پڑا تھا۔

"تمھاری ایک منگ ہے تم یہ کیسے بھول سکتے ہو؟"

وہ اپنی کرسی سے کھڑے ہوتے چلائے تھے۔شازل بے تاثر سا بیٹھا رہا تھا۔

"میں نے اس بات سے انکار نہیں کیا۔۔؟ جب وقت آئے گا اس سے بھی شادی کرلوں گا ابھی اپنی پسند کی شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔"

اس کی بات نے محب خان کو مزید طیش دلایا تھا۔

"ہمیں یہ منظور نہیں۔۔"

وہ غصے سے چلائے تھے۔گل خان منہ پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے شازل کو دیکھ رہی تھیں۔انھیں امید نہیں تھی وہ ایسا بھی سوچ سکتا ہے۔

"آپ سے کسی نے رضامندی پوچھی بھی نہیں۔۔"

اس کے لاپرواہ انداز نے انھیں آگ بگولا کیا تھا۔وہ اسے گریبان سے پکڑتے کھینچ کر کھڑا کرچکے تھے۔

"تم میرا ضبط آزما رہے ہو شازل خان۔۔میرے زندہ رہتے ہوئے تمھاری شادی اپنی منگ کے علاوہ کسی سے نہیں ہوگی۔۔"

وہ دھاڑے تھے۔شازل نے سرد نظروں سے انھیں دیکھا تھا۔

اس نے جھٹکے سے اپنی ویسٹ سے گن نکالی تھی۔گل خان کی آنکھیں حیرت حیرت سے پھیل گئی تھیں۔محب خان سپاٹ نظروں سے اپنے صاحبزادے کو دیکھ رہے تھے۔

"تمھیں پال پوس کر اسی لیے بڑا کیا تھا تاکہ مجھ پر گن تان سکو۔۔"

وہ سرد لہجے میں بولے تھے۔

https://classicurdumaterial.com

"نہیں یہ آپ کے لیے نہیں ہے--"

شازل نے نفی میں سر ہلاتے گن اپنے سر پر رکھی تھی۔

"اگر آپ کل رشتہ نہ لے کر گئے تو میں خود کو کچھ کرلوں گا--اور اس کے ذمہ دار صرف و صرف آپ لوگ ہوں گے--"

اس کی دھمکی نے انھیں پتھر کا کردیا تھا۔ان کا ہاتھ بے ساختہ اٹھا تھا اور شازل کے چہرے پر چھاپ چھوڑ گیا تھا۔گل خان افسوس سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"میری نظروں کے سامنے سے چلے جاو-- نہیں تو تمھاری جان میں اپنے ہاتھوں سے لے لوں گا--"

محب خان نے اشتعال انگیز لہجے میں کہا تھا۔

"آپ لوگ کل رشتہ لے کر میرے ساتھ جائیں گے ورنہ اگر آپ لوگوں کو میری پرواہ نہیں تو میں اس لڑکی کو مار دوں گا اگر وہ میری نہ ہوسکی میں اسے کسی کی نہیں ہونے دوں گا۔"

اس کے لہجے کی وحشت اور شدت نے انھیں حیران کر دیا تھا۔لیکن وہ تو بس انھیں کسی بھی طرح رشتہ لے کر جانے کے لیے راضی کرنا چاہتا تھا۔

"مجھے شرمندگی ہے تم میرے بیٹے ہو۔۔"

اب کی بار ساکت ہونے کی باری شازل خان کی تھی۔

"تم نے ہمیں بہت مایوس کیا ہے شازل۔۔"

گل خان مایوسی سے بولتی کھانا چھوڑ کر کھڑی ہوگئی تھیں۔شازل لب بھینچتا لمبے لمبے ڈھگ بھرتا اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ دونوں شازل خان سے شدید ناراض تھے۔اس کی دھمکی پر دونوں وقت سے تیار ہوگئے تھے۔محب خان کا تو بس نہیں چل رہا تھا۔اس کو پکڑ کر کسی طرح اچھے سے سبق سکھا دیں۔

دوسری جانب نورے کے بتانے پر شاہزیب میر شاہ سے رات کو ہی بات کرچکا تھا۔فاطمہ بیگم تو اس بات پر بالکل بھی خوش نہ تھیں۔البتہ افرحہ نورے کا بھرپور ساتھ دے رہی تھی۔

شازل نے عسکری کی مدد سے نورے کا نمبر حاصل کرتے اسے میسج کرکے اپنے آنے کا انفارم کردیا تھا۔نورے بھی اس بارے میں شاہزیب کو بتا چکی تھی۔شاہزیب البتہ شازل کا نام سن کر خوش نہ تھا مگر اپنی بہن کے سامنے اس نے واضح نہیں ہونے دیا تھا۔

شازل اور اس کی فیملی کے آتے ہی سب لوگوں نے ان کا استقبال کیا تھا۔گل خان سے افرحہ اور فاطمہ بیگم ملی تھیں جبکہ محب خان میر شاہ سے سے ملنے کے بعد شاہزیب سے ملے تھے۔

شاہزیب آخر میں مرتا کیا نہ کرتا مجبورا اس سے گلے ملا تھا۔

"دشمن سے سیدھا سالے صاحب بننے والے ہو۔۔"

سب کے سامنے گلے ملتا شازل استزائیہ لہجے میں شاہزیب سے بولتا اسے شدید غصہ دلا گیا تھا۔

"اپنی بکواس بند رکھو مکہ مار کر منہ توڑ دوں گا۔۔"

شاہزیب مسکراتا ہوا محب خان کی جانب دیکھتا شازل سے بولا تھا۔دل تو کر رہا تھا مقابل کو اچھے سے سبق سکھائے مگر بہن کی خاطر ضبط کر گیا تھا۔

"ہمت ہے تو مار کر دکھاو۔۔"

وہ چلنج کرنے والے انداز میں شاہزیب سے بولا تھا۔وہ لوگ لاونچ میں بیٹھ چکے تھے۔بد قسمتی سے دونوں ایک ساتھ بیٹھے تھے تبھی ایک دوسرے کے گریبان تک پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے۔

شاہزیب نورے کو آتے دیکھ کر خاموش ہوگیا تھا۔وہ سب کو چائے سرو کر رہی تھی۔سکن کلر کے چکن کے خوبصورت کرتے اور ٹراوزر میں وہ بے حد پیاری لگ رہی تھی۔میر شاہ محب خان سے بات کر رہے تھے۔فاطمہ بیگم گل خان کے ساتھ باتوں میں لگی ہوئی تھیں۔جبکہ افرحہ بھی ان کے ساتھ بیٹھی باتوں میں مصروف تھیں۔

"ایک راز کی بات بتاوں۔۔"

شازل نے آگے کی جانب جھکتے کچھ رازدانہ انداز میں کہا نظریں سامنے نورے کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔شاہزیب نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"تمھاری بہن کے کہنے پر اس سے نکاح کرنے کے لیے راضی ہوا ہوں ورنہ تم جیسے منہ لگانے تو کیا رشتہ جوڑنے کے قابل نہیں ہوتے۔۔"

بس یہاں تک ہی ضبط تھا شاہزیب کا وہ ایک دم کھڑا ہوتا شازل کا گریبان دبوچ چکا تھا جبکہ شازل بھی اس کے شرٹ کے کالر کو دبوچ گیا تھا

"میری بہن کی فیلنگز کے ساتھ کھیل رہے ہو؟ میں جان لے لوں گا تمھاری۔۔"

شاہزیب اونچی آواز میں چلایا تھا۔سب ان کو دیکھتے اپنی نشستوں سے کھڑے ہوچکے تھے۔نورے آنکھیں پھیلائے ان دونوں کو دیکھ کر معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"بھیا۔۔"

اس نے شاہزیب کو پکارا تھا۔جو خونخوار نظروں سے شازل کو گھور رہا تھا۔

"میں نے بس سچائی بتائی ہے۔۔"

وہ اسے تپانے کو کندھے اچکاتا لاپرواہی سے بولا تھا۔

"شاہزیب شازل کو چھوڑو۔۔"

میر شاہ سختی سے بولے تھے۔محب خان تو اپنے بیٹے سے عاجز ہوچکے تھے تبھی بے فکر ہوکر کھڑے تھے۔

"کوئی رشتہ نہیں ہوگا نکلو یہاں سے۔۔"

شاہزیب اسے دھکا دیتا بولا تھا۔کسی کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا بات کیا ہے۔۔

"شادی تو تمھاری بہن کی مجھ سے ہی ہوگی شاہزیب میر حاتم شاہ۔۔ روک سکتے ہو تو مجھے روک لو۔۔"

وہ شاہزیب کو چیلنج کر رہا تھا۔نورے دونوں کو بے یقنی سے دیکھ رہی تھی دونوں اپنی لڑائی میں سب کے سامنے اس کی ذات کو بے مول کر رہے تھے۔وہ ایک نظر دونوں پر ڈالتی تیزی سے اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔افرحہ اس کے پیچھے جانا چاہتی تھی لیکن شاہزیب کی وجہ سے رک گئی اسے پتا تھا شاہزیب کو صرف وہ ہی سنبھال سکتی ہے۔۔

فاطمہ بیگم ہلکی مسکان کے ساتھ گھر میں ہونے والے تماشے سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔

"تم جیسے گھٹیا انسان کی یہاں کوئی جگہ نہیں نکل جاو اور میری بہن کی شادی تم سے زیادہ اچھے شخص سے ہوگی میں بھی دیکھتا ہوں تم کیا کرسکتے ہو۔۔"

وہ شازل کو دھکا مارتا بولا تھا۔شازل نے طنزیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔نورے کو کسی دوسرے شخص کے ساتھ سوچتے اس کی شریانیں ابھر پڑی تھیں۔

"جسٹ ویٹ اینڈ واچ تمھاری ناک کے نیچے سے تمھاری بہن سے شادی کروں گا تم روک نہیں پاو گے۔۔"

وہ اپنا غصہ چھپاتا ہنستا ہوا بولا تھا شاہزیب اس پر جھپٹنے والا تھا جب افرحہ نے معاملہ بگڑتے دیکھ اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے اسے روکا تھا۔

"چلیں موم ڈیڈ۔۔"

شازل کے بولنے سے پہلے ہی وہ دونوں باہر نکل چکے تھے۔اپنے بیٹے کی وجہ سے انھیں بے حد شرمندگی ہوئی تھی۔

"اس جیسی اولاد سے بہتر ہے ہماری اولاد ہی نہ ہوتی۔"

گاڑی میں بیٹھتے محب خان غصے سے بولے تھے جبکہ ان کی بات سنتی گل خان تڑپ اٹھی تھی۔شازل اپنی گاڑی میں آیا تھا تبھی وہ سکون سے انھیں بے سکون کرتا واپس چلا گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

شازل کے جانے کے بعد شاہزیب کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو وہ افرحہ کے کہنے پر نورے سے بات کرنے گیا تھا۔

"نورے میری بات سنو۔۔وہ شخص اچھا نہیں تم اس سے کئی زیادہ اچھا انسان ڈیزرو کرتی ہو۔۔"

وہ نورے کے دروازہ نہ کھولنے پر باہر سے ہی بولنے لگا تھا۔

"مجھے آپ کی شکل بھی نہیں دیکھنی اکیلا چھوڑ دیں مجھے۔۔"

وہ سپاٹ انداز میں بولی تھی نہ چیخی تھی نہ چلائی تھی۔

"میری بات کو سمجھو نورے اس شخص نے جو کہا مجھ سے برداشت نہیں ہوا۔۔"

شاہزیب کی بات سنتے اس نے جھٹکے سے دروازہ کھولا تھا۔

"کیا کہا تھا اس نے۔۔؟ میں جاننا چاہتی ہوں۔۔"

وہ سرد لہجے میں ہوچھ رہی تھی جاننا چاہتی تھی کہ شازل کا کتنا ظرف ہے۔۔کیا اہمیت ہے اس کی نظروں میں نورے کی۔۔

"اس نے کہا وہ تمھارے کہنے پر تم سے نکاح کر رہا ہے۔۔"

اس کی بات نے نورے کا دل توڑ دیا تھا۔

"آپ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے آپ لوگ تو اپنی انا کی جنگ میں جیت ہی جائیں گے اس سب میں صرف میری ذات بے مول ہوئی ہے۔۔ مجھے اب آپ سے کوئی بات نہیں کرنی مجھے دوبارہ ڈسٹرب مت کیجیے گا۔۔"

وہ وحشت زدہ لہجے میں بولتی دروازہ واہس بند کرتی اس سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔

ایک ہفتے وہ پورے ایک ہفتے کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔کھانا اگر ملازمہ اس کے دروازے کے باہر رکھ جاتی تو وہ کھا لیتی ورنہ پانی کے لیے بھی کسی کو نہ کہتی۔افرحہ، شاہزیب اور میر شاہ تینوں اس سے باری باری بات کرنے کی کوشش کرچکے تھے لیکن

وہ کچھ سننے کو تیار نہیں تھی۔شازل کے ڈھیروں میسجز اور کالز اس کے موبائل پر آ رہی تھی۔ مجال ہے جو اس نے کوئی میسج پڑھا ہو یا کال ریسیو کی ہو بس سارا دن بیڈ پر بے جان سی لیٹی رہتی یا کوئی کتاب نکال کر گھنٹوں ایک ہی صفحے کو تکتی رہتی تھی۔سب اس کے لیے کافی پریشان تھے۔

شاہزیب آج صبح صبح ہی میٹنگ کے سلسلے میں کراچی گیا تھا۔وہ اکیلا نہیں جانا چاہتا تھا کیونکہ اسے تین سے چار دن لگ جانے تھے تبھی وہ ساتھ افرحہ کو بھی لے گیا تھا۔گھر میں صرف نورے ، فاطمہ بیگم اور میر شاہ ہی موجود تھے۔

نورے آخرکار شام کو اپنے کمرے سے نکل ہی آئی تھی۔ڈنر کے ٹائم وہ آکر ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ چکی تھی۔اس کی حالت دیکھ کر میر شاہ تڑپ اٹھے تھے۔زرد رنگت اور آنکھوں کے گرد گھرے سیاہ ہلکے اس کی گزری راتوں کے قصے سنا رہے تھے۔

"میری بیٹی کی طبیعت کیسی ہے ؟"

میر شاہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے پوچھا تھا۔

"میں بہت ڈھیٹ ہوں مجھے کچھ نہیں ہونے والا۔۔"

وہ بے رخی سے بولی تھی۔فاطمہ بیگم نے اس کے جواب پر آنکھیں گھمائی تھی۔اس کے ڈرامے سے اب وہ تنگ آنے لگیں تھیں۔

"نورے بچے ایسے مت کہا کرو۔۔"

میر شاہ نے اسے پیار سے ڈپٹا تھا۔نورے نے اچانک کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا تھا جب اچانک لاونج سے آتی آوازیں سن کر وہ خاموش ہوگئ تھی۔

میر شاہ اور فاطمہ بیگم شور سنتے لاونج میں گئے تھے وہ بھی متجسس سی ان کے پیچھے لاونج میں چلی آئی تھی مگر اپنے سامنے شازل خان کو دیکھتے اس کا موڈ بگڑا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

میر شاہ نے سختی سے پوچھا تھا۔

"آپ کی بیٹی سے نکاح کرنے آیا ہوں۔۔"

اس نے مسکرا کر استزائیہ لہجے میں کہا تھا۔میر شاہ نے غصے سے اسے دیکھا تھا۔

شازل اپنے ساتھ حیدر سلطان ، عسکری اور مولوی صاحب سمیت مزید چند لوگوں کو لے کر آیا تھا جو اس کی ٹیم کا ہی حصہ تھے۔

https://classicurdumaterial.com

"آپ کس غلط فہمی کا شکار ہیں ؟ میں آپ سے کبھی نکاح نہیں کروں گی۔۔"

نورے کی اونچی آواز سن کر وہ اس کی جانب مڑا تھا اس کی بکھری حاہت دیکھتے اس نے سختی سے لب بھینچ لیے تھے۔

"نکاح تو ہمارا ہوگا وہ بھی ابھی اور اسی وقت۔۔"

شازل نے بولتے ہی حیدر سلطاناور عسکری کو اشارہ کیا تھا جنھوں بے فورا گنز نکالتے فاطمہ بیگم اور میر شاہ پر تان لی تھیں۔نورے بےتاثر انداز میں کھڑی تھی۔

"چلو آو شاباش اچھے بچوں کی طرح یہاں آکر بیٹھ جاو اور تین بار قبول ہے بول دو۔۔"

اس کے ایسے بولنے پر اور اس کی حرکتوں ہر نورے کو شدید غصہ آیا تھا۔غصے سے اس کی زرد رنگت میں سرخیاں گھلنے لگی تھی۔

"ہاہاہا۔۔"

وہ اچانک ہنس پڑی تھی۔سب اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"مجھے لگتا ہے بچاری صدمے سے پاگل ہوگئی ہے۔۔"

عسکری حیدر کے کان کے قریب جھک کر بولا تھا۔

"پاگل کو پاگل ہی بیوی ملنی تھی۔"

حیدر کے جواب پر دونوں کھل کر مسکرا اٹھے تھے۔میر شاہ نے دونوں کو گھور کر دیکھا تھا جبکہ فاطمہ بیگم کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔

"آپ بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں۔"

وہ مسکرا کر بولی تھی۔گلے میں جھولتے دوپٹے کو پکڑ کر انگلیوں میں لپیٹتی وہ ظاہر نہیں کر رہی تھی مگر خاصی نروس تھی۔

"پانچ منٹ ہیں تمھارے پاس چپ چاپ نلاح کرلو ورنہ تمھارے باپ کی زندگی کی کوئی گارنٹی نہیں۔"

اس کی بات نے بھی نورے کو ٹس سے مس نہیں کیا تھا۔

"آپ کو لگتا ہے یہ دھمکی مجھے ڈرا سکے گی ؟"

وہ چلتی ہوئی اس کے روبرو آکر کھڑی ہوگئی تھی۔

"میں نورے میر حاتم شاہ ہوں ایک بار ضد پر آڑ جاو تو پیچھے کبھی نہیں ہٹتی۔۔اور میری یہ ہی ضد ہے میں آپ سے نکاح نہیں کروں گی۔۔"

وہ اکڑ کر بولی تھی۔اس کی بہادری کی دادا عسکری اور حیدر دونوں نے دی تھی ورنہ شازل کے غصے کے آگے دونوں کی جان ہوا ہوتی تھی۔

اس کی ہٹ دھرمی پر شازل کا چہرہ سرخ پڑنے لگا تھا۔اس کا دل کر رہا تھا نورے کا گلا دبا دے۔۔

"کیا چاہتی ہو تم ؟"

اس نے لب بھینچتے پوچھا تھا۔

"آپ سے چھٹکارا۔۔"

وہ سلگ کر بولی تھی۔شازل نے اپنی گن نکالتے میر شاہ کے دائیں جانب موجود واس کا نشانہ لیا تھا۔گن چلنے کی آواز پر فاطمہ بیگم کے منہ سے چیخ نکلی تھی میر شاہ بھی گھبرا گئے تھے۔مگر نورے۔۔ نورے نے پلک بھی نہ جھپکائی تھی۔وہ نڈر انداز میں اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"نورے میرے ضبط کو مت آزماو ورنہ اس بار نشانہ تمہارا باپ ہوگا۔۔"

اس کی دھمکی پر بھی وہ نہ ہلی تھی۔شازل نے گن اس کے ماتھے پر رکھی مگر کوئی اثر نہ ہوا۔۔اب کی بار اس نے گن کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔نورے کی آنکھوں میں بےیقینی امڈ آئی تھی۔

"وہ خود کو کچھ نہیں کرے گا۔۔"

اس کے ذہن میں خیال آیا تھا۔شازل اس کی جانب دیکھتا میر شاہ کے پاس گیا تھا۔نورے اس کی حرکت کو بغور دیکھ رہی تھی جس نے میر شاہ کے ہاتھ میں گن پکڑاتے اس کا نشانہ اپنے بازو کی طرف کرتے گن چلا دی تھی۔اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

"اگر تم نہیں چاہتی تمھارا باپ باقی کی زندگی جیل میں گزارے تو فورا یہاں آجاو۔۔"

اس بار اس کی دھمکی کام کرگئی تھی۔نورے میر شاہ کا اڑا رنگ دیکھتی فورا اس کے کہنے پر صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔جبکہ کن اکھیوں سے اس کے بازو کو بھی دیکھ رہی تھی جہاں سے اس کی سکائی رنگ کی قمیض سرخ ہونے لگی تھی۔

"نورے میری فکر مت کرو کوئی ضرورت نہیں اس غنڈے سے نکاح کرنے کی۔۔"

میر شاہ غصے میں بولے تھے۔

"چپ کر جائیں میر۔۔ یہ سب کچھ اسی کا کیا دھرا ہے۔۔پہلے عشق لڑایا اور اب ڈرامے کر کے ہمیں پھنسا رہی ہے۔۔"

فاطمہ بیگم زہر خند لہجے میں بولی تھیں۔

"چپ ایک دم چپ اب کوئی نہیں بولے گا۔۔"

شازل کی آواز پر سب خاموش ہوگئے تھے۔

"کیا ولی کی اجازت ہے ؟"

مولوی صاحب کے پوچھنے پر سب کی نظریں میر شاہ کی جانب اٹھی تھیں۔

"نہیں۔۔"

وہ کاٹ کھانے والے انداز میں بولے۔

"کیوں اپنی بیوی کو مروانا چاہتے ہیں انکل"

عسکری کے بولنے پر فاطمہ بیگم گھبرا گئی تھیں۔انھوں نے بے ساختہ میر شاہ کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"میر میں مرنا نہیں چاہتی پلیز ہاں کردیں۔۔"

اپنی بیوی کی فریاد سن کر وہ بے بس ہوئے تھے انھوں نے بے ساختہ گردن ہلائی تھی۔

مولوی نے اجازت ملتے ہی نکاح پڑھانا شروع کیا تھا۔

"کیا آپ کو قبول ہے ؟"

مولوی صاحب کے پوچھنے وہ لب بھینچ کر سر ہلا گئی تھی۔نکاح کے ایجاب و مراحل مکمل ہوتے ہی حیدر اور عسکری اسے مبارک باد دینے لگے تھے۔

"جیت گئے آپ ؟ ہرا دیا میرے بھائی کو انا کی جنگ میں۔۔اب اس گھر سے نکل جائیں دوبارہ یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔۔"

وہ سلگ کر بولی تھی۔اس دن کی ساری باتیں اس نے سیڑھیوں میں کھڑی ہوکر سن لی تھیں۔

"نکاح مبارک ہو زوجہ محترمہ۔۔"

شازل نے نورے کا چہرہ تھام کر اس کے ماتھے پر لب رکھے تھے۔وہ اس کی بات کو مکمل اگنور کر گیا تھا۔اس کا ٹھنڈا لمس اپنی پیشانی پر محسوس کرتے وہ کمزور ہوئی تھی

مگر پھر خود کو مضبوط بناتے اس نے شازل کو خود سے دور دھکیلا تھا۔شازل کے بازو سے نکلتا خون شازل کے ہاتھوں سے اس کے چہرے پر بھی لگ چکا تھا۔

"چلیں جائیں یہاں سے۔۔"

وہ تیزی سے بولتی بنا اس پر نگاہِ غلط ڈالے بنا اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔

"چلیں سسر جی اب میں چلتا ہوں میری امانت کا خیال رکھیے گا بہت جلد اسے باعزت رخصت کروا کر لے جاوں گا۔۔"

وہ میر شاہ سے تمسخرانہ لہجے میں بولتا اپنی ٹیم کے ساتھ وہاں سے نکل آیا تھا۔

"ویسا تمھارا آئیڈیا اچھا تھا عسکری۔۔"

شازل نے ان کے گھر سے باہر نکلتے ہلکا سا مسکرا کر کہا تھا۔اپنے بازو کا کف فولڈ کرتے اس نے نکلی خون کا پیکٹ باہر نکالا تھا وہ گن اور گولی دونوں نکلی تھی البتہ پہلی گولی اصلی تھی وہ جانتا تھا نورے اتنی آسانی سے نہیں مانے گی مگر وہ بھی پکا کھلاڑی تھی۔

"میں ہمیشہ اچھے آئیڈیاز ہی دیتا ہوں"

وہ ہنس کر بولا تھا۔ حیدر بھی مسکرانے لگا تھا۔

نورے کو اپنا بنا کر اب وہ مسرور سا ہوگیا تھا۔اس کی چال میں جیت کا نشہ تھا۔نورے کو ہمیشہ کے لیے اپنی ملکیت بنانے کا شوخ پن تھا۔وہ کافی خوشگوار دکھائی دے رہا تھا جبکہ نورے اندر ہی اندر سلگ رہی تھی۔اس کی یہ زور و زبردستی نے اسے غصہ دلا دیا تھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اپنے ہاتھوں سے شازل کو اوپر پہنچا دیتی۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

شاہزیب اسے لے کر ساحلِ سمندر آیا تھا۔گیلی ریت پر ننگے پاوں چلتے اس نے افرحہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔

"مجھے نور کی بہت فکر ہے۔۔"

وہ ایک جگہ رکتا پانی کی لہروں کو دیکھتا پریشانی سے بولا تھا۔

"آپ کو سب کے سامنے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔وہ بھی حق پر ہے۔ اگر آپ کی شازل سے دشمنی ہے یا کوئی لڑائی ہے تو اسے آرام سے بیٹھ کر سلجھائیں نورے کو بیچ میں مت لائیں۔"

اس نے نرمی سے شاہزیب کے ہاتھ کو سہلاتے ہوئے کہا تھا۔

"میں نے کنٹرول کرنے کی کوشش کی تھی افرحہ اس شخص نے مجھے جان بوجھ کر غصہ دلایا۔۔اسے نورے سے کوئی محبت نہیں۔۔وہ میری وجہ سے ضد میں یہ کر رہا ہے۔۔"

وہ اپنے بالوں کو مٹھیوں میں بھینچتا بولا تھا۔

"شاہزیب کنٹرول یور سیلف۔۔ میں واپس جاکر نورے کو سمجھاوں گی۔آپ پریشان مت ہوں۔۔"

اس نے شاہزیب کا ہاتھ تھام کر اس پر نرمی سے بوسہ دیا اس کا لمس محسوس کرتے وہ ٹھنڈا پڑا تھا۔

"وہ کبھی مجھے اپنا بھائی نہیں مانے گی۔۔"

ایک اور وجہ اس کے منہ سے نکلی۔

"کیا آپ نے ایسی کوئی کوشش کی جس سے اسے لگا ہو اس کا بھائی اس کے ساتھ ہے؟ میں جانتی ہوں آپ کمپنی میں بزی ہوتے ہیں لیکن کچھ وقت نورے کے لیے

بھی نکالیں آپ کی بہن ہے اس کے ساتھ ٹائم سپینڈ کریں میں آپ کو مکمل سپورٹ کروں گی۔آپ کے سوچنے سے کچھ نہیں ہوگا اس کے لیے کچھ کریں۔۔"

افرحہ کے سمجھانے پر اس کو بھی سمجھ آنا شروع ہوا تھا کہ وہ تو اپنی بہن کے ساتھ رشتہ سدھارنے کی بالکل بھی کوشش نہیں کر رہا۔۔

"یہاں سے واپس جاکر میں اپنا شیڈول مینج کروں گا۔۔ میں چاہتا ہوں وہ مجھ سے بچپن کی طرح اپنی ہر بات شئیر کرے۔۔"

اس کے لہجے میں ایک حسرت سی تھی۔اپنی بہن سے کھل کر بات کرنے کی خواہش تھی۔

"إن شاء اللہ بہت جلد ایسا ہوگا۔۔آپ کوشش کیجیے گا۔"

افرحہ کے بولنے پر وہ دھیرے سے مسکرایا تھا۔اس نے اپنی باتوں سے کافی حد تک شاہزیب کی پریشانی دور کردی تھی۔

https://classicurdumaterial.com

میٹنگ کا سلسلہ ختم ہوتے ہی وہ دونوں واپس آچکے تھے۔گھر واپس آتے ہی میر شاہ نے جو ان دونوں کو نورے کے نکاح کے بارے میں بتایا تو شاہزیب غصے میں آگ بگولا ہوچکا تھا۔

"میں اس کمینے انسان کو چھوڑوں گا نہیں۔۔اس کی ہمت کیسے ہوئی ہماری گھر میں داخل ہوکر یہ سب کرنے کی۔۔"

وہ غصے سے دھاڑا تھا۔شاہزیب کا اس قدر تیز غصہ دیکھ کر افرحہ بھی گھبرا گئی تھی۔

"شاہزیب۔۔"

افرحہ نے اس کا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہا تھا مگر شازل کی حرکت نے اس کا میٹر شاٹ کردیا تھا۔

"میں اس کا حشر بگاڑ دوں گا۔۔"

وہ تیز لہجے میں بولتا باہر نکل گیا تھا۔افرحہ نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی مگر وہ نہیں رکا تھا۔شازل کے گھر کا ایڈریس اسے نہیں پتا تھا لیکن یہ یاد تھا کہ وہ نورے کی

یونیورسٹی جاب کرتا ہے اس نے وہاں کے ڈین کو کال کر کے شازل کے گھر کا ایڈریس لیا تھا۔

غصے سے اس کی رگیں پھول چکی تھی۔آنکھوں میں بھی سرخی اتر آئی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا شازل کا قتل کردیتا۔۔

شازل کے گھر پہنچ کر وہ گارڈ کے رکنے پر بھی نہیں رکا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی وہ فورا اندر داخل ہوا تھا۔شازل جو فریش ہوکر عسکری سے ملنے جانے کے لیے نیچے آیا تھا شاہزیب کو دیکھ کر رک گیا تھا۔

"تمھاری ہمت کیسے ہوئی میری بہن سے زبردستی نکاح کرنے کی؟"

شاہزیب نے آگے بڑھتے تیزی سے اس کے کچھ سوچنے سے پہلے اس کے دائیں گال پر مکہ جڑا تھا۔وہ دوبارہ شازل کے منہ پر مکا مارنے لگا تھا جب شازل نے اس کا ہاتھ پکڑتے اس کے پیٹ میں مکہ مارا تھا۔

گل خان اور محب خان جو اپنے کمرے میں تھے شور کی آواز سن کر فورا باہر نکل آئے تھے۔شازل کو شاہزیب کے ساتھ لڑتے دیکھ کر محب خان خاموش ہی رہے تھے۔

"محب کچھ کریں۔۔"

شاہزیب کے شازل کے پیٹ میں گھٹنہ مارنے پر گل خان نے آنکھیں میچتے کہا تھا۔

"وہ اپنی کرتوتوں کی وجہ سے مار کھا رہا ہے۔۔ لوگوں کے گھر میں گھس کر زبردستی ان کی لڑکی سے نکاح کرنے کا انجام یہ ہی ہوتا ہے۔۔"

وہ پرتپش لہجے میں بولے تھے۔ شازل کی پچھلے دنوں کی حرکت نے انھیں عاجز کردیا تھا۔

"میں نے تم سے کہا تھا مجھے روک سکتے ہو تو روک لو۔۔ نکاح تو میں ہی نورے سے کروں گا۔۔اور دیکھو تمھارے گھر آکر میں نے نکاح کیا تم روک نہیں پائے۔۔"

شازل نے اس کے منہ پر مکہ مارتے اپنے ناک سے نکلتے خون کو صاف کرتے ہوئے تمسخرانہ لہجے میں کہا تھا۔

"زلیل انسان۔۔ میں کبھی بھی اپنی بہن کو تمھارے ساتھ رخصت نہیں کروں گا۔۔ کچھ دنوں میں تمھیں ڈیوارس پیپرز ملیں گے چپ چاپ انھیں سائن کردینا۔۔"

شازل کا گریبان پکڑتے شاہزیب نے سرخ چہرے کے ساتھ کہا تھا۔

"ہاہاہا۔۔ کبھی نہیں۔۔ تم اسے میرے نام سے الگ نہیں کر پاو گے۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ ہنستا ہوا بولا تھا شاہزیب کی بات نے اس کو آگ بگولا کر دیا تھا۔

"میں بھی دیکھتا ہوں تم کیسے نہیں سائن کرتے۔۔"

شاہزیب اسے جھٹکے سے چھوڑتا اپنے زخمی ہونٹ سے نکلتا خون صاف کرتا انگلی اٹھا کر بولا تھا۔شازل سے لڑائی کر کے اس کا غصہ کافی حد تک کم ہوگیا تھا۔

"اپنے بیٹے کو سنبھال لیں میرے ہاتھوں قتل ہوجائے گا۔۔"

وہ محب خان اور گل خان کی طرف مڑتا انھیں بول کر لمبے لمبے ڈھگ بھرتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

"شازل کیوں کر رہے ہو ایسا تم؟ اگر تم اس لڑکی سے محبت کرتے تھے تو کیوں اب اس کا تماشا بنا رہے ہو؟ کیا تمھاری نظر میں اس کی کوئی عزت نہیں؟"

گل خان شازل کی طرف دیکھتی پھٹ پڑی تھیں۔انھیں اپنے بیٹے پر شدید غصہ آرہا تھا۔شازل ان کی بات پر خاموش ہوگیا تھا۔وہ ایک نظر ان پر ڈالتا لمبے لمبے ڈھگ بھرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔محب خان نے ملامتی نظروں سے اسے جاتے دیکھا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"شاہزیب کیا کر کے آئیں ہیں آپ؟"

اس کی زخمی حالت دیکھتے افرحہ نے تڑپ کر اس کے چہرے کو چھوتے پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں بس اس شخص کو بتا کر آیا ہوں نورے کا بھائی ابھی زندہ ہے۔۔"

شاہزیب مٹھیاں بھینچتا بولا تھا۔

"میں فرسٹ ایڈ باکس لاتی ہوں۔۔"

وہ شاہزیب کے چہرے کو دیکھتی تیزی سے فرسٹ ایڈ باکس لے آئی تھی۔اس کے زخمی ہونٹ کو صاف کرتی وہ اس کے زخمی ہاتھوں کو صاف کرنے لگی تھی۔

"آپ نے کیا بات کی اس سے؟"

اس نے سرسری انداز میں پوچھا تھا اس بات سے بے خبر نورے سیڑھیوں میں کھڑی ان کی باتیں سن رہی تھیں۔

"میں نے اسے بول دیا ہے میں کچھ دنوں تک ڈیوارس پیپر بھجواوں گا وہ سائن کردے۔۔"

شاہزیب کی بات سنتے نورے نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔

https://classicurdumaterial.com

"آپ نے میری مرضی نہیں پوچھی؟"

نورے اونچی آواز میں بولی تھی۔ شاہزیب اور افرحہ دونوں کا دھیان اس کی جانب گیا تھا۔

"تم کیا چاہتی ہو نورے ؟ میں اس گھٹیا شخص کے ساتھ تمھیں رخصت کردوں ؟ یہ ممکن نہیں۔۔ اگر تم کسی اچھے شخص کو پسند کرتی تو میں ضرور تمھیں سپورٹ کرتا مگر شازل۔۔ اس شخص کی شکل سے بھی مجھے نفرت ہے۔۔میں کل ہی وکیل کو بلا رہا ہوں وہ ڈیوارس پیپر ریڈی کردے گا تم سائن کردینا۔۔"

شاہزیب کھڑا ہوتا ہوا سنجیدگی سے بےتاثر انداز میں بولا تھا۔افرحہ کو شاہزیب کی بات بالکل بھی پسند نہیں آئی تھی جبکہ نورے۔۔ نورے غصے سے سرخ پڑ گئی تھی۔

"میں کسی پیپر پر کوئی سائن نہیں کروں گی۔۔آپ مجھ سے زبردستی سائن نہیں کروا سکتے۔۔"

نورے چیخ کر بولتی اپنے کمرے میں بھاگ آئی تھی۔اسے شازل اور شاہزیب دونوں پر شدید غصہ آرہا تھا۔

"ان دونوں نے میری ذات کو مزاق بنا کر رکھ دیا ہے ایک نے زبردستی نکاح کر لیا دوسرا زبردستی طلاق دلوانا چاہتا ہے لیکن میں بھی نورے میر حاتم شاہ ہوں اپنی ذات کی بے مولی کا حساب سود سمیت لوں گی۔"

وہ بیڈ پر بیٹھتے غصے سے بڑبڑائی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا سب کچھ تہس نہس کردے۔۔

"شاہزیب آپ ٹھیک نہیں کر رہے۔۔آپ اس کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔۔"

افرحہ افسوس بھری نظروں سے شاہزیب کو دیکھتی خاموشی سے فرسٹ ایڈ باکس لیتی اسے اکیلا چھوڑ گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"میں سارا دن گھر میں بور ہوجاتی ہوں۔"

اس نے ٹی وی کا رموٹ ٹیبل پر رکھتے منہ بنا کر کہا تھا۔روحان جو اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھا اپنے لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا اس نے آنکھیں اٹھا کر دانین کو دیکھا تھا۔

"تم نے کہاں تک سٹڈیز کی ہوئی ہیں؟"

روحان نے کچھ سوچتے پوچھا۔

"مجھے بھیڑ میں جانا پسند نہیں۔۔"

اس نے فورا نظریں پھیرتے صوفے کو انگوٹھے سے کھرچتے جواب دیا۔

"میں نے یہ نہیں پوچھا۔"

روحان نے بھنویں اچکاتے کہا۔

"امم۔۔ میں نے ایف ایس سی کی ہوئی ہے۔۔"

اس نے منہ پھولاتے جواب دیا۔

"اوکے پھر میں تمھارا ایڈمیشن کروا دیتا ہوں تم اگے اپنی سٹڈیز سٹارٹ کرو۔۔"

روحان کی بات پر اس کا سانس سوکھا۔

"میں پڑھنے کے لیے یونیورسٹی نہیں جا سکتی۔۔آپ کو پتا ہے نہ مجھے پینک اٹیکس ہوتے ہیں۔۔"

اس نے سنجیدگی سے نظریں جھکائے جواب دیا تھا۔

"اون لائن کلاسز میں تو کوئی بھیڑ نہیں ہوگی ؟ وہ تو لے سکتی ہو نہ۔۔"

روحان کے جواب پر اس کی آنکھیں چمکی پڑھائی میں تو ویسے ہی وہ بہت تیز تھی بس قسمت کی وجہ سے آگے نہ پڑھ پائی۔

"اس کے بارے میں تو میں نے سوچا ہی نہیں۔۔لیکن بابا سے پرمیشن لینی ہوگی۔۔"

اس نے انگلیاں مسلتے جواب دیا تھا۔

"ان سے میں بات کرلوں گی دانین۔۔"

ملائکہ نے اس کے سامنے فروٹس کی پلیٹ رکھتے جواب دیا۔

"تھینک یو ملی۔۔"

وہ کافی عرصے بعد چہک کر بولی تھی۔خوشی اس کے انگ انگ سے ظاہر ہو رہی تھی۔ملائکہ نے بے ساختہ اس کی نظر اتاری تھی۔روحان نے مسکرا کر اس معصوم پری کو دیکھا تھا جو چھوٹی سی بات پر خوش ہوگئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ ایک عزم لیے صبح صبح اٹھ کر شاور لے کر تیار ہوچکی تھی۔آسمانی رنگ کا پاؤں کو چھوتا فراک ساتھ تنگ پاجامہ پہنے سفید دوپٹہ اس کے گلے میں جھول رہا تھا۔پلکوں پر

مسکارا لگائے ، ہونٹوں پر پنک لپ اسٹک لگائے اور گالوں پر پنک بلش ان لگائے اس نے چھوٹی چھوٹی جھمکیاں کانوں میں ڈالی تھی۔میک اپ کی وجہ دے اس کے ڈارک سرکلز چھپ چکے تھے۔البتہ سنہری آنکھوں میں سرخ ڈورے اس کی خوبصورتی کو ابھار رہے تھے۔

سکائی کھسا پہن کر اس نے ہاتھوں کی انگلیوں میں وینٹیج رنگز پہنی تھیں۔ایک بھرپور نظر خود پر ڈال کر وہ مطمئن ہوچکی تھی۔اپنا بیگ اٹھا وہ ٹائم دیکھتی تیزی سے نیچے آئی تھی۔

نورے کو تیار دیکھ کر فاطمہ بیگم نے آنکھیں گھمائی تھیں جبکہ افرحہ نے بے ساختہ اس کی تعریف کی تھی۔

"نورے تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔"

اس نے مسکرا کر نورے سے کہا تھا جس نے ہلکی سی مسکان افرحہ کو پاس کی تھی۔شاہزیب اور میر شاہ سمیت فاطمہ بیگم کو وہ مکمل طور پر اگنور کرچکی تھی۔

"تم فلحال یونیورسٹی نہیں جاو گی جب تک یہ شازل خان والا معاملہ حل نہیں ہوجاتا۔۔"

میر شاہ کی بات نورے نے اپنا فراک مٹھی میں بھینچ لیا تھا۔

"جب آپ نکاح کو روک نہیں پائے بابا تو اس معاملے کو کیسے حل کریں گے--؟"

وہ جوس کا گلاس بھرتی بے تاثر انداز میں بولی تھی۔اس کے جواب پر میر شاہ سمیت سبھی حیران رہ گئے تھے۔میر شاہ کا فاطمہ بیگم کی خاطر شازل کے سامنے حامی بھرنا نورے کو اندر ہی اندر مزید جلا گیا تھا۔

"نورے بابا ٹھیک کہہ رہے ہیں ابھی یونیورسٹی جانے کی ضرورت نہیں--"

شاہزیب نے بھی میر شاہ کے فیصلے میں حامی بھری۔

"میں اپنے فیصلے خود لے سکتی ہوں مجھے آپ کے مشورے کی ضرورت نہیں مسٹر شاہزیب--"

نورے نے جوس ختم کرتے کرسی گھسیٹ کر اٹھتے سپاٹ انداز میں کہا تھا۔اس کی اپنی زندگی میں بے جا دخل اندازی اسے بالکل بھی پسند نہیں آرہی تھی۔

"بہتر ہے آپ اپنی بیوی اور خود کا خیال کریں بجائے دوسروں کی زندگی میں ٹانگ اڑائیں--"

وہ بنا لحاظ کیے بولی تھی شاہزیب تو اس کی بات پر ششدر رہ گیا تھا حیران تو باقی سب بھی ہوگئے تھے۔

"نورے شاہزیب بڑا بھائی ہے تمھارا۔۔ تمیز سے بات کرو۔۔"

میر شاہ نے کھڑے ہوتے تیز آواز میں نورے سے کہا تھا۔

"چند مہینوں پہلے مجھے خبر بھی نہیں تھی کہاں ہے یہ میرا نام نہاد بھائی۔۔اس لیے بہتر ہوگا یہ میری زندگی میں دخل اندازی مت کریں۔۔ اور بابا آپ اپنی بیوی پر دھیان دیں مجھے اچھے برے کی سمجھ بہت جلدی لگ چکی تھی۔اس کا شکریہ آپ اپنی بیوی کو ادا کریں۔۔"

وہ سپاٹ انداز میں بولتی اپنا بیگ لے کر باہر نکل گئی تھی۔ڈرائیور کی بجائے آج اس نے خود جانے کا سوچا تھا۔باہر نکلتے وہ پیدل چلنے لگی تھی۔جب اچانک اس کے قریب ہیوی بائک آکر رکی تھی۔

وہ بنا رکے چلتی جارہی تھی جب شازل کی آواز اسے سنائی دی تھی۔

"نورے رکو۔۔"

وہ شازل کو اگنور کرتی تیزی سے قدم اٹھانے لگی تھی۔شازل تو شاہزیب کو تپانے کے لیے تیار ہوکر نورے کو پک کرنے آیا تھا جب اسے پیدل گھر سے نکلتے دیکھ کر وہ اس کے پیچھے آیا تھا۔

"یہاں سے چلیں جائیں اس سے پہلے میں چیخ چیخ کر سب کو بلا لوں اور یہ بتاوں کہ ایک لوفر مجھے چھیڑ رہا ہے--"

وہ ہاتھ سے رکشے کو روکتی تیزی سے اس میں بیٹھ گئی تھی لیکن اپنے جواب سے شازل کو ضرور حیران کرگئی تھی۔

"سر پھری--"

وہ اسے جاتے دیکھ کر بڑبڑایا تھا۔وہ چاہتا تو اسے روک لیتا مگر اس کا سرد انداز دیکھ کر اس نے نورے کو جانے دیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ جان بوجھ کر شازل کو تپانے کے لیے اعمار کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی تھی۔

"اوہ-- نور صاحبہ اتنے دنوں بعد یہ چاند کہاں سے نکلا ہے--"

"مابدولت آج تیار ہوکر آئیں ہیں لگتا ہے لوگوں کے دلوں پر بجلی گرانے کا ارادہ ہے--"

اعمار شوخ انداز میں اس کی جانب مڑتا بولا تھا۔نورے نے اس کی بات سن کر آنکھیں گھمائی تھیں البتہ اس نے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر چکی تھی۔

"اگر تمھاری منگیتر نے یہ سن لیا تمھیں مار مار کر قیمہ بنا دے گی--"

نورے کی بات پر اس نے ڈرامائی انداز پر دل پر ہاتھ رکھا تھا۔

"ہائے وہ تو پہلے ہی بڑی ظالم ہے--"

اس کے انداز پر وہ بے ساختہ ہنس پڑی تھی۔

"تمھیں ہنسنا نہیں آتا ایڈیٹ--"

وہ جو لاپرواہ انداز میں اعمار کی باتوں پر ہنس کر کچھ بہتر فیل کر رہی تھی سونیا کے بولنے پر لب بھینچ گئی تھی۔

"میری ایک بات کان کھول کر سن لو-- اگر تم نہیں چاہتی میں تمھارے اس میک اپ کے پیچھے چھپے چہرے کا نقشہ بگاڑ دوں تو میرے کام میں ٹانگ اڑانا چھوڑ دو

چڑیل۔۔ورنہ تمھارے سارے دانت توڑ دوں گی۔۔ میں نورے ہوں مجھے ہلکے میں مت لینا۔۔"

وہ سونیا کی جانب جھک کر کچھ اس انداز میں بولی تھی کہ وہ واقعی اس سے ڈر گئی تھی۔وہ نورے کو آنکھیں دکھاتی خاموشی سے اٹھ کر فرنٹ سیٹ پر جاکر بیٹھ گئی تھی۔

"واہ کمال کردیا میری شیرنی۔۔"

اعمار ہنستے ہوئے بولا تھا وہ بھی مسکرا اٹھی تھی۔کلاس میں داخل ہوتے شازل نے یہ منظر دیکھ کر اپنے جبڑے بھینچے تھے۔

شازل کے آتے ہی کلاس میں خاموشی چھا گئی تھی۔اس کے چہرے پر چھایا غصہ دیکھ کر سب خاموش ہوگئے تھے۔

"لگتا ہے پروفیسر خان آج اپنی بیوی سے لڑ کر آئیں ہیں۔"

وہ ہنس کر بولا تھا۔نورے نے شازل کا موڈ بھانپتے اعمار کے بازو پر چٹکی کاٹی تھی۔

"منہ بند رکھو بندر۔۔ اگر تم نہیں چاہتے پروفیسر تمھیں اٹھا کر کلاس سے باہر پھینکے اپنے یہ فضول جوکس اپنے پاس رکھو۔۔"

وہ دونوں سرگوشی میں ایک دوسرے دے بات کر رہے تھے۔

"خوبصورت چڑیل۔۔ اتنی زور سے کیوں چٹکی کاٹی ہے۔۔؟"

وہ بھی اس کے بازو پر زور سے چٹکی کاٹ چکا تھا۔نورے نے اپنا بازو رگڑتے گھور کر اسے دیکھا تھا۔

"تم دونوں فورا کھڑے ہوجاو۔۔"

شازل کی آواز پر نورے نے آنکھیں گھمائیں تھیں۔

"مر گئے۔۔"

اعمار بڑبڑایا تھا۔سارے اسٹوڈنٹس ان کی جانب دیکھنے لگے تھے وہ دونوں خاموشی سے کھڑے ہوگئے تھے۔

"ایسی کونسی باتیں ہیں تم دونوں کی جو لیکچر ختم ہونے تک انتظار نہیں کرسکتی ہم سے بھی شئیر کی جائیں۔۔"

شازل نے چبھتے لہجے میں پوچھا تھا وہ کافی دیر سے ان دونوں کو نوٹ کر رہا تھا۔وہ پہلے اس کی بیوی نہیں تھی تب اس کا کسی غیر سے باتیں کرنا وہ برداشت نہیں کرتا تھا

اب تو وہ اس کی بیوی تھی۔وہ بالکل بھی برداشت نہیں کر پارہا تھا۔ضبط سے اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچ رکھی تھیں۔

"سوری سر نورے کے پیٹ میں درد ہو رہا تھا میں بس اسے ڈاکٹر کے پاس لے جارہا تھا۔"

اعمار کی بات پر نورے نے اسے کھاجانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔

"مجھے تو نورے بالکل ٹھیک دکھائی دے رہی ہے۔۔"

شازل نے اس پر ایک گہری نظر ڈالتے سینے پر بازو باندھتے کہا تھا۔اب کی بار اعمار نے نورے کو گھور کر دیکھا تھا۔

"سوری ٹو ڈسٹرب وی آر ایکچولی گوئنگ۔۔"

نورے نے بیگ اٹھاتے اعمار کو آنکھوں سے اشارہ کیا تھا۔

"کوئی کہیں نہیں جارہا چپ کر کے اپنی سیٹوں پر بیٹھیں۔۔"

شازل کے تیز لہجے میں بولنے سے اعمار گھبرا گیا تھا البتہ نورے کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

"تمھیں تو جلا جلا کر ماروں گی شازل خان۔۔"

وہ اس کے غصے سے سرخ چہرہ دیکھتی اعمار کا ہاتھ تھام کر بیک ڈور سے کلاس سے نکل گئی تھی۔اس نے باہر نکلتے ہی اعمار کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔

"اوئے چڑیل تم نے ہم دونوں کو مروانا ہے۔۔؟"

اعمار گھبرا کر بولا تھا۔

"چپ کرو۔۔ مجھے بھوک لگ رہی یے میں کیفے جارہی ہوں آنا ہوا تو آجانا۔۔"

وہ بنا پلٹے کیفے کی جانب چل دی تھی۔اعمار بھی منہ میں کچھ بڑبڑاتا اس کے پیچھے چل پڑا تھا۔

"کلاس ختم ہونے کے بعد نورے کو میرے آفس میں بھیجنا۔۔"

شازل نے اپنا غصہ پیتے کلاس کے سی آر سے کہا تھا جو تیزی سے سر ہلا گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

نورے جو مزے سے سے ناشتہ کرتی اگلا لیکچر لینے جارہی تھی۔ سی آر کے بتانے پر شازل کے آفس چل دی تھی۔آخر اس سے بھی تو حساب لینا تھا۔

وہ ناک کرتی شازل کے آفس میں داخل ہوئی تھی وہ جو بے صبری سے اس کا انتظار کر رہا تھا اس کے آنے پر فورا اپنی سیٹ سے کھڑا ہوچکا تھا۔

"تمھیں میں نے کہا تھا نہ اعمار سے دور رہو ورنہ اس کی ٹانگیں توڑ دوں گا۔۔؟"

نورے کی جانب قدم اٹھاتا وہ سرد برفیلے لہجے میں بول رہا تھا نورے سپاٹ نظروں سے سینے پر بازو باندھے اس کو دیکھ رہی تھی جیسے اس کی باتوں سے کوئی فرق ہی نہ پڑتا ہو۔

"لیکن نہیں نورے تو ضدی ہے۔۔اعمار کی ٹانگیں تڑوانا چاہتی ہے؟"

وہ نورے کے سامنے کھڑا ہوتا اس کے چہرے پر جھولتی لٹوں پر پھونک مارتے بولا تھا۔

"آپ کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے میں کیا کرتی ہوں؟ کس سے بات کرتی ہوں؟ ویسے بھی بہت جلد آپ کے ہاس ڈیوارس پیپر پہنچ جائیں گے اپ کے اس طرح کے رویے کا کوئی فائدہ نہیں ہے مسٹر شازل خان۔۔"

وہ سپاٹ لہجے میں بولتی شازل کو آگ لگا گئی تھی۔

شازل کا ہاتھ بے ساختہ اس کے بالوں کی طرف بڑھا تھا۔

"تمھیں ڈیوارس میں مر کر بھی نہیں دوں گا۔۔"

اس کے چہرے پر جھکا وہ پھنکارا تھا۔

"جب میں نے تم سے نکاح کیا تھا تب سے تم میری ملکیت بن گئی ہو۔۔اتنی آسانی سے مجھ سے تمھیں چھٹکارا نہیں ملے گا۔۔"

"اور یہ جو تم اعمار کے ساتھ گھوم رہی ہو اس کا بہت برا انجام ہوگا۔۔"

وہ تیز لہجے میں بولتا نورے کے گلابی ہونٹوں کو فوکس میں لیتا شدت سے جسارت کر گیا تھا۔وہ اس کی بے باکی پر سرخ پڑتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی خود سے پرے دھکیلنے لگی تھی۔

"شازل خان کی محبت کو گوارا نہیں اس کے علاوہ کوئی بھی نورے شازل خان کی طرف دیکھے۔۔"

وہ پوزیسیو انداز میں اس کے کان کے قریب جھک کر غرایا تھا۔نورے اس کی بات سنتی کانپ اٹھی تھی۔وہ اپنے جذباتوں کو الفاظوں سے ظاہر کر رہا تھا۔

اس کے شرم سے گلابی چہرے کو دیکھتے شازل کے ہونٹ ہلکے سے اوپر اٹھے تھے۔

"اور نورے تم نے آج اعمار کا ہاتھ پکڑ لیا مگر دوبارہ اس کا ہاتھ مت پکڑنا ورنہ میں دھمکی نہیں دوں گا سیدھا عمل کروں گا۔۔"

وہ اس کا دائیں ہاتھ پکڑتا نرمی سے سہلا کر ہونٹوں سے لگا چکا تھا۔نورے نے جھٹکے سے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ کھینچا تھا۔

شازل کی گرفت اپنی بالوں پر ڈھیلی پڑنے سے وہ تیزی سے دور ہٹ گئی تھی۔

"دوبارہ مجھے چھونے کی جرت مت کیجیے گا۔۔"

وہ زہر خند لہجے میں پھنکاری تھی۔ساتھ ہی اپنا ہاتھ اور ہونٹ دوسرے ہاتھ سے رگڑ کر صاف کرتی انھیں سرخ کرگئی تھی۔شازل نے غصے سے سرخ پڑتے چہرے سے اسے دیکھا تھا جو باغی انداز میں اسکا لمس مٹا رہی تھی۔

شازل نے ایک ہی جست میں اس کے قریب پہنچتے پیچھے سے اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے پھر اس کے ہونٹوں پر جھکتے اپنا شدت بھرا لمس چھوڑا تھا۔وہ اس کی حرکت پر کانپنے لگی تھی۔نورے نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سرخ چہرے کے ساتھ پھر اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رگڑا تھا۔لیکن اس بار وہ چالاکی سے اپنے ہاتھ کو ہونٹوں پر جما گئی تھی۔لیکن مقابل بھی شازل تھا دوسرے ہاتھ سے اس کا بازو پکڑتے وہ کمر پر لاتا مڑوڑ

چکا تھا۔ وہ اپنا دوسرا ہاتھ رکھنے لگی تھی جب شازل نے دوسرے ہاتھ کو بھی اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔

"تم جتنی بار میرا لمس مٹاؤ گی میں اتنی بار تم پر اپنا لمس چھوڑوں گا۔۔"

وہ گھمبیر آواز میں بولتا اس کے بھیگے ہونٹوں پر دوبارہ جھک گیا تھا وہ اس کی گرفت میں پھڑپھڑا کر رہ گئی تھی۔ شازل کا شدت بھرا لمس محسوس کرتے اس کی دھڑکنیں تیز ہوگئی تھیں۔

"یہاں سے چلی جاؤ اس سے پہلے میں خود پر قابو کھو بیٹھوں۔"

وہ اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتا رخ پھیر گیا تھا۔ نورے اسے غصے سے گھورتی پلٹ گئی تھی دل تو کر رہا تھا مقابل کے بال نوچ لیں یا خود کو کچھ کرلے۔۔

نورے کے جانے کے بعد اس نے گہرا سانس لیا تھا۔ صبح سے اس کو اعمار کے ساتھ دیکھ کر وہ جل رہا تھا۔ دل میں آگ لگی ہوئی تھی جبکہ دماغ میں دھماکے سے ہورہے تھے۔ اب اس کا لمس محسوس کرتے وہ تھوڑا پرسکون ہوا تھا۔ ورنہ ناجانے وہ غصے میں اعمار کے ساتھ کیا کرجاتا۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"مجھے امید نہیں تھی نورے مجھ سے اتنی بدگمان ہے۔۔"

"میں تو بس اس کے لیے اچھا چاہتا ہوں۔۔"

وہ پریشان سا بیڈ پر بیٹھا بولا تھا آج سارا دن اس کے ذہن میں نورے کی صبح کی باتیں گردش کر رہی تھیں۔اس کا بے رخ انداز، کاٹ دار لہجہ اسے اذیت میں مبتلا کر گیا تھا۔

افرحہ اس کی بات سن کر خاموش رہی تھی وہ خود شاہزیب کے رویے سے اس سے ناراض تھی۔جس کا اظہار خاموشی دے کیا جارہا تھا۔

"اب کیا تم بھی مجھ سے ناراض ہو؟"

اپنے نوٹس پر جھکی افرحہ کی طرف دیکھتے اس نے لب بھینچ کر پوچھا تھا۔

"میں کیا کہوں شاہزیب۔۔؟ میں نے آپ کو پہلے بھی سمجھایا تھا مگر آپ سمجھ نہیں سکے۔۔وہ نورے کی زندگی ہے پہلے ہی ایک شخص اس سے زبردستی رشتہ قائم کرچکا ہے اور اب آپ اس سے زور زبردستی کرتے وہ رشتہ ختم کرنا چاہتے ہیں۔۔کیا آپ کی نظر میں اس کے جذبات کی کوئی اہمیت نہیں ہے ؟ کیا آپ کو لگتا ہے اسے کچھ محسوس

ہوتا ہے؟ وہ آپ سے اور انکل سے شدید بدگمان ہے۔۔جس کی وجہ آپ دونوں کا اس کے ساتھ رویہ ہے۔۔"

وہ ایک ہی سانس میں بولتی دوبارہ اپنے نوٹس پر جھک گئی تھی۔

"تم جو بھی کہو لیکن مجھے شازل بالکل بھی پسند نہیں۔اس کی حرکت نے ثابت کردیا وہ میری بہن کے قابل ہی نہیں۔"

شاہزیب کی سوئی ابھی بھی وہی ٹکی دیکھ کر افرحہ کو تپ چڑھ گئی تھی۔

"یو نو واٹ شاہزیب۔۔آپ کا جو دل کرتا ہے وہ کریں میں آپ کو نہیں رکوں گی اور اگر آپ نے اس سب کے بعد اپنی اکلوتی بہن کو کھو دیا تو اس کے ذمہ دار صرف و صرف آپ خود ہوں گے۔۔"

وہ کاٹ دار لہجے میں بولتی اپنی اسائمنٹ کا سامان سمیٹتی شاہزیب پر ایک نظر ڈال کر باہر چلی گئی تھی۔اس کی بات پر شاہزیب اپنے جبڑے بھینچ گیا تھا۔ایک طرف بہن تھی جو شدید بدگمان ہورہی تھی دوسری طرف اس کی انا تھی اور وہ کہاں برداشت کرسکتا تھا شازل اس سے جیت جائے بات رشتوں کی نہیں ان دونوں کے درمیان ضد کی تھی۔

وہ باہر آتی لان میں بیٹھ گئی تھی۔اس کا دل فلحال ریسٹ کرنے کو تھا شاہزیب کی باتوں نے اس کا پارہ ہائی کیا ہوا تھا۔

"نورے۔۔ ادھر آو کچھ دیر میرے پاس بیٹھو۔۔"

اس نے اندر داخل ہوتی نورے کو آواز دی تھی۔نورے افرحہ کی بات سنتی لان میں آگئی تھی۔وہ یونیورسٹی سے ابھی لوٹی تھی۔

"السلام علیکم بھابھی!"

وہ ہلکی مسکان سے افرحہ کو جواب دیتی اس کے ساتھ موجود کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"وعلیکم السلام! کیسا گزرا آج کا دن؟"

افرحہ نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔

"بس لیکچرز لیتے گزرا۔۔"

وہ ناک چڑھا کر بولی تھی۔یہ تو افرحہ بھی جانتی تھی اس کی جان جاتی ہے پڑھائی سے۔۔

"شازل سے ملاقات ہوئی؟"

https://classicurdumaterial.com/

اس نے سرسری انداز میں پوچھا۔ وہ جاننا چاہتی تھی نورے کے کیا خیالات ہیں؟ شاہزیب کے بتانے پر اسے پتا چلا تھا شازل نورے کی یونیورسٹی میں جوب کرتا ہے۔

"جی۔۔"

وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ناخنوں کو تکتی بولی تھی وہ اسے کیا بتاتی مقابل نے آج اس کے چودہ طبق روشن کردیے تھے۔

"کیا اس نے تمھیں کچھ کہا؟"

افرحہ نے اس کے چہرے کے تاثر دیکھتے پوچھا۔

"نہیں۔۔"

اس نے لب بھینچ کر جواب دیا تھا۔

"کیا تم یہ رشتہ رکھنا چاہتی ہو؟ میں تمھاری رائے لینا چاہتی ہوں؟"

افرحہ نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتی بولی تھی۔

"بھابھی میں اس وقت فلحال یہ سب ڈسکس نہیں کرنا چاہتی سب لوگ اپنی مرضی سے مجھ پر حکم چلا رہے ہیں کیا میری زندگی کوئی کھیل ہے جس کا دل کرے کھیلنے لگے ؟ میں ابھی ان سب چیزوں سے چھٹکارا چاہتی ہوں پھر ہی پرسکون دماغ سے اس بارے میں سوچ سکتی ہوں۔۔"

وہ افرحہ کی جانب دیکھتی بے بسی سے بول رہی تھی۔افرحہ کو بے ساختہ اس پر ڈھیروں پیار آیا تھا۔اس نے نورے کو کھینچ کر اپنے گلے لگایا تھا۔

"جب تک تم نہیں چاہو گی کوئی کچھ نہیں کر پائے گا اور میری مکمل سپورٹ تمہارے ساتھ ہے شاہزیب اور شازل اپنی ضد اور انا کی وجہ سے پاگل ہوچکے ہیں۔۔میں نے شاہزب کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن ابھی ان پر ضد اور انا کا بھوت سوار ہے مگر تم فکر مت کرو انھیں جلد ہی اپنی غلطی کا احساس ہوجائے گا۔۔"

افرحہ کی بات نے اسے کافی تسلی دی تھی۔وہ اپنی زندگی میں پہلی بار صنفِ نازک کے اتنے نرم و پیارے رویے کو دیکھتی مسکرا اٹھی تھی ورنہ فاطمہ بیگم اور زباریہ نے اس کو ہمیشہ ٹارچر ہی کیا تھا۔

"تھینک یو سو مچ بھابھی۔۔"

وہ افرحہ کے گرد حصار باندھتے بولی تھی لہجے میں نمی سی گھل گئی تھی کوئی تو تھا جو اسے بھی سمجھ پارہا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

رات کا وقت تھا سب لوگ ڈنر کرنے کے بعد اپنے کمرے میں جاچکے تھے۔اس نے چونکہ سب کے ساتھ ڈنر نہیں کیا تھا تبھی اپنے لیے پیزا آرڈر کرچکی تھی۔

وہ پیزا کھا رہی تھی جب میر شاہ کو کچھ کاغذات لاتے دیکھ کر اس کی پیشانی پر بل پڑے تھے۔وہ اتنی جلدی خلع کے پیپر کیسے بنواسکتے تھے؟ اسے پریشانی ہوئی مگر جانتی تھی ان کے لیے کوئی بھی کام کروانا مشکل نہیں تھا۔اسے پیزا اپنے حلق میں پھنستا ہوا محسوس ہوا تھا۔مگر ان کے پاس آتے ہی وہ لاپرواہ بن گئی تھی۔

"یہ لو پکڑو پین اور سائن کرو۔۔"

اس کے سامنے میز پر خلع کے پیپر رکھتے میر شاہ نے نورے کے سامنے پین رکھا تھا۔

پین کو دیکھتے اس نے اپنے ہاتھوں میں پکڑا پیزا کا سلائس لاپرواہی سے کھانا شروع کیا تھا۔میر شاہ کے ماتھے پر تیوری چڑھی تھی۔

اس وقت لاونج میں صرف میر شاہ اور نورے ہی موجود تھے۔

"نورے میں نے تم سے کچھ کہا ہے۔۔"

اس بار میر شاہ سخت لہجے میں اونچی آواز میں بولے تھے۔

"سوری بابا مجھے سنائی نہیں دیا کیا بول رہے تھے آپ؟"

اس نے اپنی توجہ میر شاہ کی طرف کی تھی۔

"ان پیپرز پر سائن کرو۔۔"

انھوں نے پیپر اس کی جانب بڑھائے۔۔

"مجھے سائن کرنا نہیں آتے بابا۔۔"

انتہائی معصومیت کے ساتھ اس نے آنکھیں جھکاتے جواب دیا تھا۔میر شاہ کے چہرے پر غصے سے بھرے تاثرات نمایا ہوئے تھے۔

"نورے مجھے غصہ مت دلاو۔۔"

"تم اس شخص کے ساتھ رہنا چاہتی ہو جس نے دن دیہاڑے تمھارے باپ کے سر پر گن رکھی تھی؟"

https://classicurdumaterial.com

ان کے لہجے میں غصہ تھا۔نورے ان کی بات پر خامسش ہوگئی تھی۔

"بابا لیکن شازل رات کو آئے تھے؟"

وہ کافی دیر سوچنے کے بعد جو بولی تو میر شاہ کو مزید تپ چڑھی۔

"نورے چپ چاپ پیپر پر سائن کرو۔۔"

انھوں نے اس کے ہاتھ سے سلائس لیتے باکس میں پھینکتے زبردستی اس کے ہاتھ میں پین پکڑایا تھا۔وہ ان کی بیٹی تھی اس پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتے تھے مگر غصہ ضرور کرسکتے تھے۔

"میں پہلے یہ پیپرز پڑھنا چاہوں گی مجھے بھروسہ نہیں شاید آپ کی بیگم نے خلع کی پیپر کی جگہ کوئی اور پیپر نپ رکھ دیے ہوں؟"

وہ کندھے اچکاتی تشویش ناک لہجے میں بولی تھی۔

"تم فاطمہ پر الزام لگا رہی ہو ایسا کچھ نہیں ہے۔۔اگر تم پڑھنا چاہتی ہو ، پڑھ لو لیکن صبح تک مجھے اس پر سائن چاہیے۔۔ میں اس غنڈے کو کبھی بھی اپنا داماد نہیں بناوں گا۔"

وہ پیپر اسے پکڑاتے کمرے میں چلے گئے تھے۔نورے ان پیپرز کو اٹھاتی کیچن میں گئی تھی وہاں سے لائٹر اٹھاتی وہ باہر آئی تھی اور گراج میں کھڑے ہوکر اس نے ان پیپرز کو آگ لگا دی تھی۔

"نورے یہ کیا حرکت ہے؟"

میر شاہ جو اس سے کوئی بات کہنے کو واپس پلٹے تھے اس کو خاموشی سے کیچن اور پھر گراج میں جاتے دیکھ کر اس کے پیچھے آئے تھے۔وہ زمین پر خلع کے پیپرز کو جل کر راکھ ہوتے دیکھ کر دھاڑے تھے۔

"مجھے سردی لگ رہی تھی سوچا تھوڑی گرماہٹ حاصل کرلوں۔۔"

وہ لب کاٹتی انتہائی معصومانہ انداز میں بولی۔

"نورے۔۔"

میر شاہ کے غصے سے دھاڑنے پر وہ ایک دم سیدھی ہوئی تھی۔

"آئی ایم سوری بابا لیکن میں اب کوئی بھی فیصلہ کسی کے بھی دباو میں آکر نہیں کروں گی۔۔"

وہ سنجیدہ ہوتی بولی تھی میر شاہ اس کے سپاٹ چہرے کو دیکھتے خاموش پڑ گئے تھے۔

"کیا میرا اپنی زندگی پر کوئی حق نہیں ہے بابا؟"

وہ ان کے سامنے کھڑی ہوتی سادہ سے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

"نورے شازل تمہارے لیے ٹھیک نہیں ہے۔۔"

وہ ایک دم ٹھنڈے پڑے تھے۔

"میں ابھی کچھ نہیں جاننا چاہتی بابا میں صرف سکون چاہتی ہوں۔۔جو مجھے اس گھر میں نہیں مل رہا۔۔میرا دم گھٹتا ہے واپس گھر آنے کا سوچ کر۔۔ اپنے کمرے سے وحشت ہوتی۔۔"

"مجھ ایسا لگ رہا ہے شازل اور بھیا میرا گلا گھونٹ رہے ہیں۔۔وہ دونوں اپنی ضد میں میری ذات کو روند رہے ہیں بابا۔۔ کم سے کم آپ میرا ساتھ دیں۔۔کیا اگر مما آج زندہ ہوتی تو وہ یوں آپ دونوں کو میرے ساتھ زبردستی کرنے دیتی ؟"

https://classicurdumaterial.com

"مجھے کبھی ان کی اتنی شدت سے یاد نہیں آئی بابا۔۔ لیکن آج میرا دل پھٹ رہا ہے کاش میری ماں زندہ ہوتی میں ان کے سینے سے لگ کر دو گھڑی سکون کا سانس لے پاتی۔۔"

اس کی آواز میں چھپا درد اور غم نے میر شاہ کو پتھر کی مورت بنا دیا تھا انھیں کیا خبر تھی ان کیمرہ بیٹی اتنی تکلیف میں ہیں انھوں نے بے ساختہ اسے خود میں بھینچ لیا تھا۔

"بابا ہیں نہ میرے بچے۔۔جو تم کہو گی وہ ہی ہوگا۔۔"

ان کی باتوں اور حصار نے جسے تھوڑا سکون دیا تھا مگر سہ جانتی تھی میر شاہ بھی شاہزیب اور شازل کو روک نہیں پائیں گے۔۔وہ آہستہ سے ان سے الگ ہوتی خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی گئی تھی جبکہ میر شاہ کو گہری سوچ میں چھوڑ گئی تھی۔

Ⓩ

##

"گڈ مارننگ سسر اور سالے صاحب۔۔"

وہ لوگ جو سب ناشتے کی ٹیبل پر خاموشی سے ناشتہ کر رہے تھے۔شازل کی گونجتی آواز پر اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔نورے بنا اس پر نگاہ ڈالے اپنے ناشتے میں مصروف رہی تھی۔

شاہزیب اس کی فضول بکواس سنتا چئیر گھسیٹتا فورا کھڑا ہوا تھا۔میر شاہ جو اس کے بارے میں مثبت سوچنے کی کوشش کر رہے تھے وہ بھی بری طرح بدگمان ہوئے تھے اس کے اس انداز پر انھیں بھی طیش آگیا تھا۔سب لوگ دیکھتے دیکھتے ناشتہ چھوڑ کر کھڑے ہوگئے تھے۔

"تمھاری ہمت کیسے ہوئی ہمارے گھر میں داخل ہونے کی؟"

شاہزیب اونچی آواز میں دھاڑا تھا گندمی رنگت میں سرخیاں گھلنے لگی تھی۔غصے سے آنکھیں شازل پر گاڑھے وہ اسے گھور رہا تھا۔

"میں اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں۔۔اس کے لیے ہمت نہیں جگرا چاہیے۔"

وہ لاپرواہ بنی نورے پر نظر ڈال کر بولا تھا جو سفید چکن کے کرتے میں بالوں کو کیچر لگا کر آگے سے کھولا چھوڑے بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

"فورا نکلو یہاں سے۔۔ اس سے پہلے میں تمھیں دھکے مار کر باہر پھینکو۔۔"

اس کی جانب بڑھتے میر شاہ نے غصے سے کہا تھا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا جس سے آپ کو اتنا غصہ آرہا ہے۔۔"

وہ تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔اب کی بار شاہزیب اس کی جانب بڑھا تھا۔اس کا ہاتھ بے ساختہ شازل کے گریبان کی طرف بڑھا تھا مگر وہ راستے میں ہی اس کا ہاتھ پکڑ چکا تھا۔اس نے زور سے شاہزیب کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

"نورے تمھارے ساتھ کہیں نہیں جائے گی۔۔"

شاہزیب اپنی مٹھیاں بھینچتا غصے سے بولا تھا۔افرحہ اس کے غصے کو دیکھتی اس کی جانب بڑھی تھی۔معاملہ بگڑتے دیکھ کر وہ پریشان ہوگئی تھی۔

"نورے کو آج میں اپنے ساتھ ہی یونیورسٹی لے کر جاوں گا۔۔روک کر دکھاو مجھے۔۔"

سکن شرٹ اور براون پینٹ کے ساتھ بکھرے بال اور ہلکے ہلکے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ وہ ضدی لہجے میں بول رہا تھا جیسے نورے نہ ہو کوئی کھلونا ہو۔۔

"میں بھی دیکھتا ہوں تم نورے کو کیسے لے کر جاتے ہو۔"

اپنے بازوں کے کف فولڈ کرتے شاہزیب جیسے ہاتھا پائی کے لیے مکمل تیار ہوچکا تھا۔

شازل نے طنزیہ مسکراتے چند قدم آگے بڑھائے تھے جب شاہزیب کی طرف سے پڑنے والے مکے کو اس نے نیچے جھک کر ڈوج کیا تھا۔دوسرے ہاتھ سے شاہزیب کو بنا کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع دیے اس نے اس کے پیٹ میں مکہ مارا تھا۔شاہزیب نے بھی دائیں ہاتھ سے اس کے منہ پر مکہ جڑ دیا تھا۔

افرحہ کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی تھی نورے ان کو لڑتے دیکھ کر جوس کا گلاس پکڑتے کھڑی ہوگئی تھی۔-چہرے پر سپاٹ سے تاثرات تھے۔میر شاہ ان دونوں کو روکنا چاہتے تھے مگر فاطمہ بیگم نے ان کے بازو کو پکڑتے ان دونوں کے درمیان آنے سے روک دیا تھا۔

ان دونوں کو لڑتے دیکھ کر اس کا ارادہ خاموشی سے وہاں سے نکل جانے کا تھا مگر بدقسمتی سے گلاس ٹیبل پر رکھنے کی بجائے اس سے زمین پر گر گیا تھا جس کی وجہ سے

فاطمہ بیگم ، میر شاہ اور افرحہ اس کی جانب متوجہ ہوگئے تھے اسے مجبورا وہاں کھڑا رہنا پڑا تھا۔فاطمہ بیگم کے دیکھنے کی وجہ سے وہ ایک پل کو ڈر گئی تھی مگر دوسرے پل ہی اس نے خود کو مضبوط بناتے نظریں پھیر لی تھیں۔

"اتنی جلدی ہار مان گئے چلو اٹھو نورے کو ہاتھ لگا کر دکھاو۔۔"

شاہزیب نے اس کے پیٹ میں مکہ مارتے اسے دھکا دیا تھا جس کی وجہ سے وہ لڑکھڑاتا زمین بوس ہوچکا تھا۔شاہزیب اس کے اوپر جھکا اس کا گریبان پکڑتا بولا تھا۔شازل نے سرخ آنکھوں سے اسے گھورتے اس کی ناک پر مکہ مارا تھا۔شاہزیب کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا تھا وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا تھا۔شازل اس کے پیچھے ہٹتا ہی کھڑا ہوا تھا۔ساتھی ہی اپنی ویسٹ سے وہ گن نکالتا شاہزیب پر تان چکا تھا۔

افرحہ کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھیں۔جبکہ دل انجانہ خوف کے زیرِ اثر تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔نورے بھی معاملہ سنگین ہوتے دیکھ کر گھبرا گئی تھی۔اسے لگا تھا وہ لوگ تھوڑا بہت لڑ کر خاموش ہوجائیں گے۔مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔

"میرے رستے میں کوئی بھی آیا تو اس کی جان لے لوں گا۔۔"

وہ اپنے ہاتھ کی پشت سے اپنے گال سے رستا خون صاف کرتا غضب ناک لہجے میں دھاڑا تھا۔

نورے اس کے پاگل پن پر اسے روکنے کے لیے آگے بڑھنے لگی تھی۔جب کرسی میں پاوں پھنسنے کی وجہ سے وہ سیدھا زمین بوس ہوئی تھی۔

اس کے منہ سے ایک درد ناک چیخ نکلی تھی۔

ٹوٹے گلاس کی کرچیاں اس کے بازوں میں بری طرح چبھ گئی تھی۔سفید کرتا تیزی سے سرخ ہونے لگا تھا۔سب لوگ اس کی جانب متوجہ ہوگئے تھے۔

اس کے سرخ پڑتے سفید کرتے کو دیکھتے شازل گن پھینکتا اس کی جانب بھاگا تھا۔جس کی کمر میں بھی کچھ کرچیاں چبھ چکی تھی۔

شاہزیب بھی تیزی سے شاک سے نکلتا نورے کی جانب بڑھا تھا مگر شازل پہلے ہی اس کے پاس پہنچتا اسے نرمی سے کندھوں سے تھام کر کھڑا کر چکا تھا۔

"دور ہٹیں مجھ سے۔۔جائیں جاکر لڑیں۔۔"

وہ شازل سے خود کو چھڑواتی چیخ کر بولی تھی۔تکلیف سے نچلا ہونٹ کانپنے لگا تھا۔چہرہ میں بھی ضبط کی شدت دے سرخیاں گھلنے لگی تھیں۔

"نورے ڈیم اٹ۔۔سٹاپ اٹ۔۔تمہارا خون نکل رہا ہے۔۔ہم بعد میں اس بارے میں بات کریں گے۔۔تمہیں بینڈیج کی ضرورت ہے۔۔"

شاہزیب نے ساکت کھڑے شازل کو پیچھے ہٹایا تھا۔شازل کے ضبط کی شدت سے رگیں پھول گئی تھیں۔دل کر رہا تھا سب کے سامنے اسے کھینچ کر اپنے ساتھ لے جائے مگر اس کی حالت دیکھتے چپ کر گیا تھا۔

"بھابھی ان دونوں سے کہیں میری نظروں کے سامنے سے غائب ہوجائیں ورنہ میں کسی کو بھی اپنے قریب نہیں آنے دوں گی۔۔"

وہ اپنے قدم پیچھے اٹھاتی تکلیف سے لب بھینچ گئی تھی۔

"آپ دونوں جائیں یہاں سے۔۔"

افرحہ پریشان سی نورے کی جانب بڑھتی ہوئی بولی تھی۔مگر وہ دونوں اپنی جگہ سے نہیں ہلے تھے۔

"تم دونوں کو سنائی نہیں دیا جاوں یہاں سے۔۔"

میر شاہ کی گرجدار آواز پر ان دونوں کے وجود میں حرکت ہوئی تھی۔ان دونوں کے جاتے ہی اس کے منہ سے تکلیف کی شدت سے سسکی نکلی تھی۔

"فاطمہ جلدی جائیں اور ڈاکٹر کو کال کریں۔"

میر شاہ نے خاموش کھڑی فاطمہ بیگم کو حکم دیا تھا جو مارے باندھے احسان کرتے ہوئے ڈاکٹر کو کال کرنے چلی گئی تھیں۔

"افرحہ اسے روم میں لے جاو۔۔ڈاکٹر جلد ہی آجائے گا۔۔"

افرحہ میر شاہ کی بات پر فورا نورے کو لیتی اوپر چلی گئی تھی۔

افرحہ کے ساتھ اکیلے ہوتے ہی اس کی آنکھوں سے چند آنسو نکلے تھے۔افرحہ اسے اپنے حصار میں بھی نہیں لے سکتی تھی کہ کرچیاں اس کے کہیں مزید اندر نہ کھب جائیں۔

"شش چپ کرجاو نورے سب ٹھیک ہوجائے گا۔۔ان دونوں کے دماغ خراب ہے جان بوجھ کر ضدی بن رہے ہیں۔۔"

"ان دونوں کی وجہ سے خود کو تکلیف مت دو۔۔"

افرحہ کے نرمی سے آنسو پونچھنے پر وہ سوں سوں کرتی سر ہلاتی بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔ کچھ بڑی کرچیاں بھی اس کے بازوں میں لگ گئی تھیں جن سے تیزی سے خون رس رہا تھا اور اسے تکلیف ہورہی تھی۔

ڈاکٹر نے آکر اس کی بینڈیج کردی تھی اس کے بازوں میں کافی گہرے زخم تھے جب کے کمر میں چھوٹے چھوٹے زخم تھے۔نورے ڈاکٹر کے کہنے پر پین کلر لیتی آرام کرنے کے لیے لیٹ گئی تھی کہ اب اس حالت میں یونیورسٹی جانا ممکن نہ تھا۔

افرحہ اس کے پاس کچھ دیر بیٹھی رہی تھی پھر اس کے سونے کے بعد خاموشی سے لائٹ اوف کرتی روم سے چلی گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ ملائکہ کے دانین کی آگے پڑھنے کی بات سن کر اگلی صبح سارے کام چھوڑ چھاڑ کر اس سے ملنے چلے آئے تھے۔ان کا دل کرے تو وہ اپنی بیٹی کے ساتھ ہی سارا وقت گزاریں مگر کچھ وجوہات کی بنا پر انھیں اس سے الگ ہی رہنا پڑتا تھا۔

"دانین۔۔"

وہ جو لاونچ میں داخل ہوئے تھے۔دانین کو دیکھ کر ہلکی مسکان ساتھ بولے تھے گزرے دنوں میں انھیں دانین کی خاصی یاد آرہی تھی۔

"بابا۔۔"

اس نے اپنی گود میں رکھی فروٹس کی پلیٹ کو میز پر رکھتے کھڑے ہوتے کہا تھا۔آغا خان کا دل اپنی بیٹی کو سینے سے لگانے کا تھا مگر وہ جانتے تھے وہ کسی کو بھی چھونے نہیں دیتی تھی تبھی دل مسوم کر رہ گئے تھے۔

"ہم نے سنا تم آگے پڑھنا چاہتی ہو؟"

انھوں نے اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھتے پوچھا تھا۔جبکہ روحان کو وہ مکمل اگنور کرگئے تھے جو ان سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا۔

"ج۔۔جی روحان نے مجھے بتایا کہ میں آن لائن کلاسز بھی لے سکتی ہوں اور آپ جانتے ہیں نہ مجھے آگے پڑھنے کا بھی کافی شوق تھا۔"

وہ اپنی انگلیوں سے کھیلتی بولی تھی۔اس کے منہ سے روحان کا ذکر سنتے آغا خان نے جھٹکے سے پیچھے مڑتے روحان کو دیکھا تھا جو سپاٹ نظروں سے سامنے دیوار کو تک رہا تھا مگر ان کی نظریں بھی خوب محسوس کر پارہا تھا۔

"میں اس بارے میں سوچ کر بتاوں گا۔۔ملائکہ زرا میری بات سنیے گا۔۔"

آغا خان نے اٹھتے ہوئے کیچن میں کھڑی ملائکہ کو آواز دی تھی جو اپنے گیلے ہاتھ صاف کرتی سر ہلاتی ان کے پیچھے چل پڑی تھیں۔

"تم نے مجھے بتایا نہیں میری بیٹی اور اس کے باڈی گارڈ کی آپس میں اتنی اچھی دوستی ہے جو وہ آپس میں باتیں کرتے ہیں۔۔"

انھوں نے دانت پیستے پوچھا تھا۔ملائکہ نے بےتاثر انداز میں اسے دیکھا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے خان صاحب۔۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولی تھیں۔

"تمھیں لگتا ہے تم مجھے بےوقوف بنا سکتی ہو؟"

انھوں نے چند قدم ملائکہ کی طرف بڑھاتے بغور اس کے چہرے کو تکتے پوچھا تھا جو اتنے سالوں بعد بھی نہایت پرکشش اور حسین تھا۔

"نہیں خان صاحب۔۔ آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔۔"

"جو میں دیکھ رہی ہوں وہ آپ نہیں دیکھ پا رہے۔۔"

ملائکہ نے دو قدم پیچھے اٹھاتے کہا تھا۔

"میری ایک بات سن لو دانین کی ضد کی وجہ سے میں نے اس دو ٹکے کے باڈی گارڈ کو دوبارہ ہائیر کیا تھا اگر مجھے پتا لگا میرے پیچھے کوئی ایسا ویسا کام ہو رہا ہے تو ملائکہ یاد رکھنا روحان کو بعد میں تمھیں یہاں سے پہلے نکالوں گا۔۔"

اس کو بازو درشتگی سے پکڑتے وہ غصے سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ بنا سوچے سمجھے بول گئے تھے۔

"آپ جیسے بزدل انسان سے مجھے کسی اچھے کی امید نہیں ہے خان صاحب۔۔"

وہ شکوہ کن نگاہوں سے انھیں دیکھتی اپنی بازو چھڑوا کر تیزی سے وہاں سے نکل گئی تھیں۔آنکھوں کے گوشے ہلکے ہلکے نم پڑ گئے تھے۔وہ آغا خان کو اپنے لفظوں سے ساکت کرگئی تھیں۔

"مجھے نہیں لگتا بابا مانیں گے۔۔"

وہ آغا خان اسے جواب دے کر جانے کے بعد نم آنکھوں سے روحان کی جانب دیکھتے بولی تھی۔اس کی نم آنکھیں دیکھ وہ تڑپ ہی اٹھا تھا۔

"وہ مان جائیں گے بس سوچنے کے لیے وقت لے رہے ہیں۔۔"

اس کی جانب چند قدم بڑھاتے روحان نے نرمی سے کہا تھا۔

"نہیں مجھے پتا ہے وہ کبھی نہیں مانیں گے۔۔"

وہ اس بار تھوڑا اونچا بولتی روحان کو حیران کر گئی تھی۔

"مجھ پر یقین ہے؟"

اس کے قریب جاتا وہ دانین کی ٹھوڑی کو جکڑتے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں۔۔"

https://classicurdumaterial.com

اس نے بے جھجھک سر ہلا دیا تھا۔

"بس پھر تم بے فکر رہو تمہارے بابا کو میں خود منا لوں گا۔۔"

وہ نرمی سے دانین کی پلکوں کو چھوتا بولا تھا۔ملائکہ کے اچانک باہر نکلنے پر وہ جلدی سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔مگر ابھی بھی وہ دانین کے پاس ہی کھڑا تھا۔

"مجھے لگتا ہے بابا نے پھر ملی کو ڈانٹا ہے۔۔"

وہ ملائکہ کا سرخ چہرہ دیکھ چکی تھی تبھی گھبراتی ہوئی بولی تھی۔روحان نے اس کی بات پر حیرانی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

ملائکہ کے جانے کے بعد ان کو اپنے لفظوں کا احساس ہوا تبھی وہ فورا باہر نکلے مگر دانین کے قریب روحان کو دیکھتے ٹھٹھک کر رک گئے۔۔

"تم دور ہٹو میری بیٹی سے۔۔"

آغا خان اونچی آواز میں بولے تھے۔روحان نے سپاٹ نظروں سے انھیں دیکھا تھا۔دانین کی دھڑکن خوف سے بڑھ گئی تھی۔

"بابا ہی از جسٹ ہیلپنگ می۔۔"

دانین نے اپنے لب کاٹتے کہا تھا۔

"سٹے ان یور لمٹس۔۔"

وہ دانین کی آواز پر ڈھیلا پڑتے انگشتِ شہادت کی انگلی اٹھاتے تیز لہجے میں بولے تھے۔روحان دانین کی التجائیہ نظریں محسوس کرتا خاموش ہو گیا تھا۔وہ چپ چاپ جاتا اپنی جگہ کھڑا ہو گیا تھا۔آغا خان اسے گھورتے دانین کا خیال کرتے ملائکہ سے بات کرنے کی بجائے اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"مما بھوک لگی ہے۔۔ کھانا دے دیں۔۔"

دس سالہ نورے نے سکول سے آتے فاطمہ بیگم سے کہا تھا۔

"کوئی کھانا نہیں ملے گا جب تک سنک میں پڑے برتن نہیں دھو دیتی۔۔"

فاطمہ بیگم اسے دور جھٹکتی بولی تھیں۔وہ ان کے سختی سے بولنے پر سہم سی گئی تھی تبھی خاموشی سے برتن دھونے لگی تھی۔برتن دھوتے کچھ برتن اس سے چھوٹ کر ٹوٹ گئے تھے۔

"ایک کام نہیں ہوتا تم سے۔۔"

اس کو بازو سے پکڑ کر جھنجھورتے وہ چیخ کر بولی تھیں۔میر شاہ اور حاتم شاہ میٹنگ کے سلسلے میں دوسرے شہر گئے تھے تبھی وہ اس پر کھلم کھلا چیخ رہی تھیں۔

"س۔۔سوری مما۔۔"

وہ سہم کر بولی تھی۔

"تمھیں میں آج بتاوں گی اس کی کیا سزا ہوتی ہے۔۔آئیندہ کے بعد کبھی کوئی غلطی نہیں ہوگی۔۔"

وہ اسے کھینچتے ہوئے سٹور روم کی طرف لے گئی تھی اسے جھٹکے سے اندر پھینکتے وہ دروازہ بند کر گئی تھی۔

بند کمرے اور اندھیرے سے ڈرتے وہ خوف و ہراساں سی چیخیں مارنے لگی تھی۔

"مما سوری۔۔ پل۔۔پلیز دروازہ کھولیں م۔۔مج۔ ڈر لگ رہا ہے۔۔"

وہ اندھیرے سے وحشت زدہ ہوتی چیخ رہی تھی۔

"آہ۔۔"

چیخ مارتے وہ نیند سے اٹھ بیٹھی تھی۔اندھیرے کمرے کو دیکھتے اسے وحشت محسوس ہونے لگی تھی اس نے ہاتھ بڑھاتے تیزی سے لائٹ اون کرتے گہرے گہرے سانس بھرنا شروع کیے تھے۔

وہ سارا دن سوتی رہی تھی بس افرحہ نے اسے اٹھا کر کچھ ہلکا پھلکا کھلایا تھا۔اس نے نیند میں میر شاہ اور شاہزیب کی بھی ہلکی آواز سنی تھی مگر کچھ سمجھ نہیں پائی تھی۔

طبیعت سنبھلی تو اس نے ٹائم دیکھا تھا جہاں بارہ بج رہے تھے۔وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتی بکھرے بال سمیٹنے لگی تھی جب بازوؤں میں درد سے ٹیسیں محسوس کرتی رک گئی تھی۔

وہ بھوک کے احساس سے لب بھینچ کر اٹھ گئی تھی۔کھڑی ہوتی وہ پہلے فریش ہونے کے لیے واشروم کی طرف بڑھ گئی تھی۔

فریش ہوکر وہ باہر نکلی ہی تھی جب شازل کو اپنے سامنے کھڑے دیکھ کر اس کے منہ سے چیخ نکلنے لگی تھی مگر شازل نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے اس کی چیخ کا گلا گھونٹ دیا تھا۔

اسے اس وقت ڈھیروں شرم محسوس ہورہی تھی وہ بلیک سلیولیس ٹی شرٹ اور کھلے ٹروازر میں ملبوس تھی۔ بازوؤں پر زخم ہونے کی وجہ سے اس نے سلیولیس شرٹ پہنی ہوئی تھی۔

شازل نے اس کے سرخ چہرے کی طرف دیکھتے نا سمجھی سے اس کو بغور دیکھا تھا پھر اس کی نظر نورے کے حولیہ کی طرف اٹھی تھی اس کے ہونٹ ہلکے سے اوپر اٹھے تھے۔مگر اس کے زخموں کو دیکھ کر وہ لب بھینچ گیا تھا۔

"مجھے یاد کیا۔۔؟"

اس کے ہونٹوں سے ہاتھ ہٹاتے شازل نے اس کی ٹھوڑی پر بنے نشان کو انگلی سے چھوتے گھمبیر آواز میں پوچھا تھا۔

"بالکل نہیں! آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

اس نے دو قدم پیچھے لیتے ناک چڑھا کر پوچھا تھا۔

"اپنی بیوی سے ملنے آیا ہوں۔۔"

نورے کی جانب جھکتے اس نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔وہ اس کے بدلے بدلے لہجے کو محسوس کرتی نروس ہونے لگی تھی۔

"مجھ سے نارض ہو؟"

پھر سے پوچھا گیا۔

"نہیں!"

نروٹھا انداز۔

"جھوٹی۔۔"

وہ اس کی چھوٹی سی ناک کو انگلی کی پوروں سے چھوتا بولا۔

"غنڈا۔۔"

وہ اس کی انگلی کو جھٹکتی بڑبڑائی۔۔

شازل نے اس کی حرکت پر اسے گھور کر دیکھتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔نورے کے منہ سے بے ساختہ سسکی نکلی تھی۔شازل کی نظر اس کی کمر کی جانب گئی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

نورے کے چہرے پر نظریں جمائے اس نے دھیرے سے شرٹ کو کمر سے اوپر کیا تھا۔وہ بے ساختہ شازل کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی تھی۔

"سٹاپ اٹ۔۔"

وہ کانپتی آواز میں بولی۔شازل نے اسے اگنور کرتے اس کے زخم پر لگی بینڈیج کو انگلی کی پوروں سے دھیرے سے چھوا تھا۔اس کی ٹھنڈی انگلیوں کا سرسراتا لمس محسوس کرتی وہ کانپ اٹھی تھی۔

شازل گہری نظروں سے اس کے چہرے کو دیکھتا دھیرے سے اس کی ٹھوڑی پر لب رکھ گیا تھا۔

"شازل۔۔"

وہ اس کے بہکے انداز، نرم لمس اور منہ بولتے جذبات کو دیکھتی دبی دبی آواز میں بولی تھی۔شازل اس کی شرٹ کمر سے درست کرتا اس کے کان کے قریب دھیرے سے جھکا تھا۔

وہ اس کی شرٹ پر اپنی گرفت سخت کرگئی تھی۔اپنی تیز دھڑکنیں اسے کانوں میں محسوس ہورہی تھیں۔جبکہ چہرہ سرخ انار بن چکا تھا۔عارضوں پر جھکیں پلکیں بھی ہلکی ہلکی کانپ رہی تھی۔۔

"تم۔۔!"

"طلب کی وہ حد ہو"

"جس کے آگے سب کچھ بے معنی ہے۔"

وہ آنچ دیتے لہجے میں بولتا اس کے گال کو شدت سے چھو گیا تھا۔وہ پل میں اس کے لفظوں میں گم ہوئی تھی مگر اگلے ہی لمحے ہوش میں آتے اس نے لب بھینچ کر شازل کے سینے پر ہاتھ دھرتے اسے دور دھکیلا تھا۔

زخموں میں تکلیف محسوس کرتے اس کے چہرے پر دردناک تاثرات نمایا ہوئے تھے۔شازل اس کی حرکت پر جبڑے بھینچتا اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر لبوں سے لگا گیا تھا۔

"میں کل آوں گا ملنے تب تک اپنا خیال رکھنا۔۔"

وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔

"نہیں رکھوں گی اپنا خیال۔۔ کیا کریں گے آپ؟"

وہ سلگ کر بولی تھی اس کی من مانی پر اب جی بھر کر غصہ آرہا تھا۔

"میں یہاں سے اٹھا کر لے جاوں گا۔۔اور ہمیشہ کے لیے اپنے پاس قید کرلوں گا۔۔"

وہ جس قدر سنجیدگی سے بولا تھا۔نورے سچ میں ڈر گئی تھی۔

"گڈ نائیٹ جانِ من۔۔"

وہ جھک جر اس کی صبیح پیشانی کو چھوتا پل بھر میں اس کے کمرے کا دروازہ کھولتا باہر نکل گیا تھا جبکہ نورے کو وہ ساکت چھوڑ گیا تھا۔اس کا لمس محسوس کرتی وہ سوچوں میں گم بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔

"ہیلو ساسوں ماں۔۔"

وہ جو دھڑلے سے بنا ڈرے سیڑھیاں اتر کر باہر جا رہا تھا۔فاطمہ بیگم کو دیکھتے رک کر بولا تھا۔فاطمہ بیگم اس سر پھرے کو دیکھتی ڈر گئی تھیں۔

"میری بیوی کا خیال رکھیے گا۔۔"

وہ ان کی آنکھوں میں ڈر دیکھتا تمسخرانہ لہجے میں بولتا باہر نکل گیا تھا۔

"اس کا ایسا خیال رکھوں گی وہ کبھی نہیں بھولے گی۔۔"

فاطمہ بیگم بڑبڑاتی ہوئی اپنے کمرے میں واپس چلی گئی تھیں وہ بس پانی کی بوتل لینے آئی تھی مگر شازل کو دیکھ کر حیران رہ گئی تھی اس کے بارے میں صبح میر شاہ کو بتانے کا سوچتی وہ خاموشی سے سونے چلی گئی تھیں۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"نورے میری وجہ سے تکلیف میں ہے؟ کیا صرف میں ہی وجہ ہوں؟"

اس کے لہجے میں دکھ تھا۔افرحہ بے ساختہ اس کا ہاتھ تھام گئی تھی۔

"شازل سے آپ کا جو مسئلہ ہے اسے نورے کو درمیان میں لائے بغیر ڈسکس کریں۔۔"

افرحہ نے مشورہ دیا وہ خاموش ہوگیا۔۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہی کیا ہو رہا ہے؟ مائنڈ ماوف ہورہا ہے۔۔"

وہ اضطراب کی کیفیت میں اٹھتا سگریٹ سلگا چکا تھا۔

"آپ اس سے بات کرنے کی کوشش کریں۔۔"

وہ شاہزیب کو سگریٹ پیتے دیکھ کر بیڈ پر بیٹھی منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی تھی۔اچانک اس کی طرف دیکھتے شاہزیب نے فورا سگریٹ بجھا دی تھی۔اضطراب کی کیفیت میں اس کے ذہن سے نکل گیا تھا افرحہ کو سگریٹ کے دھواں کی وجہ سے سانس لینے میں مشکل ہوتی ہے۔۔

"سوری جاناں۔۔"

وہ افرحہ کے قریب آتا اس کا چہرہ تھام کر بولا تھا۔

"اٹس اوکے۔۔آپ ابھی پریشان مت ہوں صبح نورے سے بات کیجیے گا۔۔"

اس نے شاہزیب کا ہاتھ تھامتے اس کی ہتھیلی پر لب رکھتے نرمی سے کہا تھا۔شاہزیب اس کی بات پر سر ہلا گیا تھا۔

وہ نورے سے صبح بات کرنے کا سوچتا افرحہ کے ساتھ سو گیا تھا۔

وہ نورے کے لیے کچھ سپیشل کرنا چاہتا تھا تبھی افرحہ کی مدد سے اس نے صبح اس کے لیے ناشتہ تیار کیا تھا۔فاطمہ بیگم ناک چڑھاتی اس کو دیکھ رہی تھیں جنھیں افرحہ اور شاہزیب نے بھرپور طریقے سے اگنور کیا تھا۔

"تم ناشتہ کرلینا جاناں--"

وہ افرحہ کے بالوں پر لب رکھتا ٹرے اٹھا کر نورے سے بات کرنے چلا گیا تھا۔

دروازہ ناک کرتا وہ روم میں داخل ہوا تھا۔نورے فریش ہوکر نکلتی شاہزیب کو اپنے کمرے میں دیکھ کر رک گئی تھی۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں--؟"

اس نے بیڈ پر بیٹھتے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"میں تمھارے لیے ناشتہ لے کر آیا ہوں--"

شاہزیب نے ٹرے میز پر رکھتے اس کے ساتھ بیٹھتے کہا تھا۔نورے اس کے جواب پر خاموش ہوگئی تھی۔

"نورِ دل--"

https://classicurdumaterial.com/

اس کے پیار سے پکارنے پر نورے نے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"میں تمھیں تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا نورے۔۔بس شازل کو دیکھ کر مجھ سے کنٹرول نہیں ہوتا۔۔وہ جب تمھارے بارے میں کچھ کہتا ہے تو میرا دل کرتا ہے اس کا منہ توڑ دوں۔۔"

شاہزیب مٹھیاں بھینچتا سنجیدگی سے بولا تھا۔

"اس میں میرا کیا قصور ہے بھیا؟ اگر آپ دونوں کو کوئی پرابلم ہے تو مل کر سولو کرلیں مگر پلیز میری ذات کا تماشا سب کے سامنے مت بنائیں۔۔"

وہ شاہزیب کی آنکھوں میں دیکھتی بولی تھی۔شاہزیب نے اس کے کندھے کے گرد ہاتھ پھیلاتے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

"میرا بچہ۔۔"

شاہزیب نے نرمی سے اس کے سر پر لب رکھے تھے۔

"میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔۔"

وہ گہرا سانس لیتا بولا تھا۔نورے نے اس کی جانب سر اٹھا کر سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"میں تمھارے اور شازل کے پرسنل میٹر میں دخل اندازی نہیں کروں گا لیکن اگر اس نے تمھارے بارے میں کچھ الٹا سیدھا کہا تو میں خاموش نہیں رہوں گا۔۔"

اس نے گہرا سانس بھرتے کہا تھا۔نورے اس کی بات سنتی گہرا سانس خارج کرتی پرسکون ہوگئی تھی۔

"پلیز بابا کو بھی کہیں وہ اس معاملہ میں مت بولیں۔۔میں سوچ سمجھ کر فیصلہ لینا چاہتی ہوں۔۔"

وہ دھیمی آواز میں بولی تھی۔

"اوکے نورِ دل میں بابا سے بات کرلوں گا وہ بھی کچھ نہیں بولیں گے تم بس اپنا خیال رکھو اور سٹڈی پر فوکس کرو۔۔"

شاہزیب اس کے بال سہلاتا نرم لہجے میں بولا تھا۔بہن کے لیے تو دل ویسے ہی موم کا ہوگیا تھا۔لیکن شازل کا خیال آتے ہی اس کا خون جل اٹھا تھا۔

"تھینک یو بھیا۔۔"

وہ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔

"باقی باتیں بعد میں کرنا پہلے ناشتہ کرلو۔۔ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔"

شاہزیب کے کہنے پر وہ نورے ٹرے لاتی ان دونوں کے درمیان بیڈ پر رکھتی بیٹھ گئی تھی۔

"کیا آپ نے ناشتہ بنایا ہے؟"

اس نے چائے کا گھونٹ بھرتے پوچھا تھا۔

"ہاں۔۔کیوں اچھا نہیں بنا کیا؟"

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا پوچھ رہا تھا نورے نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"تمھارے زخم کیسے ہیں زیادہ پین تو نہیں ہورہی؟"

شاہزیب نے اس کے بازوؤں کو دیکھتے پوچھا تھا۔

"نہیں اب بہتر ہوں۔۔"

تھینک یو بھیا ناشتہ بہت مزے کا تھا۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ ناشتہ ختم کرتی مسکرا کر بولی تھی۔شاہزیب اس کے خوش ہونے پر مسکرا اٹھا تھا۔

"آج یونی مت جانا ریسٹ کرو۔۔"

شاہزیب نے ٹرے اٹھاتے کہا تھا جس پر وہ سر ہلاتی واپس لیٹ گئی تھی۔اس کا آج خود ارادہ نہیں تھا کہیں جانے کا۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"کیا ہوا بھابھی ؟ پریشان لگ رہی ہیں؟"

نورے جو شاہزیب کے جانے کے بعد کمرے میں آرام کر لے بور ہونے کے بعد باہر نکلی تھی افرحہ کو دیکھتی اسے پوچھنے لگی تھی۔

"وہ ایکچولی شاہزیب کا کل برتھ ڈے ہے۔۔"

اس نے لب کاٹتے بتایا تھا۔وہ لان میں پڑے جھولے پر بیٹھی ہوئی تھی اس کے ساتھ ہی نورے بھی بیٹھ گئی تھی۔شاہزیب کے برتھ ڈے کا سنتے اس نے اپنے سر پر ہاتھ مارا تھا چونکہ وہ بھول چکی تھی۔

"اس میں پریشانی والی کیا بات ہے؟"

نورے نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔

"میں شاہزیب کے برتھ ڈے پر کچھ سپیشل کرنا چاہتی ہوں۔۔"

وہ منہ پھولا کر بولی تھی۔

"میرے پاس ایک آئیڈیا ہے۔۔"

نورے نے جھک کر اسے بتایا تھا اس کا پلان سنتے وہ خوش ہوگئی تھی۔

"شاہزیب کو بارہ بجے تک بزی کون روکھے گا؟"

ایک اور پریشانی۔۔

"وہ میں سنبھال لوں گی آپ جائیں اور کام سٹارٹ کریں میں بھی آپ کی ہیلپ کرواتی ہوں۔۔"

نورے نے جھٹ سے سلیوشن نکالا تھا۔

"نہیں تم ریسٹ کرو پہلے ہی بیمار ہو۔۔"

افرحہ نے پریشانی سے کہا تھا۔

"اُفف بھابھی میں ٹھیک ہوں جلدی چلیں اب تو دوپہر بھی ہوگئی ہے اور بہت سا کام کرنے والا ہے۔۔"

نورے اسے ہاتھ سے پکڑے کر اٹھاتی تیزی سے اندر لے گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

رات کا وقت تھا وہ سب لوگ ڈنر کر کے فارغ ہوچکے تھے۔افرحہ نے شاہزیب کو وپر کی جانب بڑھتے دیکھ کر نورے کو اشارہ کیا تھا جو اس کے اشارے کو سمجھتی شاہزیب کو پکارنے لگی تھی۔

"بھیا۔۔"

"کیا آپ کچھ دیر میرے ساتھ لڈو کھیلیں گے ؟ پلیز میرا بہت دل کر رہا ہے۔۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتی معصوم شکل بنا کر بولتی شاہزیب کا دل پگھلا گئی تھی۔فاطمہ بیگم نخوت سے انھیں دیکھتی کمرے میں چلی گئیں تھیں۔میر شاہ بھی صبح کے تھکے سونے چلے گئے تھے۔

"اوکے بچے جلدی سے لڈو لے آو۔۔"

شاہزیب نورے سے بولتا لاونچ میں بیٹھ گیا تھا۔

"افرحہ تم ہمارے ساتھ نہیں کھیلو گی؟"

اسے اوپر جاتے دیکھ کر شاہزیب نے پوچھا تھا۔

"میں تھک گئی ہوں شاہزیب ریسٹ کرنا چاہتی ہو۔۔"

اس نے اپنی مصنوعی جمائی روکتے کہا تھا۔شاہزیب اس کی بات پر سر ہلا گیا تھا۔وہ سکون کا سانس بھرتی تیزی سے اوپر چلی گئی تھی۔اس نے اپنے کمرے کے ساتھ موجود خالی کمرے میں پڑی چیزیں تیزی سے اٹھا کر کمرے میں سیٹ کردی تھیں۔یہ کام کرتے اسے گیارہ بج گئے تھے سارا کام سمیٹتے وہ تیزی سے فریش ہوتی تیار ہوگئی تھی۔

نورے کے لڈو لانے کے بعد وہ اس کے ساتھ کھیلنے لگا تھا گیم میں مصروف انھیں وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا تھا۔

"کافی دیر ہوگئی ہے اب ہمیں گیم روک دینی چاہیے۔۔"

شاہزیب ساڑھے گیارہ کا ٹائم دیکھتا بولا تھا۔مگر نورے نے اسے روک دیا تھا۔

"بس ایک بار پھر کھیل لیں میں جیت جاوں تب چلے جائیے گا۔۔"

اس کے بولنے پر وہ مسکراتا ہوا دوبارہ کھیلنے لگا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ نورے کو کمرے میں بھیجتا تھکا ہوا کمرے میں داخل ہوا تھا۔ مسلسل بیٹھنے سے وہ کافی تھک گیا تھا۔ دروازہ کھولتے وہ جیسا ہی اندر داخل ہوا تھا گلابوں کی بھینی بھینی خوشبو نے اس کے حواس معطر کیے تھے۔ کمرے میں جلتی گولڈن کینڈل لائٹس نے فسوں خیز ماحول بنا دیا تھا۔

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو شاہزیب۔۔"

بلیک سلک کا فراک جس کا اپری حصہ اور بازو نیٹ کے تھے ساتھ بالوں کو سٹریٹ کر کے کھولا چھوڑے وہ میک اپ کے نام پر سرخ لپ اسٹک لگائے شاہزیب کا دل زور سے دھڑکا گئی تھی۔

شاہزیب گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا افرحہ اس کی نظروں سے نروس ہوتی سرخ ہو چکی تھی۔

https://classicurdumaterial.com

"کیا آپ کو پسند نہیں آیا؟"

وہ شاہزیب کو خاموش دیکھتی لب کاٹنے لگی تھی۔

"آئی ایم سرپرائزڈ۔۔"

وہ سر جھٹکتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔

"جلدی ادھر آئیں اور کیک کٹ کریں۔۔"

وہ ٹیبل پر پڑے کیک کی طرف اشارہ کرتی بولی تھی۔شاہزیب خاموشی سے اس کے کہنے پر بازو کے کیف فولڈ کرتا اس کے پاس آگیا تھا۔

اس نے افرحہ کو کمر سے تھام کر اپنے سامنے کرتے اس کے ہاتھ میں نائف پکڑاتے خود اس کا ہاتھ تھامتے کیک کٹ کیا تھا۔

شاہزیب کے سینے پر سر ٹکائے وہ بے حد خوش نظر آرہی تھی۔

افرحہ نے کیک کا ایک چھوٹا سا پیس کٹ کرکے شاہزیب کی جانب مڑتے اس کے ہونٹوں کی طرف بڑھایا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

شاہزیب نے تھوڑا سا کیک اس کے ہاتھ سے لے کر کھایا تھا باقی کیک اس کے ہونٹوں کی جانب بڑھا دیا تھا۔کمرے کی فسوں خیز خاموشی میں ان کی آنکھیں اور دھڑکنیں باتیں کر رہی تھیں۔

اس کی کیک سے بھری انگلیوں کو اپنے ہاتھ سے تھامتے شاہزیب نے اپنے ہونٹوں کے قریب کرتے اس کی انگلیاں صاف کی تھیں۔افرحہ کے گلابی گال کچھ مزید سرخ پڑ گئے تھے۔جبکہ دھڑکنیں ڈھول کی مانند کانوں میں بجتی سنائی دے رہی تھی۔

اس کی کلائی کو چھوڑتے وہ اس پر جھکا تھا۔اس کے کندھے سے بال سمیٹ کر سائیڈ پر کرتے افرحہ کے کان میں مخمور لہجے میں بولا تھا۔

You are all the thoughts in my head and all the "
"love in my heart Janaa

"Thank you for making my birthday special love"

شاہزیب اس کی کان کی لو کو ہونٹوں سے چھوتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔افرحہ کو اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہورہا تھا اس کے اظہار سے دھڑکنیں پاگل سی ہورہی تھیں۔اپنی پشت پر وہ شاہزیب کی مدھم دھڑکن محسوس کرتی نرمی سے آنکھیں بند کر گئی تھی۔

شاہزیب نے دھیرے سے اس کی گردن پر جھکتے اپنے لب رکھے تھے وہ اس کے لمس پر کانپ گئی تھی۔ شاہزیب کی گرم سانسیں اپنی گردن پر محسوس کرتے وہ اس کے بازو کو بے ساختہ پکڑ گئی تھی۔

ایک دلکش مسکراہٹ شاہزیب کے چہرے پر بکھری تھی۔اس کی گردن پر ٹھوڑی اٹکاتے شاہزیب نے اس کے سرخ گلابی گالوں کو چھوتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔

"شاہزیب۔۔"

وہ شاہزیب کے کندھے پر ہاتھ رکھتی پھولے سانس کے ساتھ بولی تھی۔ بلیک ہیلز میں وہ اس کے کندھے تک بمشکل پہنچ رہی تھی۔ شاہزیب نے اس کی کمر پر گرفت مضبوط کرتے اسے اوپر اٹھایا تھا۔اس کے سرخ لپ اسٹک سے سجے نازک ہونٹوں پر جھکا وہ اس کا سانس بند کرگیا تھا۔اپنا شدت بھرا لمس اس کے ہونٹوں پر چھوڑتا وہ اس کا سانس بحال کر گیا تھا۔افرحہ نے شرماتے ہوئے گہرے سانس بھرتے اس کے سینے میں منہ چھپایا تھا مگر اس کا سرخ اناری چہرہ شاہزیب کی عقابی نظروں سے چھپ نہیں سکا تھا۔

"تمھارا یوں شرمانا مجھے کسی دن مار دے گا۔۔"

وہ جذبات کی شدت سے مخمور لہجے میں بولتا افرحہ کی جان نکال گیا تھا۔افرحہ نے بے ساختہ اس کے ہونٹوں پر اپنی ہتھیلی ٹکا دی تھی۔

"شاہزیب۔۔ دوبارہ ایسی بات کبھی اپنے منہ سے مت نکالیے گا۔۔"

وہ برہمی سے بولی تھی۔شاہزیب اس کی بات پر مسکراتا نرمی سے اس کی ہتھیلی کو ہونٹوں سے ہٹاتا اس کی لکیروں کو دیکھنے لگا تھا۔پھر اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑتے وہ محبت سے چوم گیا تھا۔

"تمھاری وجہ سے میں اس وقت یہاں ہوں ورنہ ناجانے اس وقت کونسے کلب میں ڈرگز لے کر اس دنیا جہاں سے غافل ہوتا۔۔میری زندگی میں آکر اسے سنوارنے کا شکریہ جاناں۔۔"

وہ افرحہ کا چہرہ تھامتا اس کی صبیح پیشانی پر اپنے لب رکھتا بولا تھا۔افرحہ نے اس کی بات پر مسکراتے ایک کانپتی سانس خارج کی تھی۔

شاہزیب نے اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکاتے اس کے وجود سے اٹھتی بھینی بھینی خوشبو خود میں اتاری تھی۔

".I am also lucky to have you in my life"

شاہزیب کی گردن میں بازو ڈالتے وہ شاہزیب کا چہرہ جھکاتی اس کے گال پر رکھتی اسے مسرور کرگئی تھی۔

"تم بہت حسین لگ رہی ہو۔۔"

"میری نیت خراب کر رہی ہو۔۔"

"قاتل حسینہ کی طرح "

وہ ٹھہر ٹھہر کر بولتا افرحہ کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا تھا جو شاہزیب کی آنکھوں میں محبت کا ٹھاٹھے مارتا سمندر دیکھتی اپنی نظریں شرم و حیا سے جھکا گئی تھی۔

"میرے ساتھ ڈانس کرو گی؟"

شاہزیب نے اسے روم کے درمیان میں لے جاتے پوچھا تھا۔

"مجھے نہیں آتا۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

وہ منہ پھولا کر بولی تھی۔

"میں ہوں نہ۔۔پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بس اپنہ ہیلز اتار دو۔۔"

شاہزیب نے اپنا موبائل نکالتے سونگ چوز کرتے ہوئے کہا تھا جس پر افرحہ نے بات مانتے فوری ہیلز اتار دی تھیں جس میں اس کے پیر دکھنے لگے تھے۔

جادو ہے نشہ ہے مدہوشیاں ہیں

تجھ کو بھلا کر اب جاوں کہاں؟

وہ کوئی پرانہ سونگ تھا جس کو پلے کرتے شاہزیب نے افرحہ کو کمر سے تھام کر اس کے پیروں کو اپنے پیروں پر رکھتے اسے باہوں میں بھرتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ڈانس کرنا شروع کیا تھا۔

جادو ہے نشہ ہے مدہوشیاں ہیں

تجھ کو بھلا کر اب جاوں کہاں؟

دیکھتی ہیں جس طرح سے تیری نظریں مجھے

میں خود کو چھپاوں کہاں ؟

https://classicurdumaterial.com

جادو ہے نشہ ہے مدہوشیاں ہیں

تجھ کو بھلا کر اب جاوں کہاں؟

افرحہ مسمرائز سی اس کی گہری سیاہ آنکھوں کو دیکھتی مسکراتی ہوئی اس کے سینے پر سر ٹکا گئی تھی اس کی معمول سے تیز دھڑکن سن کر اس نے اچنبھے سے سر اٹھا کر شاہزیب کو دیکھا تھا جو دھیرے دھیرے موو کرتے ہوئے اسے اپنے نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھے۔

دیکھتی ہیں جس طرح سے تیری نظریں مجھے

میں خود کو چھپاوں کہاں ؟

جادو ہے نشہ ہے مدہوشیاں ہیں

تجھ کو بھلا کر اب جاوں کہاں؟

یہ پل ہے اپنا تو اس پل کو جی لے

شعولو کی طرح زرا جل کر جی لے

پلک جھپکتے کھو نہ جانا

https://classicurdumaterial.com

چھو کر کرلوں یقین

ناجانے یہ پل پائیں کہاں؟

شاہزیب نے اپنے دونوں ہاتھ اس کی کمر پر رکھتے اس کو کمر سے اٹھاتے گھمایا تھا۔افرحہ نے ہلکی چیخ مارتے اس کی جانب آنکھیں پھیلا کر دیکھا تھا جو ہنستا ہوا اسے گھما رہا تھا۔

باہوں میں تیری یوں کھو گئے ہیں

ارمان دبے سے جگنے لگے ہیں

جو ملے ہو آج ہم کو دور جانا نہیں

مٹا دو سب یہ دوریاں

جادو ہے نشہ ہے مدہوشیاں ہیں

تجھ کو بھلا کے اب جاوں کہاں؟

دیکھتی ہیں جس طرح سے تیری نظریں مجھے

میں خود کو چھپاوں کہاں ؟

https://classicurdumaterial.com/

شاہزیب کے نیچے اتارنے پر وہ اپنی رقص کرتی دھڑکنوں نو سنتی شاہزیب کو گھور کر دیکھنے لگی تھی جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ افرحہ کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے سہ اس کی کل کائنات ہے جو سچ بھی تھا۔

"I love you soo much Janaa"

شاہزیب اسکے چہرے کو تھامتے اس کے ماتھے کو چومتا بولا تھا

"My Lifeline"

شاہزیب نے اس کی بند آنکھوں کو چوما تھا۔

"My Love"

شاہزیب نے اسکے حیا سے سرخ ہوئے گالوں کو شدت سےچوما تھا۔

"My Everything"

شاہزیب نے اس کی چھوٹی سی ناک پر لب رکھے تھے۔

"My Janaa"

وہ س کے سرخ ہونٹوں کو شدت سے چومتا اس کے ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنساتا اسے کھینچ کر سینے سے لگا چکا تھا۔وہ اس کی شدتوں سے گھبراتی گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔

شاہزیب نے اسے جھٹکے سے باہوں میں اٹھایا تھا وہ تیزی سے سانس لیتی اس کے گلے میں بازو ڈال گئی تھی۔ اس کے ارادے سمجھتے افرحہ کے پسینے چھوٹ پڑے تھے۔کانوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔شاہزیب کی جھلسا دینے والی سانسیں اسے بے حال کر رہی تھیں۔اس کے آنکھوں کے جذبات ، اس کے لمس کی شدت نے افرحہ کے چودہ طبق روشن کردیے تھے۔

کمرے میں پھیلے گلاب اور کینڈل لائٹس نے کمرے کے ماحول کو رومینٹک بنا دیا تھا۔تازہ گلابوں کی خوشبو اپنی سانسوں میں اترتی محسوس کر کے وہ گہرے سانس بھرنے لگی تھی۔

شاہزیب نے اسے نرمی سے لے جاکر بیڈ پر لیٹا دیا تھا۔وہ بیڈ پر لیٹتی سختی سے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی تھی۔شاہزیب نے اس کی مٹھیاں پکڑتے کھول کر اس کی ہتھیلی کو چوما تھا۔

"ریلکس جاناں۔۔"

"میں تمھیں کھاوں گا نہیں حالانکہ تم بہت ٹیسٹی لگ رہی ہو۔۔"

وہ اس کے ہونٹوں پر پھیلی لپ اسٹک دیکھتا ذو معنی لہجے میں بولتا افرحہ کو گردن تک سرخ کر گیا تھا کالے رنگ میں وہ دمک رہی تھی اس کا نازک سراپا شاہزیب کے ہوش اڑا رہے تھے۔

"شاہزیب۔۔"

وہ اس کی بات پر شرمندہ سی چیخی تھی جس پر وہ ہنس پڑا تھا۔

"یس لو؟"

اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے اس نے اپنے ہونٹوں کو تر کرتے پوچھا تھا۔افرحہ اس کے ارادے سمجھتی اسے تنگ کرنے کے لیے بیڈ کی دوسری جانب بھاگنے لگی تھی جب شاہزیب نے اس کو پاوں سے پکڑتے اپنی جانب کھینچا تھا۔

افرحہ کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی تھی۔اسے اپنے قریب کھینچتے شاہزیب بیڈ پر چڑھتا اس کے ہاتھوں کو تھام کر سر کے اوپر کرتا اپنے ایک ہاتھ سے پکڑ چکا تھا۔

وہ بری طرح اس کی گرفت میں مچل رہی تھی۔

"تمھیں لگتا ہے تم شاہزیب میر حاتم شاہ کی پناہوں سے آزاد ہوپاو گی؟"

وہ افرحہ کے چہرے پر جھکا پوچھ رہا تھا۔افرحہ بے ساختہ اپنی انکھیں جھکا گئی تھی۔

"بہت چالاک ہیں آپ"

وہ منہ پھولا کر بولتی شاہزیب کو ضدی بچی لگ رہی تھی۔شاہزیب نے اس کے ہاتھوں کو چھوڑتے اس کے دونوں ھولے گالوں کو پکڑتے زور سے کھینچا تھا۔

"اوہ میرا بے بی مجھ سے ناراض ہو گیا ہے؟"

وہ مسکراتے ہوئے اسے تنگ کر رہا تھا۔

"شاہزیب۔۔نہ کریں پلیز۔۔"

وہ اس کے بازو پر چٹکی کاٹتی دبی دبی آواز میں چیخی تھی۔

"میری معصوم بیوی جنگلی بیوی بن رہی ہے۔۔"

وہ جھک کر افرحہ کے گال پر ہولے سے دانت گاڑھتا بولا تھا۔افرحہ نے سرخ چہرے سے شاہزیب کو گھورا تھا جو اسے تنگ کرتا محظوظ ہورہا تھا۔

"میں نہیں بول رہی آپ سے دور ہٹیں۔۔"

وہ نروٹھے پن سے بولی تھی۔ شاہزیب کے تاثرات ایک دم سنجیدہ ہوئے تھے اس نے افرحہ کی ٹھوڑی تھامتے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا تھا۔

"تم جو کہو گی میں کرنے کے لیے تیار ہوں مگر خود سے دور جانے کا کبھی مت کہنا۔۔"

"یہ جو میرا دل ہے صرف تمھاری وجہ سے دھڑک رہا ہے۔۔"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر اپنے دل کے مقام پر رکھتا افرحہ کو سانس روکنے ہر مجبور کر گیا تھا۔افرحہ نے ہلکے سے اوپر اٹھتے شاہزیب کے دل کے مقام پر اپنے لب رکھے تھے۔

"مزاق کر رہی تھی سیریس مت ہوا کریں۔۔میں کبھی آپ کو چھوڑ کر نہیں جاوں گی۔۔"

وہ شاہزیب کی آنکھوں میں دیکھتی بولی تھی۔

"مجھ سے اسے مزاق مت کیا کرو۔۔تمھارے دور جانے کا سن کر سانس روکتا ہوا محسوس ہونے لگتا ہے۔"

وہ اپنے جذبات ظاہر کرتا بنا اسے کچھ بولنے کا موقع دیے اس کی ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں پھنساتا تکیے سے لگاتا اس کے ہونٹوں پر جھک گیا تھا۔

اس کے جذباتوں کو سمجھتی وہ پرسکون سی آنکھیں بند کر گئی تھی اس کا شدت بھرا لمس اسے شرمانے پر مجبور کر رہا تھا۔وہ شرماتی ، جھجھکتی سرخ پڑتی شاہزیب کے سینے میں منہ چھپا گئی تھی۔شاہزیب نے اپنے لمس سے اس کے پور پور کو اپنے رنگ میں رنگ دیا تھا۔اس کے لمس میں بے حد نرمی تھی۔

اسے کہاں منظور تھا اس کی سانسوں میں خوشبو کی طرح بستی افرحہ کو زرا سی بھی تکلیف پہنچے؟

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

کلاس میں داخل ہونے سے پہلے اسے جو منظر دکھا تو وہ بری طرح جل اٹھی سامنے ہی شازل سونیا سے بات کرتا ہوا نظر آرہا تھا۔سونیا کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر نورے کا دل اس کا منہ نوچنے کو کیا تھا۔

"نورے ؟ تم آئی نہیں کل؟ اور نہ ہی میرے میسج کا جواب دیا۔۔"

اعمار کی آواز سنتی وہ اس کی جانب مڑی تھی۔

"میرا دل نہیں کر رہا تھا یونی آنے کو۔۔"

اس نے لب بھینچ کر جواب دیا ساتھ ہی کلاس میں داخل ہوتی بنا اعمار کی جانب دیکھتی آخر پر ایک لڑکی کے ساتھ موجود خالی کرسی پر جاکر بیٹھ گئی تھی۔اپنا موبائل نکال کر استعمال کرتی وہ اعمار کو مکمل طور پر اگنور کر گئی تھی جو اس سے بات کرنے کو پرتول رہا تھا۔

"تمھیں پتا ہے کل چئیر پرسن کا قاتل پکڑا گیا ہے۔۔"

اس کے آگے والی کرسی پر بیٹھتے اعمار نے اس کے علم میں اضافہ کیا تھا۔نورے کے چہرے پر حیرت واضح ہوئی تھی۔

"کون تھا؟"

اس نے بے تاثر انداز میں پوچھا تھا۔

"کوئی باہر کا بندہ ہی تھا اس کی چئیر پرسن سے ذاتی دشمنی تھی۔"

اعمار کے بتانے پر وہ سر ہلا گئی تھی شازل کے آتے ہی سب سیدھے ہوکر بیٹھ گئے تھے۔سونیا ایک طنزیہ مسکراہٹ نورے کو اچھالتی فرنٹ رو میں بیٹھ گئی تھی۔نورے نے

مٹھیاں بھینچتے جلتی آنکھوں سے شازل کو دیکھا تھا جس نے ایک نگاہِ غلط بھی اس کی جانب نہیں ڈالی تھی۔اس کی رگوں میں شرارے سے دوڑنے لگے تھے دل کر رہا تھا اس کی پسٹل نکال کر اسی سے شازل کی جان لے لے۔۔

اپنی خطرناک سوچوں کو جھٹکتی وہ لیکچر کی طرف متوجہ ہوئی تھی جس کا ایک لفظ بھی اس کو سمجھ نہیں آرہا تھا۔

لیکچر ختم ہونے کے باوجود بھی وہ بیٹھی رہی تھی نظروں کا مرکز سونیا تھی جو اب اٹھ کر شازل سے بات کرنے لگی تھی۔نورے ساکت نظروں سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"نورے چلو چلیں۔۔"

اعمار نے اسے خاموش بیٹھے دیکھ کر کہا تھا۔

"تم چلو میں آتی ہوں۔۔"

اس نے سرد لہجے میں کہا تھا۔

"لگتا ہے سونیا اور سر کا کوئی چکر چل رہا ہے۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

اسے اپنے پاس سے گزرتی لڑکیوں کی سرگوشیوں نے سلگا دیا تھا۔غصے سے سفید رنگ میں سرخیاں گھلنے لگی تھیں۔ہونٹوں کو سختی سے بھینچے وہ شازل کو دیکھ رہی تھی۔

جو سونیا کے ساتھ اپنا لیپ ٹاپ اٹھائے نکل گیا تھا بنا اس کی طرف دیکھے۔۔

وہ جل ہی اٹھی تھی آنکھوں میں مرچیاں سی چبھنے لگی تھیں۔اپنا فون پکڑتی وہ گہرا سانس خارج کرتی کلاس روم سے باہر نکلی تھی جب اس کا سامنا سونیا سے ہوا تھا۔

"اوہ۔۔۔ بے بی کو غصہ آرہا ہے؟؟"

وہ نورے کو دیکھتی طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔

"تم کبھی بھی شازل کو حاصل نہیں کرپاو گی۔۔"

سونیا کی بات پر وہ ہنس پڑی تھی۔سونیا نے اچنبھے سے اسے دیکھا تھا جس کا شاید دماغ گھوما ہوا لگ رہا تھا۔

"تم لیٹ ہوگئی ہو تھوڑا۔۔مجھے اسے حاصل کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔۔وہ پہلے ہی میرے پیچھے پاگل ہے۔۔"

نورے تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ بولتی اسے جلا گئی تھی۔

https://classicurdumaterial.com

"شٹ اپ--ایسا کچھ بھی نہیں ہے--شازل صرف مجھے پسند کرتا ہے--"

سونیا چیخ کر بولی تھی۔

"ہاہاہا-- نائس جوک--"

وہ ہنستے ہوئے اچانک سنجیدہ ہوتی زہر خند لہجے میں پھنکاری تھی۔

"میرے شوہر سے دور رہو--ورنہ اپنے ہاتھوں سے تمہاری سانسیں بند کردوں گی--یہ نورے شازل خان کا خود سے وعدہ ہے--جو بھی ہمارے بیچ آئے گا اسے میں ختم کردوں گی--"

اس کے لہجے میں چھپا پاگل پن ، اس کا جنونی انداز سونیا کو ڈرا گیا تھا۔نورے اس کے شاکڈ چہرہ دیکھ کر مسکراتی ہوئی وہاں سے سیدھا شازل کے آفس کی جانب بڑھ گئی تھی تاکہ اپنے شوہر کو بھی نکیل ڈال سکے--

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

بنا ناک کیے وہ دھڑلے سے شازل کے آفس میں داخل ہوئی تھی جو اسی کی تاک میں تھا وہ ٹیبل پر جھکا سگریٹ کا پیکٹ اٹھاتا سٹل ہوا تھا۔ساتھ ہی اسے چھوڑتے وہ

نورے کی جانب مڑا تھا جو بھپری شیرنی کی مانند اس پر جھپٹنے کے لیے تیار تھی۔شازل کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی جس پر نورے جل بھن اٹھی تھی۔غصے کی شدت سے وہ کانپنے لگی تھی۔

"خبر دار جو مجھے جیلس کروانے کی کوشش کی۔۔"

وہ انگلی اٹھاتی اس کے سینے پر مارتی غصے کی شدت سے سرخ پڑتی چیخی تھی۔اس کے انداز میں جنونیت تھی۔

"شی از جسٹ مائی سٹوڈنٹ۔۔اور تمھیں کیوں فرق پڑ رہا ہے؟ میں جس سے چاہے بات کروں۔۔"

وہ اس کی جیلس ہونے پر محظوظ ہوتا بولا تھا۔نورے نے زور سے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔

"میں اچھے سے سمجھ رہی ہو آپ کیا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔"

وہ چیخ کر بولتی پیچھے ہٹنے لگی تھی جب شازل نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے دور ہونے سے روکا تھا۔

"میں بھی تمہارے غصے کو سمجھ رہا ہوں۔۔"

وہ اس کی جانب جھکتا ٹھہر کر بولا تھا۔

"تم جیلسی فیل کر رہی ہو۔۔"

وہ لب بھینچ کر اپنی مسکراہٹ چھپا کر بولتا نورے کو سخت زہر لگا تھا۔

"آ۔۔آپ بات بدلنے کی کوشش بھی مت کیجیے گا۔۔۔"

وہ گھبراتے ہوئے انگلی اٹھا کر چیختے ہوئے بولی تھی۔اس کے جذبوں کی شدت محسوس کرتا وہ مغرور سا ہوگیا تھا۔اتنی شدت سے چاہے جانے کے احساس سے نے رگ رگ میں سرور سا بھر دیا تھا۔

اس کے حسین چہرے کو دیکھتے شازل کے ہونٹ ہلکے سے اوپت اٹھے تھے۔

"تم پر شدت سے پیار آرہا ہے مجھ سے زرا بچ کر رہو۔۔"

وہ جھک کر نورے کان میں گھمبیر لہجے میں بولتا اسے پلکیں جھکانے پر مجبور کر گیا تھا۔

"ایک بات یاد رکھیے گا۔۔"

اس نے آنکھیں اٹھا کر شازل کی گہری نیلی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"آپ میری ملکیت ہیں اور آپ کے معاملے میں بڑی خود غرض لڑکی ہوں۔"

اس نے شازل کے دل پر انگلی رکھتے دھیمے مگر مضبوط لہجے میں کہا تھا۔وہ پل میں اس کے لفظوں کے سحر میں قید ہوا تھا ہونٹوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

"دوبارہ سونیا کے پاس جانے کی کوشش بھی مت کیجیے گا اس کی ہڈیوں کا سرمہ بنا دوں گی۔۔"

وہ اس کی مسکراہٹ کو دیکھتی چبا چبا کر بولی تھی۔مقابل کے دبنگ اظہار نے روم روم مہکا دیا تھا۔نورے کے بالوں میں ہاتھ ڈالتے اس نے جھک کر اس کے ادھ کھولے ہونٹوں کو شدت سے قید کرتے اس کی سانسیں بند کی تھی۔

وہ غصے سے اس کے سینے پر مکے مارتی اسے دور ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی جو ہلنے کے لیے بالکل بھی تیار نہ تھا۔نورے کو اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔اس کی شدت سے آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھاتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

اس کی حالت پر رحم کرتے شازل نے اس کی سانسوں کو آزاد کیا تھا وہ گہرے گہرے سانس کھینچتی فورا اس سے دور ہٹتی پیچھے دیوار سے جا لگی تھی۔سینے پر ہاتھ رکھے سانس بھرتے اس کی نظر شازل پر گئی تھی جو مسکرا رہا تھا۔نورے شرمندہ سی سرخ چہرہ کے

ساتھ نظریں پھیرتی تیزی سے وہاں سے نکل گئی تھی مگر اپنے پیچھے سے شازل کا قہقہہ سن کر از کا خون مزید جل اٹھا تھا۔

اس کے آفس سے کچھ فاصلے پر کھڑی سونیا اس کا سرخ چہرہ اور ہونٹ دیکھتی غصے سے مٹھیاں بھینچ گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"تم کہاں گم ہوگئی تھی؟"

اعمار نے اسے دیکھتے ہی پوچھا تھا۔

"کہیں نہیں۔۔"

وہ اپنا دوپٹہ کندھے پر ٹھیک کرتے ہوئے بولی تھی۔

"تمھارے چہرے کو کیا ہوا ہے؟ ایسا لگ رہا ہے کسی سے تھپڑ کھا کر آئی ہو۔۔"

اعمار کی بات سنتے اس نے جھٹ سے اپنے گالوں پر ہاتھ رکھ لیے تھے۔

"ک۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔"

وہ اسے گھورتے ہوئے بولی تھی۔شرمندگی سے گال کچھ مزید سرخ پڑ گئے تھے۔

"اچھا چھوڑو یہ بتاو ہماری ویلکم پارٹی ہے تم آوگی؟"

اعمار نے گھبرا کر اس کے ساتھ چلتے بات بدلتے پوچھا تھا۔

"کب ہے؟"

اس نے سرسری انداز میں پوچھا تھا۔اس کے بات بدلنے پر اسے سکون کا سانس لیا تھا۔

"نیکسٹ ویک اینڈ پر ہے۔۔"

اعمار نے بتایا۔۔

"نہیں میں نہیں آوں گی۔۔"

اس نے ناک چڑھاتے جواب دیا تھا۔

"سارے پروفیسرز آرہے ہیں پارٹی میں پروفیسر خان بھی آرہے ہیں تم نہیں آو گی؟"

اس نے حیرت سے پوچھا تھا۔وہ شازل کا نام سن کر ٹھٹھکی تھی۔

"میں سوچ کر بتاوں گی۔۔"

وہ بات ختم کرتے ہوئے بولی تھی۔

https://classicurdumaterial.com

اگلا سارا ویک شازل اپنے کاموں میں مصروف رہا تھا اور وہ بھی اپنے پیپرز کے لیے تیاری کرنے لگی تھی جو پیپرز کے ایک ہفتے بعد مگر مجال تھا جو اسے کچھ سمجھ آجاتا۔۔

"اففف۔۔ مصیبت لگتا ہے فیل ہوکر ہی رہوں گی۔۔"

وہ غصے سے کتابیں پلٹتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔اپنے لیے چائے بنانے کا سوچتے وہ نیچے چلی آئی تھی۔ سب لوگ آرام سے اپنے اپنے کمروں میں تھے۔

وہ چائے بناتی اپنے لیے سینڈوچ بناتی اور کچھ سنیکس لیتی کمرے میں آگئی تھی۔وہ مزے سے چائے پیتی سنیکس کھاتی لطف اندوز ہورہی تھی جب اچانک دروازہ کھلنے پر اس کا دھیان دائیں طرف گیا تھا جہاں شازل کو دیکھ کر اس نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

"آپ کو کوئی اور کام نہیں ؟ جب دیکھیں منہ اٹھا کر چلے آتے ہیں۔۔اور آکر یہاں میرے بھائی یا باپ کے ساتھ لڑ کر میری ذات کا تماشا بناتے ہیں۔۔"

وہ شازل کو دیکھتی ہی طنزیہ بولی تھی۔شاہزیب کے بعد شازل سے وہ اب اس معاملے کے متعلق بات کرنا چاہتی تھی۔

"کوئی اپنے شوہر سے ایسے بات کرتا ہے ؟"

وہ اس کے ساتھ بیٹھتا اس کی چائے کا آدھا کپ اٹھاتا ایک ہی گھونٹ میں اپنے اندر اتار چکا تھا۔نورے منہ کھول کر دکھی سی اپنے چائے کے خالی کپ کو دیکھنے لگی تھی جو اسے منہ چڑھا رہا تھا۔

"آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو؟"

وہ چیخ کر غصے سے گلابی ہوتی بولی تھی۔

"تمھارا شوہر--"

لاپرواہ سے انداز میں جواب دیا گیا۔

وہ اس کے انداز پر سلگ اٹھی تھی۔

"آپ کو کسی نے یہ نہیں بتایا دوسرے کی چیزوں کو بنا پوچھے ہاتھ نہیں لگانا چاہیے--"

وہ دبا دبا سا چیخی تھی۔

"میں نے کونسا کسی غیر کی چیز کو ہاتھ لگایا ہے--تمھاری چائے پی ہے اور ویسے بھی تم میری ہی ہو تو تمھاری چائے بھی میری ہوئی--"

وہ صوفے سے ٹیک لگاتا سکون سے بولتا اسے جلا گیا تھا۔

"میرا سر بہت درد کر رہا ہے جاو اچھی بیوی کی طرح میرے لیے ایک کپ چائے کا بنا کر لاو۔۔"

وہ اسے دوبارہ منہ کھولتے دیکھ کر اس کے گلابی ہونٹوں پر انگلی رکھتا خاموش کروا گیا تھا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟"

وہ سینے پر ہاتھ باندھتی پوچھ رہی تھی۔شازل نے بے ساختہ اس کا بازو پکڑتے اس کے زخم دیکھے تھے جو اب کافی حد تک ٹھیک ہو گئے تھے۔

"کیا میں تم سے ملنے نہیں آسکتا؟"

وہ اس کے چہرے پر پھونک مارتے ہوئے پوچھنے لگا تھا۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں جب آپ یونیورسٹی میں میری شکل دیکھ لیتے ہیں۔۔"

وہ سینڈوچ اٹھا کر کھانے لگی تھی جب اس کے ہاتھ سے اچکتے وہ بھی شازل کھا چکا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"شازل خان!!!"

وہ اپنا سینڈوچ ختم ہوتے دیکھ کر اب کی بار اٹھتے ہوئے چیخی تھی۔شازل نے اپنی مسکراہٹ دباتے اس کی کلائی سے اسے اپنی جانب کھینچا تھا وہ کٹی ڈالی کی طرح اس پر آگری تھی۔

"ایک سینڈوچ ہی تھا کیوں چیخ کر میرا سر درد بڑھا رہی ہو؟"

وہ اس کو قابو کرتا سنجیدگی سے بولا تھا وہ اس کے اوپر گری شرمندہ سی لب بھینچ گئی تھی۔

"مجھے بھوک لگی ہوئی تھی۔"

وہ بچوں کی طرح منہ پھولاتے ہوئے بولی تھی شازل کو اس پر بے ساختہ پیار آیا تھا۔

"اب میرے لیے چائے بنانے جارہی ہو تو اپنے لیے بھی کچھ کھانے کو بنا لینا۔۔میں تمھاری سٹڈیز میں مدد کرنے کے لیے آیا ہوں۔"

اس کی ناک پر لب رکھتے وہ اس پر گرفت ڈھیلی کر گیا تھا۔نورے اپنے خشک ہونٹوں کو تر کرتی اس کی گرفت سے آزادی پاتی فورا کمرے سے نکل گئی تھی۔

کیچن میں کھڑے ہوکر اس کے لیے چائے بناتی وہ خوب اس کو صلوتیں سنا رہی تھی۔اس نے فریزر میں پڑے کچھ نگٹس اور کباب نکال کر فرائی کر لیے تھے چونکہ اسے مزید بھوک لگ گئی تھی۔

"یہ آپ کے لیے چائے۔۔"

وہ اس کے سامنے چائے رکھتے ہوئے بولتی اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھتی خود بھی چائے پینے لگی تھی۔

"ایسے ہی شوہر کی خدمت کیا کرو ثواب ملے گا۔۔"

وہ چائے پیتا نورے کو شکریہ کی جگہ یہ بولتا اسے جلا گیا تھا۔نورے نے چائے پیتے غصے سے منہ میں کباب اور نگٹس ٹھوسنا شروع کیے تھے۔

"کبھی بیوی کی بھی خدمت کرلیا کریں۔۔"

وہ چائے ختم کرتی منہ بنا کر بولی تھی۔

"اپنی نالائق بیوی کی خدمت ہی کرنے آیا ہوں اس کی پڑھائی میں مدد کر کے۔۔"

وہ چائے ختم کرتا بولا تھا۔

"میں تھک گئی اب مجھے کچھ نہیں پڑھنا جائیں--"

وہ بارہ بجے کا وقت دیکھتی اپنی جمائی روکتی بولی تھی۔

"کل میں جلدی آوں گا پہلے ہی اپنی نیند پوری کر لینا ورنہ مجھے نیند اور ہوش دونوں اڑانے آتے ہیں--"

وہ کھڑا ہوتا اس کے چہرے پر جھک کر مخمور لہجے میں بولتا اسے ساکت کر گیا تھا۔وہ مسکرا کر اس کی حالت سے محظوظ ہوتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"شازل کیا تم نے کسی کو وقار محمود کے قتل کی ذمہ داری لینے کا کہا تھا؟"

وہ عسکری اور حیدر سلطان کے ساتھ اس وقت اپارٹمنٹ میں موجود تھا۔جب عسکری نے پوچھا تھا۔

"ایم این اے شفیق رضوان نے یہ کروایا ہے اسے پتا تھا کیس مزید چلا تو سب کے کالے چھٹے کھل جائیں گے--"

وہ لب بھینچ کر سگریٹ سلگاتا بولا تھا۔

"اب آگے کیا کرنا ہے کون ہے ہمارا اگلا ٹارگٹ؟"

حیدر نے سگریٹ کا دھواں ہوا میں چھوڑتے شازل کی جانب دیکھتے پوچھا تھا۔

"اس نے مجھے تین لوگوں کا نام بتایا تھا دو لوگوں کے نام ابھی بھی مجھے نہیں پتا۔۔ان تینوں کو ٹارگٹ کریں گے ابھی وہ لوگ چوکنا ہوں گے ہمیں سوچ سمجھ کر کرنا ہوگا۔۔"

"اپنی بہن کے مجرموں کو میں تڑپا تڑپا کر ماروں گا۔۔"

وہ ختم ہوئی سگریٹ مسلتا جنونی انداز میں بولا تھا اپنی چھوٹی شہزادی بہن کا سوچتے ساری یادیں اور زخم تازہ ہوگئے تھے۔

"سب سے پہلے شفیق رضوان کے بھتیجے فیاض کی انفارمیشن نکالو اس کا کام ختم کریں گے باقیوں کو ابھی تھوڑی دیر مزید جینے دو۔۔"

شازل کے بولنے پر عسکری نے سر ہلایا تھا۔

"حیدر میں چاہتا ہوں تم اس فیاض کی پل پل کی خبر رکھو وہ کہاں جاتا ہے؟ کیا کرتا ہے؟کس کو پسند کرتا ہے ؟کس سے تعلق ہے؟ مجھے ہر چھوٹی سے بڑی انفارمیشن چاہیے اور دھیان رہے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے اسے موت میں اپنے ہاتھوں

سے دوں گا--اور عسکری تم اس کی ساری کالز اور چیٹ سمیت اس کے گھر کے کیمروں کو ہیک کرلوں اس کی پل پل کی انفارمیشن مجھے چاہیے ایک بھی چیز مس نہیں ہونی چاہیے--"

شازل نے سپاٹ لہجے میں دونوں کو سمجھایا اور بتایا تھا۔

"اوکے باس-- میں کل سے کام سٹارٹ کرتا ہوں--"

عسکری نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے جواب دیا تھا۔

"اور تم اپنی جوب کب چھوڑ رہے ہو؟"

حیدر سلطان نے اس سے پوچھا تھا۔

"میں اگلے مہینے یہ جوب چھوڑ دوں گا--اور عسکری ٹیم سے کہو پتا لگوائیں ارسل نے کس کو نورے کے بارے میں بتایا تھا؟ اور دو گارڈز نورے کی حفاظت کے لیے یونیورسٹی سے لے کر اس کے گھر تک سائے کی طرح اس کی حفاظت کرنے چاہیے-- خیال رکھنا وہ نورے کی نظروں میں نہ آئیں ورنہ کیا پتا غصہ میں انھیں ہی حفاظت کی ضرورت پڑ جائے--"

وہ بولتا ہوا آخر میں نورے کا سوچتا ہلکا سا مسکرا اٹھا تھا۔

"ویسے شازل ایک بات ہے۔۔ تم اور تمھاری بیوی دونوں ایک جیسے ہی ہو پاگل۔۔"

حیدر سلطان کے بولنے پر عسکری نے بمشکل اپنی مسکراہٹ روکی تھی جبکہ شازل نے اپنے پاس پڑا کشن اٹھا کر اس کے منہ پر مارا تھا جس پر وہ ہنس پڑا تھا۔

"شٹ اپ زیادہ بکواس مت کیا کرو۔۔"

شازل نفی میں سر ہلاتا دونوں پر ایک نظر ڈالتا روم میں چلا گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

آج ان کی ویلکم پارٹی تھی جو چیئرپرسن کے قتل کے بعد لیٹ ہوگئی تھی۔اس کا پارٹی پر جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا مگر اسے اعمار سے خبر ملی تھی شازل بھی پارٹی پر موجود ہوگا تب ہی وہ جانے کے لیے راضی ہوئی تھی۔شاہزیب سے وہ پہلے ہی جانے کی پرمیشن لے چکی تھی جس پر اب وہ سکون سے تیار ہو رہی تھی۔

پچھلے ایک ہفتے سے وہ اس کی پڑھائی میں مدد کر رہا تھا مگر دو دونوں سے اس کا کچھ اتا پتا نہیں تھا۔وہ اسے پڑھانے بالکل بھی نہیں آرہا تھا۔اور یونیورسٹی سے بھی غائب تھا اسے امید تھی شاید آج وہ وہاں موجود ہو۔۔

وہ تیار ہوتی خود پر پرفیوم چھڑک رہی تھی آج اس کا ارادہ شازل کو ہوش اڑانے کا تھا تبھی سج سج کر تیار ہوئی تھی۔اچانک کسی کی موجودگی اپنے پیچھے محسوس کرکے اس کی سانسیں ساکت ہوئی تھیں۔

"کیا میرے جنون کو برداشت کر پاو گی۔"

اپنے کان کے بے حد پاس شازل کی سرگوشی سن کر وہ لرز اٹھی تھی۔دل کی تیز ہوتی دھڑکن کانوں میں دھک دھک کرتی ڈھول کی مانند بج رہی تھی۔

بلیک میکسی میں جوڑے کی شکل میں بال باندھے ہلکے سے میک اپ میں وہ بے حد پرکشش لگ رہی تھی۔کالی گہری آنکھوں میں سرخ ڈورے اس کی آنکھوں کی کشش کو مزید بڑھا رہی تھی۔

"اصل سوال تو یہ ہے کیا آپ میری جنونی محبت برداشت کرپائیں گے؟"

مقابل کی جانب مڑتے اس نے ائبرو اچکاتے پوچھا تھا۔اس کی کمر میں بے ساختہ ہاتھ ڈال کر شازل نے اسے اپنے قریب کھینچتے اس کی گردن میں منہ چھپاتے اس کی خوشبو خود میں اتاری تھی۔

"اتنا تیار کس کے لیے ہوئی ہو؟"

بنا نورے کے سوال کا جواب دیے اس نے نیا سوال بھاری گھمبیر آواز میں پوچھا تھا۔نورے نے بے ساختہ اس کے کھینچنے پر اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھ دیا تھا۔

دھیرے سے چلتی اس کی دھڑکن کو محسوس کرتی اور شازل کا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتی وہ جی جان سے کانپ اٹھی تھی۔اس کی انگلیاں اپنی کمر پر سرکتی محسوس کر کے نورے کا سانس سوکھ گیا تھا۔

شازل نے اس کی گردن پر ناک رگڑتے شدت سے اس کے کندھے ہر موجود تل کو دیکھتے اسے چوما تھا۔نورے نے بے ساختہ اس کی شرٹ اپنی مٹھی میں دبوچ لی تھی۔

"آپ کے لیے تو بالکل بھی نہیں ہوئی۔۔"

اس کا دھیان ہٹانے کے لیے وہ تیز ہوتے تنفس کو بمشکل برقرار رکھے بول رہی تھی۔ شازل اس کی گردن پر اپنا لمس چھوڑتا ایک دم ساختہ ہوا تھا۔

اس کی انگلیاں نورے کی کمر سے سرکتی اس کے بالوں تک گئی تھی۔ جھٹکے سے اس کے جوڑے میں بندھے بال دبوچ کر شازل نے اس کی گردن سے منہ اٹھاتے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"تم کسی کے بارے میں سوچنے کی کوشش بھی مت کرنا نورے۔۔"

دوسرا ہاتھ اس کی کمر سے ہٹاتے شازل نے اپنی گن نکال کر اس کی گردن پر رکھ دی تھی۔ نورے بے خوف انداز میں اس کی آنکھوں میں دیکھتی مسکرائی تھی۔

"کیوں ؟ جب آپ دنیا جہاں کی لڑکیوں کے ساتھ گھوم سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں گھوم سکتی ؟"

وہ سلگتے لہجے میں بولی تھی۔ شازل نے اس کی سرخ ڈورے والی کالی آنکھوں کو گھور کر دیکھا تھا۔ جس میں جنونیت اور پوزیسیونس صاف دکھائی دے رہی تھی۔

"ڈونٹ--ایسا سوچنا بھی مت--ساری دنیا تہس نہس کردوں گا--اگر اعمار سے تمھیں بات کرنے دیتا ہوں تو اسے میرا ظرف سمجھو ورنہ تمھارے ارد گرد آج کی پارٹی میں کوئی بھی لڑکا دکھائی دیا تو اس کے موت کی ذمہ دار تم ہوگی جانِ من--"

وہ اس کی صبیح پیشانی کو چومتا شدت سے بولتا اسے ڈرنے پر مجبور کر گیا تھا۔

"میرے سارے بال خراب کر دیے ہیں آپ نے--اب چھوڑ دیں--"

شازل کی نظر بے ساختہ اس کے جوڑے پر گئی تھی جو شاید ڈھیلا تھا تبھی کھل گیا تھا۔نورے نے ملامتی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"اتنا تیار ہونے کی کوئی ضرورت نہیں سمپلی بالوں کو پونی ڈال لو--"

شازل کے مشورے نے اسے مزید طیش دلایا تھا۔

"آپ تو چاہتے ہی یہ ہیں--جان بوجھ کر میرے بال خراب کیے ہیں نہ ؟"

اس کے بولنے پر شازل نے بھنویں بھینچتے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔اس کے کوئی جواب نہ دینے پر اس سے دور ہٹتے نورے نے اپنے بالوں کو کھول کر دوبارہ جوڑا بنانے کی کوشش کی تھی جس میں وہ بری طرح ناکام ہوئی تھی پھر غصے سے شازل کو

گھورتے اس نے بالوں کو کسی بھی طرح ڈھیلے انداز میں باندھ لیا تھا شکر تھا آگے سے اس کا ہئیر سٹائل ٹھیک تھا۔

''دوبارہ میرے بالوں کو ہاتھ لگانے کی کوشش بھی مت کیجیے گا۔۔''

وہ سرخ چہرے کے ساتھ بولی تھی۔

''اچھا۔۔۔چلو اب ہم لیٹ ہو رہے ہیں تم لڑکیاں تیار ہونے میں گھنٹوں لگا دیتے ہو۔۔''

اس کے جواب پر نورے کا منہ کھل گیا تھا۔جو بلیک تھری پیس سوٹ میں انتہائی ہینڈسم اور ڈیشنگ لگ رہا تھا مگر نورے کا دل کر رہا تھا اس کے بال نوچ لے۔۔جو اپنی غلطی کا ملبہ اس کے سر ڈال رہا تھا۔

''میں ڈرائیور کے ساتھ چلی جاوں گی آپ جائیں۔۔''

وہ لب بھینچ کر منہ پھولا گئی تھی۔شازل نے بغور اسے دیکھا تھا۔

''سیدھی طرح چلو گی یا اپنے انداز میں اٹھا کر لے چلوں؟''

اس کی دھمکی پر وہ ہار مانتی اپنا ہینڈ بیگ لیتی اس کے ساتھ چل پڑی تھی۔

"ملائکہ مجھے بات کرنی ہے--"

آغا خان نے کیچن میں داخل ہوتے اسے کھانا بناتے دیکھ کر کہا تھا۔

"ابھی میرے پاس وقت نہیں ہے--"

وہ بنا آغا خان کی طرف دیکھے سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔آغا خان نے آنکھیں سکیڑ کر ملائکہ کو دیکھا تھا۔

"تم دن بدن بدتمیز ہوتی جارہی ہو ملائکہ--"

وہ سخت لہجے میں بولے تھے۔

"میں ایسی ہی ہوں اب کیا کریں گے آپ؟ گھر سے نکال دیں گے مجھے؟ کوئی بات نہیں شیلٹر ہوم چلی جاوں گی--"

وہ چولہے پر بنتے چکن کو بھونتے ہوئے بولی تھی۔

"ملائکہ سٹاپ اٹ-- میں مزید بدتمیزی برداشت نہیں کروں گا--"

وہ اونچی آواز میں بولے تھے۔ملائکہ نے سختی سے لب بھینچ لیے تھے۔

https://classicurdumaterial.com/

"میرے بھی ضبط کی ایک انتہا ہے خان صاحب۔۔!!"

وہ آنچ ہلکی کرتی آغا خان کی جانب مڑتی دبا دبا سا چیخی تھیں۔

"کیا چاہتی ہو تم ؟"

وہ لب بھینچ کر اونچی آواز میں پوچھ رہے تھے۔

"بابا۔۔"

وہ کھانے کا پوچھنے آئی تھی جب ان کو ایک دوسرے پر چیختے دیکھ کر دانین حیران رہ گئی تھی اس نے اپنی زندگی میں کبھی ان کو لڑتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

"کچھ نہیں ہوا دانین گھبراو مت بس تمھارے بابا سٹھیا گئے ہیں۔۔"

ملائکہ تیز لہجے میں بولتی چولہہ بند کرتی تیزی سے کیچن سے نکل گئی تھی۔

"بابا آپ کو ملی سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔"

دانین افسوس سے بولتی تیزی سے ملائکہ کی طرف بڑھ گئی تھی۔آغا خان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے خاموشی سے وہاں سے نکل گئے تھے۔

"کیا ہوا منہ بنا کر کیوں کھڑی ہو؟"

روحان جو اپنے باقی ساتھیوں سے بات کر کے اندر آیا تھا دانین کو اداس کھڑا دیکھ کر پوچھنے لگا تھا۔

روحان اس کو نظروں کے حصار میں رکھتا اپنے لیے پانی ڈالنے لگا تھا۔دانین نے اس کی جانب دیکھا تھا اور ایک کانپتی سانس خارج کی تھی۔

"ک۔۔کچھ نہیں۔۔"

وہ نظریں پھیرتی تیزی سے اوپر اپنے کمرے میں بھاگی تھی روحان کی پریشان نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

پارٹی اپنے عروج پر تھی نورے شدید بور ہوتی ایک سائیڈ پر کھڑی تھی۔اعمار اپنی کزن کو ساتھ لایا تھا جس کے ساتھ وہ پارٹی انجوائے کر رہا تھا۔

وہ خاموش کھڑی تھی جب اس کی نظریں بھٹک کر کچھ فاصلے پر کھڑے شازل کی طرف جا رہی تھیں۔جو بظاہر اس سے لاپرواہ کھڑا تھا مگر اس کی نظروں کی تپش بخوبی محسوس کر رہا تھا۔

ریڈ ساڑھی میں ملبوس ڈارک میک اپ کیے سونیا کو شازل کے قریب جاتے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں پل میں شعلے جل اٹھے تھے دل کر رہا تھا سب کچھ تہس نہس کردے۔۔لیکن وہ خاموش کھڑی رہی تھی وہ صرف یہ دیکھنا چاہتی تھی شازل کیا کرے گا۔۔

سونیا کا ہاتھ شازل کے بازو پر دیکھ کر وہ سختی سے اپنے لب بھینچ گئی تھی۔اپنی مٹھیوں کو بھینچتی وہ انتظار کر رہی تھی کہ کب شازل اسے دور دھکیلتا ہے کب وہ اس کا ہاتھ ہٹاتا ہے۔۔

مگر یہ سب اس کی خام خیالی ہی رہی تھی۔شازل کی مسکراہٹ نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔

آنکھوں میں مرچیاں سی چھبنے لگی تھیں۔تیزی سے اپنے کانپتے ہاتھوں کو مٹھیوں میں جکڑے وہ وہاں سے نکلتی واشروم چلی گئی تھی۔وہاں صرف ایک دو لڑکیوں کو دیکھ کر اس نے ایک گہری سانس لیتے اپنا چہرہ شیشے میں دیکھا تھا۔اس کا ہاتھ بے ساختہ اپنی ٹھوڑی کے نشان پر گیا تھا۔

اپنے عکس کو شیشے میں دیکھتے اسے لڑکیوں کے دور جانے کی آوازیں اچھے سے محسوس ہو رہی تھیں۔وہ ساکت سی کھڑی تھی۔

"میں بھی سوچ رہی تھی اتنے جلنے کی سمیل کہاں سے آرہی ہے؟"

سونیا کی آواز سنتے ہی جیسے اس کا ضبط ٹوٹا تھا۔پیچھے مڑتے اس نے جھٹکے سے اس کا بازو پکڑ کر کمر کی طرف مڑوڑا تھا۔سونیا اس افتاد پر بوکھلا سی گئی تھی۔

"تم جیسی لڑکیاں صرف مردوں کا دل بہلانے کے لیے ہوتی ہیں۔۔تمھیں وارن کیا تھا۔اس شخص سے دور رہو۔۔اس کے معاملے میں بڑی خود غرض ہوں تمھاری جان لینے میں مجھے کوئی دقت نہیں ہوگی۔۔"

اس کے بازو پر دباو ڈالتے نورے اسے اچھے سے باور کروا گئی تھی وہ کمزور بالکل بھی نہیں تھی۔

"مجھے چھوڑو اپنے بارے میں تمھارا خیال ہے جو کسی ایسے شخص کی توجہ پانے کے لیے مر رہی ہے جو اس کی جانب دیکھتا بھی نہیں ہے۔۔"

وہ سونیا کی بات پر بھڑک ہی اٹھی تھی۔اسے جھٹکے سے چھوڑتے وہ غصے اور جذباتوں کی شدت سے کانپنے لگی تھی۔

"سٹے ان یور لمٹس۔۔"

وہ انگلی اٹھا کر بولتی تیزی سے وہاں سے نکل گئی تھی۔

ہال میں پہنچتے ہی اس نے ایک گہری سانس لی تھی جب ایک سیئنئر نے اس سے ڈانس کے لیے پوچھا تھا وہ بنا سوچے سمجھے سر ہلا گئی تھی۔جس پر اسے فورا ہی شدید پچھتاوا ہونے لگا تھا۔

"آر یو سینگل؟"

نورے کو زبردستی کمر سے تھامتے اس نے پوچھا تھا۔نورے کو اس سے شدید الجھن ہورہی تھی۔

"نو۔۔اینڈ لیو می۔۔میں ڈانس نہیں کرنا چاہتی۔۔"

نورے نے سرد لہجے میں کہا تھا۔

"وائے؟ جسٹ ٹو منٹ پلیز۔۔"

وہ نورے پر گرفت مضبوط کرتا بولا تھا۔ نورے بے بس سی لب بھینچ گئی تھی اور غصے میں اپنا ہیل والا پاوں اس کے پاوں پر بھی رکھ چکی تھی۔

خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے اس نے دائیں جانب دیکھا تھا جہاں شازل اپنے کولیگ کے ساتھ کھڑا جلتی نگاہوں سے انھیں ہی دیکھ رہا تھا۔

نورے نے اس پر نظر ڈالتے ہی اپنا چہرہ پھیر لیا تھا۔ گانا ختم ہوتے ہی وہ شکر ادا کرتی اس شخص سے دور ہٹتی ایک کونے میں جاکر کھڑی ہوگئی تھی اس نے ڈرائیور کو کال کی تھی مگر وہ گاڑی میں کچھ خرابی کو ٹھیک کروا رہا تھا۔ جس کی وجہ سے اسے مزید کچھ ٹائم لگ جانا تھا۔

اچانک لائٹ آف ہوئی تھی اسے کوئی اپنی کلائی جکڑتا محسوس ہوا تھا اس نے چیخنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب شازل کی آواز پر وہ پٹ سے چپ ہوگئی تھی۔

"ناٹ آ ورڈ نورے شازل خان۔۔۔"

اس کے غصے سے بھاری آواز نے اس کے منہ پر تالا لگا دیا تھا۔

"شرم نام کی چیز لگتا ہے آپ کو چھو کر بھی نہیں گزری۔۔"

وہ اس کی حرکت پر غصے سے بولی تھی۔وہ اسے ایک خالی کمرے میں لایا تھا۔جو نورے کی سوچ سے باہر تھا اسے کیسے مل گیا تھا۔

"شٹ اپ۔۔"

شازل کے سرد لہجے میں بولنے پر وہ خاموش ہوگئی تھی۔

"ابھی اور اسی وقت اپنے ڈرائیور کو کال کرو اور گھر جاو۔۔"

شازل سخت لہجے میں بولا تھا۔اسے کسی سنئیر کے ساتھ ڈانس کرتے دیکھ کر اس کی رگیں ابھر گئی تھیں۔

"مجھے کہیں نہیں جانا۔۔میں پارٹی انجوائے کرنا چاہتی ہوں۔۔"

وہ شازل کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے دور دھکیلنے لگی تھی۔

"تم پارٹی انجوائے کرنا چاہتی ہو؟"

اس نے لب بھینچ کر پوچھا تھا۔نورے نے فورا سر ہلایا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"ابھی میں تمھیں انجوائے کرنے کا اصل مطلب سمجھاتا ہوں پانچ منٹ تک اس کمرے سے نکلنے کی کوشش بھی مت کرنا نورے۔۔اینڈ آئی سوئیر میرے ضبط کو آزمانے کی کوشش بھی مت کرنا ورنہ حقیقت میں تمھاری ٹانگیں توڑ دوں گا۔۔"

اس کا انداز دیکھ کر وہ سہم گئی تھی۔وہ سرخ چہرے کے ساتھ لمبے لمبے ڈھگ بھرتا باہر نکل گیا تھا۔نورے بے چینی سے انتظار کرنے لگی تھی۔وہ چاہتی تھی کہ وہ بھی ویسے ہی جلے جیسے وہ جلی ہے تبھی اس نے انجوائے کرنے کا کہا تھا۔

دو منٹ بعد ہی دروازہ کھلنے کی آواز پر نورے نے مڑ کر دیکھا تھا جہاں وہ اس لڑکے کو کھینچ کر لارہا تھا جس نے اس کے ساتھ زبردستی ڈانس کیا تھا۔اس نے شازل کے سامنے یہ ظاہر نہیں کونے دیا تھا مگر شازل بھی بچہ نہیں تھا۔

"ش۔۔شازل۔۔"

اس نے آنکھیں پھیلا کر شازل کو دیکھا تھا جس نے اس لڑکے کا دائیں ہاتھ پکڑ کر مڑوڑتے ہوئے اس کی ہڈی توڑ دی تھی۔اس لڑکے کی چیخنے کی آوازیں پارٹی میں بجتے گانوں کی وجہ سے دب گئی تھی۔ہڈی چٹخنے کی آواز پر نورے نے بے ساختہ کانوں پر ہاتھ رکھا تھا۔

"اسی ہاتھ سے زبردستی میری بیوی کو چھوا تھا نہ؟ اسی ہاتھ سے اس کی کمر کو تھاما تھا نہ--؟"

وہ اس کے بازو پر پے در پے کئی مکے مارتا چیختے ہوئے پاگل لگ رہا تھا نورے کو اس سے شدید خوف محسوس ہونے لگا تھا۔

"شازل---"

نورے نے اس کی جانب بڑھنے کی کوشش کی تھی جب شازل نے سرخ آنکھوں سے اسے گھور کر دیکھا تھا وہ اپنی جگہ پر ساکت ہوگئی تھی۔

"ایک بھی قدم آگے مت بڑھانا--"

وہ سپاٹ لہجے میں بولتا مقابل کے منہ پر مکہ مارنے لگا تھا جب اس لڑکے نے شازل کے منہ پر بائیں ہاتھ سے مکہ مارا تھا۔اس لڑکے کی انگلی میں موجود انگوٹھی شازل کے گال کو چیر گئی تھی خون کی ایک باریک لکیر نکلتی اس کے گال پر بہنے لگی تھی۔

نورے کو شدید گھبراہٹ ہورہی تھی ان دونوں کو دیکھتے--

"شازل فار گاڈ سیک سٹاپ اٹ--"

وہ شازل کو بھپرے شیر کی طرح مقابل پر جھپٹتے دیکھ کر چیختے ہوئے بولی تھی۔ شازل نے سرد نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

اس لڑکے کو پھینکتے وہ نورے کا بازو دبوچتا اسے کھینچتا ہوا وہاں سے نکال کر لے گیا تھا۔

"شازل مجھے تکلیف ہورہی ہے۔۔"

وہ اس کی سخت گرفت پر لب بھینچ کر بولی تھی۔ شازل نے بے ساختہ اس کے بازو پر گرفت نرم کی تھی۔ گاڑی کے پاس پہنچتے اس نے دروازہ کھولتے اسے زبردستی اندر بیٹھایا تھا۔

"مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا۔۔"

وہ اس کے پاگل پن میں اندر ہی اندر کافی گھبرا گئی تھی۔

"تم جہاں جاو گی میرے ساتھ ہی جاو گی۔۔"

وہ سخت لہجے میں بولتا نورے کا منہ دبوچ گیا تھا۔

نورے نے غصے سے اسے دیکھتے اس کا ہاتھ زور سے جھٹکا تھا۔

"تم صرف میرا غصہ بڑھا رہی ہو۔۔"

وہ اس کو گردن سے تھام کر اپنے چہرے کے قریب نورے کا چہرہ کرتا سرد لہجے میں بولا تھا۔

"مجھے گھر جانا ہے۔۔"

وہ اپنے خشک لب تر کرتی بولی تھی۔

"ہم گھر پی جا رہے ہیں۔۔"

وہ سرد لہجے میں بولتا گاڑی کا دروازہ بند کرتا ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔گاڑی میں گہری خاموشی تھی۔نورے اپنے بازو کو نرمی سے سہلا رہی تھی۔شازل نے سختی سے سٹئیرنگ ویل کو تھاما ہوا تھا۔گردن کی رگیں ضبط کی شدت سے ابھری ہوئی تھیں۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟؟"

اس نے مختلف راستہ دیکھتے شازل کی جانب مڑتے پوچھا تھا وہ اس وقت صرف اپنے گھر جا کر آرام کرنا چاہتی تھی۔

"گھر۔۔"

ایک لفظی جواب دیا گیا تھا۔

"مجھے میرے گھر جانا ہے--"

وہ لب بھینچتی غصے سے چیخی تھی۔

گاڑی کو زور سے بریک لگاتے اس نے نورے کے چہرے کو اپنے ہاتھ سے پکڑتے اسے اپنے قریب کیا تھا۔

"تم میرے ضبط کو آزما رہی ہو نورے--"

وہ نورے کی آنکھوں میں دیکھتا زہر خند لہجے میں پھنکارا تھا۔

"مجھے اپنے گھر جانا ہے ابھی اور اسی وقت--سنا آپ نے-- مجھے میرے گھر جانا ہے--"

وہ بنا ڈرے چیخی تھی۔ شازل نے اس کا چہرے چھوڑتے غصے سے سٹئیرنگ ویل پر مکہ مارا تھا نورے ایک دم خاموش ہوگئی تھی۔ شازل نے گاڑی کی سپیڈ تیز کی تھی۔ نورے خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی جو پندرہ منٹ کی ڈرائیو پانچ منٹ میں مکمل کرچکا تھا۔ وہ اسے گھر لے جانے کی بجائے اسے اپنے اپارٹمنٹ میں لے آیا تھا۔

"نکلو باہر۔۔"

اس نے نورے کی جانب کا دروازہ کھولتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔ نورے نے نفی میں سر ہلایا تھا اسے شازل پر بالکل بھی یقین نہیں تھا کیا پتا وہ اسے اپارٹمنٹ میں لے جاکر اس کا گلا دبا دیتا۔۔۔

"نورے تمھیں سنائی نہیں دیا۔۔۔"

وہ غصے میں پھنکارا تھا۔ نورے ڈھیٹ بنی بیٹھی رہی تھی۔ شازل نے اس کی جھٹکے سے سیٹ بیلٹ کھولتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے نیچے کو جھکتے اس کو بوری کی طرح کندھے پر ڈالا تھا۔

"شازل اتاریں مجھے۔۔"

وہ آنکھیں پھیلا کر چیخی تھی۔ غصے سے اس نے شازل کی کمر پر مکے بھی مارے تھے مگر مجال تھی جو اسے کچھ محسوس ہوا ہو۔۔

"سیدھے طریقے سے تمھیں میری بات سمجھ نہیں آتی۔۔اب سے میں تمھیں اپنے انداز میں ہی سمجھایا کروں گا۔۔۔"

وہ نورے کو لفٹ میں لے کر داخل ہوتا پھنکارا تھا۔نورے نے جواب میں زور سے اس کے کمر میں مکہ مارا تھا۔

شازل نے بھی اس کا بدلہ لیتے ہوئے زور سے چٹکی اس کی کمر پر کاٹی تھی جس پر وہ درد سے چیخ اٹھی تھی۔

"شازل خان۔۔۔"

اس نے شازل کے بھی چٹکی کاٹی تھی مگر اس پر کچھ اثر نہیں ہوا تھا جس پر نورے غصے سے مٹھیاں بھینچ گئی تھی۔اپارٹمنٹ کا لاک ایک ہاتھ سے کھولتے شازل نے اندر داخل ہوتے اسے بنا اتارے اس کا لاک سکیور کیا تھا۔

نورے کو لگا تھا وہ اب اسے چھوڑ دے گا مگر وہ نورے کو لے کر سیدھا واشروم میں گیا تھا۔اسے شاور کے نیچے کھڑا کرتے اس نے ٹھنڈا شاور چلا دیا تھا۔

"پاگل ہوگئے ہیں آپ۔۔۔"

"چھوڑیں مجھے۔۔"

وہ اس کی گرفت میں پھڑپھڑاتی چیخ رہی تھی ٹھنڈے پانی نے اسے منجمد کردیا تھا۔شازل نے اس مضبوطی سے کمر سے تھامے رکھا تھا وہ بھی اس کے ساتھ مکمل بھیگ چکا تھا۔اس ساری لڑائی میں نورے کے بال بھی جوڑے سے کھل کر اس کی کمر پر بکھر چکے تھے۔

شازل کے کوئی جواب نہ دینے پر وہ ہار مانتی خاموشی سے اس کے چہرے کے تنے اعصابوں کو دیکھنے لگی تھی وہ خاموشی سے نورے کو دیکھ رہا تھا۔پانی کے قطرے اس کے بالوں سے نکلتے نورے کے چہرے پر گر رہے تھے۔

"آئندہ کے بعد کوئی بے وقوفی مت کرنا اس بار اس لڑکے کو چھوڑ دیا دوبارہ کوئی تمھارے ارد گرد نظر بھی آیا تو اس کی جان لے لوں گا۔۔"

وہ نورے کی ٹھوڑی تھام کر اس کا چہرہ اوپر اٹھاتا سرد لہجے میں پھنکارا تھا۔اس کے لفظوں کے پیچھے چھپی سچائی محسوس کرتے خوف کی سرد لہر اس کے جسم میں دوڑ گئی تھی۔

"میں دوسرے کپڑے دیتا ہوں شاور لے کر چینج کرلو۔۔"

وہ اس کے چہرے پر نظریں گاڑھے اس کی ٹھوڑی کو چومتا بنا اس کے بھیگے سراپے پر نظر ڈالے شاور سے باہر نکل گیا تھا۔نورے کو دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی تھی وہ ساکت سی کھڑی رہ گئی تھی۔

اس کے جذباتوں کی شدت اور جنونی انداز نے اسے پریشان کردیا تھا۔وہ کافی دیر شاور کے نیچے اسی حالت میں کھڑی رہی تھی۔

شازل دوسرے روم میں جاتا کپڑے چینج کرتا فریج میں پڑا کھانا گرم کرنے لگا تھا۔اب اس کا غصہ کافی حد تک ختم ہوچکا تھا۔

اپنے پیچھے سے قدموں کی آواز سنتا وہ پیچھے مڑا تھا۔نورے اس کی گرین ٹی شرٹ اور بلیک ٹراوزر پہنے چھوٹی بچی لگ رہی تھی۔اس نے ٹراوزر کو نیچے سے کافی بار فولڈ کیا ہوا تھا جبکہ ٹی شرٹ کی ہالف سلیوز اس کی کہنیوں تک آرہی تھیں اور لمبائی گھٹنوں تک تھی۔

نورے کو اس کے کپڑوں سے اس کی خوشبو آرہی تھی۔وہ اس کی نظریں محسوس کرتی نروس سی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔اس کے گیلے بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے وہ نروس سی اپنے چہرے پر آئے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسنے لگی تھی۔

"وہاں جاکر بیٹھ جاو۔۔"

شازل نے اسے لاونچ میں پڑے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا جس پر وہ سر ہلاتی ننگے پاوں چلتی صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔شازل کی نظر بے ساختہ اس کے سفید مومی پاوں کی طرف گئی تھی وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

شازل کھانا گرم کرتا ٹرے میں رکھتا لاونچ میں لے آیا تھا۔وہ چاول اور سالن تھا جو آج دوپہر کو ہی گل بیگم نے اس کے لیے ملازم کے ہاتھوں بھجوایا تھا۔

"مجھے بھوک نہیں ہے میں گھر جانا چاہتی ہوں۔۔"

وہ ضدی لہجے میں دوسری طرف چہرہ پھیرتی بولی تھی۔شازل نے بنا اس کے بات پر کان دھرے ایک پلیٹ میں کھانا نکالا تھا۔چمچ پکڑتے چاولوں سے بھرتے اس نے نورے کا چہرہ اپنے ایک ہاتھ سے پکڑتے اس کا رخ اپنی جانب کرتے اس کے ہونٹوں کے پاس چمچ کیا تھا۔

"منہ کھولو نور۔۔"

نورے مزید سختی سے لب بھینچتی نفی میں سر ہلا گئی تھی۔شازل نے اس کا چہرہ ایک ہاتھ سے دبوچتے اس کے ہونٹوں پر دباو بڑھایا تھا۔

"مجھے مجبور مت کرو میں کوئی دوسرا طریقہ استعمال کروں۔۔"

اس کی دھمکی سن کر وہ فورا سیدھی ہوتی منہ کھول گئی تھی اس غنڈے کا کیا بھروسہ تھا کب کیا کرجاتا۔۔

اسے کھانا کھلاتا وہ خود بھی ساتھ کھانے لگا تھا۔

شازل نے اس کو چاول کھلاتے انگوٹھے سے اس کے ہونٹ کو نرمی سے صاف کیا تھا نورے اس کی حرکت پر سانس روک گئی تھی مگر وہ بنا کوئی ریکشن دیتا دوبارہ اسے کھلانے لگا تھا۔

کھانا کھلانے کے بعد وہ برتن کیچن میں اٹھا کر رکھ کر جب واپس آیا تو نورے کھڑی ہوگئی تھی۔

"اب مجھے گھر چھوڑ آئیں۔۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی تھی۔شازل کا دماغ گھوم گیا تھا بار بار اس کی ایک ہی بات سن کر۔۔۔

وہ آرام سے چلتا صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔وہ نورے کو گہری نظروں سے دیکھنے لگا تھا جبکہ وہ اس کی نظروں سے بری طرح گھبرا رہی تھی۔

"گھر جانا چاہتی ہو؟"

بے تاثر انداز میں پوچھا گیا۔

نورے نے سر اثبات میں ہلایا۔

"جاو چلی جاو۔۔"

صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر اس نے نورے کو جانے کی اجازت دی تھی۔نورے نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

نورے تیزی سے دروازے کی جانب بڑھی تھی اس نے لاک کھولنے کی کوشش کی تھی مگر وہ بری طرح ناکام ہوئی تھی۔شاید اس کا لاک مختلف قسم کا تھا۔اس نے تھک ہار کر سخت نظروں سے شازل کو دیکھا تھا جو محظوظ نظروں سے اسے دیکھتا انجوائے کر رہا تھا۔

"تم ابھی تک یہاں ہو گئی نہیں اپنے گھر۔۔"

وہ مصنوعی حیرت کا مظاہرہ کرتا نورے کو شدید زہر لگا تھا۔

"آپ بہت برے ہیں جان بوجھ کر مجھے تنگ کر رہے ہیں۔۔"

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کے سامنے جاکر کھڑی ہوگئی تھی۔اس کی بات پر شازل ہلکا سا مسکرایا تھا۔اس کی کلائی سے کھینچتے اس نے نورے کو اپنے اوپر گرایا تھا۔وہ اس کی حرکت پر بری طرح گھبرائی تھی۔

"جب تم جانتی ہو میرا تمھیں اس حولیے میں گھر لے جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے تو کیوں بار بار ایک ہی بات بول رہی ہو۔۔"

وہ اس کے بازو پر اپنی انگلیوں کے ہلکے ہلکے نشان دیکھتا لب بھینچ کر نرمی سے اسے سہلانے لگا تھا۔نورے اس کی بات پر منہ بگاڑ کر اس کی انگلیوں کو دیکھنے لگی تھی جو نرمی سے اس کے بازو کو سہلا رہی تھیں۔

"تکلیف دینے کے بعد ایسا مداوا نہیں کیا جاتا۔۔"

وہ بے ساختہ بول اٹھی تھی۔شازل نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"اگر کبھی میں نے تمھیں کوئی تکلیف جان بوجھ کر دی تو میں تمھیں خود کو چھوڑ کر جانے کی اجازت دیتا ہوں۔۔"

شازل کی بات پر وہ ساکت ہوگئی تھی۔

"ایسے تو مجھے جتنے لوگوں نے تکلیف دی ہے مجھے دنیا ہی چھوڑ جانی چاہیے۔۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی تھی۔اب کی بار شازل ساکت ہوا تھا اس نے بے ساختہ نورے کی کمر کے گرد حصار باندھتے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

"ایسی فضول باتیں مزاق میں بھی مت کرنا۔۔"

وہ انتہائی سنجیدگی سے بولا تھا۔نورے اس کی بات پر مسکرا اٹھی تھی۔اس کے لہجے کے پیچھے چھپی پریشانی نے اسے مسرور کردیا تھا۔

"آپ بھی ایسے کام مت کیا کریں۔۔اس لڑکے کا اتنا بھی قصور نہیں تھا جتنا برا آپ نے اسے مارا ہے۔۔"

وہ شازل کے سینے پر سر رکھتی اس کے شرٹ کے بٹنوں سے کھیلتے ہوئے بولی تھی۔

"وہ میرا شکر کرے میں نے اسے اتنی آسانی سے چھوڑ دیا ورنہ سیدھا ہریسمنٹ کے کیس میں جیل جاتا۔۔اور تم میں اتنی عقل نہیں ہے جب وہ زبردستی تمھیں چھو رہا تھا تم اسے ایک زوردار تھپڑ مار کر خود سے دور کرتی۔۔"

وہ سرد لہجے میں بولا تھا جبکہ بے ساختہ وہ نورے کے بالوں میں نرمی سے انگلیاں چلانے لگا تھا۔ساری چیزوں سے تھکی وہ پل بھر میں نیند کی وادیوں میں گم ہوگئی تھی۔

شازل کچھ دیر بعد اسے اٹھا کر روم میں لے گیا تھا۔جہاں اسے باہوں میں بھرتا وہ پرسکون سا سو گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"تم مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہی ؟"

روحان نے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتے پوچھا تھا۔وہ دو دنوں سے اسے اگنور کر رہی تھی جو روحان کی سمجھ سے باہر تھا اور اسے یاد نہیں تھا جو اس نے ایسا کچھ کیا ہو جس سے وہ اس سے اتنا برا ناراض ہوجائے کہ اس کی جانب دیکھنا بھی گوارا نہ کرے۔

"مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔"

وہ نظریں جھکائے دو ٹوک لہجے میں بولی تھی۔روحان نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا۔

"کیا مجھ سے کچھ غلط ہوا ہے؟"

روحان نے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا تھا جب وہ جھٹکے سے ٹیبل سے اپنا ہاتھ اٹھاتی گود میں رکھ چکی تھی۔

"نہیں۔۔"

وہ سر نفی میں ہلاتی اپنے سامنے پڑی کھانے کی پلیٹ کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

"جو بھی بات ہے دانین صاف صاف بتا دو یوں اگنور کیوں کر رہی ہو؟"

اس نے جھنجھلا کر پوچھا تھا۔اس کی بے رخی اسے ایک آنکھ نہیں بھا رہی تھی۔

"میرے اور آپ کے درمیان ایسا کوئی تعلق نہیں ہے جس کی وجہ سے میں آپ سے ناراض ہوں یا آپ کو اگنور کروں بہتر ہوگا آپ چپ چاپ اپنا کام کریں اور مجھے تنگ مت کریں۔"

وہ کھڑی ہوتی تیز لہجے میں بولی تھی۔روحان حیران رہ گیا تھا اس کے غصے کو دیکھ کر۔۔

"تم غلط کر رہی ہو۔۔"

وہ سختی سے لب بھینچتا کھڑا ہوتا بولا تھا۔

"میرا جو دل کرے گا میں کروں گی کیا کریں گے آپ؟؟"

"زور زبردستی کریں گے؟"

وہ پیچھے کو قدم اٹھاتی اونچی آواز سے چیخی تھی۔

"دانین کالم ڈاون--"

اس نے لب بھینچ کر دھیمی آواز میں کہا تھا۔

"کیا ہوا ہے دانین؟"

آغا خان کی آواز سنتے اس نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کر کے کھولی تھی--

"کچھ نہیں بابا--بس کچھ لوگ اپنی اوقات بھول گئے تھے--ڈونٹ وری--ملی سے کہیے گا میں کھانا نہیں کھاوں گی--میں سونے لگی ہوں--"

اس کے الفاظوں نے روحان کو پتھر کا کر دیا تھا۔وہ بنا روحان پر نگاہ ڈالے تیزی سے اپنے روم میں چلی گئی تھی۔

https://classicurdumaterial.com

"میری بیٹی نے تمھیں تمھاری اوقات تو یاد دلا دی ہوگئی۔۔اب اپنی ڈیوٹی دو۔۔جب تک میں یہاں ہوں اندر ڈیوٹی دینے کے ضرورت نہیں باہر جاکر اپنے ساتھیوں ساتھ ڈیوٹی دو۔۔"

آغا خان کی بات پر وہ غصے سے مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔وہ بس دانین سے ایک بار اس رویہ کی وجہ پوچھنا چاہتا تھا ورنہ وہ ایک پل میں اس جوب کو چھوڑ جاتا۔

"یہ مت بھولا کریں اس جوب کو دینے کے لیے آپ نے کیسے میری منتیں کی تھیں۔۔"

وہ زہر خند لہجے میں بولتا لمبے لمبے ڈھگ بھرتا باہر نکل گیا تھا۔آغا خان کی سخت نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

"تم کہاں سے آرہی ہو؟"

آغا خان نے روحان کے باہر نکلنے کے بعد ملائکہ کو اندر آتے دیکھ کر سختی سے پوچھا تھا۔

"اپنے لیے شیلٹر ہوم سلیکٹ کرنے گئی تھی۔"

ملائکہ نے لاپرواہ انداز میں جواب دیا تھا۔آغا خان نے سخت نظروں سے اسے دیکھا تھا۔پھر آگے بڑھتے تیزی سے ملائکہ کی کلائی تھامتے وہ اسے اپنے روم میں کھینچتے ہوئے لے گئے تھے۔اب ہی تو انھیں موقع ملا تھا اس سے اکیلے میں بات کرنے کا جس کا وہ بھرپور فائدہ اٹھانے والے تھے۔

"کیوں ایسا بہیو کر رہی ہو؟"

انھوں نے ملائکہ کی ٹھوڑی جکڑتے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتے سخت لہجے میں پوچھا تھا۔

"تھوڑی دیر نہیں ہوگئی یہ پوچھتے ہوئے خان صاحب؟"

ملائکہ نے طنزیہ کہا تھا۔

"وقت بہت تیزی سے گزر گیا ہے خان صاحب دس سال گزر گئے ہیں۔۔دس سال۔۔سب سے ہمارا نکاح کو چھپاتے ہوئے۔۔دس سال سے آپ کی بیٹی کی خاموشی سے خدمت کرتے ہوئے۔۔اب میں اپنی زندگی میں آگے بڑھنا چاہتی ہوں۔۔میں نے غور کیا ہے میری زندگی میں کچھ بھی نہیں ہے میری اپنی بیٹی غائب ہے جس کو ڈھونڈنے کی کبھی آپ نے کوشش بھی نہیں کی اور میں یہاں آپ کی بیٹی کے لیے

نہ جانے کیا کچھ کرچکی ہوں۔۔اب بس میرا ضبط جواب دے گیا ہے آپ خود ذمہ داریاں اٹھانا سیکھیں کیونکہ میں مزید اب یہاں نہیں رہ سکتی۔۔دانین آپ کی بیٹی ہے آپ کا جو دل کرتا ہے اس کے لیے فیصلہ کریں دو سال پہلے بھی جو ہوا تھا وہ میری وجہ سے نہیں ہوا تھا مگر اس کی ذمہ دار بھی میں ٹھہری تھی جب کہ اسے کھلی چھوٹ آپ نے دے رکھی تھی۔"

ملائکہ بولنے پر آئی تو اپنے اندر چھپی ساری بھڑاس نکال چکی تھی۔آغا خان ہکا بقا رہ گئے تھے۔

"میں نے تمھاری بیٹی کو ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی۔۔"

وہ دھیمی آواز میں بولے تھے۔

"مجھ سے جھوٹ مت بولیں میں نے خود اپنے کانوں سے سنا تھا جب آپ نے انویسٹیگیٹر کو روک دیا تھا۔ مجھ سے جھوٹ مت بولیں خان صاحب۔۔"

ملائکہ کی بات پر وہ ساکت رہ گئے تھے۔

"آپ مجھے طلاق دے دیں۔۔میں اب مزید آپ کے نام پر اپنی زندگی برباد نہیں کرنا چاہتی۔۔"

"میں تمھیں کبھی طلاق نہیں دوں گا ملائکہ۔۔"

وہ سختی سے ملائکہ کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے بولے تھے۔

"میں سب کو نکاح کے بارے میں بتا دوں گا لیکن علیحدگی کا سوچنا بھی مت۔۔"

آغا خان کی بات پر وہ طنزیہ مسکرائی تھی۔

"آپ مجھ پر یہ احسان مت کریں۔۔میں جتنی دیر یہاں رہی ہوں مجھے ملازمہ کی حیثیت سے میری سیلری ملتی رہی ہے اب میں خود اپنی زندگی گزار سکتی ہوں۔مجھے آپ کے سہارے کی ضرورت نہیں۔۔"

وہ آغا خان کے ہاتھ جھٹکتی سپاٹ لہجے میں بولی تھیں۔۔اس کی بات پر وہ شدید شرمندہ ہوئے تھے۔

"ملائکہ۔۔"

انھوں نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب ملائکہ رخ پھیرتی تیزی سے ان کے روم میں نکل گئی تھی پیچھے انھیں گہری سوچ میں چھوڑ گئی تھی--

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

پارٹی گزرے ایک ہفتہ ہوچکا تھا۔ شازل اسے ناشتہ کروا کر صبح صبح ہی گھر چھوڑ کر چلا گیا تھا اس کے بعد اس نے شازل کو نہیں دیکھا تھا۔

یونیورسٹی میں بھی وہ اسے کہیں نہیں دکھائی دیا تھا بس اتنا پتا تھا وہ لیو پر ہے--دن عجیب سے گزر رہے تھے۔اس کے پاس شازل کا نمبر تھا مگر بات کرنے کا حوصلہ نہیں تھا۔

آج اس کا پیپر تھا اسے امید تھی وہ یونیورسٹی میں آج اسے دکھائی دے جائے گا--سکن سوٹ میں بالوں کو پونی میں مقید کیے وہ اپنی چیزیں تھامے مطلوبہ روم میں پہنچی تھی۔مگر کہیں بھی شازل کا نام و۔نشان نہیں تھا۔

اس کا موڈ شدید خراب ہوا تھا۔وہ اپنی مطلوبہ جگہ پر جاکر بیٹھ گئی تھی جبکہ سونیا چل کر آتی اس سے آگے والی سیٹ پر بیٹھ گئی تھی جسے دیکھتے اس کا موڈ کچھ مزید خراب ہوگیا تھا۔

"بس یہ ہی ہونا رہ گیا تھا۔"

وہ منہ میں بڑبڑائی تھی۔اسے پورا یقین تھا آج کا پیپر اچھا نہیں ہوگا۔پیپر ملتے ہی اسے اپنی کہی بات پر یقین ہوگیا تھا۔اسے چھ سوالوں میں سے صرف تین سوال آتے تھے۔ وہ گہرا سانس خارج کرتی ان سوالات کے جوابات لکھنے لگی تھی۔انسڑکٹر کافی سخت تھا جس کی وجہ سے وہ کسی سے بھی پوچھ نہیں سکتی تھی۔

اچانک اس کی گود میں سونیا نے کوئی کاغذ پھینکا تھا۔نورے کے ماتھے پر بل پڑے تھے جب اچانک انسڑکٹر کے اونچی آواز میں چیخنے پر اس کی سانسیں خشک ہوگئ تھیں۔

"مجھے پیپر دو فورا۔۔اور اپنی جگہ سے کھڑی ہوجاو۔۔"

نورے نے کانپتے ہاتھوں سے پیپر انھیں تھمایا تھا۔

"یہ میرا پیپر نہیں ہے اس نے میری گود میں پھینکا ہے۔۔"

وہ سونیا کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر غصے سے بولی تھی۔

"شٹ اپ ہر کوئی نقل کرنے کے بعد دوسروں پر ہی الزام ڈالتا ہے۔۔تمھارا پیپر کینسل ہوچکا ہے جاو یہاں سے۔۔"

انسٹرکٹر نے اس کے پیپر کو تھامتے ایک بڑا سا مراس لگاتے چیٹر لکھ دیا تھا۔

"میں نے کوئی چیٹنگ نہیں کی۔۔"

وہ بے یقینی سے چیخی تھی مگر انسٹرکٹر بنا کان دھرے اسے روم سے باہر نکال چکا تھا۔وہ باہر نکل کر ساکت سی رہ گئی تھی اس کا مائینڈ ماوف ہوگیا تھا۔اس نے کانپتے ہاتھوں سے ڈرائیور کو کال ملائی تھی۔اس کے آتے ہی وہ گھر واپس چلی گئی تھی۔اسے خدشہ تھا کہ اس کے باقی پیپرز بھی کینسل نہ کردیے جائیں۔۔

"تم اتنی جلدی واپس آگئی نورے؟"

شاہزیب نے حیرانی سے پوچھا تھا۔

"بھیا۔۔"

وہ روتے ہوئے شاہزیب کے گلے سے لگتے اسے سارا معاملہ بتا چکی تھی۔شاہزیب نے اسے پانی پلاتے حوصلہ دیا تھا۔

"تم فکر مت کرو میں ڈین سے بات کرتا ہوں۔۔کچھ نہیں ہوگا۔۔چلو شاباش چپ کرجاو۔۔اب رونا مت۔۔"

شاہزیب نے اس کے آنسو صاف کرتے اسے کمرے میں بھجواتے ڈین کو کال ملائی تھی مگر افسوس کوئی کام نہ بن پایا ڈین نے کسی بھی طرح کی مدد کرنے سے صاف انکار کردیا تھا کیونکہ جب سے نیا چیئر پرسن آیا تھا تب سے یونیورسٹی میں کافی سختی ہوچکی تھی۔اسے پتا چلا تھا چیٹنگ کی وجہ سے نورے کو مزید پیپرز میں بیٹھنے کی اجازت بھی نہیں ہے۔۔جبکہ نورے کے خلاف سخت ایکشن لینے کے لیے بھی کہا گیا تھا۔ساتھ ہی اسے یونیورسٹی سے سسپینڈ کر دیا گیا تھا۔

"کیا کہا انھوں نے بھیا۔۔؟"

وہ جو کمرے میں جانے کی بجائے وہاں ہی کھڑی تھی اس نے سرخ آنکھوں سے پرامید لہجے میں پوچھا تھا۔شاہزیب لب بھینچ کر نفی میں سر ہلا گیا تھا۔

"م۔۔میں باقی پیپرز تو دے پاوں گی؟"

اس نے ایک کانپتی سانس خارج کرتے پوچھا تھا۔شاہزیب مایوسی سے نظریں پھیر گیا تھا۔نورے اپنے کانپتے ہونٹوں کو بھینچتی اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔

اس کی اتنے ہفتوں کی محنت ضائع چلی گئی تھی اس کا دل کر رہا تھا سونیا کو کچھ کردے۔۔مگر اب کیا ہوسکتا تھا؟ وہ روتے ہوئے بیڈ پر لیٹ گئی تھی۔شدید مایوسی سے وہ آنکھیں میچتی تکیے میں منہ چھپا گئی تھی۔

شازل کا خیال آتے ہی اس نے کانپتے ہاتھوں سے موبائل اٹھاتے اسے کال ملائی تھی۔ایک بار، دو بار اور پھر کئی بار مگر دوسری جانب سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا۔

وہ ہار مان کر موبائل رکھنے ہی والی تھی جب شازل نے اس کی کال پک کرلی تھی۔وہ کچھ بولنے کے لیے منہ کھولنے ہی لگی تھی جب شازل کی بات نے اس کے منہ پر تالا لگا دیا تھا۔

"کیا پرابلم ہے نورے کیوں بار بار کال کر کے تنگ کر رہی ہو جب میں کال پک نہیں کر رہا تو سمجھ جاو میں بات نہیں کرنا چاہتا۔۔ناو ڈونٹ ڈسٹرب می۔۔"

وہ اپنی بات بولتا کال کاٹ گیا تھا۔نورے اس کی بات سنتی خاموش سی ہوگئی تھی ساکت آنکھوں سے نکلتے آنسو تکیے میں جذب ہونے لگے تھے۔فون ویسے ہی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر تکیے پر گر چکا تھا۔

کچھ دیر بعد اس کے فون پر اعمار کی کال آئی تھی۔اسے لگا تھا شاید شازل نے کال کی ہے مگر اعمار کا نام دیکھ کر اس نے آنکھیں میچتے کال پک کرلی تھی۔

"مجھے ابھی پتا چلا تمھارے ساتھ کیا ہوا ہے۔۔"

وہ پریشان سا بولا تھا۔ساری بات اسے بھی نہیں معلوم تھی۔

"کیا تمھیں کچھ پتا ہے پروفیسر خان یونیورسٹی کیوں نہیں آرہے؟"

اس نے بنا اعمار کی بات کا جواب دیے پوچھا تھا۔

"ہاں میں نے سنا ہے وہ کچھ دنوں پہلے یونیورسٹی چھوڑ چکے ہیں۔۔"

اعمار نے جواب دیا تھا۔

"اوکے۔۔"

وہ جواب دیتی بنا مزید کوئی بات سنے کال کٹ کرتی موبائل بیڈ پر کہیں پھینکتی آنکھیں میچ گئی تھی۔ذہن میں ہزاروں خیال گھوم رہے تھے۔

اسے سوچوں میں ڈوبے پتا ہی نہ لگا وہ کب سوگئی تھی۔شام کو اس کے کمرے میں ہوئی دستک کی وجہ سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔افرحہ اس کے لیے کھانا لے کر آئی تھی۔

"یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے نورے؟"

"بچے ایسی باتیں ہوتی رہتی ہیں انھیں دل پر نہیں لیتے۔۔"

افرحہ نے نرمی سے اس کے ماتھے سے بال ہٹاتے کہا تھا۔

"بھابھی میں کچھ دیر اکیلا رہنا چاہتی ہوں پلیز۔۔"

وہ رونے سے بھاری ہوئی آواز کے ساتھ بولی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے لیکن یاد سے کھانا کھا لینا اوکے۔۔"

افرحہ کی بات پر وہ سر ہلا گئی تھی۔افرحہ کے جانے کے بعد وہ کافی دیر ساکت ہی لیٹی رہی تھی۔

اس کی سوچوں کا مرکز شازل خان تھا۔دل میں ڈھیروں وسوسے تھے--اور اس پر جی بھر کر غصے بھی آرہا تھا۔وہ اپنے ہوش و حواس کھونے لگی تھی۔اپنے جذبات اور ڈپریس سٹیٹ میں اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

اس نے اٹھ کر بیٹھتے شازل کو کال ملائی تھی جو اس بار پہلی ہی بیل میں اٹھا لی گئی تھی۔

"پانچ منٹ ہیں آپ کے پاس شازل خان--یہاں پہنچ جائیں---ورنہ انجام کے ذمہ دار آپ خود ہوں گے--"

جنونی انداز، بکھرا حلیہ ، سرخ آنکھیں وہ ہوش و حواس میں نہیں لگ رہی تھی۔اس کے لہجے میں چھپا پاگل پن وہ اپنی مصروفیات میں سمجھ نہیں پایا تھا۔

"یہ کیا پاگل پن ہے نورے---ڈونٹ کال می اگین آئی ایم ورکنگ--"

شازل نے جھنجھلا کر کہا تھا۔

"چار منٹ--"

وہ دھیرے سے سائیڈ ٹیبل کا دراز کھولتی اس میں سے ایک فولڈ کاغذ نکال چکی تھی۔جو اس نے بیت پہلے یہاں چھپا کر رکھا ہوا تھا۔

"میں نہیں آرہا نورے۔۔۔"

اس نے اس بار خاصہ زور دے کر کہا۔۔

"تین منٹ۔۔"

وہ کاغذ کو کھولتی بولی تھی۔نظریں سامنے لگے کلاک پر ہی تھیں۔۔

"سٹاپ اٹ نورے۔۔"

شازل غصے سے بولا تھا۔

"دو منٹ۔۔"

اس نے کاغذ سے بلیڈ نکالتے کہا تھا۔

"میں کال بند کر رہا ہوں میرے پاس تمھاری ان فضول باتوں کے لیے وقت نہیں ہے۔۔"

شازل نے سرد لہجے میں بولتے ہی کال کاٹ دی تھی۔جب ساتھ ہی نورے نے اسے ویڈیو کال کی تھی۔

اپنا غصہ ضبط کرتے اس نے کال پک کی تھی۔۔

"کیا چاہتی ہو نورے تم ؟ ڈیم اٹ ایک کام بھی سکون سے نہیں کرنے دے رہی۔۔"

وہ اکھڑے لہجے میں بولا تھا۔وہ جتنا اسے کچھ دنوں سے خود سے رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔وہ آج اتنا ہی ضد کر رہی تھی۔

نورے کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی۔اس نے موبائل کو تکیے کے سہارے رکھ کر ویڈیو کیمرے کا رخ اپنی طرف کر لیا تھا۔

"تیس سیکنڈ ہیں آپ کے پاس۔۔ ورنہ میں خود کو ختم کرلوں گی۔۔"

اس نے بلیڈ اپنی کلائی پر رکھا تھا۔شازل جو اسے کھری کھری سنانے لگا تھا۔وہ ساکت رہ گیا تھا۔

"تمھاری جان میں خود اپنے ہاتھوں سے لوں گا۔۔خبردار جو تم نے خود کو نقصان پہنچایا نورے۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

وہ اس کے پاگل پن کو دیکھتا تیزی سے اپنی کار کی طرف بھاگا تھا۔۔

"آپ کچھ نہیں کر پائیں گے۔۔"

اس نے اذیت سے ہنستے بلیڈ کو ہلکے سے اپنے بازو پر رکھا تھا جس سے بازو پر دباو پڑنے سے تیز بلیڈ اس کی جلد کو چیر گیا تھا۔ہلکی خون کی لکیر نکلتی اس کے بازو پر بہہ گئی تھی۔

"نورے آئی سوئیر میں تمھاری جان اپنے ہاتھوں سے نکالوں گا۔۔"

وہ گاڑی فل سپیڈ سے ڈرائیو کرتا دھاڑا تھا۔ غصے سے اس کی رگیں پھول گئی تھیں۔

دل تو کر رہا تھا اس پاگل دیوانی کا گلا خود اپنے ہاتھوں سے دبا دے۔۔اور جتنا وہ غصے میں تھا ناجانے کر بھی ڈالتا۔۔

"آپ کی کھوکھلی دھمکیوں سے مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔"

وہ فون میں چیخی تھی۔شازل نے غصے سے مٹھیاں زور سے بھینچ لی تھیں.۔

"آج تمھیں ان سب دھمکیوں کو سچ کرکے دکھاوں گا نورے شازل خان۔۔جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔۔"

وہ سرد سپاٹ لہجے میں بولتا نورے کو ڈرا گیا تھا۔نورے کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوتی محسوس ہوئی تھی۔

وہ شازل کی بات سنتی کال کاٹتی بلیڈ سائیڈ پر رکھتی آرام سے اسے بے سکون کرکے لیٹ گئی تھی۔

شازل کی لاتعداد کالز اسے آرہی تھی مگر مجال تھی جو اس نے ایک بھی پک کی ہو دوسری طرف شازل کا پریشانی سے برا حال تھا۔

وہ پچھلے دنوں سے فیاض پر باذاتِ خود نظر رکھے ہوئے تھے وہ نورے سے اس کے دور تھا اور کوئی رابطہ نہیں رکھ رہا تھاتاکہ وہ محفوظ رہے اس کی وجہ سے نورے کو کوئی نقصان نہ پہنچے مگر وہ پگلی کہاں سمجھنے والی تھی۔اسے تو یہ ہی لگ رہا تھا وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔۔

اس نے زندگی میں شاید ہی کبھی اتنی ریش ڈرائیونگ کی ہوگی۔۔ جتنی وہ اس وقت کر رہا تھا۔فون کان سے لگائے وہ بار بار نورے کو کال ملا رہا تھا مگر دوسری جانب سے کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔پریشانی سے اس کی ماتھے کی رگیں پھول گئی تھیں۔

آدھے گھنٹے کا سفر اس نے کیسے پورا کیا تھا یہ صرف وہ ہی جانتا تھا اس نے پاس شاہزیب کا بھی نمبر نہیں تھا ورنہ وہ یقینا اسے کال کر کے فورا نورے کے پاس جانے کا بول دیتا۔۔

ان کے گھر کے سامنے گاڑی روکتے وہ بنا کار کو بند کیے دروازہ کھولتے اندر بھاگا تھا۔شاہزیب اور باقی سب گھر والے لاونج میں بیٹھے نورے کے بارے میں ہی بات کر رہے تھے جب شازل کو بھاگ کر آتے دیکھ کر ایک دم کھڑے ہوئے تھے۔اس کے چہرے کا اڑا رنگ دیکھ کر شاہزیب کو کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔

شازل بنا کسی کی طرف دیکھے سیدھا اوپر نورے کے کمرے کی جانب بھاگا تھا۔نورے کے کمرے کے پاس پہنچتے ہی اس نے جھٹکے سے دروازہ کھولا تھا۔نورے دروازہ کھلنے کی آواز پر فورا اس جانب مڑی تھی۔شازل نے اسے صحیح سلامت دیکھ کر ایک گہری سانس خارج کی تھی۔

"کیا ہوا ہے تم پاگلوں کی طرح کیوں بھاگ کر آئے ہو؟"

اپنے پیچھے سے شاہزیب کی آواز سن کر وہ اس کی جانب مڑا تھا۔

"میں کچھ دیر اپنی بیوی سے اکیلے بات کرنا چاہتا ہوں۔۔"

وہ شاید پہلی بار اس سے اتنی تمیز سے بول رہا تھا۔

"اوکے۔۔مگر نورے کو نقصان پہنچانے کا سوچنا بھی مت۔۔"

شاہزیب انگلی اٹھا کر بولتا ایک نظر نورے پر ڈالتا باہر نکل گیا تھا۔اگر اس نے نورے کو اس معاملے میں نہ پڑنے کا وعدہ نہ کیا ہوتا تو شاید وہ کبھی بھی شازل کو یوں اکیلے میں اس سے بات کرنے نہ دیتا۔۔

شاہزیب کے باہر نکلتے ہی شازل نے دروازہ فورا اندر سے لاک کیا تھا۔نورے اس کا خطرناک موڈ دیکھتے سیدھی ہوکر بیٹھ گئی تھی۔شازل دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا اس کی جانب بڑھتا گہری نظروں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔

"یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے؟"

انتہائی سنجیدگی سے پوچھا گیا تھا۔نورے نے بولنے کے لیے منہ کھولا تھا مگر شازل کی طرف دیکھتی وہ خاموش ہوگئی تھی۔

"میرے سوال کا جواب دو۔۔"

شازل نے زور سے دیوار میں مکہ مارتے پوچھا تھا۔

"م--م--مجھے س--سونیا کی وجہ سے یونیورسٹی سے سسپینڈ کردیا گیا ہے می--میری ساری محنت ضائع چلی گئی--"

وہ کانپتی آواز میں بولی تھی۔شازل نے سختی سے لب بھینچتے دو قدم پیچھے لیے تھے۔

"کھڑی ہو--"

اس کے بولنے پر نورے ویسے ہی بیٹھی رہی تھی۔شازل نے اسے بازو سے پکڑتے کھڑا کیا تھا۔

"یہ سب پاگل پن اس وجہ سے تھا؟"

اس نے نورے کا چہرہ دبوچتے پوچھا تھا۔راستے میں جو اس کی حالت تھی وہ شاید کبھی لفظوں میں بیان نہ کر پاتا---

"ن--نہیں--"

وہ شازل کی سرخ آنکھوں میں دیکھتی نفی میں سر ہلا گئی تھی۔

"پھر کیا وجہ تھی؟"

اس نے نورے کی آنکھوں سے آنکھیں ملاتے پوچھا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"آپ کو میری کوئی فکر نہیں ہے--اتنے دنوں سے غائب تھے ایک بار بھی کال نہیں کی اور آج جب میں نے آپ کو اپنی پریشانی بتانے کی کوشش کی آپ نے ڈانٹ کر کال بند کردیا اس وقت جتنی تکلیف مجھے ہوئی اس کا اندازہ آپ نہیں لگا سکتے--"

وہ رونے سے سوجی آنکھوں سے شازل کو دیکھتی ڈٹ کر بولی تھی۔

"صحیح--تو کیا جب میں مصروف ہوں گا تو مجھ پر فرض ہے تمھاری کال پک کرنا تم سے محبت بھری باتیں کرنا--نکل آو اس فیز سے نورے--میرے پاس اتنا فضول وقت نہیں ہے میں تمھارے پاس بیٹھ کر محبت بھری باتیں کروں تمھارے ناز نخرے اٹھاوں--"

وہ سخت غصے میں لگ رہا تھا۔اس کی باتوں نے نورے کو شدید تکلیف پہنچائی تھی۔

"میں نے کبھی ایسی کوئی ڈیمانڈ نہیں کی--"

وہ شازل کے خاموش ہونے پر چیخ کر بولی تھی۔

"آپ کا میری زندگی میں آنا میری لیے سب سے بڑی سزا ہے--"

وہ شازل کی طرف دیکھتی چیخی تھی۔

"بلیڈ کہاں ہے؟"

https://classicurdumaterial.com/

شازل نے سرد لہجے میں پوچھا تھا۔نورے خاموش ہی رہی تھی۔شازل نے اسے سائیڈ کرتے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل سے کاغذ نکالا تھا اسے تیزی سے کھولا تھا جس میں سے چند بلیڈ نکلے تھے۔نورے آنکھیں پھیلائے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔جو بلیڈ تھامے اس کی جانب بڑھی تھی۔

"ی۔۔یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟"

اس نے کانپتی آواز میں پوچھا تھا۔شازل نے اس کا ہاتھ پکڑتے اس کی کلائی پر لگا چھوٹا سا کٹ دیکھا تھا۔

"تمھیں پتا ہے اسے دیکھ کر مجھے کیسا محسوس ہوا تھا۔؟"

شازل کے سپاٹ لہجے میں پوچھنے پر نورے کو اس سے شدید خوف محسوس ہوا تھا۔

وہ نورے کا ہاتھ چھوڑتا چند قدم پیچھے ہٹتا بلیڈ پکڑتا اپنے ہاتھ پر تیزی سے پھیر چکا تھا۔نورے کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔ایک زور دار چیخ اس کے حلق سے نکلی تھی۔

"شازل۔۔"

اس کی آنکھوں میں تیزی سے آنسو آئے تھے۔۔وہ شازل کی جانب بڑھنے لگی تھی۔جب شازل نے اسے روک دیا تھا۔

"ایک بھی قدم میری طرف مت بڑھانا اسی بلیڈ سے اپنی نس کاٹ لوں گا۔۔"

وہ پیچھے ہٹتا صوفے پر جاکر اب اس کی بے سکون حالت کو ساکت نظروں سے دیکھ رہا تھا۔چند منٹوں پہلے اس سے بھی بدتر حالت اس کی تھی۔

"شازل پلیز۔۔ دیکھیں کتنی تیزی سے خون نکل رہا ہے۔۔"

نورے کی آنکھوں سے آنسو نکلتے اس کے زرد گالوں کو بھگونے لگے تھے۔وہ باقاعدہ کانپ رہی تھی۔اس نے ایک قدم شازل کی جانب بڑھانے کی ناکام سی کوشش کی تھی جب شازل نے وہ بلیڈ اٹھاتے اپنی کلائی پر رکھا تھا۔نورے اپنی جگہ پر منجمد ہوگئی تھی۔

"آئی ایم سوری۔۔ اب میں کبھی ایسا نہیں کروں گا۔۔پلیز سٹاپ اٹ۔۔"

وہ روتے ہوئے گھٹنوں کے بل زمین پر گر گئی تھی۔مزید کھڑا رہنے کی سکت نہیں تھی۔شازل چند منٹ اسے روتے دیکھنے کے بعد کھڑا ہوا تھا اس کے قریب آتے اس

نے نورے کی ٹھوڑی تھامتے اس کی بھیگی آنکھوں کو شدت سے چوما تھا۔وہ بے ساختہ اس کے لمس پر آنکھیں بند کرگئی تھی۔سکون کی ایک لہر اس کے وجود میں سرایت کرگئی تھی۔

"جاو فرسٹ ایڈ باکس لے کر آو۔۔"

شازل کی بات پر وہ تیزی سے فرسٹ ایڈ باکس لے آئی تھی۔شکر تھا کٹ گہرا نہیں تھا۔اس نے نرمی سے شازل کا زخم صاف کرتے اس کے بینڈیج کردی تھی۔

"دوبارہ میری توجہ اس طریقے سے حاصل کرنے کی کوشش بھی مت کرنا نورے۔۔اس بار آسانی سے چھوڑ رہا ہوں اگلی بار تم سوچ بھی نہیں سکتی میں کیا کرسکتا ہوں۔۔"

وہ نورے کے بینڈیج کرنے کے بعد اپنے دائیں ہاتھ سے اس کے بالوں کو پکڑتا اس کا چہرہ اپنے چہرے کے بے حد قریب کرتا سفاکیت سے بولا تھا۔

"مجھے اچھا سمجھنے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔بہت برا ہوں تمھیں اس سے بھی زیادہ تکلیف دے سکتا ہوں۔۔"

وہ نورے کے بھیگے گالوں کو صاف کرتا سرد لہجے میں بولا تھا۔نورے خاموش سے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں آپ یونیورسٹی چھوڑ چکے ہیں۔۔"

اس نے شازل کے گال پر ہاتھ رکھتے بھاری آواز میں پوچھا تھا۔

"یونیورسٹی میں میرا کام ختم ہوچکا ہے۔۔اور تمھارے ساتھ جو سونیا نے کیا ہے اسے اس کی سزا ضرور ملے گی۔۔ اس کے لیے اب پریشان مت ہونا۔۔"

وہ سنجیدگی سے انگوٹھے سے نورے کے گال کو سہلاتا بولا تھا۔

"کیا اب آپ مجھ سے ملا بھی نہیں کریں گے؟"

اس نے شازل کے چہرے پر نظریں جمائے پوچھا تھا۔

"تمھیں لگتا ہے تم مجھ سے ملے بنا رہ سکو گی؟ یا مجھے رہنے دو گی؟"

وہ اس کی بھیگی پلکوں کو چھوتا طنزیہ پوچھ رہا تھا جس پر وہ مسکرا اٹھی تھی۔

"مجھ سے دور جانے کا سوچیے گا بھی مت۔۔"

وہ شازل کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑتی شدت سے بولی تھی۔

"میں کچھ عرصہ تم سے مل نہیں پاوں گا مجھے امید ہے تم دوبارل ایسا کوئی پاگل پن کرنے کی کوشش نہیں کرو گی۔۔"

وہ سختی سے بول رہا تھا۔وہ اب مکمل طور پر فیاض کو ختم کرنے کی طرف توجہ دینا چاہتا تھا اس کے پاس نورے کے پاگل پن اور اس کی محبت کے لیے وقت نہ تھا۔وہ جلد سے جلد اپنا کام کرنا چاہتا تھا۔

"اچھا۔۔"

وہ خاموشی سے شازل کو ایک نظر دیکھتی چہرے کا رخ پھیر گئی تھی۔

"میں اب چلتا ہوں بعد میں ملاقات ہوگی دوبارہ کوئی پاگل پن مت کرنا۔۔ میں تم سے کچھ عرصہ تک مل نہیں پاوں گا اپنا خیال رکھنا۔۔"

وہ نورے کے ماتھے کو چومتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔نورے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ روزانہ مجھ سے بات کریں گے۔۔"

اس نے ضدی انداز میں کھڑے ہوتے شازل کی شرٹ کو پکڑتے کہا تھا۔

"اوکے۔۔"

شازل نے سر ہلاتے جواب دیا۔

"مجھے روزانہ صبح گڈ مارننگ کا میسج کریں گے؟"

اس نے مان بھرے انداز میں پوچھا تھا۔

"ہاں۔۔"

شازل نے اس کے چہرے پر آتی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا تھا۔

"مجھ سے پیار سے بات کریں گے؟"

وہ شازل کی آنکھوں میں دیکھتی بولی تھی۔

"بالکل۔۔"

اس نے سر کو خم دیتے جواب دیا۔

"مجھے رات کو گڈ نائیٹ بولا کریں گے۔۔"

اس نے بچوں کی طرح فرمائش کی تھی شازل بے ساختہ ہنس پڑا تھا۔اس کی کمر کے گرد بازو پھیلاتے اس نے نورے کو سینے سے لگا لیا تھا۔

"تم جو کہو گی میں کردوں گا دوبارہ کبھی مجھے ایسے مت ڈرنا۔۔اوکے؟"

شازل نے اس کے بالوں پر ہونٹ رکھتے کہا تھا جس پر مسکرا اٹھی تھی۔یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہی اسے خوش کردیتی تھیں۔

"آج یونیورسٹی میں جو ہوا وہ میں کل کال پر ڈیٹیل سے پوچھ لوں گا اپنا خیال رکھنا۔۔۔"

وہ اس کا سر چومتا پیچھے ہٹ گیا تھا۔نورے نے آنکھیں پھیلا کر اسے دروازے کی جانب جاتے دیکھا تھا۔

وہ دروازے کے پاس جاتا اچانک رک گیا تھا تیزی سے واپس آتے اس نے سارے بلیڈ اٹھائے تھے اور واشروم میں جاتے فلش کردیے تھے۔نورے بس خاموشی سے دیکھتی رہی تھی۔

"لاسٹ بار وارن کر رہا ہوں نورے دوبارہ ایسی گھٹیا حرکت کر کے مجھے بلیک میل مت کرنا ورنہ تم اچھے سے جانتی ہو میں کیا کر سکتا ہوں۔۔"

بلیڈز دیکھ کر اسے ایک بار پھر شدید غصے آیا تھا تبھی نورے کی گردن میں ہاتھ ڈالتے وہ سختی سے بولا تھا۔

"جواب دو ڈیم اٹ۔۔"

شازل کے چلانے پر وہ سہم گئی تھی۔

"میں اب ایسا کچھ نہیں کروں گی۔۔"

وہ لب تر کرتے بولی تھی شازل کی نظر بے ساختہ اس کے ہونٹوں کی طرف گئی تھی۔وہ شدت سے اس کے ہونٹوں پر جسارت کرتا باہر نکل گیا تھا۔پیچھے وہ اسے اپنے لمس کے حصار میں قید کر گیا تھا۔

"نورے ٹھیک ہے؟"

شازل کے باہر نکلتے ہی شاہزیب نے پوچھا تھا۔اس کی نظر بے ساختہ شازل کے ہاتھ کی طرف گئی تھی۔وہ اسے سائیڈ کرتا کمرے میں داخل ہوا تھا نورے کو صحیح سلامت دیکھتے دوبارہ باہر نکلا تھا۔

"اس کے پاس بلیڈز تھے وہ اپنی کلائی کاٹنے لگی تھی اگر میں اس سے ملنے نہ آتا۔۔"

وہ لب بھینچ کر شاہزیب کو بتا رہا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو تم؟"

شاہزیب نے شاکڈ کی کیفیت میں پوچھا تھا۔

"یہ تم خود اپنی بہن سے پوچھ لینا۔۔میں بس اتنا کہوں گا بہنیں بہت انمول ہوتی ہیں اس کا خیال رکھو ایسا نہ ہو وقت ہاتھ سے نکل جائے اور بس پچھتاوا رہ جائے۔۔"

شازل سنجیدگی سے بولتا لمبے لمبے ڈھگ بھرتا نکل گیا تھا اسے اس وقت شدت سے اپنی بہن کی یاد آرہی تھی۔دل میں تکلیف اٹھتی ہوئی محسوس ہورہی تھی۔

"نورے تم نے مجھے بہت مایوس کیا۔۔"

شاہزیب نے نورے سے جاکر کہا تھا۔

"کیا یہ حرکت کرنے والی تھی اور بلیڈز کہاں سے آئے تمھارے پاس؟"

شاہزیب نے سختی سے پوچھا تھا۔

"س۔۔سوری بھیا اب ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔"

وہ شاہزیب سے ڈانٹ سنتی شدید شرمندہ ہوگئی تھی۔

"آئیندہ کے بعد کوئی بھی سٹریس ہوا تو میرے پاس آجایا کرو نورے یوں الٹی سیدھی حرکتیں مت کیا کرو۔۔میں تمھیں کھونا نہیں چاہتا۔۔"

شاہزیب نے اسے پکڑ کر سینے سے لگایا تھا۔

"آج کا دن ہی برا تھا میں کافی ڈیپریس فیل کر رہی تھی اب ایسا کبھی نہیں کروں گی۔۔"

نورے کی بات پر شاہزیب نے سر ہلاتے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا تھا۔

"تم نے کھانا نہیں کھایا؟"

شاہزیب کی نگاہ بے ساختہ ٹیبل پر پڑی ڈھکی ہوئی ٹرے پر گاءی تھی۔نورے نے خاموشی سے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"چلو شاباش فورا کھانا کھالو۔۔"

شاہزیب کی بات پر وہ ہاتھ دھو کر کھانا کھانے لگی تھی۔شاہزیب اس کے کھانے کے بعد اسے ریسٹ کرنے کا بول کر چلا گیا تھا۔

نورے شازل کو دیکھنے کے بعد پرسکون ہوگئی تھی اب اسے پتا تھا وہ کم سے کم اسے روزانہ میسج تو ک ءا کرے گا۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

#\

https://classicurdumaterial.com/

"فیاض بہت تیز ہے اس نے چند دن پہلے اپنے ارد گرد سکیورٹی ڈبل کرلی ہے--"

حیدر کی میز پر پھینکی گئی تصویریں اٹھا کر دیکھتا شازل ماتھے پر بل ڈالے بولا تھا۔

"تمھیں اور چوکنا رہنا چاہیے--وہ پہلے ہی چیئر پرسن کے اصل قاتل کی تلاش میں ہیں--"

عسکری نے اپنے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتے جواب دیا تھا۔

"ہمم--اور اس کی کالز پر کچھ سننے کو ملا؟"

شازل نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا تھا۔

"ہاں وہ آج کل کسی گرینڈ سیلبریشن کی بات کر رہے ہیں--جو شاید ایک مہینے بعد ہوگی--"

عسکری نے سر ہلاتے جواب دیا تھا۔

"اس پارٹی کے بارے ساری انفارمیشن نکالو اس کے گھر کے گرد جتنی سکیورٹی ہے ہم اسے وہاں ہاتھ بھی نہیں لگا سکیں گے--"

شازل نے سگریٹ سلگاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"تم کل رات کو فیاض کے گھر کے ارد گرد کا معائنہ کرنے گئے تھے نہ؟"

حیدر نے اچانک پوچھا تھا۔ شازل نے گہرا سانس بھرا تھا۔

"ایک ضروری کام کی وجہ سے مجھے کہیں جانا پڑا تھا۔"

شازل نے سگریٹ کا دھواں فضا میں چھوڑتے کہا تھا۔

"کہیں وہ ضروری کام نورے تو نہیں تھی۔۔"

حیدر سلطان کی بات پر وہ ایک دم سیدھا ہوتا اس کی جانب مڑا تھا۔

"مجھے پسند نہیں تم بار بار اس کا ذکر محفل میں کرو۔۔وہ کوئی ایری غیری لڑکی نہیں ہے۔۔میری بیوی ہے۔۔"

وہ انگلی اٹھاتا حیدر سلطان کو سخت لہجے اور سرد انداز میں وارن کرگیا تھا۔

"اس کی وجہ سے تم مشن سے ہٹ رہے ہو۔۔"

اب کی بار عسکری ہلکی آواز میں ممنایا تھا۔ شازل نے تیز نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"میں تم دونوں کو جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔۔"

وہ سگریٹ زمین پر پھینکتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"اور تم دونوں اپنی حد میں رہو اس سب میں نورے کو دوبارہ بیچ میں لانے کی کوشش بھی مت کرنا ورنہ سارے لحاظ بھول جاوں گا۔۔"

وہ اپنے براون بالوں میں ہاتھ پھیرتا سپاٹ لہجے میں انھیں وارن کرگیا تھا۔ عسکری خاموش ہوگیا تھا جانتا تھا وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔۔

"ہم صرف اتنا چاہتے ہیں تم اس مشن کے دوران اس سے دور رہو ورنہ اگر وہ لوگوں کی نظروں میں آگئی تو اسے بچانا مشکل ہوجائے گا۔۔"

حیدر نے کھڑا ہوتے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"اس کی حفاظت میں کرسکتا ہوں۔۔"

شازل نے سرد لہجے میں کہا تھا۔

"وہ تو تم اپنی بہن کی بھی کرسکتے تھے۔۔"

حیدر کی بات پر غصے سے شازل کی رگیں ابھر آئی تھی۔ایک ہی جھٹکے میں حیدر کے پاس پہنچتے وہ ایک زوردار مکہ اس کے چہرے پر جڑ چکا تھا۔

"سچ برداشت نہیں ہورہا۔۔؟"

حیدر اپنے پھٹے ہونٹ کو صاف کرتا طنزیہ بولا تھا۔عسکری معاملہ سنگین ہوتا دیکھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"اپنی حد میں رہو۔۔"

شازل اس کا کالر دبوچتا غصے سے سرخ ہوتا غرایا تھا۔

"شازل کالم ڈاون۔۔حیدر سٹاپ اٹ۔۔"

عسکری نے بمشکل شازل کے فولاد وجود کو حیدر سے دور دھکیلا تھا۔

"تم جتنا مرضی چھپاو سچ یہ ہی اپنی آزادی کے لیے تم اپنی ذمہ داریوں سے آزاد ہوگئے تھے۔اس کی بربادی کی وجہ تم بھی تھے۔۔تمھاری لاپرواہی اور ضد کی وجہ سے یہ سب ہوا۔۔"

حیدر سلطان غصے میں چیخ رہا تھا۔شازل ساکت سا ہوگیا تھا۔اپنی بہن کو وہ بچا سکتا تھا یہ سوچتے ہی ایک کسک اس کے دل میں اٹھی تھی۔

"حیدر شٹ اپ۔۔"

اب کی بار عسکری بھی اس کی باتوں پر بھڑک اٹھا تھا۔

"مجھے تو خاموش کروا لو گے مگر حقیقت سے منہ نہیں موڑ سکتے اب یہ پھر اپنی خودغرضی میں ایک بے قصور لڑکی کی زندگی تباہ کرنے لگا ہے جبکہ یہ جانتا ہے وہ ارسل نامی شخص پہلے ہی اس کے بارے میں ناجانے کس کس کو بتا چکا ہے--"

حیدر غصے سے شازل کو گھورتا ہوا بولا تھا۔ شازل اس کی باتوں پر جیسے پتھر کی مورت بن گیا تھا۔

"اس سب کی جو وجہ ہے اس کا پل پل میں عذاب بنا دوں گا-- تم غلط ہو حیدر یہ سب میری وجہ سے نہیں ہوا-- جو اس کی وجہ ہے اسے اس سب کی سزا ضرور ملے گی--"

وہ سرد لہجے میں بولتا اپنی گاڑی کی چابیاں اٹھاتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

"تم نے یہ سب کیوں کیا حیدر ؟ اب وہ جلد بازی میں کوئی نہ کوئی غلط فیصلہ کر لے گا--"

عسکری نے غصے سے پوچھا تھا۔

"وہ اصل مقصد بھول رہا تھا۔اسے یاد دلانا ضروری تھا۔"

حیدر سپاٹ لہجے میں بنا اس کی جانب دیکھے بولا۔۔

"تم پاگل ہو۔۔یہ کوئی طریقہ تھا؟"

عسکری غصے سے بڑبڑاتا اپنا لیپ اٹھاتا اپنے گھر چلا گیا تھا۔وہاں صرف حیدر ہی رہ گیا تھا۔وہ سختی سی آنکھیں میچ گیا تھا۔اس کی آنکھوں کے سامنے چھن سے ایک نازک سراپا لہرایا تھا۔درد کی ٹیسیں اس کے دل میں بے ساختہ اٹھی تھی۔اس نے بے بسی سے زور سے اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ لیا تھا۔وہ بس اتنا چاہتا تھا شازل جلد سے جلد سب مجرموں کو ختم کردے تاکہ اس کے سلگتے دل کو بھی تھوڑی راحت مل جائے۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ کوئی کتاب نکال اس کے اوراق پلٹنے میں مصروف تھی مگر سوچوں کا مرکز شازل خان تھا۔صبح اس کے میسج پر وہ نہال سی ہوگئی تھی۔تبھی سارا دن پرسکون سا گزرا تھا۔

وہ اس سے کال پر بات کرنا چاہتی تھی مگر لگتا تھا شازل مصروف ہے۔تبھی اس کا میسج تک بھی نہیں آیا تھا۔وہ کچھ دیر مزید انتظار کرتی بے زار سی فریش ہوتی سونے کی تیاری کرنے لگی تھی۔

گھڑی رات کے ایک بجا رہی تھی وہ نائٹ بلب اون کرتی سونے لگی تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز پر اس کی کچی نیند سے آنکھیں کھل گئی تھیں۔اس نے فورا اٹھ کر بیٹھتے لائٹ اون کی تھی۔دل میں فورا شازل کا خیال آیا تھا۔

"شازل"

اس نے مسکرا کر شازل کو دیکھا تھا مگر جلد ہی اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی تھی۔وہ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔اس کا چہرہ شدید زرد دکھائی دے رہا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"

اس نے گھبرا کر بیڈ سے کھڑے ہوتے پوچھا تھا۔شازل چند قدم اٹھاتا سائیڈ پر پڑے صوفے پر گر گیا تھا۔

"ہاں۔۔"

فقط ایک لفظی جواب دیا گیا تھا۔وہ اس کی حالت پر پریشان سی ہوگئی تھی۔

"کوئی پریشانی ہے شازل؟"

اس نے شازل کے ساتھ بیٹھتے نرمی سے پوچھا تھا۔

"میں ابھی کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔۔"

شازل نے سرد لہجے میں کہتے اپنا سر صوفے کی پشت سے ٹکالیا تھا۔حیدر کی باتیں اس کے دماغ میں ہتھوڑے کی مانند بج رہی تھیں۔ابھی نورے کو اپنے قریب پاکر اس کے بھڑکتے دل کو تھوڑا سکون ملا تھا۔مگر حیدر کی کاٹ دار باتیں ابھی بھی کانوں میں گونج رہی تھیں۔

وہ سختی سے آنکھیں موند گیا تھا۔نورے نے اسے دیکھتے نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانا شروع کی تھیں۔وہ اس کی انگلیوں کا نرم لمس محسوس کرتا ایک ٹھنڈی سانس خارج کرتا ریلکس ہوگیا تھا۔

"سر میں درد ہو رہا ہے؟ چائے بنا دوں؟"

اس نے نرم سے شازل سے پوچھا تھا۔

"نہیں میں بس کچھ دیر سکون سے گزارنا چاہتا ہوں۔۔"

وہ سپاٹ لہجے میں بولتا نورے کی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگاچکا تھا۔اسے کھو دینے کی احساس سے دل بے ہنگم انداز میں دھڑک رہا تھا۔اسے سینے سے

لگاتے سکون کی ایک لہر اس کے وجود میں اتر سی گئی تھی۔نورے اس کی طبیعت کا خیال کرتی خاموشی سے اس کے سینے پر سر رکھتی اس کی مدھم دھڑکنوں کے شور کو سننے لگی تھیں۔

وہ اس کی خوشبو خود میں اتارتا کچھ ہی دیر میں گہری نیند کی وادیوں میں کھو گیا تھا۔نورے کچھ پل جاگتی رہی تھی مگر جلد ہی وہ بھی سو گئی تھی۔

صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی جبکہ شازل کا دور دور تک کوئی نام و نشان نہیں تھا جس پر وہ خاصا مایوس ہوگئی تھی۔وہ شاید جلدی میں تھا جو اسے بھی جاتے ہوئے بتانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"ہیلو پروفیسر۔۔ اوہ سوری اب تو آپ ہمارے پروفیسر نہیں رہے۔۔شازل۔۔"

سونیا اپنے بال کانوں کے پیچھے اڑستی معصنوعی معصومیت کا مظاہرہ کرتی کرسی کھینچ کر اس کے رو برو بیٹھ گئی تھی۔

شازل نے اپنے سامنے پڑی چائے کو پیتے آنکھیں چھوٹی کر کے اس چالاک لڑکی کو گھورا تھا۔اس کے منہ سے اپنا نام سن کر اسے اپنا نام ہی زہر لگنے لگا تھا۔

"پیپرز کیسے ہو رہے ہیں؟"

اس نے سرسری انداز میں پوچھا تھا۔ ویٹر کے آتے ہی سونیا نے اپنے لیے جوس آرڈر کیا تھا۔ شازل کا سوال سنتی وہ مسکرا اٹھی تھی۔

"بہت اچھے ہو رہے ہیں۔۔ بس آپ کو مس کر رہی ہوں۔۔"

اس کی بے باکی پر شازل نے سختی سے جبڑے بھینچ لیے تھے۔ اس کی نظروں کے سامنے نورے کا آنسوؤں سے تر چہرہ لہرایا تھا۔ وہ چائے کے کپ پر اپنی گرفت مضبوط کر گیا تھا۔ اس نے پیپر کے بعد سونیا کو یونیورسٹی کے کیفے سے کچھ دور ملنے کے لیے بلایا تھا۔

"میں نے سنا نورے کو سسپینڈ کر دیا گیا ہے۔۔ کیا یہ سچ ہے؟"

شازل نے چائے کا گھونٹ بھرتے سرد لہجے میں پوچھا تھا۔ سونیا کے چہرے سے مسکراہٹ سمٹی تھی۔

"ج۔۔جی وہ چیٹنگ کر رہی تھی۔ واٹ آ ڈمب گرل۔۔"

سونیا تمسخرانہ انداز میں بولی تھی۔ نورے کو پھنسا کر نکلوانے پر اسے سکون مل گیا تھا۔

"کیا تم نے وہ چیٹنگ والا پیپر اس کے پاس پھینکا تھا۔؟"

شازل کے پوچھنے پر وہ گھبرا گئی تھی۔

"میں ایسا کیوں کروں گی؟"

سونیا نے معصوم بنتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کیا تم نے وہ پیپر پھینکا تھا ہاں یا نہیں؟"

شازل نے اپنی ویسٹ سے گن نکالتے اس کے سامنے رکھی تھی سونیا کا سانس سوکھ گیا تھا۔شازل کے لہجے میں چھپی وارننگ محسوس کرکے اس کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمک پڑی تھیں۔

"شا۔۔شازل۔۔"

اس نے آنکھیں پھیلا کر شازل کی جانب دیکھا تھا۔

"شٹ اپ اپنے منہ سے میرا نام دوبارہ مت لینا۔۔اس کا حق صرف میں نے اپنی بیوی کو دیا ہے۔۔اب بتاو ہاں یا ناں؟"

اس نے گن کی سیفٹی ہٹاتے سخت لہجے میں کہا تھا۔

"ہ--ہاں م--میں نے پھینکا تھا وہ پیپر--"

اس نے کانپتی آواز میں شازل کی جانب دیکھتے جواب دیا تھا اس کے چہرے کے سرد تاثرات دیکھ کر سونیا کے چہرے کا رنگ فق ہوچکا تھا۔

"کیوں؟"

اس نے سرد لہجے میں سونیا کے چہرے کی جانب دیکھتے پوچھا تھا۔

"م--مجھے نہیں پسند اس کا آپ کی طرف دیکھنا بھی-- جو ہمارے درمیان آئے گا میں اس کے ساتھ ایسا ہی کروں گی۔"

وہ جنونی انداز میں بولی تھی۔

شازل اس کی بات سنتا ہنس پڑا تھا۔سونیا اسے حیرانی سے ہنستے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

"ہمارے درمیان ایسا کوئی رشتہ، تعلق یا واسطہ نہیں جو تم ایسا بولنے کا حق رکھو--"

"وہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے--جسے تمہارا دل کیا اپنے راستے سے ہٹا دو گی--"

"وہ میری بیوی ہے--"

"اسے نقصان پہنچانے والے کسی بھی شخص کو میں آسانی سے نہیں چھوڑوں گا--"

https://classicurdumaterial.com

"نورے شازل خان کو تکلیف پہنچانے والے ہر شخص سے میں سود سمیت اس کے آنسوؤں کا بدلہ لوں گا۔"

وہ انتہائی سنجیدگی سے گن کو میز پر گھوماتا بول رہا تھا۔اس کے منہ سے نورے کو بیوی تسلیم کرنے کا سن کر اس نے سختی سے لب بھینچ لیے تھے۔اس کی نگاہ گن کی طرف سے ہٹتی ارد گرد گئی تھی جہاں کیفے میں چند لوگ ہی تھے جو اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

"میں نے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔۔"

وہ گردن اکڑاتی اپنے ڈر کو چھپاتی بولی تھی۔مگر وہ بھی شازل خان تھا مقابل کے کانپتے ہاتھ ، بگڑے تنفس اور اڑے رنگ نے اس کے کیفیت ظاہر کر دی تھی۔

"تمھاری وجہ سے اس کی ساری محنت ضائع ہوگئی اسے یونیورسٹی سے سسپینڈ کردیا گیا۔۔اس نے تمھاری وجہ سے خود کو نقصان پہنچایا۔۔"

"اور تمھیں لگتا ہے تم نے کچھ نہیں کیا؟"

شازل نے غصے سے بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھتے پوچھا تھا۔ سونیا لاجواب سی ہوگئی تھی۔

"تم صبح یونیورسٹی جاکر سب سے اپنے جرم کا اعتراف کرو گی۔۔ورنہ جو اتنی آسانی سے بخش رہا ہوں اس سے کئی زیادہ اذیت دوں گا۔۔اور مجھے مزاق میں لینے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔نورے کے معاملے میں ، میں بالکل بھی رحم دل نہیں ہوں۔۔"

وہ اپنی گن ویسٹ میں رکھتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔اس کی بات پر سونیا کا سانس سوکھ گیا تھا۔اس نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا اس کی چال اس پر ہی الٹی پڑ سکتی ہے۔۔

"اٹھارہ گھنٹے ہیں تمھارے جو بھی فیصلہ کرو گی سوچ سمجھ کر کرنا۔۔اگر کل تک میری بیوی کو یونیورسٹی سے کال نہ آئی تو تمھارے گھر والوں کو تمھارے غائب ہونے کی کال ضرور چلی جائے گی۔۔"

وہ سفاکیت سے بولتا اپنے والٹ سے چند نوٹ نکال کر میز پر پھینکتا بے لمبے ڈھگ بھرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔اس کو جاتے دیکھ کر سونیا نے اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا تھا۔شازل کے انداز سے اسے پتا چل گیا تھا وہ مزاق بالکل بھی نہیں کر رہا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ کچھ دنوں سے موقع کی طاق میں تھا کہ کب اسے وقت ملتا ہے اور کب وہ دانین سے کھل کر بات کرتا ہے۔۔وہ کافی دنوں سے اسے دکھائی بھی نہیں دی تھی جس کی وجہ سے اسے عجیب بے چینی ہورہی تھی۔ملائکہ بھی عجیب خاموش سی ہوگئی تھی اس سے وہ جب بھی دانین کے بارے میں کچھ پوچھتا وہ کوئی جواب نہ دیتی۔۔آج آغا خان میٹنگ کے سلسلے میں آوٹ آف سٹی گئے ہوئے تھے مگر ملائکہ گھر ہی تھی وہ رات ہونے کا انتظار کر رہا تھا تاکہ دانین سے بات کرسکے۔۔

رات کے کھانے کے بعد وہ اپنے ساتھیوں سے ایکسکیوز کرتا گھر کے اندر داخل ہوا تھا۔ملائکہ کے کمرے کی لائٹ آف دیکھتے اس نے سکون کا سانس بھرا تھا وہ بنا آواز پیدا کیے قدم آگے بڑھانے لگا تھا۔

"اس طرح چھپ کر جانے سے بہتر تھا تم مجھ سے ایک بار پوچھ لیتے روحان۔۔"

ملائکہ کی آواز سنتا وہ ایک دم ساکت ہوگیا تھا۔

"میں بس ایک بار اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔۔"

وہ ملائکہ کی طرف رخ کرتا التجائیہ انداز میں بولا تھا۔

"کیا بات کرو گے؟"

"وہ اپنے باپ پر گئی ہے تمھاری کوئی بات نہیں سنے گی اب جو اس نے ٹھان لیا ہے وہ کر کے رہے گی۔۔"

ملائکہ بے تاثر انداز میں بولی تھی۔روحان نے ٹھٹک کر اس کی جانب دیکھا تھا۔

"آپ کہنا کیا چاہتی ہیں؟"

"جو بات ہے صاف صاف بتا دیں۔۔"

روحان نے لب بھینچ کر کہا تھا۔

"تمھیں میری بات سمجھ آجائی گی جاو اس سے بات کرلو لیکن تمھارے پاس صرف پندرہ منٹ ہے اس کے بعد میں کمرے میں آجاوں گی۔۔اور اسے کوئی نقصان پہنچانے کی جرت بھی مت کرنا۔۔"

ملائکہ نے اسے وارن کیا تھا۔

"آپ کو لگتا ہے میں اسے نقصان پہنچاوں گا؟"

غصے سے روحان کے ماتھے کی رگیں ابھر آئیں تھیں۔

"میرا مرد ذات سے بھروسہ اٹھ چکا ہے اب مجھے تم بھی سب مردوں جیسے لگتے ہو۔۔"

ملائکہ کی بات پر وہ لب بھینچ کر خاموشی سے سیڑھیاں پھلانگتا اس سے بات کرنے چلا گیا تھا۔ملائکہ گہرا سانس خارج کرتی وہاں لاونج میں ہی بیٹھ گئی تھی۔

وہ ناک کرتا اس کے روم میں داخل ہوا تھا۔دانین کو لگا تھا ملائکہ ہوگی مگر اس کی جگہ روحان کو دیکھتے وہ حیرانی سے اپنی جگہ سے کھڑی ہوگئی تھی۔

"کیا کوئی ہے آپ کو؟"

اس نے پل میں اپنے چہرے کے تاثرات پتھریلے کرتے روحان سے پوچھا تھا۔

"میرے ساتھ یوں اجنبیوں والا بہیو کیوں کر رہی ہو؟"

اس نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا تھا۔

"کیسا بہیو ؟"

اس نے سینے پر بازو باندھتے سخت لہجے میں پوچھا تھا۔

"تم جانتی ہو میں کیا بات کر رہا ہوں۔۔"

روحان نے اس کی جانب ایک قدم بڑھاتے مٹھیاں بھینچتے کہا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"اپنی لمٹ میں رہیں مسٹر روحان-- میں آپ کو کسی بات کے لیے جوابدہ نہیں ہوں--"

وہ پیچھے قدم اٹھاتی سپاٹ انداز میں بولی تھی-

"تم میرے جذبات کے ساتھ یوں کھیل نہیں سکتی دانین--"

وہ غصے سے دھاڑا تھا-

"کیسے جذبات ؟ کونسے جذبات کی بات کر رہے ہیں آپ؟"

وہ اس کے غصے سے بنا ڈرے بولی تھی-

روحان اس کی بات سنتا ایک ہی جھٹکے میں اس کے قریب پہنچتا اس کے بازوؤں کو مضبوطی سے پکڑ گیا تھا-

"میں تم سے پیار کرتا ہوں ڈیم اٹ--"

"مجھ سے نہیں برداشت ہورہا تمھارا یہ سرد رویہ--"

وہ اسے جھنجھوڑتا چیخا تھا-

https://classicurdumaterial.com/

"خاموش ہوجائیں۔۔ مجھے کچھ نہیں سننا نکل جائیں میرے کمرے سے اس سے پہلے میں چیخ کر سب کو بلا لوں اور آپ کو اس کمرے سے دھکے دے کر باہر نکلواوں۔۔"

وہ روحان کے بازوں جھٹکتی زور سے چیختی روحان کو ساکت کر گئی تھی۔

"اگر تم نے ایسا ہی کرنا تھا تو کیوں میرے قریب آئی ؟ کیوں جانتے بوجھتے میرے جذباتوں سے کھیلی۔۔؟"

وہ دوبارہ اس کے بازووں کو تھامتے اسے جھنجھوڑتا ہوا پوچھنے لگا تھا۔

"مجھے نہیں پتا تھا آپ میری نرمی کو میری محبت سمجھ لیں گے۔۔"

"میری سب سے بڑی غلطی آپ سے ملنا تھا جان بوجھ کر میرے سر پر سوار ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔ کتنی بار بول چکی ہوں نہیں کرتی آپ سے کوئی محبت میں۔۔چھوڑ دیں میرا پیچھا۔۔آپ کی موجودگی سے بس اب میرا دم گھٹتا ہے۔۔ فورا نکل جائیں میرے کمرے سے۔۔"

اسے روحان کی انگلیاں اپنے بازوؤں میں کھبتی ہوئی محسوس ہورہی تھیں۔روحان اس کے منہ سے زہر خند باتیں سن کر سناٹے کی زد میں آگیا تھا۔

"ہاہاہا۔۔"

وہ اسے جھٹکے سے چھوڑتا ہنسنے لگا تھا۔

"بہت چالاک لڑکی ہو تم۔۔یہ ڈراما کا ڈرما کر کے معصوم بننے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔مگر اب مجھے سب واضح ہوگیا ہے کیسی لڑکی ہو تم۔۔ تم تو سانپ سے بھی زیادہ زہریلی ہو۔۔"

وہ اس کا جبڑا دبوچتا سفاکیت سے بولا تھا۔دل کرچی کرچی ہوچکا تھا۔

"اچھا ہوا جلدی تم سمجھ گئے۔۔"

وہ اپنے آنسوؤں گلے میں اتارتی بولی تھی۔وہ اسے کیا بتاتی وہ کس حال سے گزر رہی ہے۔۔وہ جو بھی کررہی تھی وہ اس کے بھلا کے لیے کر رہی تھی۔

روحان اسے جھٹکے سے چھوڑتا جانے کے لیے مڑا تھا جب اس کی کھڑکی سے اندر آتی لال روشنی کو دیکھتا ساکت ہوا تھا۔دانین اس کے چھوڑتے ہی رخ پھیر گئی تھی۔

"دانین نیچے جھکو۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

وہ اونچی آواز میں چیخا تھا۔دانین نا سمجھی سے پیچھے مڑی تھی جب روحان اس پکڑتا زمین پر گرا تھا۔ بجلی کی تیزی سے ایک گولی کھڑکی کے شیشے کو توڑتی اندار داخل ہوئی تھی۔دانین کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی تھی۔

"..We are under attack sir"

اپنے کورڈینیٹ کی بات اپنے کان میں لگے بلوٹوتھ میں سنتا وہ تیزی سے سیدھا ہوا تھا۔

".Call the emergency backup"

وہ بولتا ہوا اپنی گن نکال چکا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"

اس نے سنجیدگی سے دانین سے پوچھا تھا جس پر وہ دھیرے سے سر ہلا گئی تھی۔اس کی بے چین نظریں روحان کو دیکھ رہی تھیں کہ کہیں اسے کوئی چوٹ تو نہیں لگی مگر وہ بھی ٹھیک تھا۔

"شش۔۔بیڈ کے نیچے جاو۔۔اور کچھ بھی سنو مگر باہر مت نکلنا۔۔"

روحان سرد لہجے میں بولا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"روحان۔۔"

دانین نے اسے پکارا تھا۔

"شٹ اپ جو بول رہا ہوں خاموشی سے وہ کرو۔۔"

اس بار وہ درشتگی سے بولتا دانین کو ڈرا گیا تھا۔دانین لب بھینچتی خاموشی سے بیڈ کے نیچے گھس گئی تھی۔روحان نے نیچے جھکتے اپنے پیچھے موجود دیوار پر لگے سوئچ کو آف کردیا تھا جس سے کمرے میں اندھیرا چھا گیا تھا۔وہ تیزی سے اٹھتا کھڑکی والی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

اس نے پردہ ہٹاتے باہر جھانکا تھا مگر وہاں کوئی بھی نظر نہیں آرہا تھا۔

"باہر سچوئیشن کیسی ہے؟"

اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا تھا۔

"سر ہم گھر کے اندر بیک ڈور والی سائیڈ پر ہیں ملائکہ ہمارے ساتھ سیف ہے بیک اپ کال کرلیا گیا ہے ٹوٹل پانچ لوگ فرنٹ گیٹ پر ہیں۔۔"

"اوکے۔۔تم ملائکہ کے ساتھ بیک ڈور سے باہر نکل جاو۔۔میری فکر مت کرنا میں ٹھیک ہوں دانین بھی ٹھیک ہے تم وہاں سے نکلتے ہی باہر جو پہلی گاڑی ہے اس میں بیٹھ کر چلے جانا اور پیچھے مت مڑنا۔۔ملائکہ کو کسی سیف جگہ پہنچاو۔۔"

وہ پردے سے باہر جھانکتا تیزی سے بولا تھا۔

"بٹ سر ہم آپ کو کیسے چھوڑ کر جاسکتے ہیں؟"

اس کے ساتھی نے اعتراض کیا۔۔

"اِٹس مائی آرڈر لیو دا ہاوس ناو۔۔"

وہ سختی سے بولا تھا۔

"سر آپ بھی آجائیں ہمارے ساتھ۔۔"

اس کے ساتھی نے بولا تھا۔

"اتنا ٹائم نہیں ہے ڈیم اٹ۔۔ویسے بھی گولیاں چل رہی ہیں دانین زخمی ہوسکتی ہے۔۔۔سارے گھر کی پاور بھی آف کردو اور باہر نکل جاو۔۔ہمارا سڑیٹ کے کارنر پر

انتظار کرو۔۔اوکے؟ میں کسی بھی طرح دانین کو باہر نکلوا کر بھیجتا ہوں۔۔دانین نے آتے ہی یہاں سے نکل جانا۔۔میرا انتظار مت کرنا"

وہ باہر کے دروازے پر چلتی گولیاں سنتا تیز لہجے میں بولتا تیزی سے دانین کی طرف بڑھتا اسے بازو سے پکڑتا تیزی سے بیڈ کے نیچے سے نکالتا باہر کی جانب بھاگا تھا اس کے ساتھی ساری پاور کٹ کرگئے تھے جس کی وجہ سے گھر میں اندھیرا چھا گیا تھا۔گولیوں کی آواز سن کر دانین کانپنے لگی تھی۔روحان اسے پکڑتا تیزی سے ٹیریس کے دروازے کی جانب بھاگا تھا۔وہاں بنے چھوٹے سے کمرے سے نکل کر چھت کا راستہ آتا تھا جہاں ٹائلز لگی ہوئی تھیں۔

"سٹے کوائیٹ۔۔"

"اوپر چڑھو۔۔"

اس کے بولنے پر وہ کانپتی ٹانگوں سے تیزی سے اس چھوٹے سے روم میں چڑھ گئی تھی۔باہر دروازہ ٹوٹنے کی آواز سن کر دانین نے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی تھی۔روحان نے بے ساختہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔

"بے وقوف لڑکی تم ہم دونوں کو مرواو گی۔۔"

اس کے بولنے پر دانین اپنی زبان دانتوں تلے دبا گئی تھی۔

"یہاں سے نکلو اور احتیاط سے بنا آواز پیدا کیے ٹالز کو تھامتے ہوئے پچھلے راستے کی جانب بنی بالکونی میں کود کر نیچے اتر جانا اور یہاں سے نکلتے ہی سیدھا کارنر پر کھڑی گاڑی کے پاس چلی جانا۔۔"

روحان نے اسے ہدایت دی تھی۔

"آپ۔۔؟"

اس نے سوالیہ نگاہوں دے اسے دیکھا تھا۔روحان اس کی بات اگنور کر گیا تھا اسے اس کے ایک ساتھی نے بتایا تھا وہ لان میں چھپا ہوا ہے جس پر اس نے نیا پلان بنایا تھا۔

"میں انھیں ڈسٹریکٹ کر رہا ہوں۔۔یہ والکی ٹالکی لے لو اس کے ذریعے تم میرے ساتھیوں سے بات کرسکو گی۔۔مجھے ابھی کین نے بتایا ہے وہ پچھلے لان میں چھپا تمھارا انتظار کر رہا ہے۔۔تمھارا بس اتنا کام ہے تم نے کسی بھی طرح اس کے پاس پہنچنا ہے اور پیچھے مڑنے کی غلطی بھی مت کرنا۔۔جاو اب۔۔"

روحان کی بات پر وہ سر ہلا گئی تھیں۔کتنی باتیں تھیں جو وہ اس سے کرنا چاہتی تھی۔کتنے جذبات تھے جو وہ چھپائے بیٹھی تھی۔کتنے ادھورے جملے تھے جو وہ اسے بتانا چاہتی تھی۔سب کے سب اس کے ہونٹوں میں دبے رہ گئے تھے۔روحان کے بولنے پر وہ آہستہ سے وہاں بنے چھوٹے سے راستے سے باہر ٹیریس پر نکل آئی تھی۔قدموں کی چاپ قریب آتے محسوس کرتے اس روم کا دروازہ بند کرتے روحان نے اپنی گن نکال لی تھی۔اس کے پاس ایک ہی گن تھی جس میں صرف چھ گولیاں تھیں۔اس کے پاس ایکسٹرا بلٹس بھی نہیں تھیں اسے پتا تھا اسے بس انھیں بیک اپ کے آنے تک روکے رکھنا تھا بیک اپ کے آنے میں بھی دس سے پندرہ منٹ لگ جانے تھے۔اب تک وہ بس کچھ دور ہی تھے۔روحان کے پاس والکی ٹالکی بھی نہیں رہا تھا جس سے اس کا بلوٹوتھ کونیکٹ تھا۔

وہ خاموشی سے دروازہ بند کرتا وہاں سے نکلتا ساتھ والی دیوار سے چپک گیا تھا جب سامنے سے ٹارچ لے کر آتے آدمی کو دیکھ کر وہ مزید اندھیرے میں چھپتا اپنی سانس روک گیا تھا۔

اس آدمی کے قریب آتے ہی اس کو پیچھے سے گردن میں بازو ڈالتے اس نے اسے اٹھا کر وہاں بنی لکڑی کی گرل جس سے لاونج کا منظر نظر آتا تھا نیچے پھینک دیا تھا۔

"چار۔۔"

وہ بڑبڑایا تھا ساتھ ہی اس نے گن نکالتے اپنی جانب آتے دو لوگوں پر تیزی سے فائر کیا تھا ساتھ ہی وہ گرل کے ساتھ موجود بڑے سے پلر کے پیچھے چھپ گیا تھا وہ دونوں میں سے ایک کے بازو پر گولی لگی تھی دوسرا صحیح سلامت تھا۔ تبھی وہ دونوں تیزی سے فائر کرتے اس کی جانب بڑھ رہے تھے۔وہ بس اتنا ہی چاہتا تھا۔بس دانین یہاں سے بحفاظت نکل جائے۔۔

دوسری جانب دانین کانپتی ٹانگوں سے بمشکل ٹائلز پر چل رہی تھی۔خوف ، گھبراہٹ اور روحان کا سوچ کر اس کے سانس خشک ہوچکے تھے۔۔وہ اپنی سوچوں میں گم بری طرح ٹائل میں الجھتی گرتی ہوئی نیچے جانے لگی تھی جب عین وقت پر اس نے وہاں موجود ایک ٹائل کو تھام لیا تھا۔شور کی آواز سے نیچے موجود ایک آدمی چوکنا ہوا تھا وہ دانین کی کھڑکی سے باہر نکلتا پائپ کے سہارے اوپر چڑھنے لگا تھا۔

دوسری جانب ان کے قریب آتے ہی روحان نے ایک بار پھر اپنی گن چلائی تھی اب کی بار ایک کے سر میں سیدھی گولی لگی تھی۔دوسرا جس کا بازو زخمی تھا اس نے روحان پر تیزی سے فائر کیا تھا۔ایک گولی روحان کے کان کی لو کو چیرتی پیچھے پیوست ہوگئی تھی۔روحان بہت مشکل سے بچا تھا۔خون اس کی لو سے نکلتا تیزی سے اس کی گردن پر بہنے لگا تھا۔اس کا کان گولی لگنے سے بند ہوگیا تھا۔عجیب سٹیوں کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔وہ ایک تکلیف دہ سانس بھرتا پیچھے کو پلر کے ساتھ ٹیک لگا گیا تھا۔اس کی گن میں صرف ایک گولی رہ گئی تھی۔دماغ تیزی سے گھوم رہا تھا۔وہاں گری ٹارچ لائٹ سے اسے عکس دکھائی دے رہا تھا۔

اس نے گہرا سانس بھرتے اپنا سر جھٹکتے عکس کو دیکھتے تیزی سے باہر نکلتے وہ گولی اپنے قریب آتے شخص کے گلے پر چلا دی تھی۔جس سے وہ موقع پر گر گیا تھا۔اب اس کی گن میں کوئی گولی نہیں تھی جبکہ ایک اور شخص سامنے سے ٹارچ لائٹ کے ساتھ آتا دکھائی دے رہا تھا۔

اس نے زور سے گن زمین پر پھینکی تھی اور ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنی جانب آنے کا اشارہ کیا تھا اس شخص کے پاس چاقو تھا وہ ٹارچ لائٹ زمین پر پھینکتا تیزی سے

حملہ کرنے کے لیے روحان پر جھپٹا تھا۔روحان نے اس کے پیٹ میں کک مارتے اس کے ہاتھ پر بازو سے جھٹکا دیا تھا۔مقابل نے روحان کے سینے پر چاقو پیوست کرنے کی کوشش کی تھی جب روحان نے اس کے سر پر زور سے سر مارتے اس کے ہاتھ سے چاقو چھڑوا کر نیچے پھینکنے کی کوشش کی تھی۔۔مگر مقابل بھی ہوشیار تھا اپنی دائیں ٹانگ کا استعمال کرتے اس نے زور سے روحان کو نیچے گرایا وہ اس افتاد پر بری طرح چونک گیا تھا جس کا فائدہ اٹھاتے اس آدمی نے روحان کے کندھے میں وہ چاقو پیوست کردیا تھا۔

دوسری جانب وہ شخص پائپ کے ذریعے اوپر چڑھتا تیزی سے دانین کو تلاش کرنے لگا تھا جو زیادہ مشکل نہیں تھا۔اس نے تیزی سے دانین پر نشانہ باندھتے گولی چلائی تھی۔ مگر دانین اسے دیکھ چکی تھی تبھی چیختی ہوئی نیچے جھک گئی تھی۔گولی اس کے بے حد قریب سے گزر کر گئی تھی۔ پچھلی جانب چھپے شخص نے باہر نکلتے کسی انجان شخص کو دیکھتے گولیاں چلانی شروع کی تھیں۔دانین نیچے جھکتی تیزی سے اس سے بچتی دوسری جانب بھاگنے لگی تھی وہ روحان کے ساتھی سے بات کرنے کے لیے والکی ٹالکی اپنی

ڈریس کی جیب سے نکالنے لگی تھی جب اسے خالی دیکھ کر اس کا سانس پھول گیا تھا اس کے نیچے گرنے کی وجہ سے شاید وہ اس کی جیب سے نکلتا نیچے گر گیا تھا۔

وہ پیچھے سے گولیوں کی آواز سنتی فرنٹ سائیڈ کی طرف تیزی سے ٹائلز کو تھامتی جانے لگیں تھیں۔جب سائرن کی آواز سنتے اس نے سکون کا سانس لیا تھا تبھی اس کا پاؤں پھسلا تھا وہ بل کھاتی ہوئی سیدھا نیچے والی بالکونی میں گر گئی تھی۔

سائرن کی آواز سنتے ہی روحان نے سکون کا سانس لیا تھا جبکہ وہ شخص روحان سے خود کو چھڑواتا تیزی سے وہاں سے بھاگ گیا تھا مگر نیچے جاتے ہی اسے سکیورٹی نے پکڑ لیا تھا اسی طرح چھت پر موجود شخص بھی گولی لگنے کی وجہ سے بل کھاتا نیچے گرگیا تھا۔

روحان کے زخم سے خون نکلتا اس کی کالے کوٹ کے نیچے چھپی سفید شرٹ کو بھگو گیا تھا۔وہ اپنی آنکھوں کے آگے آتا اندھیرا جھٹکتا کھڑا ہوا تھا۔

"روحان۔۔"

اپنے نام کی پکار سنتا وہ سر جھٹکتا پیچھے مڑا تھا دانین کو صحیح سلامت دیکھ کر اس نے ایک سکون کا سانس لیا تھا۔ٹیم نے آتے ہی ساری لائٹس اون کردی تھیں۔روشنی میں روحان کی حالت دیکھتے وہ ساکت ہوگئی تھی۔ٹیم کے قدموں کی آواز سنتا روحان ہمت ہارتا

زمین پر گر گیا تھا ساتھ ہی اس کی آنکھیں بند ہوگئی تھیں۔دانین کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی تھی۔آنسووں اس کی آنکھوں سے نکلتے گالوں کو بھگونے لگے تھے اس کی ساکت نظریں زمین پر بے جان ہڑے روحان جے وجود پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ کتنی خوش تھی جب اسے اگلے دن صبح صبح یونیورسٹی سے کال آئی تھی۔اس کے دوبارہ پیپرز ہورہے تھے۔جو چھوٹ گئے تھے وہ آخر میں اس کے سب سے الگ ہونے تھے۔اسے یہ بھی پتا چلا تھا سونیا کو سسپینڈ کردیا گیا ہے اس نے خود اعتراف کیا تھا کہ اس نے نورے کو جیلسی کی وجہ سے پھنسایا تھا۔

ایک ہفتہ کیسے پیپرز میں گزر گیا اسے پتا ہی نہیں چلا تھا۔اس نے شازل کو کال کرکے اس کا شکریہ بھی ادا کیا تھا وہ جانتی تھی یہ کام شازل کا ہی ہے۔۔آخر اس کے سارے طریقوں سے وہ باخبر تھی۔

آج اس کے پیپرز فائنلی ختم ہوگئے تھے وہ فریش ہوتی نیچے آئی تھی جب لاونج میں سب لوگوں کو بیٹھے دیکھ کر وہ ان کے پاس آئی تھی۔ماحول میں چھائی عجیب فضا کو محسوس کرتے اس نے حیرانی سے افرحہ کی جانب دیکھا تھا جو اس پر ایک نگاہ ڈالتی افسوس سے

نظریں جھکا گئی تھی۔اس نے سب کی جانب دیکھا تھا فاطمہ بیگم کے علاوہ سب اسے دکھ سے دیکھ رہے تھے۔

"کیا ہوا؟ سب مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں جیسے میں نے کوئی چوری کرلی ہے؟"

اس نے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا تھا۔شاہزیب نے کھڑے ہوتے تیزی سے اسے سینے سے لگا لیا تھا۔

"کیا ہوا بھیا؟ کچھ بتائیں گے مجھے۔۔؟"

اس نے حیرانی و کچھ پریشانی سے پوچھا تھا۔

شاہزیب نے آنکھیں میچ کر کھولتے اپنے کوٹ سے ایک فینسی انوئیٹیشن کارڈ نکالتے اس کی جانب بڑھایا تھا۔

نورے نے ایک نظر شاہزیب کے چہرے پر ڈالتے کارڈ اس کے ہاتھ سے پکڑا تھا اس کا دل عجیب انداز میں دھڑک رہا تھا۔انجانے خوف سے اس کے ہاتھ ہلکے ہلکے کانپ رہے تھے۔

"ی۔۔یہ کیسا مزاق ہے بھیا۔۔؟"

https://classicurdumaterial.com

اس نے کارڈ کھول کر پڑھتے فق چہرے کے ساتھ شاہزیب کی جانب دیکھتے پوچھا تھا۔

"نورے۔۔"

شاہزیب نے اسے تھامنا چاہا تھا جب وہ بے ساختہ پیچھے ہٹ گئی تھی۔کارڈ پر سنہری حروف میں شازل کے ساتھ انجانی لڑکی کا نام دیکھ کر اس کے سانسیں بند ہونے لگی تھیں۔وہ کارڈ نکاح کا تھا جو آج سے چار دن بعد تھا۔

"بھیا بول دیں یہ جھوٹ ہے۔۔"

وہ بے یقینی سے پوچھ رہی تھی۔کانپتی آواز نم آنکھیں اسے اپنی آنکھوں پر بھی یقین نہیں آرہا تھا۔سب کچھ تو اتنا اچھا چل رہا تھا پھر یہ کیا ہوگیا۔۔

"آج ہی مجھے یہ ملا ہے نورے۔۔میرا دل کر رہا تھا اس شخص کا منہ توڑ دیتا میں صرف و صرف تم سے کیے گئے وعدے کی وجہ سے رک گیا ہوں۔۔"

شاہزیب لب بھینچ کر بولا تھا۔

"م۔۔میں کچھ دیر اکیلی رہنا چاہتی ہوں۔۔"

وہ کانپتے ہاتھوں سے وہ کارڈ مضبوطی سے تھامتی سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگی تھی۔

"نورے۔۔ تمھیں فیصلہ کرنا ہوگا۔۔"

میر شاہ نے کھڑے ہوتے اسے روکا تھا۔

"بابا ابھی وہ اس حالت میں نہیں ہے جانے دیں اسے۔۔"

شاہزیب نے میر شاہ کو خاموش کروایا تھا۔

"اچچ۔۔ ایسا ہی ہوتا ہے جب یونیورسٹی میں جاکر لڑکے پھنساو گے اور گھر والوں کے خلاف جاکر شادی کرو۔۔ایسے لڑکوں کا جب ایک سے دل بھر جاتا ہے تب دوسری یاد آ جاتی ہے ویسے بھی اس نے کونسا دنیا کے سامنے اس سے نکاح کیا تھا۔چھپ کر کی گئی شادی کی یہ ہی اوقات ہوتی ہے۔۔"

فاطمہ بیگم کی بات نے اس کے زخموں پر نمک چھڑک دیا تھا۔

"بس۔۔ خاموش ہوجائیں میری بہن کے بارے میں مزید ایک لفظ بھی برداشت نہیں کروں گا۔۔"

شاہزیب غصے سے بولا تھا۔افرحہ نورے کو کانپتے دیکھ کر اس کی جانب بڑھی تھی مگر کانپتے ہاتھ کے اشارے سے اس نے افرحہ کو روک دیا تھا۔

"فاطمہ تم کمرے میں جاو۔۔"

میر شاہ کی بات پر وہ ایک تمسخرانہ نظر نورے پر ڈالتی کمرے میں چلی گئی تھی۔نورے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگی تھی۔دماغ میں مختلف باتیں گردش کر رہی تھیں۔اس نے کانپتے ہاتھوں سے گرل کو تھامتے قدم اٹھائے تھے۔

کیا ملا تھا اسے شازل سے محبت کرکے؟ دھوکا، رسوائی، تکلیف، آنسو۔۔وہ جان مانگتا تو وہ جان بھی دے دیتی مگر اپنی محبت میں شراکت داری؟ اسے اپنے گلے میں پھندے کی طرح لگ رہی تھی۔

اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگے تھے۔اس کی گرل سے گرفت ڈھیلی پڑی تھی سیڑھیوں پر پاوں رکھتے اس کے قدم ڈگمگائے تھے۔وہ سب کی نظروں کے سامنے چندھ سیڑھیوں سے بری طرح لڑکھڑاتی ہوئی نیچے گری تھی۔اپنی محبت کی بےوفائی دل میں کانٹے کی طرح چبھ رہی تھی۔آخر شازل خان بھی اس کے لیے باقیوں کی طرح ظالم اور سفاک ثابت ہوا تھا۔اس کا آج ہر رشتے سے بھروسہ اٹھ گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

#\

"روحان۔۔ تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟"

شہناز پریشانی سے ہوسپٹل کے روم میں داخل ہوتی بولی تھی۔انھیں جیسے ہی روحان کی حالت کا پتا چلا وہ فورا ہوسپٹل چلی آئی تھیں۔

"موم آئی ایم فائن۔۔"

وہ لب بھینچ کر بولا تھا۔جب سے اٹھا تھا دانین کی غیر موجودگی بری طرح کھٹک رہی تھی اس نے اپنے ساتھیوں سے بھی کئی بار پوچھنے کی کوشش کی مگر وہ اسے ملنے بھی نہیں آرہے تھے۔تبھی اس نے عادل کی ہیلپ لی تھی وہ اسی کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

"روحان جھوٹ مت بولو۔۔ کیا مجھ سے اتنی نفرت ہے کہ مجھے اب اپنے بارے میں بتانا ضروری نہیں سمجھتے۔۔؟"

ان کے لہجے کا شکوہ روحان کو شرمندہ کر گیا تھا۔

"سوری موم آئندہ خیال رکھوں گا۔۔"

وہ نرم لہجے میں بولا تھا۔

"تم کہیں جانے والے ہو؟"

اسے اٹھتے دیکھ کر انھوں نے جھٹ سے پوچھا تھا۔

"جی ایک ضروری کام ہے رات کو آپ سے بات کروں گا۔۔"

وہ اٹھتا بولا تھا۔

"اپنا چہرہ دیکھا ہے کتنا زرد ہوا پڑا ہے؟ اتنی جلدی کس بات کی ہے؟"

وہ پریشانی سے بولی تھیں۔

"ایک بہت ضروری کام ہے موم۔۔"

وہ ان کے گال پر بوسہ لیتا نرمی سے بولتا ان کے احتجاج خاموش کروا گیا تھا۔

وہ اسے خیال رکھنے کا بولتی پریشان سی واپس چلی گئی تھیں۔عادل کے آتے ہی وہ تیار ہوچکا تھا۔عادل سے گاڑی کی چابی لیتا وہ سیدھا ہیڈ کوارٹرز گیا تھا۔

جہاں اسے پتا چلا تھا اس کا کنٹریکٹ دانین کے ساتھ ختم ہوچکا ہے۔۔بالکل اس سے بھی حیران کن خبر یہ تھی کہ وہ پاکستان جاچکی تھی۔۔

https://classicurdumaterial.com

اس کے پاس کوئی خبر نہیں تھی وہ پاکستان میں کہاں ہوں گی؟ وہ کیوں بنا ملے اسے چھوڑ کر چلی گئی تھی؟ وہ پاگل ہونے کو تھا۔

"ویٹ روحان۔۔"

وہ مٹھیاں بھینچتا ہیڈ کوارٹر سے نکل رہا تھا جب اس کے ایک ساتھی نے اسے روکا تھا۔

روحان نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔

"یہ ملی نے دی تھی تمھیں دینے کے لیے۔۔"

اس نے ایک خط روحان کو پکڑایا تھا۔روحان نے اسے پکڑتے مٹھی میں زور سے بھینچ لیا تھا۔

وہ تیزی سے وہاں سے نکلتا اپنی گاڑی میں بیٹھتا خط کھول کر پڑھنے لگا تھا۔

"اگر واقعی اسے محبت کرتے ہو اور اسے اپنا بنانا چاہتے ہو تو ایک آخری کوشش کے لیے یہ ایڈریس دے کر جارہی ہوں۔۔امید ہے مایوس نہیں کرو گے۔۔"

ملائکہ نے ایک چھوٹا سا نوٹ اور آخر میں پاکستان کا ایڈریس چھوڑ کر گئی تھی۔جسے دیکھتے ہی اس نے ایک سکون کی سانس خارج کی تھی ورنہ چند منٹ پہلے اسے لگا تھا اس کا سانس بند ہوجائے گا۔۔

اس نے فورا پاکستان کے لیے فلائٹ بک کرواتے اپنے فلیٹ جاتے اپنی پیکنگ کی تھی۔اس کی فلائٹ رات کو تھی جس سے پہلے وہ شہناز سے مل کر بھی آچکا تھا۔وہ اس کے لیے بے حد پریشان تھی مگر وہ انھیں تسلی دیتا واپس آچکا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"بھیا مجھے شازل سے ملنا ہے۔۔"

وہ اٹھی تو اس کے لبوں سے سب سے پہلے یہ جملہ سن کر شاہزیب کی رگیں تن گئی تھیں۔ابھی تو ڈاکٹر چیک اپ کرکے اس کو ریسٹ کرنے کا سجیسٹ کرکے گیا تھا۔

"تمھارا دماغ ٹھکانے پر ہے نورے؟"

وہ بھڑک ہی اٹھا تھا۔

"میں ان سے بات کرنا چاہتی ہوں۔۔"

اس نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا شاہزیب کے غصے سے اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔اس نے ساکت نظریں اٹھا کر اپنے پاس کھڑے میر شاہ اور افرحہ کو دیکھا تھا جو خاموشی سے کھڑے پریشان نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"میں ایسا کچھ نہیں کروں گا۔۔حالت دیکھی ہے تم نے اپنی۔۔اس شخص کے لیے پاگل ہورہی ہو جسے تمہاری پرواہ تک نہیں ہے۔۔"

وہ تلخی سے بولا تھا۔

نورے نے دھیرے سے اس کا ہاتھ تھامتے اسے مسکرا کر دیکھا تھا۔

"ایک بار ملنا چاہتی ہوں لے جائیں نہ۔۔"

بے حد پیار سے بولتی وہ شاہزیب کے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر گئی تھی۔

"یہ آخری بار ہے نور اس کے بعد تم دوبارہ اس شخص کی شکل بھی نہیں دیکھو گی۔۔"

وہ نورے کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھامتا بولا تھا۔

"تھینک یو بھیا۔۔"

وہ جس ضبط کا مظاہرہ کر رہی تھی اسے دیکھتے افرحہ کی آنکھیں بھی نم پڑ گئی تھیں۔

"اس شخص کو بول دینا نورے دوبارہ ہمارے گھر کا رخ نہ کرے ورنہ تمہارے آنسوؤں کا حساب اس کو اپنے خون سے چکانا پڑے گا۔۔"

میر شاہ جو کب سے خاموش تھے بولنے پر آئے تو سب کو حیران کر گئے تھے۔نورے سر ہلاتی نظریں پھیر گئی تھیں۔اسے لگ رہا تھا یہ کوئی بہت برا مزاق کر رہا ہے۔۔وہ شازل سے مل کر تصدیق کرنا چاہتی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"پندرہ منٹ ہیں تمہارے پاس نورے۔۔جو بھی بات کرنی ہے جلدی کر لینا۔۔اس سے زیادہ میں انتظار نہیں کروں گا۔۔"

شاہزیب کی بات پر وہ سر ہلاتی گاڑی دے نکل آئی تھی ہاتھوں میں شازل کا نکاح کا انویٹیشن موجود تھا۔وہ اس کے اپارٹمنٹ آئی تھی اسے امید تھی وہ یہاں موجود ہوگا۔۔

اپارٹمنٹ کے باہر پہنچتے اس نے کانپتے ہاتھوں سے بیل بجائی تھی آنے والے وقت کا سوچ کر اس کا دل کانپ رہا تھا۔اس نے گہرا سانس لے کر خود کو پرسکون کیا تھا۔

بیل رنگ کرتے وہ اپنے لب کاٹنے لگی تھی۔پہلی ہی بیل پر دروازہ شازل نے کھول دیا تھا۔وہ اسے دیکھتا حیران ہوا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

اس نے نورے کو بازو سے پکڑ کر اپارٹمنٹ کے اندر کھینچتے سخت لہجے میں پوچھا تھا۔

"مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔"

وہ لب تر کرتی اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی تھی۔جن میں اجنبیت کی ایک سرد لہر دکھائی دے رہی تھی۔

"جو بھی بات ہے جلدی کرلو مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے۔۔"

وہ سینے پر بازو باندھتا سرد لہجے میں بولا تھا۔

"یہ کیا ہے شازل؟"

اس نے وہ کارڈ شازل کے سامنے کرتے تھوڑا غصے سے پوچھا تھا۔

"جو تمھیں دکھائی دے رہا ہے۔۔ میرے نکاح کا انویٹیشن کارڈ۔۔"

اس کے جواب پر وہ ساکت رہ گئی تھی۔

"آپ تو مجھ سے محبت کرتے ہیں نہ پھر کیوں کر رہے ہیں یہ شادی ؟"

وہ اس بار نرمی سے بولی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

"محبت؟"

"کیا کبھی میں نے تم سے محبت کا اظہار کیا؟ کبھی نہیں۔۔"

وہ زہر خند لہجے میں بول رہا تھا۔نورے ساکت سی کھڑی اسے یک ٹک دیکھ رہی تھی جو اس کی محبت کا جنازہ نکال رہا تھا۔

"محبت لفظ سے مجھے سب سے زیادہ نفرت ہے دوبارہ اپنی زبان پر یہ الفاظ مت لانا آگ لگا دوں گا۔"

وہ جبڑے بھینچ کر ہر لفظ چبا چبا کر بولتا اسے ہر گز بھی شازل خان نہیں لگا تھا۔

"مت کریں یہ شادی شازل۔۔میں شراکت داری برداشت نہیں کرپاوں گی۔۔"

وہ تڑپ کر بولی تھی۔اس کی باتیں دل چیر رہی تھیں۔

"وہ میرے بچپن کی منگ ہے تم اس کے بعد ہو۔۔اگر تم خود اپنے منہ سے نکاح کے لیے نہ بولتی تو آج میری زندگی میں تمھاری کوئی جگہ نہ ہوتی۔۔"

شازل سپاٹ لہجے میں بنا اس کی جانب دیکھے اس کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر گیا تھا۔

"تو کیوں کیا مجھ سے زبردستی نکاح؟"

"کیوں میرے باپ کے سر پر بندوق تان کر مجھ سے شادی کی۔۔؟"

"کیوں کی میری زندگی تباہ ؟ جب تمہاری منگ موجود تھی تو کیوں بنایا مجھے اپنی بیوی؟"

وہ اس کا کالر دبوچتی پھٹ پڑی تھی۔شازل سپاٹ نظروں سے اسے چیختے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"کیوں کیا میرے جذبوں کا قتل؟ جب محبت نہیں تھی تو کیوں آئے میرے قریب؟ کیوں مجھ سے محبت کے جھوٹے دکھاوے کیے؟"

"کیوں کیا یہ سب؟ کیا قصور تھا میرا؟"

اس نے چیخ کر زور سے اپنی آنکھیں میچ لی تھیں۔کئی آنسو اس کی آنکھ سے نکلتے گال پر بہہ نکلے تھے۔شازل نے بے ساختہ ہاتھ اٹھاتے اس کے آنسو پونچھنا چاہے تھے جب وہ اس کا ہاتھ زور سے جھٹکتی پیچھے ہٹ گئی تھی۔

"بہت برا پچھتائیں گے۔۔پل پل ترسیں گے میری شکل دیکھنے کو۔۔"

وہ اذیت سے بولتی مسکرائی تھی۔

"آپ بھی کیا یاد رکھیں گے شازل خان میں نورے شازل خان آپ کو دوسری شادی کی اجازت دیتی ہوں۔۔"

وہ سرخ بھیگی آنکھوں کو بے دردی سے صاف کرتی سرد لہجے میں بولی تھی۔شازل خان بغور اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"لیکن ایک بات یاد رکھیے گا۔۔دوبارہ کبھی مجھ سے ملنے کی جرت بھی مت کیجیے گا۔۔اگر سامنے آئے تو اپنے ہاتھوں سے جان لے لوں گی۔۔"

وہ انگلی اٹھا کر سپاٹ انداز میں بولی تھی۔

"ایڈوانس دوسرا نکاح مبارک شازل خان۔۔"

وہ طنزیہ بولتی اس کے پتھر بنے وجود پر ایک نظر ڈالتی تیزی سے وہاں سے نکل گئی تھی۔اس کی شادی کا سوچ کر سانسیں بند ہونے لگی تھیں۔اسے آج ایک بات سمجھ آگئی تھیں وہ جتنا خوشیوں کے پیچھے بھاگتی تھی خوشیاں اتنا اس سے دور بھاگتی تھیں۔

شازل نے اس کے ارمانوں کا ہی نہیں اس کی امید کا قتل بھی کیا۔اس نے ثابت کردیا ہے محبت اگر ظالم و سفاک شخص سے ہوجائے تو زندگی رول دی جاتی ہے۔۔

لیکن اس کی قصور وار تو وہ خود بھی تھی نہ ؟ اس نے کیوں اس شخص کو اچھا سمجھا ؟ کیوں یہ جانتے بوجھتے کہ وہ قاتل ہے اس سے محبت کی؟ کیوں اس کے اندر اچھائی دیکھنے کی کوشش کی؟ اب انجام تو بھگتنا ہی پڑنا تھا۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ گھر واپس آتی بنا کسی سے بات کیے کمرے میں بند ہوگئی تھی۔شاہزیب اس کے لیے شدید پریشان تھا اسے ڈر تھا وہ جذباتوں میں بہہ کر کوئی غلط قدم ہی نہ اٹھا لے۔۔

"آپ بیٹھیں میں اس سے بات کرکے دیکھتی ہوں۔۔"

افرحہ نے شاہزیب کے ہاتھ کو تھامتے تسلی دی تھی جس پر وہ سر ہلا گیا تھا۔

"نور۔۔"

وہ دروازہ ناک کرتی روم میں داخل ہوئی تھی۔نائٹ بلب کی روشنی میں افرحہ کو نورے بیڈ پر سیدھی ہوکر بیٹھتی دکھائی دی تھی۔

"بھابھی۔۔کیا کوئی کام تھا آپ کو؟"

اس نے بھاری آواز میں پوچھا تھا۔افرحہ کو اس کی آواز سے پتا چل گیا تھا یقیناوہ کافی دیر سے رو رہی تھی۔

"نور تمھیں مضبوط بننے کی ضرورت نہیں ہے بچے۔۔"

افرحہ کی بات پر وہ ہلکے سے ہنسی تھی۔چند آنسو مزید اس کی سرخ آنکھوں سے نکل پڑے تھے۔

"محبت رسوا کردیتی ہے بھابھی۔۔"

وہ لب کاٹتی بولی تھی افرحہ نے اس کا ہاتھ اپنی ہاتھوں میں لیتے نرمی سے سہلایا تھا۔

"میں بہت عام سی لڑکی تھی بس اتنی سی چاہ تھی کہ "محبت " مل جائے۔۔کوئی ایسا شخص مل جائے جو میرے بچپن کی ساری محرومیاں ، دکھ ،درد اور تکلیف مٹا دے۔۔میری بکھری ذات کو خود میں سمیٹ لے۔۔پر اس ایک خواہش نے اس شخص کے پیچھے مجھے اتنا رلایا کہ اب اپنا آپ "محبت" کے قابل نہیں لگتا۔۔"

"محبت۔۔ اب مجھے بے معنی لگنے لگی ہے یہ ایک ایسا ناسور ہے جو مجھے پل پل اذیت میں مبتلا کر رہا ہے۔۔"

وہ سپاٹ نظروں سے چھت کی جانب دیکھتی بولی تھی۔اس کی تکلیف اس کے لفظوں میں چھلک رہی تھی۔

"میں سمجھ سکتی ہوں نورے۔۔"

"ن۔۔نہیں آپ یا کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا میری حالت۔۔"

وہ افرحہ کی بات کاٹتی بولی تھی۔

"آپ بس ایک کام کردیں شاہزیب بھائی کو کمرے میں بھیج دیں مجھے ان سے بات کرنی ہے۔۔"

وہ اپنا چہرہ دوپٹے سے صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔افرحہ جانتی تھی وہ اس سے اب مزید بات نہیں کرنا چاہتی تھی تبھی وہ چلی گئی تھی۔

شاہزیب افرحہ کے بتانے پر تیزی سے نورے کے پاس چلا آیا تھا۔وہ ناک کرتا روم میں داخل ہوا تھا۔نورے کو دیکھ کر وہ رک گیا تھا۔

"بھیا"

"مجھے یہاں سے کہیں دور بھیج دیں میں اس شخص کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔"

سرخ آنکھیں اور بکھرے بال اس کی اجڑی حالت دیکھتے شاہزیب نے اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا تھا بہن کی ایسی حالت دیکھتے دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔

"مجھے نفرت ہے اس شخص سے۔۔"

"آپ صحیح کہتے تھے وہ شخص میرے قابل تھا ہی نہیں۔۔"

"ترسے گا میری شکل دیکھنے کے لیے۔۔لیکن آپ اسے میرے بارے میں مت بتائیے گا۔۔"

"جس تکلیف سے میں گزر رہی ہوں وہ بھی گزرے گا۔۔"

وہ شاہزیب سے دور ہٹتی اپنی آنکھوں سے گرم سیال بے دردی سے صاف کرتے ہوئے بولی تھی۔

"اچھا۔۔چپ ہوجاو نورے۔۔ تم پیکنگ کرو میں تمھاری فلائٹ بک کرواتا ہوں میں افرحہ کو بھیجتا ہوں وہ تمھاری مدد کرواتی ہے۔۔مگر اب ایک بھی آنسو نہیں نکلنا چاہیے اپنی حالت درست کرو۔۔اس کو تمھارے رونے سے کوئی تکلیف نہیں ملے گی۔۔"

شاہزیب کی آخری بات اس کے زخموں پر نمک چھڑک گئی تھی۔وہ سر ہلاتی لب بھینچ کر تیزی سے سوٹ کیس نکالتی اپنے کپڑے اس میں پھینکنے لگی تھی شاہزیب ایک گہری سانس خارج کرتا اس پر ایک نظر ڈالتا باہر نکل گیا تھا۔

نورے نے اس کے جاتے ہی زور سے اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ لیا تھا۔وہ وہی کر رہی تھی جو اس کا دماغ بول رہا تھا وہ جانتی تھی وہ یہاں رہی تو خود کے ساتھ زیادتی کرجائے گی۔۔اور ویسے بھی اس گھر سے بس اسے وحشت ہی محسوس ہوتی تھی وہ بس جلد سے جلد یہاں سے کہیں دور چلی جانا چاہتی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

سرخ جوڑے میں خود کو دیکھتے اس نے نفرت سے اپنی نگاہیں پھیر لی تھیں۔دل میں شدید تکلیف اٹھ رہی تھی۔وہ جسے بے ہوشی کی حالت میں چھوڑ آئی تھی اس کا سوچ کر دل عجیب انداز میں پھٹ رہا تھا۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو میری گڑیا۔۔"

آغا خان کی بات پر وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی تھی۔۔

"اس کی زندگی خراب مت کریں بابا۔۔اس کی پہلے ہی ایک بیوی ہے۔۔"

وہ لب بھینچ کر پر امید نگاہوں سے انھیں دیکھتی بولی تھی کہ شاید انھیں اس پر رحم آجائے۔۔

"وہ اس کی صرف منکوحہ ہے۔۔اور پہلا حق تمھارا تھا اور ہمیشہ اس پر رہے گا۔۔ محب نے اسے پہلے ہی اس بات سے آگاہ کیا ہوا تھا۔۔اب مزید فضول کچھ مت بولنا۔۔"

آغا خان کی بات پر وہ ایک پل کو خاموش ہوگئی تھی۔

"آپ کیوں نہیں سمجھتے بابا۔۔؟ میں نہیں رہ پاوں گی اس کے ساتھ۔۔"

وہ نم آنکھوں سے انھیں دیکھتی بولی تھی۔

"تم رہو گی اور تمھیں رہنا پڑے گا۔۔"

وہ چٹانوں کی سی سختی سے بولے تھے۔وہ دہل کر رہ گئی تھی۔

"تم ایک بار مجھے سب کے سامنے شرمندہ کر چکی ہو امید ہے اس بار اپنی باپ کی عزت کا خیال رکھو گی۔۔"

آغا خان کی بات نے دانین کے سارے احتجاج ختم کر دیے تھے۔وہ انھیں کیا بتاتی کہ دل پر زور نہیں چلتا۔۔

https://classicurdumaterial.com/

"آپ جیسا کہیں گے میں ویسا ہی کروں گی۔۔ بابا۔۔"

وہ ہلکی مسکان لے ساتھ بولی تھی آغا خان اس کے سر پر ہاتھ رکھتے باہر چلے گئے تھے۔

دانین کی آنکھوں کے سامنے چند دنوں پہلے کے مناظر آئے تھے کیسے وہ روحان کے ساتھ ہوسپٹل گئی تھی۔۔کیسے آغا خان زبردستی اسے واپس پاکستان لے آئے تھے تاکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری شازل کو دے سکے۔۔وہ جس حال میں ان کے ساتھ آئی تھی یہ وہ ہی جانتی تھی۔اس کے ذہن میں روحان کو دیکھ کر بس ایک ہی خیال تھا کہ اس کی موت کی وجہ وہ بننے والی تھی۔

"زیادہ مت سوچو جو تمھاری قسمت میں ہوگا وہ تمھیں مل جائے گا۔۔"

ملائکہ کی بات سنتے ہی دانین کا دھیان ان کی طرف گیا تھا۔

"بہت غلط ہو رہا ہے ملی۔۔ میں یہ سب نہیں چاہتی تھی۔۔"

وہ ہونٹ بھینچتی نم آنکھوں سے بولی تھی۔

"ہم جو چاہتے ہیں ہمیشہ ویسا ہی نہیں ہوتا دانین۔۔"

"زندگی کی تلخیوں کو ایکسیپٹ کرنا سیکھو۔۔"

وہ اس کا کندھے پر پڑا دوپٹہ صحیح کرتی سنجیدگی سے بولی تھیں۔

"آپ پر بابا کا اثر ہونے لگا ہے۔۔ان کے جیسی کڑوی باتیں کرنے لگی ہیں۔"

وہ ان کی جانب شکوہ کن نظروں سے دیکھتی بولی تھی۔

"تم کیا چاہتی ہو دانین ؟ میں کیا کہو؟ شازل روحان جیسا نہیں ہے۔۔ یہ بات یاد رکھنا۔۔"

ملائکہ نے اسے حقیقت سے آگاہ کیا تھا۔

"اس کے جیسا تو کوئی بھی نہیں ہے ملی۔۔"

وہ دھیرے سے مسکراتی اپنی انگلیاں مڑوڑنے لگی تھی۔ملائکہ خاموش ہوگئی تھی۔

گزرتے وقت کے ساتھ دانین کی گھبراہٹ میں اضافہ ہوتا جارہا تھا مہمانوں کے آنے کی آوازیں اسے سنائی دینے لگی تھیں۔اس کا دل بے دھڑک انداز میں دھڑک رہا تھا۔اس کا دل کر رہا تھا وہ آنکھ کھولے اور یہ سب ایک خواب بن جائے۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"اتنا ٹائم گزر گیا ہے محب شازل کا دور دور تک کوئی نشان نہیں میرا دل گھبرا رہا ہے--"

گل نے پریشانی سے وقت دیکھتے کہا تھا جہاں نکاح کا وقت دو بجے کا تھا اور اب تین بج کر دس منٹ ہوچکے تھے۔

"میں اسے کال کر کے تھک چکا ہوں--وہ کال پک نہیں کر رہا--"

محب خان نے پریشانی سے بتایا تھا۔سب مہمانوں میں چہ مگوئیاں ہونے لگی تھیں۔

"محب شازل کہاں ہے؟"

"لوگ طرح طرح کی باتیں کرنے لگے ہیں-- فورا شازل کو بلاو--"

آغا خان کی گرجدار آواز پر محب خان لب بھینچ گئے تھے۔

"بھائی صاحب اس سے ہمارا رابطہ نہیں ہو پارہا--آپ خود کوشش کرلیجیے--"

محب خان نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔

"بہت لاپرواہ ہے تمھارا بیٹا محب--"

وہ شازل کو کال ملاتے سرد لہجے میں بولے تھے۔

"ضرور کچھ ہوا ہوگا بھائی صاحب شازل ایسا نہیں ہے--"

گل خان نے شازل کی سائیڈ لی تھی۔

"نہیں اٹھا رہا وہ فون---"

وہ غصے سے بولے تھے محب خان اور گل خان خاموش ہی کھڑے رہے تھے--

ایک کے بعد دو گھنٹے گزر چکے تھے۔کچھ لوگ واپس بھی جانے لگے تھے۔

"میری بیٹی کی رسوائی کا بدلہ میں شازل سے وصول کروں گا--"

آغا خان انگلی اٹھا کر محب خان سے بولے تھے۔جو لب بھینچ گئے تھے۔ایک طرف بڑا بھائی تھا تو دوسری طرف واحد سر پھری اولاد--

لوگ باتیں کرتے اٹھ کر جانے لگے تھے آغا خان سر ہاتھوں میں گراتے صوفے پر ڈھے گئے تھے جب لوگوں کی چہ مگوئیوں میں ایک جانی پہچانی آواز انھیں سنائی دی تھی۔

"میں دانین سے شادی کرنا چاہتا ہوں--"

آغا خان نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا تھا۔اس کو دیکھ کر وہ فورا اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

اس وقت وہ جس کیفیت میں تھے اس کا مقابل کو بخوبی معلوم تھا تبھی اس نے موقع کا فائدہ اٹھایا تھا۔وہ تو کئی دنوں سے موقع کی طاق میں تھا۔جو اسے مل چکا تھا۔

"محب مولوی صاحب کو بلاو۔۔"

انھوں نے محب خان کو آواز دی تھی۔محب خان نے فورا جاتے ہوئے مولوی صاحب کو روک لیا تھا۔

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے ملی۔۔"

"اتنی دیر گزر گئی ہے۔۔۔"

وہ جالی دار دوپٹے کی اوٹ سے بیڈ پر بیٹھی ملائکہ کو دیکھتے بولی تھیں۔

"ڈرنے کی ضرورت نہیں تم درود پاک پڑھو۔۔ میں ابھی باہر سے ہوکر آئی۔۔"

ملائکہ اسے تسلی دیتی باہر نکلی تھی جب گل خان نے اسے ساری صورتحال کا بتایا تھا۔

"کون ہے وہ لڑکا؟ دکھنے میں کیسا ہے؟"

ملائکہ نے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"اچھا خاصا نوجوان ہے یہاں کا نہیں لگتا۔۔"

گل خان کی بات پر وہ سر ہلا گئی تھیں۔

"تمھارا نکاح شازل سے نہیں کسی اور سے ہو ہو رہا ہے--"

ملائکہ نے روم میں داخل ہوتے دانین کے سر پر بم پھوڑا تھا۔

"میں کسی اور سے نکاح نہیں کرنا چاہتی ملی-- پلیز یہ شادی رکوا دیں--شازل کے ساتھ میں اپنی سزا سمجھ کر رہ لیتی مگر کسی اور کے ساتھ--- یہ ممکن نہیں--"

وہ تڑپ کر بولی تھی--

"اب کچھ نہیں ہوسکتا دانین تمھارا باپ فیصلہ کرچکا ہے--باہر ایجاب و مراحل مکمل ہوچکے ہیں سب اب ادھر ہی آرہے ہیں--اب یہ تم پر منحصر کرتا ہے تم کیا فیصلہ کرتی ہو--"

ملائکہ کی بات پر وہ لب بھینچ گئی تھی۔آنکھیں بے ساختہ بھیگنے لگی تھیں--

آغا خان جب مولوی صاحب اور گواہوں کے ہمراہ آئے تھے تب اس نے ایک نظر اپنے باپ پر ڈالتے بنا کچھ سنے "قبول ہے" کہتے اپنی ساری زندگی ایک انجان شخص کے نام کردی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

سن ہوتی ہتھیلیوں کو آپس میں مسلتی وہ خاصی اضطراب کی کیفیت میں لگ رہی تھی ماتھے پر ڈھیروں سلوٹیں ، دل میں اٹھتا جذباتوں کا طلاطم---

وہ آنے والے وقت کا سوچتی شدید گھبرا رہی تھی--روحان کا سوچتے آنکھوں کے گوشے نم سے تھے--دل میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

"تمھارا شوہر تم سے ملنے آنے والا ہے دانین--"

اسے ملائکہ کی دھیمی آواز سنائی دی تھی جس پر وہ بے ساختہ سر ہلا گئی تھی۔اپنے حصے کے خسارے کا سوچ کر دماغ کی رگیں پھٹنے والی ہوگئی تھیں۔

وہ کھڑی ہوتی چند قدم اٹھاتی کھڑکی کے پاس جاکر کھڑی ہوگئی تھی۔دروازے کی جانب سے رخ پھیرنے کا مقصد مطلوبہ آنے والے شخص کا سامنا کرنے سے کترانا تھا۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر اس کی ہتھیلیاں بھیگ گئی تھیں۔دھڑکنیں خوف سے مزید بڑھ گئی تھیں۔ماتھے پر پسینے کی بوندیں دکھائی دینے لگی تھیں۔

بھاری قدموں کو اپنے قریب آتے محسوس کرکے وہ اپنے لہنگے کو مٹھیوں میں بھینچ گئی تھی۔مقابل کی گہری گرم سانسیں اپنی گردن پر محسوس کرتے وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی تھی۔

"تمھیں کیا لگا تھا میری حالت کا فائدہ اٹھا کر مجھ سے دور بھاگو گی تو میں تمھیں جانے دوں گا؟"

"بہت بڑی غلط فہمی کا شکار تھی۔۔ تمھارا پیچھا میں موت تک نہیں چھوڑوں گا۔۔"

جانی پہچانی آواز سنتے اس نے بے یقینی سے آنکھیں کھول کر جھٹکے سے پیچھے مڑتے روحان کو دیکھا تھا جو اس کے چہرے کو سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

دانین نے بے یقینی کی کیفیت میں اپنا ہاتھ اس کے گال پر دھیرے سے رکھا تھا۔اس کو محسوس کرتے دانین نے ایک کانپتی سانس خارج کی تھی۔

اس کی نرم انگلیوں کا ٹھنڈا لمس محسوس کرکے بھی وہ بنا تاثر دیے کھڑا رہا تھا۔

"تم اس روپ میں جس قدر خوبصورت لگ رہی ہو اس کی تعریف میں چاہ کر بھی نہیں کرسکتا۔۔ پتا ہے کیوں؟"

وہ اس کے دونوں جانب بازو ٹکاتے اس کے چہرے پر جھکا تھا۔دانین کی آنکھوں میں ابھی تک بے یقینی تھی۔

"کیونکہ تمہارا یہ سجا سنورا روپ میرے لیے نہیں ہے۔۔"

وہ زور سے دائیں جانب موجود دیوار پر ہاتھ مارتا اس کے کان کے قریب پھنکارا تھا۔

"ر۔۔روحان۔۔"

اس کے منہ سے کانپتی آواز میں سرگوشی نکلی تھی۔

"ڈونٹ۔۔۔ دوبارہ میرا نام مت لینا۔۔"

وہ سرد ترین لہجے میں دھاڑا تھا۔غصہ ، شدت اور اس کی بےوفائی سوچ کر دماغ کی شریانیں پھٹنے والی ہوگئی تھیں۔

دانین کے چہرے پر گہرے سائے لہرائے تھے۔آنکھیں نمکین پانی سے بھرنے لگی تھیں۔اپنے سرخ لب کاٹتے اس نے اپنی آنکھیں شرمندگی سے جھکا لی تھیں۔

"آپ مجھے سمجھ نہیں پائیں گے۔۔"

وہ آنکھیں میچ کر کھولتی ہمت مجتمع کرتی روحان کی جانب دیکھتی دکھی لہجے میں بولی تھی۔

"سمجھاو مجھے۔۔۔ تمھیں شروع سے پتا تھا تم کسی اور کی منگیتر ہو۔۔ پھر بھی تم نے میرے جذبات سے کھیلا۔۔ پھر جب میں مکمل طور پر تمھارے پیچھے پاگل ہوگیا تو مجھے چھوڑ کر یہاں بھاگی چلی آئی۔۔"

وہ سرخ آنکھوں سے دھیمی آواز میں زہر خند لہجے میں پھنکارا تھا۔

"ی۔۔یہ سچ نہیں ہے۔۔"

وہ بڑبڑائی تھی۔

"یہ ہی حقیقت ہے دانین بی بی۔۔"

"لیکن ایک بات اپنے اس خالی دماغ میں بیٹھا لو تمھارا پیچھے میں اپنی موت تک نہیں چھوڑوں گا۔۔"

وہ اس کے ماتھے پر انگلیاں ٹکاتا بولا تھا۔

اس کے میک اپ سے سجے حسین چہرے کو دیکھ کر اسے شدید تپ چڑھ رہی تھی۔اس کا بازو اپنی گرفت میں لیتا وہ بنا لحاظ کیے اسے کھینچتا ہوا واشروم میں لے گیا تھا۔

"ی۔۔یہ کیا کر رہے ہیں روحان۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ دبا دبا سا چیخی تھی۔

روحان نے اسے شاور کے نیچے کھڑا کرتے شاور چلا دیا تھا۔ٹھنڈا پانی محسوس کرتی وہ سن پڑ گئی تھی۔

وہ ہوش میں آتی شاور سے باہر نکلنے لگی تھی جب روحان نے اسے کھینچتے واپس اندر کرتے اس کو مضبوطی سے کمر سے تھامتے اپنی مضبوط گرفت میں لیا تھا۔

"روحان پلیز۔۔"

"شش۔۔ اب کچھ مت بولنا۔۔"

وہ اس کے سرخ لپ اسٹک سے بھیگے ہونٹوں پر اپنی انگلی ٹکاتا بھاری آواز میں بولا تھا۔دانین اس کے گرم لمس پر خاموش ہوگئی تھی۔اس نے بھیگا چہرہ اٹھاتے روحان کو دیکھا تھا جس نے اپنا دوسرا ہاتھ استعمال کرتے اس کے ماتھے پر لگا ٹیکا کھینچ کر اتارا تھا۔

دانین کے منہ سے ایک سسکی نکلی تھی جسے اگنور کرتے روحان نے اس کا بھاری کامدار دوپٹہ اتارتے شاور سے باہر زمین پر پھینک دیا تھا۔

"ایسا مت کریں پلیز۔۔"

وہ دوپٹہ سے بے نیاز اپنے بھیگے کانپتے وجود کے گرد بازو باندھتی کانپتی آواز میں بولی تھی۔۔

"مجھ پر یقین نہیں؟"

اس نے سرد آواز میں پوچھا تھا۔دانین نے اپنے لب کاٹتے بے ساختہ سر ہاں میں ہلایا تھا۔روحان نے اپنے بھیگے بالوں میں ہاتھ پھیرتے انھیں اپنی پیشانی سے دور کرتے شاور بند کردیا تھا جبکہ اس دوران دانین کو اس نے اپنی گرفت سے آزاد نہیں کیا تھا۔

اسے شاور سے باہر نکالتے اسے شیشے کے سامنے لاتے روحان نے اسے کمر سے تھام کر کاونٹر پر بیٹھایا تھا۔دانین کے منہ سے بے ساختہ ہلکی سی چیخ نکلی تھی۔جسے اگنور کرتے روحان نے اس کے بھیگے چہرے سے چپکے بالوں کو نرمی سے چہرے سے ہٹایا تھا۔

ان دونوں کے درمیان گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔روحان کے مردانہ ہاتھوں کا لمس محسوس کرتے اس کی دھڑکنیں پاگل ہونے کو تھی۔وہ بری طرح گھبراتی پیچھے کو ہٹی

تھی جب اچانک روحان نے اس کی کمر میں بازو ڈالتے اسے دوبارہ اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔

"مجھ سے دور جانے کی کوشش تو کیا خیال بھی اپنے ذہن میں مت لانا۔۔ تمھاری سوچ سے زیادہ میں پاگل ہوں۔۔"

روحان نے اس کی کانچ سی آنکھوں میں دیکھتے کہا تھا۔دانین نے بے ساختہ اپنے سرخ ہونٹوں کو دانتوں تلے لے کر دبایا تھا۔روحان کی نظریں بھٹکتی ہوئی اس کے ہونٹوں کی جانب گئی تھیں۔جو دیکھنے میں انتہائی نازک اور نرم لگ رہے تھے۔

روحان نے بے ساختہ اپنا انگوٹھا اٹھاتے اس کے ہونٹوں پر لگی سرخ لپ اسٹک کو نرمی سے مٹایا تھا۔لپ اسٹک اس کے گال پر پھیل سی گئی تھی۔۔شرمندگی سے دانین کے گالوں پر گلال سا بکھر گیا تھا۔آنکھوں میں حیا سی سمٹ آئی تھی۔

اس کے جھکے چہرے اور لرزتی پلکوں کو دیکھتے روحان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی۔

"مجھ سے ڈر رہی ہو؟"

اس نے دانین کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اس کا چہرہ جھٹکے سے اوپر اٹھاتے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔دانین نے بے ساختہ اپنا سر ہاں میں ہلایا تھا۔

"گڈ۔۔ مجھ سے ڈرنا بھی چاہیے۔۔"

وہ اس کے گلابی گالوں کو انگوٹھے سے سہلاتا لب بھینچ کر بولا تھا۔

"آپ جائیں پلیز۔۔ "

دانین گھبراتے ہوئے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے دور ہٹاتے کہا تھا اس کی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتے اس کی سانسیں سوکھ رہی تھیں۔

"کیا کہا ؟ دوبارہ کہنا ؟"

اس کے چہرے پر پتھریلے تاثرات آئے تھے۔اس کے پل میں بدلتے تاثرات اور جذبات کو دیکھتی وہ بے چین سی ہورہی تھی۔

"پلیز آئی ایم سوری۔۔"

وہ لرزتی پلکیں ، کپکپاتے ہونٹوں اور کانپتی آواز میں بولی تھی۔

"مجھے خود سے دور کرنے کا سوچنا بھی مت۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

اس نے سخت آواز میں غراتے دانین کے گلے میں پہنے بھاری سیٹ کی ڈوری کو زور سے کھینچتے توڑ دیا تھا۔اپنی گردن پر جلن محسوس کرتے اس نے شکوہ کن نظروں سے روحان کو دیکھا تھا آنکھوں کے گوشے نم سے پڑ گئے تھے۔

"کیوں میرے دماغ کو خراب کر رہی ہو۔۔ جب جانتی ہو اس وقت میں کچھ سمجھنے کی حالت میں نہیں ہوں۔۔"

وہ اس کی نم پلکوں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھوتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔اس کی حالت دیکھتے وہ نرم پڑنے لگا تھا مگر اس کا دھوکا بار بار ذہن میں آتے ہی اس کے دماغ کو شاٹ کر رہا تھا۔

روحان کا لمس محسوس کرتی وہ خود میں سمٹ سی گئی تھی۔

"آپ اگر میری جگہ ہوتے تو یقینا میں نے جیسا کیا ہے ویسے ہی کرتے۔۔"

اس نے روحان کا ہاتھ تھامتے نرمی سے کہا تھا۔اس کے لہجے میں التجا تھی۔

"میں چاہتا تھا ہماری شادی دھوم دھام سے ہو۔۔ نہ کہ ایسے جب تم کسی اور کے لیے سجی سنوری تھی۔۔"

وہ تکلیف سے بولا تھا۔اس نے دانین کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھر لیا تھا۔

"اور میں یہ بات کبھی نہیں بھولوں گا۔۔"

وہ بے رحمی سے بولا تھا۔اس کا دھوکا اتنی آسانی سے معاف کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔دانین نے بے بسی سے اپنے ہونٹوں کو کاٹا تھا۔روحان کی نظریں ایک بار پھر اس کے ہونٹوں کی طرف گئی تھی۔اس کی نظروں سے گھبراتی دانین نے فورا اپنے ہونٹوں کو آزاد کیا تھا۔اور ساتھ ہی اپنا چہرہ جھکا لیا تھا۔

روحان نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے جھٹکے سے اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے اس کے سرخ ہونٹوں کو اپنی شدت کا نشانہ بنایا تھا۔وہ شاکڈ کی کیفیت میں بے ساختہ روحان کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے دور دھکیلنے لگی تھی۔اس کی مزاحمت محسوس کرتے روحان اس کی سانسوں کو آزادی بخشتا دور ہٹا تھا۔

دانین سرخ چہرے سے گہری سانسیں لیتی کانپتی ہوئی اپنی آنکھیں میچ گئی تھی۔روحان نے اس کا اپنے سینے پر دھرا ہاتھ پکڑتے اس کی کلائی پر بوسہ دیا تھا۔

اس کی ہونٹوں کا بے رحم لمس بازو پر محسوس کرتی وہ اسے کھینچنے لگی تھی۔مگر روحان کی سخت نظریں محسوس کرتی وہ ساکت ہوگئی تھی۔

روحان نے گہری نظروں سے اسے دیکھا تھا جو بگڑے تنفس اور سرخ گالوں کے ساتھ سراپائے قیامت لگ رہی تھی۔اس نے ایک نظر اس کے وجود پر ڈالی تھی سہ گیلے کپڑوں میں کانپ رہی تھی۔اس کے بھیگے وجود کو دیکھتے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے روحان نے نظریں پھیر لی تھیں۔گیلا تو وہ بھی ہوگیا تھا مگر اسے اس وقت سوائے دانین کے کسی چیز کا کوئی خیال نہیں تھااس کا نازک کلیوں سا وجود اسے بہکانے لگا تھا تبھی وہ جھٹکے سے اس سے دور ہٹتا رخ پھیر گیا تھا۔دانین کو لگا تھا جیسے اس نے اسے دھتکار دیا ہو۔۔اس سے منہ موڑ لیا ہو۔۔

"کپڑے چینج کرلو۔۔ ٹھنڈ لگ جائے گی۔۔"

وہ بولتا ہوا واپس پلٹ کر جانے لگا تھا جب دانین کی بات نے اسے ساکت کر دیا تھا۔

"صاف کہیں میرے وجود سے کراہت محسوس ہونے لگی ہے۔۔"

وہ حلق کے بل چلائی تھی۔روحان کی آنکھوں میں غصے ایک بار پھر امڈ آیا تھا۔

وہ ایک ہی جست میں دانین کے پاس پہنچتا اس کے کھلے بالوں میں ہاتھ ڈالتا اسے اپنے بے حد قریب کرتا پھنکارا تھا۔

"کس چیز سے تمھیں لگا مجھے تم سے کراہت محسوس ہوئی ہے۔۔"

وہ شدید غصے میں پھنکارا تھا۔

"چھوڑیں مجھے۔۔ جہاں جارہے تھے جائیں۔۔"

وہ اس کے سینے پر پے در پے کئ مکے مارتی چیخی تھی۔

"تمھیں مجھ سے چھٹکارا نہیں ملے گا۔۔ ڈیم اٹ۔۔"

وہ اس کی سرخ ڈوروں والی آنکھوں میں چیخا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں سننا۔۔ جھوٹے ہیں آپ۔۔"

وہ بنا ڈرے غصے میں چیخی تھی۔

روحان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسے کمر سے تھام کر مزید اپنے قریب کیا تھا۔وہ اب بھی کاونٹر میں بیٹھی تھی جبکہ اب روحان اس کے بالکل سامنے کھڑا تھا۔

"کیا چاہتی ہو؟ خود پر قابو کھو دوں۔۔ جس چیز کے لیے تم تیار نہیں ہو وہ کردو۔۔؟"

https://classicurdumaterial.com

اس کی کمر پر لٹکتی ڈوری کو پکڑتا وہ سختی سے کھینچ کر توڑ چکا تھا۔ڈوری سے نکلتے موتی کاونٹر پر بکھرتے زمین پر گر گئے تھے۔جبکہ وہ سہمتی بے ساختہ پیچھے ٹیک لگانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

"اب کیوں دور ہٹ رہی ہو۔۔؟"

"انسر می۔۔ڈیم اٹ۔۔"

وہ چلایا تھا۔وہ ڈرتی آنکھیں میچ گئی تھی۔اسے پتا چل گیا تھا وہ اسے واپس بلا کر بہت بڑی غلطی کرچکی تھی۔

"کب تمھیں میرے لمس سے محسوس ہوا مجھے تم سے کراہت محسوس ہورہی ہے۔۔انسر می۔۔"

وہ اپنی انگلیاں اس کی بیوٹی بون پر پھیرتا سختی سے پوچھ رہا تھا۔

"آپ مجھے ڈرا رہے ہیں۔۔"

وہ اس کے لمس پر کپکپاتی ہلکی آواز میں بولی تھی۔

"اور تم جو مجھے پاگل کر رہی ہو اس کا کیا؟"

"تمھارے منہ سے دوبارہ میں نے کوئی ایسی گھٹیا بات سنی تو کچھ بولنے کے قابل نہیں چھوڑوں گا۔۔"

وہ گہرا سانس خارج کرتا سنجیدگی سے بولا تھا۔دانین نے فورا سر ہلایا تھا۔

"میری بے وفا جانم۔۔"

"میری ہمسفری مبارک!"

روحان نے اس کی ٹھوڑی تھامتے اس کا چہرہ نرمی سے اوپر اٹھاتے اس کی صبیح پیشانی پر شدت سے اپنے لب رکھتے اس کے گرد حصار باندھتے اسے اپنے سینے سے لگاتے سنجیدگی سے کہا تھا۔

اس کے بے وفا بولنے پر وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی تھی۔

"کل ملاقات ہوگی۔۔ میں جلد ہی کینیڈا کی فلائیٹ بک کروا دوں لوں گا۔۔اور رخصتی اسی ہفتے کے اندر ہوگی۔۔ تمھیں اگر کوئی اعتراض ہے بھی تو وہ ختم ہوجانا چاہیے۔۔ورنہ میں اپنے طریقے سے تمھارے سارے گلے شکوے ختم کردوں گا۔۔"

روحان کی بات پر اس نے دھیرے سے سر ہلا دیا تھا۔وہ یہ نہ کہہ سکی کہ ابھی وہ اس سب کے لیے تیار نہیں ہے۔۔روحان ایک آخری بار اس کی آنکھوں کا بوسہ لیتا تیزی سے اپنے بھکتے جذباتوں پر بندھ باندھتا وہاں سے نکل گیا تھا۔دانین اس کے جانے کے بعد کچھ دیر ویسے ہی سوچوں میں گم بیٹھی رہی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

رات کے ایک بجے وہ گھر میں داخل ہوا تھا۔براون سلکی بالوں میں کئی بار انگلیاں پھیرنے کی وجہ سے وہ قدرے بکھرے ہوئے لگ رہے تھے۔بلیک پینٹ شرٹ پہنے شرٹ کے کف موڑے وہ مضبوط قدم اٹھاتا بنا ڈرے گھر میں داخل ہوا تھا۔

"مجھے پہلے ہی معلوم تھا تم جیسا سنکی انسان اتنی جلدی کبھی بھی دانین سے نکاح کے لیے مان نہیں سکتا تھا۔۔"

محب خان کی آواز سنتا وہ رک گیا تھا۔ہونٹوں پر ایک زہر خند مسکراہٹ ابھری تھی۔

"آپ کو کیا لگا تھا؟ میں اس سے شادی کروں گا؟ جس کی شکل تک سے مجھے نفرت ہے۔۔"

"وہ لڑکی اگر آپ کے بھائی کے بیٹی نہ ہوتی تو یقیناً اس کا گلہ میں اپنے ہاتھوں سے دباتا۔۔"

اس کے لہجے کا زہر اور سچائی محسوس کر کے محب خان کے منہ پر چپی لگی تھی۔

"وہ اپنے حصہ کی سزا بھگت چکی ہے۔۔ چھوڑ دو اس کی جان۔۔"

محب خان عاجزی سے بولے تھے۔

"آپ اپنی بیٹی کو بھول سکتے ہیں لیکن میں اپنی بہن کو نہیں بھول سکتا ڈیڈ۔۔"

وہ لب بھینچ کر بولا تھا۔

"اس نے اپنے حصے کی سزا تو بھگت لی لیکن ابھی میری بہن کا حصہ باقی ہے۔۔ وہ جب تک یہاں رہے گی میں اس کا سانس لینا دو بھر کر دوں گا۔۔اسے مجھ سے بچا لیں ڈیڈ۔۔ میں اس کی زندگی عذاب بنا دوں گا۔۔ ہمارے گل کے معاملے میں بالکل بھی رحم نہیں کھاؤں گا۔۔"

اپنی بہن کا نام لیتے وہ لب بھینچ گیا تھا۔

"بھائی صاحب اپنی بیٹی کو تمھیں چھونے بھی نہیں دے گیں۔۔"

"اور تم پہلے ہی اپنا بدلہ لے چکے ہو اسے لوگوں کے سامنے رسوا کر کے۔۔"

محب خان سنجیدگی سے بولے تھے۔

"نہیں ڈیڈ وہ بدلہ نہیں تھا وہ تو جھلک تھی۔۔وہ واپس تو آگئی ہے لیکن یہاں سے اب کہیں نہیں جاسکے گی۔۔"

"دو سال پہلے میں نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ لیکن اب۔۔ اب کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہمارے گل کی ہر تکلیف کا ازالہ میں خود کروں گا۔۔"

وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتا پتھریلے لہجے میں بولا تھا۔

"کیا کرو گے تم میری بیٹی کے ساتھ؟؟"

گہری خاموشی میں آغا خان کی آواز گونجی تھی۔

"بتاو کیا کرو گے میری بیٹی ساتھ؟"

آغا خان نے اس کے سینے پر ہاتھ مارتے اونچی آواز میں پوچھا تھا۔

"اسے برباد کردوں گا میں۔۔ اسے کسی کو منہ دکھانے لائق نہیں چھوڑوں گا۔۔"

"چٹاخ۔۔"

https://classicurdumaterial.com

شازل کی بات سنتے غصے میں ابلتے آغا خان نے اس کے غصے سے سرخ چہرے پر ایک زور دار تھپڑ مارا تھا۔

"ہاہاہا۔۔ آپ کا یہ تھپڑ مجھے روک نہیں پائے گا۔۔"

وہ سرخ آنکھوں سے آغا خان کو دیکھتا دھاڑا تھا۔

"کہاں ہے وہ آپ کا داماد۔۔؟"

"بلائیں اسے۔۔"

"اسے بھی تو آپ کی پارسا بیٹی کے کرتوت پتا چلیں۔۔"

شازل اونچی آواز میں چلایا تھا اس کی آواز سنتے گل خان اپنے کمرے سے باہر نکل آئی تھیں۔شازل کو چلاتے دیکھ کر وہ بری طرح پریشان ہوئی تھیں۔ملائکہ بھی شور کی آواز سنتی اٹھ کر باہر چلی آئی تھی۔

"اپنی بکواس بند کرو شازل۔۔"

آغا خان چیخے تھے۔

"نہیں تو کیا کریں گے آپ؟؟"

"قتل کریں گے مجھے؟؟"

وہ طنزیہ بولا تھا۔

"شازل خاموش ہوجاو۔۔"

محب خان پریشان سے شازل کی جانب بڑھتے اسے بازو سے تھام کر روکنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

"میں دیکھنا چاہتا ہوں آپ کیا کریں گے۔۔ یہ لیں گن چلائی مجھ پر۔۔ مجھے موت سے ڈر نہیں لگتا۔۔ لیکن یاد رکھیے گا ہمارے گل کے ایک ایک خون کے قطرے کا بدلہ دانین خان کو اپنے خون سے چکانا پڑے گا۔۔"

شازل نے اپنی گن نکالتے آغا خان کی جانب بڑھاتے دھاڑتے ہوئے کہا تھا۔گل خان منہ پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔جبکہ معاملہ بگڑتے دیکھ کر ملائکہ آغا خان کی جانب بڑھ گئی تھی۔

"میرے زندہ رہتے میں تمھیں اپنی بیٹی کو چھونے بھی نہیں دوں گا۔۔خون بہانہ تو بہت دور کی بات ہے۔۔"

وہ غصے سے سرخ چہرے کے ساتھ دھاڑے تھے۔

"خان صاحب۔۔ جانے دیں بچہ ہے۔۔"

ملائکہ نے ان کے بازو کو تھامتے کہا تھا۔

"جو شخص آج تک اپنی بیوی کو اس کا درجہ نہ دے سکا وہ اپنی بیٹی کی حفاظت کیسے کرسکے گا۔۔؟"

شازل نے ان کی دکھتی رگ پر وار کیا تھا۔کوئی ان دونوں کو دیکھ کر کہہ بھی نہیں سکتا تھا کہ دو سال پہلے تک وہ دونوں تایا بھانجے کی بجائے بیسٹ فرینڈز تھے۔۔

اس کی بات پر آغا خان نے بری طرح ملائکہ کا ہاتھ جھٹکا تھا وہ بری طرح لڑکھڑائی تھیں۔احساس ذلت سے ملائکہ کا چہرہ سرخ پڑا تھا۔ گل خان نے تیزی سے اس کی جانب بڑھتے ملائکہ کو پکڑا تھا۔

"محب تم اپنے بیٹے کو میری نظروں سے دور لے جاو ورنہ میں کچھ غلط کر جاوں گا۔۔"

وہ غصے میں بولتے لمبے لمبے ڈھگ بھرتے گھر سے ہی نکل گئ تھی۔ملائکہ شرمندہ سی تیزی سے اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔

"شازل تمھیں زرا شرم نہیں آئی ملائکہ کے بارے میں یہ بولتے ؟ تم دونوں کی لڑائی میں اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔۔"

گل خان غصے میں بولتی واک آوٹ کرگئی تھیں۔

"جو ہمارے پاس چند قریبی رشتے ہیں تم ان کو بھی برباد کردو گے۔۔"

محب خان اسے ملامتی نظروں سے دیکھتے گل خان کے پیچھے کمرے میں چلے گئے تھے۔جبکہ اسے واقعی غصے میں بولے گئے اپنے آخری لفظوں پر پشیمانی ہوئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

اس نے کھڑکی سے پردہ ہٹاتے باہر دیکھا تھا جہاں گھپ اندھیرا تھا سٹریٹ لائٹس کی روشنی میں اس نے ارد گرد جھانک کر اچھے سے دیکھتے خالی سڑک کو دیکھتے گہرا سانس لیا تھا۔

"احمد پیک یور بیگ۔۔ ہم ابھی اور اسی وقت یہاں سے جارہے ہیں۔۔"

زرکشہ نے کانپتے ہاتھوں سے اپنا سکارف ٹھیک کرتے اپنے سے سات سال چھوٹے بھائی کو کہا تھا جو پندرہ سال کا تھا مگر دیکھنے میں اپنی عمر سے بڑا لگتا تھا۔

"دی ڈرلیے مت جب تک میں زندہ ہوں آپ کو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔"

احمد کی بات سنتے وہ ہلکا سا مسکائی تھی۔

"ہمارے پاس ابھی وقت نہیں ہے احمد پلیز جلدی سے اپنا بیگ پیک کرو۔۔"

وہ تیزی سے بولتی اپنے کمرے کی جانب چل دی تھی۔احمد بھی اس کی پیروی کرتا اپنے کپڑے پیک کرنے لگا تھا۔ان دونوں کا ارادہ یہ شہر جلد سے جلد چھوڑنے کا تھا جس کی سب سے بڑی وجہ ان کا باپ تھا۔جو پچھلے ایک ہفتے سے غائب تھا۔اس کا نام و نشان بھی نہیں پتا چل رہا تھا۔

"سب کچھ رکھ لیا نہ؟"

زرکشہ نے اپنے حجاب میں پن لگاتے پوچھا تھا جس پر احمد نے مثبت جواب میں سر ہلایا تھا۔

وہ دروازے کی جانب بڑھنے ہی لگے تھے جب جھٹکے سے دروازے کا لاک توڑتے دو لوگ اندر داخل ہوئے تھے۔

احمد نے فورا زرکشہ کو اپنے پیچھے کیا تھا۔زرکشہ کے چہرے پر خوف کے سائے لہرائے تھے۔اس نے بے ساختہ احمد کا بازو زور سے پکڑ لیا تھا۔

"لڑکی کو ہمارے حوالے کر دو۔۔ورنہ تم جان سے جاو گے۔۔"

مقابل موجود غنڈے کی بات سنتے زرکشہ کے رنگ اڑ گئے تھے جبکہ وہ احمد کو مزید مضبوطی سے تھام گئی تھی۔

ان کے نہ ہلنے پر مقابل موجود غنڈے نے گن اٹھا کر احمد کا نشان لیا تھا۔گن چلنے کی آواز پر زرکشہ نے سختی سے آنکھیں میچ لی تھیں۔گہری خاموشی میں قدموں کہ چاپ سن کر اس نے دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولی تھی اس کی نظر پہلے زمین پر گرے غنڈے کی طرف گئی تھی پھر چمچماتے کالے برینڈڈ شوز کی طرف۔۔

اس نے دھیرے سے نظریں اٹھاتے سامنے دیکھا تھا۔جہاں کھڑے ڈینیل مارٹین کو دیکھتے اس کے سانس خشک ہوگئے تھے۔اس کے ہاتھ میں موجود گن دیکھتے زرکشہ نے ایک کانپتی سانس خارج کی تھی۔اسے دیکھتے ڈینیل نے گن اٹھاتے ایک اور فائر مقابل کے اندر اتار دیا تھا۔

زرکشہ اس کی حرکت پر ساکت رہ گئی تھی خون کے قطرے اسے اپنے پاوں پر محسوس ہوئے تھے جس پر وہ کانپ اٹھی تھی۔

".Hey Princess"

وہ اپنی بھاری آواز میں بولا تھا۔ڈینیل کے اشارے پر اس کے ایک آدمی نے آگے بڑھتے احمد کو قابو کیا تھا۔زرکشہ کے منہ سے زور دار چیخ نکلی تھی۔

"نہیں چھوڑ دو میرے بھائی کو۔۔"

وہ خوف پر قابو پاتی چیخی تھی۔

"شش۔۔ شٹ یور ماوتھ گرل۔۔ یو آر کازنگ می ہیڈک۔۔"

اس نے آگے بڑھتے زرکشہ کے بازو کو دبوچا تھا وہ اس کے مردانہ انگلیوں کے لمس کو محسوس کرتی تڑپ اٹھی تھی۔

"پلیز۔۔ ڈونٹ ٹچ می۔ "

اس کی کسی بھی بات کا ڈینیل پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا وہ اسے کھینچتا ہوا لفٹ کے ذریعے نیچے لے گیا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"میرا بھائی۔۔ اسے چھوڑ دیں پلیز۔۔"

احمد کو اس غنڈے کے ساتھی کے ساتھ جاتا دیکھ کر وہ دوبارہ چیخی تھی۔

"شٹ اپ۔۔ چپ چاپ گاڑی میں بیٹھو ورنہ تمھارے بھائی کو تمھارے ہاتھوں سے سیدھا اوپر کی کرش لینڈنگ کرواوں گا۔۔"

ڈینیل کی دھمکی پر وہ غصے اور بے بسی سے گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔ڈینیل اس کے ساتھ ہی کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی تھی۔وہ کھسک کر دروازے کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی تھی۔

"کال دا کلینگ کریو۔۔"

اس نے ڈرائیور کو کہا تھا جس پر وہ سر ہلا گیا تھا۔

"میر۔۔"

"ڈونٹ سے اینی تھنگ۔۔"

وہ سخت لہجے میں بولتا اس کی بولتی بند کروا گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ کافی دیر سے نورے کو کال ملا رہا تھا مگر اس کا فون مسلسل آف جارہا تھا۔اسے اپنے رویے پر پچھتاوا ہو رہا تھا۔جب نورے اس کے پاس آئی تب اس کا موڈ بری طرح خراب تھا۔جس کا نشانہ وہ بری طرح بنی تھی۔اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا دانین سے شادی کرنے کا بلکہ اسے تو دانین کے عکس سے بھی نفرت تھی۔لیکن وہ یہ جان چکا تھا اس نے نورے کو شدید تکلیف پہنچائی ہے۔۔جس ہر اسے مزید خود پر غصہ اور دانین کا گلا دبانے کا دل کر رہا تھا جس کے آنے سے اس کے دماغ میں شاٹ سرکٹ ہونے لگے تھے۔

اس نے تھک ہار کر غصے میں موبائل دیوار میں دے مارا تھا۔موبائل ٹوٹ کر زمین پر بکھر گیا تھا۔وہ اس وقت فلیٹ پر موجود تھا مگر سوچوں کا رخ بری طرح نورے کی جانب تھا وہ صبح ہوتے ہی یہاں آگیا تھا۔مگر ایک بھی پل وہ سو نہیں سکا تھا بار بار نورے کی باتیں ذہن میں آرہی تھی۔نیند سے سرخ آنکھوں کو مسلتے اس نے اس کے گھر جاکر اس سے ملنے کا فیصلہ کیا تھا۔

وہ چینج کرتا فریش ہوکر اس کو منانے کے لیے نکلا تھا۔دل میں عجیب سی کھلبی مچی ہوئی تھی۔اپنے ماتھے کو مسلتے اس نے گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی تھی۔ایک طرف نورے کی ٹینشن تو دوسری طرف فیاض نے اس کا دماغ گھما دیا تھا۔

شاہ پیلس کے سامنے گاڑی روکتے وہ ایک گہری سانس بھرتا اس کی ناراضی کا سامنا کرنے کے لیے باہر نکلا تھا۔

"تمھاری ہمت کیسے ہوئی ہمارے گھر میں قدم رکھنے کی؟"

میر شاہ کی اونچی آواز سن کر اس نے بےتاثر انداز میں ان کی جانب دیکھا تھا۔

"میں اپنی بیوی سے ملنے آیا ہوں۔۔"

وہ بےتاثر انداز میں جواب دیتا سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگا تھا جب میر شاہ ان کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔

"تم جیسا بے شرم شخص میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔۔ پہلے میری بیٹی کی زندگی تباہ کردی اب اس کے زخموں پر نمک چھڑکنے آئے ہو۔۔"

میر شاہ اونچی آواز میں چلائے تھے۔

"میں اپنی بیوی سے بات کرنے آیا ہوں آپ کو میں جواب دہ نہیں ہوں۔۔"

شازل کے جواب پر میر شاہ کے غصے میں اضافہ ہوا تھا۔

"کیوں دوسری بیوی نے منہ نہیں لگایا جو پہلی بیوی کہ یاد آگئی ہے۔۔"

فاطمہ بیگم جو نماز ادا کرتی باہر نکلی تھی اس کو چلاتے دیکھ کر طنزیہ بولی تھیں۔

وہ انھیں اگنور کرتا نورے کے روم میں جانے لگا تھا جب میر شاہ کی بات نے اسے ساکت کردیا تھا۔

"وہ جاچکی ہے یہاں سے۔۔"

میر شاہ سپاٹ لہجے میں بولے تھے۔نورے اگر جاتے ہوئے ان سے وعدہ نہ لے کر جاتی تو وہ اس وقت یقینا شازل کا خون بہا چکے ہوتے۔۔

شازل ان پر ایک نظر ڈالتا تیزی سے انھیں پیچھے ہٹاتا ایک وقت میں کئی سیڑھیاں پھلانگتا نورے کے کمرے کی جانب بھاگا تھا۔اس کے خالی کمرے کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بے یقینی امڈ آئی تھی وہ تیزی سے اس کی الماری کی جانب بھاگا تھا اسے کھولتے ہی

خالی الماری اسے منہ چڑھا رہی تھی۔اس کی شریانیں پھٹنے لگی تھیں۔وہ الٹے قدموں دوبارہ نیچے بھاگا تھا۔

"کہاں ہے میری بیوی؟"

وہ چلایا تھا۔

"ہمارے سامنے یہ ڈرامہ مت کرو۔۔ اس سے تم نورے کو بے وقوف بنا سکتے ہو ہمیں نہیں۔۔"

"اور اب کیوں پوچھ رہے ہو اس کا؟ دوسری بیوی ہے نہ تمہارے پاس جاو اس کے ساتھ ہنسی خوشی رہو اور میری بیٹی کی جان چھوڑ دو۔۔"

ان کی بات سن کر شازل نے سختی سے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔

"میری بیوی کہاں ہے۔۔؟ مجھے فورا بتا دیں ورنہ مجھے آپ جانتے ہیں اس کی خاطر میں ہر حد سے گزر جاوں گا۔۔"

وہ دھاڑا تھا۔غصے سے سفید رنگت میں سرخیاں گھلنے لگی تھیں۔

"کیا کرو گے تم؟ ہم پر گن تانوں گے؟ میں ڈرتا نہیں ہوں تم سے۔۔"

میر شاہ بھی غصے سے بولے تھے۔

"میں اسے ڈھونڈ لوں گا۔۔ وہ پیتال میں بھی ہوئی میں اسے وہاں سے نکلوا لاؤں گا۔۔ اور پھر آپ اسے دیکھنے کے لیے بھی ترسیں گے۔۔ یہ میرے الفاظ یاد رکھیے گا۔۔"

غصے سے اس کی شریانیں پھول چکی تھیں۔آنکھیں مزید لال ہو گئی تھیں۔میر شاہ نے اس کی بات پر تمسخرانہ انداز میں اسے دیکھا تھا۔شازل ان پر ایک نظر ڈالتا لمبے لمبے ڈھگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔اس کا رخ اب خان ہاوس کی طرف تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

#\

وہ ریش ڈرائیونگ کرتا سیدھا واپس گھر لوٹا تھا۔غصے سے اس کی حواس سلب ہوچکے تھے بس بار بار ایک ہی بات ذہن میں آرہی تھی وہ اسے چھوڑ کر جا چکی ہے اور اس کی وجہ صرف و صرف دانین ہے۔۔

سفید شلوار قمیض میں سر پر دوپٹہ لیے دانین جو گل خان کے پاس جارہی تھی شازل کو دیکھتی گھبرا کر رک گئی تھی۔

دانین کو دیکھتا وہ سیدھا اس پر جھپٹا تھا اسے گردن سے دبوچتے اس نے دیوار سے لگایا تھا۔گھر میں اس وقت گھر میں کوئی مرد نہیں تھا تبھی گل خان پریشان سی اس کی جانب بڑھی تھیں۔

"یہ سب کچھ اس کا کیا دھرا ہے پہلے میری بہن کی جان لے گئی یہ ڈائن اور اب میری محبت کو مجھ سے چھین لیا ہے۔۔"

وہ غصے سے دھاڑا تھا۔

"شازل کیا فضول بول رہے ہو۔۔؟ چھوڑو دانین کو۔۔"

اس کے بازو کو پکڑتی گل خان اسے دانین سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی تھیں۔مگر وہ اس کے قابو میں نہیں آرہا تھا۔

"مجھ سے دور ہٹ جائیں مما۔۔ میں آج اس کی جان لے لوں گا۔۔"

وہ دانین کا سرخ چہرہ دیکھتے سفاکیت سے بولا تھا۔دانین نے اکھڑتے سانسوں اور اس کی انگلیوں کے لمس سے تڑپتے اس کے ہاتھ پر ناخن چبھوئے تھے۔

"شازل چھوڑ دو اسے۔۔ مر جائے گی وہ۔۔"

گل خان کی باتوں کا اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

"وہ مجھے اس۔۔ اس کی وجہ سے چھوڑ کر چلی گئی۔۔"

وہ غصے میں بڑبڑاتا اس کے گلے پر مزید دباو بڑھاتا چلا جا رہا تھا جب اچانک پیچھے سے کسی نے اسے پکڑتے بری طرح جھٹکا تھا اس کی گرفت دانین پر ڈھیلی پڑ گئی تھی جو زرد چہرے کے ساتھ بری طرح کھانس رہی تھی۔

"دور رہو میری بیوی سے۔۔"

روحان نے اس کے کالر سے پکڑتے اسے دانین سے دور کر دیا تھا۔دانین دیوار سے کھسکتی کھانستی ہوئی زمین پر بیٹھ گئی تھی۔گل خان نے تیزی سے اسے تھام لیا تھا۔

"اوہ۔۔ دیکھیں زرا کون آیا ہے ہمارے گھر میں۔۔روحان صاحب آئیں ہیں۔۔"

وہ استہزایہ لہجے میں اسے گھورتا ہوا بولا تھا اس کی مداخلت اسے ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔

"تم کیا سمجھتے ہو بہت نیک بیوی ہے تمہاری ؟"

"بہت معصوم ہے یہ ؟"

وہ ہنستا ہوا روحان کے سپاٹ چہرے کی طرف دیکھتا طنزیہ بولا تھا۔

"مجھے اپنی بیوی کے بارے میں تم سے کچھ جاننے کی ضرورت نہیں ہے مجھے دانین پر بھروسہ ہے۔۔۔"

روحان سنجیدگی سے بولا تھا۔

"ہاہاہا۔۔ "

شازل طنزیہ ہنسا تھا۔

"جس دن تمھیں اپنی نیک پارسا بیوی کے کرتوت پتا چلے تمھیں خود اس سے نفرت محسوس ہوگی۔۔"

"اس کی معصومیت کے نقاب کے پیچھے ایک ایسی شاطر اور بے حیا عورت چھپی ہے جس نے میری بہن کو برباد کر دیا۔۔"

"تمھاری یہ معصوم بیوی میری سولہ سالا بہن کی قاتل ہے۔۔"

وہ روحان کے روبرو کھڑا ہوتا پھنکارا تھا۔روحان اس کی بات سنتا ساکت ہوگیا تھا۔آنکھوں میں بے ساختہ بےیقینی سمٹ آئی تھی۔

"شازل خاموش ہوجاو۔۔"

گل خان اپنی بیٹی کا ذکر سنتی تڑپ کر بولی تھیں۔

"مجھے تم پر یقین نہیں جھوٹ بول رہے ہو تم۔۔!!"

روحان کی بات پر اس کی آنکھوں میں سرد تاثر نمایا ہوا تھا۔

" اگر اتنا یقین ہے تو اپنی بیوی سے پوچھنا سفیان کون ہے؟"

وہ کاٹ دار لہجے میں بولتا لمبے لمبے ڈھگ بھرتا گھر سے نکل گیا تھا۔

روحان نے اس کے جانے کے بعد بنا کچھ کہے دانین کو سہارا دے کر اٹھایا تھا اور اسے کمرے میں لے گیا تھا۔گل خان غمگین سی اپنی بیٹی کو یاد کرتی کمرے میں چلی گئی تھیں۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"نورے اگر کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بلا جھجھک مجھے بول دینا۔۔"

https://classicurdumaterial.com

اسے روم دیکھاتے بریرہ نے نرم لہجے میں کہا تھا تھوڑی دیر پہلے ہی عادل اسے ائیر پورٹ سے لے کر یہاں آیا تھا۔اس کی سرخ آنکھیں اور سوجے پپوٹے دیکھ کر بریرہ خاموشی ہی رہی تھی۔

"اوکے آپی میں ابھی جسٹ ریسٹ کرنا چاہتی ہوں۔۔"

کمرے کو دیکھتے نورے نے سادہ انداز میں کہا تھا۔

"اچھا یہ سیل فون لے لو اور شاہزیب کو کال کر لو۔۔"

بریرہ نے اسے فون پکڑاتے کہا تھا اسے پتا چلا تھا کہ نورے اپنا فون استعمال نہیں کر رہی۔۔نورے کے فون پکڑنے پر بریرہ خاموشی سے باہر نکل گئی تھی۔

خود کو اکیلا محسوس کرتے نورے نے گہرا سانس لیا تھا اس نے میسج کر کے شاہزیب کو انفارم کردیا تھا وہ پہلی بار کسی غیر ملک میں آئی تھی اس لیے عجیب سا محسوس کر رہی تھی۔

شازل کا خیال پل پل ذہن میں آرہا تھا جسے وہ جھٹک رہی تھی۔فریش ہوکر کپڑے چینج کرتے اس نے موبائل اٹھایا تھا جب تاریخ دیکھتے اسے یاد آیا تھا آج شازل کا نکاح تھا۔وہ وہاں سے بھاگ تو آئی تھی لیکن سوچیں ابھی بھی وہاں ہی اٹکی ہوئی تھی۔

اس کی دوسری شادی کے خیال سے بے چین ہوتی وہ بے چینی سے اٹھ بیٹھی تھی دل میں آگ سی لگ گئی تھی۔دماغ میں عجیب عجیب سوچیں آرہی تھیں۔

"شازل خان۔۔آپ نے میرے ساتھ بہت بڑی زیادتی کردی ہے۔۔"

وہ بیڈ پر چت لیٹی نم آنکھوں سے چھت کو گھورتی ہوئی بولی تھی۔

"محبت میں شرک برداشت نہیں ہوتا۔"

"میری جان لے لیتے۔۔۔ مگر دوسری شادی کا نہ سوچتے۔۔"

وہ منہ میں بڑبڑاتی خیالوں میں اس بے رحم سے مخاطب تھی جس نے اسے پلٹ کر جاتے دیکھا بھی نہیں تھا۔

"آپ بہت تڑپیں گے۔ یہ میری بددعا ہے۔۔"

وہ تکلیف کی شدت سے بولتی فوری اپنے لب کاٹ گئی جبکہ زور سے دانتوں تلے دبانے سے خون اس کے ہونٹوں سے نکلتا منہ میں گھل گیا تھا۔

"یااللہ آپ تو میری کیفیت سمجھتے ہیں نہ؟ مجھے ہمت دیں۔۔"

وہ آنکھیں بند کرکے نرمی سے بولتی آنکھیں میچ گئی تھی۔مگر ایک پل کو بھی چین نصیب نہیں تھا۔

کچھ دیر بعد اس کے دروازے پر ناک ہوا تھا بریرہ کے اندر آتے ہی وہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔

"نماز کا ٹائم ہوگیا ہے میں نے سوچا تمھیں بھی اٹھا دوں۔۔"

بریرہ نے مسکرا کر اسے کہا تھا۔وہ سر ہلاتی اٹھ گئی تھی یہ نہیں تھا کہ وہ نماز نہیں پڑھتی مگر کبھی اس نے پابندگی سے نہیں پڑھی تھی۔

وضو کرتے نماز پڑھ کر وہ باہر نکل آئی تھی مگر دل میں ابھی بھی ادھم مچا ہوا تھا اس کی نظر بے ساختہ بریرہ کے چہرے پر گئی تھی۔اس کے چہرے پر کھلتی مسکراہٹ اور سکون کو نورے نے رشک سے دیکھا تھا۔

"نورے آو بیٹھو میں کھانا لگانے لگی تھی۔۔"

اسے دیکھتے بریرہ نے منہ کھولتے عادل کو گھور کر دیکھتے کہا تھا۔جس پر عادل اپنی مسکراہٹ دباتا خاموش ہوگیا تھا۔

نورے کے بیٹھنے پر عادل بریرہ کے ساتھ مل کر ڈائینگ ٹیبل پر کھانا رکھنے لگا تھا۔نورے خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔جو ہنستے مسکراتے ایک دوسرے کو چھیڑتے اسے آئیڈیل کپل لگ رہا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

دو دن سے وہ اس کمرے میں بند تھی اب تو اس کا سانس گھٹنے لگا تھا ڈینیل اسے لا کر یہاں بند کرچکا تھا۔کمرے میں ایسی کوئی چیز نہیں تھی جس کا استعمال کر کے وہ یہاں سے نکل سکتی۔۔بس تین ٹائم اسے کھانے دینے کے لیے ایک گارڈ آتا تھا جسے دیکھ کر ویسے ہی اس کا سانس سکھ جاتا تھا۔اسے سب سے زیادہ ٹینشن احمد کی تھی کہ ناجانے وہ کس حال میں ہوگا۔۔یہ ہی پریشانی اسے اندر ہی اندر نڈھال کر رہی تھی۔

اپنی بے چینی کم کرنے کے لیے اس نے وضو کیا تھا۔یہاں جائے نماز تو نہیں تھا لیکن وہ کمفرٹر اتار کر اسے فولڈ کرتی جائے نماز بنا کر استعمال کر رہی تھی۔

وہ سجدے میں تھی جب دروازہ کھولتا ڈینیل روم میں داخل ہوا تھا۔وہ کسی شخص کی موجودگی محسوس کرچکی تھی مگر اپنی عبادت میں مصروف سجدے میں تھی۔

"Ohh Girl...! Damn it...!! Are you alright؟؟"

وہ زرکشہ کو سجدے میں دیکھ کر شاید غلط سمجھ بیٹھا تھا۔ تبھی اسے دیکھ کر وہ تیزی سے بولتا اس کے قریب گیا تھا جب وہ سجدے سے اٹھتی سلام پھیر چکی تھی۔

"تم مجھے بے وقوف بنا کر بے ہوش ہونے کا ناٹک کر رہی تھی۔۔؟"

وہ انگریزی زبان میں اسے گھورتا ہوا بول رہا تھا حجاب میں چھپا زرکشہ کا چہرہ دیکھ کر وہ مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔

"میں نماز پڑھ رہی تھی۔ مطلب عبادت کر رہی تھی۔۔"

وہ نرم لہجے میں بولی تھی اس کا یوں الزام لگانا اسے ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔مگر وہ سمجھ سکتی تھی اس جیسے شخص کو عبادت یا اسلام کے بارے میں کچھ نہیں پتا ہوسکتا تھا۔

"یس۔۔ عادل بھی عبادت کرتا ہے۔۔"

وہ اپنے مسلم ساتھیوں کا سوچتا عادل کے بارے میں سوچ کر بولا تھا۔

"میرا بھائی کہاں ہے؟"

اس نے نظریں جھکاتے پوچھا تھا۔ڈینیل پنجوں کے بل اس کے پاس بیٹھ چکا تھا۔

"وہ جہاں بھی ہے ٹھیک ہے۔۔"

اس نے سرد لہجے میں جواب دیا تھا۔

"ہمیں جانے دیں۔۔ ہم نے آپ لوگوں کا کیا بگاڑا ہے؟"

وہ اپنی شرٹ کے ڈیزائن پر انگلی پھیرتی بولی تھی۔ڈینیل نے بے ساختہ ہاتھ ہوا میں بلند کرتے اس کے روشن چہرے کو چھونا چاہا تھا جب وہ بدک کر پیچھے ہٹی تھی۔

"ڈونٹ ٹچ می۔۔"

وہ سخت لہجے میں بولی تھی۔ڈینیل نے عجیب انداز میں مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

"تمھارے باپ نے تمھیں بیچ دیا ہے۔۔"

اس کے منہ سے نکلے الفاظ سن کر زرکشہ ساکت رہ گئی تھی۔

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ کانپتی آواز میں چیخی تھی۔وہ جانتی تھی اس کا باپ اسے پسند نہیں کرتا مگر بیچنا ؟ اسے یقین نہیں آرہا تھا۔

"تمھیں میرا احسان مند ہونا چاہیے ورنہ تمھارا باپ جتنے لوگوں کا قرض دار ہے اب تک تم اور تمھارے بھائی کی باڈی بھی نہیں ملنی تھی۔۔یہ آخری دن ہے جتنا آرام کرنا ہے کرلو کل سے تم باقی ملازمین کے ساتھ کام کیا کرو گی۔۔"

اس کی بات پر زرکشہ نے بے ساختہ اپنی سنہری آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"یہاں اگر رہنا ہے تو کام بھی کرنا پڑے گا۔۔ تمھیں آخر اپنے باپ کا قرض بھی تو چکانا ہے۔۔ اور ہاں شام تک تمھیں تمھارے ڈریسز مل جائیں گے۔۔اور یہاں سے بھاگنے کا سوچنا بھی مت۔۔اگر تم گھر سے باہر نکل بھی گئی تو چاروں طرف جنگلات کے علاوہ صرف تمھیں جنگلی جانور ملیں گے۔۔"

بولتے بولتے اس کی آواز انتہائی سرد ہو گئی تھی۔زرکشہ کو اپنے رونگٹھے کھڑے ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔وہ سر ہلاتی تیزی سے مزید کھسک کر اس سے دور ہوگئی تھی۔ڈینیل ایک دم اس کے چہرے کے قریب جھکتا اس کی پھیلی آنکھوں میں دیکھتا ونک کرتا محظوظ سا وہاں سے نکل گیا تھا۔

"عسکری نورے کا نمبر ٹریس کر کے بتاو اس وقت اس کی لوکیشن کیا ہے؟"

شازل نے اپنے بال مٹھیوں میں دبوچتے عسکری کو کال ملا کر کہا تھا۔

"اوکے باس دو منٹ لگے گیں۔۔"

عسکری نے اپنا لیپ ٹاپ ان کرتے نورے کا نمبر ٹریس کرنے کی کوشش کی تھی۔

"اس کا نمبر بند ہے۔۔اور آخری لوکیشن دو دن پہلے اس کے گھر کی شو ہو رہی ہے۔۔"

عسکری کے بتانے پر اس نے زور سے مکا سٹئیرنگ ویل پر مارا تھا وہ جان گیا تھا۔
نورے دو دن پہلے ہی یہاں سے جاچکی تھی۔

"تم میرا ایک کام کرو۔۔فیاض ہر نظر رکھو۔۔حیدر کی مدد لے لو۔۔میں کچھ دن مصروف رہوں گا۔۔ٹیم کو انولو مت کرنا فلحال تم بذاتِ خود ہینڈل کرو سب کچھ۔۔فیاض کی کمزوری ڈھونڈو۔۔اس کی عادتیں اور اڈیکشن ڈھونڈو۔۔یہ ایک کام کرو تمھیں ڈبل پے کروں گا۔۔"

شازل سنجیدگی سے بولا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"شٹ اپ برو-- میں سب سنبھال لوں گا-- تم بے فکر رہو اوف یہ پیسوں کی بات دوبارہ مت کرنا منہ توڑ دوں گا تمھارا--"

عسکری بنا اس کی بات سنے اپنی سناتا کال بند کر گیا تھا-

وہ گہری سانس بھرتا اپنا موبائل ڈیش بورڈ پر پھینکتا کار سے باہر نکل آیا تھا-وہ اس وقت سڑک کنارے کھڑا تھا-اس کا دم گھٹ رہا تھا یہ سوچ سوچ کر کہ نورے اسے چھوڑ چکی ہے--

" صحیح کیا ہے اس نے--- میں اسی قابل ہوں-- میں اسے ڈیزرو ہی نہیں کرتا--"

"شٹ--"

اس نے زور سے گاڑے پر مکا مارتے وہاں ڈنٹ ڈال دیا تھا-

"بالکل نہیں--میں اسے ایسے خود سے دور جانے نہیں دوں گا--"

وہ گاڑی پر مکے مارتا اپنا ہاتھ زخمی کرچکا تھا-اس کی انگلیوں سے خون نکلنے لگا تھا-

"جسٹ ویٹ نورے-- بس کچھ دن کھل کر سانس لے لو--میں تمھیں پھر کبھی خود سے دور نہیں جانے دوں گا--"

https://classicurdumaterial.com

وہ منہ میں بڑبڑاتا گاڑی میں بیٹھتا شاہزیب سے بات کرنے کا سوچتا اس کے آفس چل دیا تھا۔

شاہزیب جو اپنے کام میں مصروف فائل پر جھکا ہوا تھا نورے کا میسج دیکھ کر اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔وہ کرسی سے ٹیک لگاتا بیٹھا تھا جب شازل زبردستی اس کے آفس میں گھس آیا تھا۔

"کمینے انسان تمہاری جرت کیسے ہوئی میرے سامنے آنے کی؟"

شاہزیب آگ بگولا ہوتا اپنی جگہ سے اٹھتا سیدھا شازل پر جھپٹا تھا۔پھر دونوں کی ایسی لڑائی شروع ہوئی کہ باہر موجود لوگ بھی گھبرا گئے تھے۔

شاہزیب کے پی اے نے فوری سکیورٹی کو بلایا تھا۔شازل اپنا غصہ شاہزیب پر نکال رہا تھا جبکہ شاہزیب نورے کی تکلیوں کا بدلہ شازل سے لے رہا تھا۔اور یقینا اس بار پلڑا بھی شاہزیب کا بھاری تھا۔

دونوں ایک دوسرے کو مارتے منہ ، ہاتھ اور ناجانے کیا کیا زخمی کرچکے تھے۔سکیورٹی نے ان دونوں کے درمیان آتے بمشکل ان دونوں کو الگ کیا تھا

"میری بیوی کہاں ہے؟ مجھے فورا بتا دو ورنہ تمھاری بیوی بھی غائب کروا دوں گا۔۔"

شازل غصے میں پاگل ہوتا چیخا تھا۔

"مرد ہو تو خود ڈھونڈ کر دکھاو اپنی بیوی کو اور خبر دار میری بیوی کو اس سب کے بیچ لائے۔۔ورنہ ابھی جو اپنی بہن کے معاملے میں تھوڑا صبر کر رہا ہوں اپنی بیوی کے معاملے میں تمھاری جان لے لوں گا۔"

شاہزیب سلگتے لہجے میں پھنکارا تھا۔

"ایک ہفتے کے اندر اندر میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا اور پھر بھول جانا تم کبھی اپنی بہن کی شکل بھی دیکھ پاوں گے۔۔"

وہ اپنے ہونٹوں سے نکلتا خون صاف کرتا زہر خند لہجے میں پھنکارا تھا۔

"جاو پہلے اسے ڈھونڈ کر نکالو پھر بات کرنا۔۔ ڈھونڈ بھی لیا نہ تو وہ تیری طرف دیکھے گی بھی نہیں۔۔اور اب میری بہن کی یاد کیوں آرہی ہے۔۔ جاو جاکر اپنی نئی بیوی کے ساتھ خوشیاں مناوں۔۔بس میری بہن کی جان چھوڑ دو۔۔"

شاہزیب غصے میں بولتا آخری میں تپ کر بولا تھا۔

"کوئی شادی نہیں کی میں نے۔۔وہ سب ایک ڈرامہ تھا۔۔ اور میں نورے کو کبھی نہیں چھوڑوں گا ایک بار وہ مجھے مل جائے اس کے بعد وہ میرے ساتھ میرے گھر جائے گی۔"

وہ انگلی اٹھا کر شاہزیب کو بولتا لمبے لمبے ڈھگ بھرتا باہر نکل گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"کون ہے سفیان؟"

اس کے ریلکس ہونے کے بعد روحان نے سنجیدگی سے اس سے پوچھا تھا۔

"میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی۔۔۔بلکہ سب سے بڑا گناہ۔۔
پچھتاوا۔۔۔نقصان۔۔"

وہ نم لہجے میں بولی تھی۔

"وہ کون ہے؟"

روحان نے سپاٹ لہجے میں پوچھا تھا۔ جیسا شازل کا ریکشن تھا اسے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ بات کوئی چھوٹی نہیں ہے۔۔

https://classicurdumaterial.com/

"میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی۔۔"

وہ خشک پڑتا حلق محسوس کرتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"جب تک مجھے تم میرے سوالات کے جواب نہیں دے دیتی تم یہاں سے کہیں نہیں جاو گی۔۔"

وہ لب بھینچ کر اس کو کندھوں سے تھامتا بولا تھا۔دانین نظریں چڑاتی اس کے ہاتھ بری طرح جھٹک گئی تھی۔اسے ڈر تھا سچائی جاننے کے بعد مقابل بھی اسے کہیں دھتکار نہ دے اس ڈر کی وجہ سے وہ اسے کچھ بھی بتا نہیں پا رہی تھی۔

"میں ابھی آپ کو کچھ نہیں بتا سکتی پلیز سمجھنے کی کوشش کریں۔۔"

وہ نم آنکھوں سے بولتی روحان کو نرم ہونے پر مجبور کر گئی تھی۔روحان لب بھینچتا خاموش ہوگیا تھا۔

"آج نہیں تو کل تمھیں مجھے حقیقت بتانی ہی پڑے گی۔۔دانین سچائی کبھی چھپتی نہیں ہے۔۔اور اب میں تمھارا شوہر ہوں تمھارا لباس ہوں۔۔"

روحان نے اس کا سہما چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے کہا تھا۔جس پر وہ آنسو بہاتی آنکھیں میچ گئی تھی۔اس کی آنکھوں کے سامنے ڈھائی سال پہلے کا منظر نمایا ہوا تھا۔

ماضی:

"میری بہار کہاں ہو تم جلدی آجاو۔۔ پھر ہمیں ڈرائیور لینے آجائے گا۔۔"

بہارے گل کو پکارتی دانین ایکسائیٹڈ سی بولی تھی۔بہارے گل اور اس کی عمر میں ایک سال کا فرق تھا مگر اس کے مقابلے میں بہارے کافی معصوم اور سنجیدہ بچی تھی۔

"آپی مجھے ٹیچر نے سٹاف روم میں بلایا ہے انھیں مجھ سے کام ہے۔۔آپ جاکر چاٹ کھا لیں میرے لیے پیک کروا لیں میں راستے میں کھا لوں گی۔۔"

بہارے گل نرم لہجے میں بولتی اندر چلی گئی تھی۔دانین نے اس کے جاتے ہی اپنا بیگ اٹھایا تھا اور سکول سے باہر نکل گئی تھی انھیں چھٹی ہوچکی تھی۔وہ چاٹ کھانے کے لیے سٹال کی طرف بڑھ رہی تھی جب ایک گاڑی تیزی سے اس کے قریب آکر رکی تھی وہ چونک سی گئی تھی جب گاڑی میں بیٹھے ایک ہینڈسم سے مرد کو دیکھتی وہ اپنی جگہ جم سی گئی تھی اس مرد نے ایک کارڈ اس کی جانب بڑھایا تھا جو وہ نا سمجھی میں پکڑ چکی

تھی۔وہ اسے سمائل پاس کرتا جتنی تیزی سے آیا تھا اتنی تیزی سے نکل گیا تھا۔اسے سمجھ نہیں آیا تھا یہ ہوا کیا ہے۔۔

اس نے کارڈ کو ایک نظر دیکھا تھا جس پر سفیان انٹرپرائز لکھا ہوا تھا نیچے اس کا نمبر موجود تھا وہ سر جھٹکتی بنا دھیان دیے وہ کارڈ بیگ میں ڈال چکی تھی۔اسے پتا تھا وہ شازل کی منگ ہے۔ مگر اسے شازل شروع سے ہی پسند نہ تھا سہ ہر وقت غصے میں رہتا تھا اور اسے تو منہ تک نہیں لگاتا تھا جبکہ اس کی دوستیں جو میٹرک میں تھیں ان میں سے چند ایک کی انگیجمنٹ اور کچھ کے بوائے فرینڈز تھے جو بہت فخر سے سب سہلیوں کو بتاتی تھیں کہ ان کو آج کیا ملا کتنے پیار سے ان کے بوائے فرینڈز ان سے بات کرتے ہیں اور صبح شام وہ ان کی فکر کرتے رہتے ہیں۔

یہ سن کر وہ شازل کی جانب سے مزید دل پھیر گئی تھی۔اس نے شازل کے رویے سے تنگ آکر اپنی دوستوں کو ساری صورتحال بتا دی تھی۔اس کی دوستوں نے سجیسٹ کیا تھا وہ شازل سے دو ٹوک بات کرے۔۔اس وقت وہ سکول کی لڑکیاں جنھیں اپنے فیوچر کی فکر ہونی چاہیے وہ خود بخود باخوشی تباہی کی طرف جاتے ہوئے فخریہ کارنامے اپنی دوستوں کو بتاتی اپنے مستقبل کو تباہ کر رہی تھیں۔

"شازل--بات سنیں--"

اس نے ہمت کرتے آج شازل سے بات کرنے کا سوچ ہی لیا تھا جو اسے گھاس تک نہیں ڈالتا تھا وہ کینیڈا سے کچھ دنوں کے لیے آیا ہوا تھا۔ وہ آغا خان کے ساتھ کینیڈا میں اپنی سٹڈیز کمپلیٹ کرنے کے بعد بزنس سنبھال رہا تھا۔

شازل جو عجلت میں تھا اس کے یوں بلانے پر رک گیا تھا۔

"مجھے بھائی پکارا کرو--۔ تمیز نہیں سکھائی تمھیں کسی نے--؟"

وہ اس سے نو سال بڑا تھا اور اس کا یہ بےتکلف انداز اسے بالکل پسند نہیں آیا تھا وہ باہر کے ماحول میں پلنے کے باوجود بھی اپنے رسم و رواج کو نہیں بھولا تھا۔اس کے مطابق جب تک ان کا نکاح نہیں ہو جاتا تب تک وہ اس کا بھائی ہی ہے اور جتنی اس کی ایج تھی وہ ایسے کوئی خرافات اس کے دماغ میں ڈال کر اسے پڑھائی سے نہیں ہٹانا چاہتا تھا تبھی وہ اس سے دور رہتا تھا۔اس کی نظروں میں دانین اور بھارے گل ایک جیسی اس کی بہنیں تھیں۔اور اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا اپنے سے اتنی چھوٹی بچی سے شادی کرنے کا--

"اب میں آپ کو بھی بھائی بلاوں گی؟"

دانین آنکھیں گھماتی بدتمیزی سے بولی تھی۔شازل نے غصے سے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

"کہنا کیا چاہتی ہو تم؟"

شازل نے سختی سے پوچھا تھا۔

"آپ میرے فیانسی ہے۔۔لیکن مجال ہے جو آپ کو میری قدر ہو۔۔کبھی میری تعریف کی ہے؟ کبھی مجھ سے پیار سے بات کی ہے۔۔آپ تو میرے میسج سین کر کے چھوڑ دیتے ہیں میری دوست کا فیانسی تو ایسا نہیں کرتا وہ ساری رات اس سے بات کرتا ہے اسے تحائف دیتا ہے اس کی تعریفیں کرتا ہے۔۔"

اس کی باتیں سن کر شازل کو اس سے مزید الجھن ہوئی تھی جبکہ اس کا غصہ سوانیزے پر پہنچ گیا تھا۔

"کیا فضول بکے جارہی ہو تم؟"

"یہ سیکھنے جاتی ہو سکول تم؟ تمھاری یہ فضول باتیں میں ملی کو بتاتا ہوں۔۔تمھیں زرا لگام ڈالیں دن بدن بے شرم ہوتی جارہی ہو۔۔"

شازل غصے سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ زہر خند لہجے میں بولا تھا۔جبکہ احساسِ ذلت سے دانین کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

"ایسی بھی کوئی بری بات نہیں کہی میں نے۔۔جائیں جسے بتانا ہے بتادیں کسی سے نہیں ڈرتی میں۔۔اور نہ ہی وہ ملی میرا کچھ بگاڑ سکے گی۔۔"

وہ انتہائی بدتمیزی سے بولتے اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔شازل غصے سے مٹھیاں بھینچتا لمبے لمبے ڈھگ بھرتا حیدر سے ملنے چلا گیا تھا جو گھر کے باہر اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"لالی سکول کیسا جارہا ہے؟"

رات کا وقت تھا سب ڈنر کرنے کے لیے ٹیبل پر موجود تھے سوائے دانین کا۔۔جس کی طرف شازل نے بالکل بھی دھیان نہیں دیا تھا۔

"لالا میری پڑھائی بہت اچھی جارہی ہے دیکھنا آپ ایک دن میں ڈاکٹر بنوں گی پھر آپ فخر سے بولا کریں گے میری لالی ڈاکٹر بن گئی ہے۔۔"

بہارے گل نے اس کے جواب میں خوشی سے کہا تھا۔وہ نویں میں تھی اور ایک لائق سٹوڈنٹ تھی۔

"إن شاء اللہ"

گل خان اپنی بیٹی کی بات سنتے مسکرا کر بڑبڑائی تھیں۔محب خان بھی اپنی بیٹی کا جوش و جذبہ دیکھ کر فخر محسوس کر رہے تھے۔

"لالی یہ سکول میں ہی پڑھائی کا شوق رہتا ہے ایک بار سکول سے نکلو گی اور پڑھائی مشکل ہوتی جائے گی۔۔پھر تم کہو گی مجھے ڈاکٹر نہیں بننا لالا۔۔۔"

شازل اسے تنگ کرنے کے لیے چڑاتا ہوا بولا تھا۔

"ایسے مت کہیں بھائی۔۔میں إن شاء اللہ ڈاکٹر بنوں گی۔۔ میرا خواب ہے لوگوں کی خدمت کرنا۔۔ اور ہاں میں پشاور میں جوب کروں گی۔۔"

وہ مسکرا کر بولتی شازل کے چہرے پر بھی مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔

"یہ نالائق اپنی خصوصیات تمہیں بتا رہا ہے۔۔"

محب خان اپنے دائیں جانب بیٹھے شازل کا کان مڑورتے بولے تھے۔ان کی بات پر سب ہنس پڑے تھے۔جبکہ شازل چیخ پڑا تھا۔

"ڈیڈ آپ کے یہ بیٹا ایک دن آپ کا نام روشن کرے گا۔۔بس ابھی میرا کان چھوڑ دیں۔۔اگر میرا کان ٹھیک نہیں رہا تو مجھے سنائی نہیں دے گا۔۔اور اگر مجھے سنائی نہیں دیا تو میں کامیاب انسان کیسے بنوں گا اگر کامیاب انسان نہ بنا تو آپ کا نام کیسے روشن کروں گا۔۔؟"

وہ ڈرامائی انداز میں بڑبڑاتا سب کو ہنسنے پر مجبور کر گیا تھا۔سب کے چہروں پر بکھری مسکراہٹ دیکھتے وہاں سے کچھ فاصلے پر کھڑی دانین نے حسد سے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔شازل کو یوں مسکراتے دیکھ کر اسے مزید غصہ چڑھا تھا۔وہ پاوں پٹھکتی تیزی سے واپس اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

#\

(حال)

"سکون۔۔!"

یہ لفظ اسے اجنبی سا لگنے لگا تھا۔جب سے وہ دور گئی تھی لگتا تھا روح اس کے ساتھ ہی چلی گئی تھی وہ دو دنوں سے اپارٹمنٹ میں بند تھا نہ ہی کسی سے رابطہ میں تھا اور نہ ہی گھر واپس گیا تھا۔

البتہ گل خان کے بتانے پر محب خان نے اس کے دانین کے ساتھ کیے گئے سلوک پر اسے سخت سنانے کی کوشش کی تھی مگر وہ اپنا فون بند کر چکا تھا۔

اندھیرے کمرے میں ٹراوز اور بلیک ٹی شرٹ پہنے وہ بیڈ سے ٹیک لگائے سگریٹ کے گہرے کش لے رہا تھا آنکھوں کے سامنے نورے کا ہنستا اور کھلکھلاتا چہرہ نمودار ہوتا اس کے اعصاب چٹخا رہا تھا۔

"آپ تو مجھ سے محبت کرتے ہیں نہ پھر کیوں کر رہے ہیں یہ شادی ؟"

اس کے کانوں میں کہیں دور سے نورے کی آواز گونجی تھی جبڑے بھینچے وہ گہرا کش لیتا دوسرے ہاتھ سے اپنے ماتھے ہر مٹھی بناتا ہلکے سے مارنے لگا تھا۔مسلسل نہ سونے کی وجہ سے اس کا سر شدید درد کر رہا تھا۔

"نورے۔۔بس ایک بار مل جاو۔۔ اپنی ساری زیادتیوں کا ازالہ کر دوں گا۔۔"

وہ منہ میں بڑبڑایا تھا۔اس کے دور جانے سے وہ پاگل ہوجانے کو تھا۔

اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ کبھی کوئی لڑکی اس کی ذات کا حصہ اور روح کی مکین بن جائے گی کہ اس کے بغیر جینا اسے سوہانے روح لگے گا۔

"کیا ایسی محبت ہوتی ہے؟"

اسے وحشت سی محسوس ہو رہی تھی۔

دانین بے شک اس کی منگ تھی مگر اس نے کبھی اس کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔لیکن نورے وہ تو پہلے دن سے اس کے دماغ پر سوار ہے

وہ لڑکی جو کبھی پل میں ڈر جاتی تھی اور کبھی مضبوط بن کر ڈٹ کر اس کا مقابلہ کرتی

اس کی غیر موجودگی اسے بے چین کر رہی تھی۔

سگریٹ کے ختم ہونے پر اس نے بنا پرواہ کیے اگلی سگریٹ سلگائی ہی تھی جب اس کے کمرے کا دروازہ کھولتا حیدر اندر داخل ہوا تھا۔

اس نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارتے لائٹ جلائی تھی۔شازل کی سرخ آنکھیں اور وحشت زدہ سا چہرہ دیکھ کر وہ لب بھینچ گیا تھا۔وہ جب اس حال میں تھا تب اس کے پاس کوئی

نہیں تھا مگر وہ شازل کا ساتھ دینا چاہتا تھا۔وہ سمجھ سکتا تھا شازل کس حال سے گزر رہا تھا۔

"تم یہ ہی چاہتے تھے نہ وہ مجھ سے دور چلی جائے۔۔"

شازل بھاری آواز میں بنا اس کی طرف دیکھے چھت کو گھورتے بولا تھا۔

"تمھاری وجہ سے اس دن میں نے اس کے جذباتوں کا قتل کیا۔۔ اس کے آنسوؤں پر پتھر دل بنا رہا۔۔اس کے یقین کو توڑ دیا۔۔ بلکہ میں نے تو اس کو ہی توڑ دیا حیدر۔۔"

"اب تم خوش ہو؟ اس کے بغیر مجھے کچھ نہیں سوجھ رہا۔۔ کیسے کروں گا میں اپنے بہن کے قاتلوں کا سامنا ؟ کیسے کروں گا یہ سب ؟"

وہ وحشت زدہ سے لہجے میں چلایا تھا۔حیدر خاموشی سے کھڑا اسے سن رہا تھا وہ جانتا تھا اس کی بھی غلطی ہے۔۔

"اگر وہ مجھے نہ ملی باخدا میں ان سب لوگوں کو ختم کردوں گا جو مجھے اس سے دور کرنے کا سبب بنے ہیں اور اس کا آغاز میں تم سے شروع کروں گا اور خود پر ختم کروں گا۔۔"

اس نے سگریٹ کا کش لیتے سرد آواز میں کہا تھا۔حیدر خاموشی سے اسے دیکھتا آخر بول ہی پڑا تھا۔

"اگر تمھیں اس سے اتنی محبت ہے تو یہاں مجنوں بنے بیٹھنے کی بجائے اس کو تلاش کرتے۔۔"

حیدر نے چند قدم کھڑکی کی جانب بڑھاتے پردے ہٹا دیے تھے۔کھڑکی کہ ساری روشنی اندر پھیل گئی تھی۔

"شٹ اپ۔۔۔ میں تمھاری کوئی بکواس سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔۔"

وہ اکھڑے لہجے میں بولا تھا۔من تو کر رہا تھا ریوالور اٹھا کر ساری گولیاں حیدر کے سینے کے اندر اتار دے۔۔ دماغ میں بجتے ہتھوڑے اس کو غصہ دلا رہے تھے۔

"یہ پکڑو کپڑے اور فریش ہوجاو۔۔۔ عسکری تمھارے لیے کھانا نکال رہا ہے۔۔پھر تم اس کے ساتھ مل کر نورے کو ڈھونڈ لینا۔۔"

اس کی الماری سے کپڑے نکالتے حیدر نے اس کی جانب اچھالے تھے۔وہ کچھ دیر حیدر کو گھورنے کے بعد اٹھا تھا اور شاور لینے چلا گیا تھا۔

"کیا حالت ہے شازل کی ؟"

عسکری نے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"شاور لینے بھیجا ہے--- عجیب حالت بنائی ہوئی ہے--"

حیدر نے پانی کا گلاس اٹھاتے لبوں سے لگایا تھا جب اچانک اس کے موبائل پر کسی کی کال آئی تھی۔وہ عسکری سے ایکسکیوز کرتا سائیڈ پر ہوتا کال اٹینڈ کرچکا تھا۔عسکری نے بغور اس کے چہرے کے تاثرات دیکھے تھے جہاں پہلے فکر، پریشانی اور ڈر تھا پھر اس کی جگہ خوشی اور ایکسائٹمنٹ نے لے لی تھی۔

"مجھے ایک ضروری کام سے جانا پڑے گا--تم شازل کو سنبھال لو گے؟"

حیدر نے اپنی مسکراہٹ دباتے پوچھا تھا۔

"ہمم-- از ایوری تھنگ الرائیٹ ؟"

عسکری نے اشتیاق سے پوچھا تھا۔

"یس--"

"شازل کے بارے میں اپڈیٹس دیتے رہنا--- خدا حافظ--"

حیدر تیزی سے بولتا نکل گیا تھا۔

شازل کے فریش ہوکر آنے پر عسکری نے اسے کھانا سرو کیا تھا۔

"حیدر چلا گیا؟"

شازل نے کھانا کھاتے پوچھا تھا۔

"ہاں کوئی ضروری کام آگیا تھا اسے۔۔"

عسکری نے جواب دیتے اپنا لیپ ٹاپ ان کیا تھا۔

کھانا کھانے کے بعد شازل صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتا گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔اس کی سوچوں کا مرکز نورے کو ڈھونڈنے کی جانب تھا۔

"تم میرا ایک کام کرو عسکری۔۔"

"شاہزیب کے پچھلے کچھ دنوں کی ساری کالز کی ڈیٹیلز نکالو۔"

شازل اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ایک دم سیدھا ہوا تھا۔عسکری نے سر ہلاتے اس کی کالز کا ریکارڈ چند منٹوں میں نکال لیا تھا۔

"یہ لو باس۔۔"

عسکری نے لیپ ٹاپ کی سکرین اس کے سامنے کی تھی۔

"پچھلے دنوں میں شاہزیب کا کینیڈا میں کافی بار رابطہ ہوا ہے۔"

فارن نمبر دیکھتے عسکری نے فورا پوائینٹ آوٹ کیا تھا۔

"کینیڈا؟"

شازل ہلکی آواز میں بڑبڑایا تھا۔

"عسکری تم چند دن پہلے کینیڈا جانے والی سب فلائٹس کا ریکارڈ نکال سکتے ہو؟"

اس نے امید سے پوچھا تھا۔

"ہاں مگر کچھ وقت لگے گا ان کا سسٹم ہیک کرنا ہوگا۔۔"

وہ بولتا ہوا لیپ ٹاپ اپنی جانب کرتا تیزی سے کی بورڈ پر انگلیاں چلانے لگا تھا۔ شازل بے چینی سے گھٹنہ ہلاتا اس کے کوئی اچھی خبر سنانے کا منتظر بیٹھا تھا۔ نورے کو نہ فیکھنے سے اسے عجیب سی وحشت محسوس ہورہی تھی دل کر رہا تھا اپنا دل ہی نوچ لے۔۔

"اگاٹ اٹ۔۔"

وہ خوشی سے اچھلتے ہوئے بولا تھا۔

"یہ دیکھو چار دن پہلے کینیڈا کی فلائیٹ نورے میر شاہ کے نام سے بک کروائی گئی تھی۔۔"

اس نے سکرین کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا جہاں نورے کا نام سنہری حروفوں میں چمک رہا تھا۔

اس کی بات سنتے شازل نے ایک گہرا سانس بھرا تھا۔ بجھی آنکھوں میں کئی روشن دیپ جل اٹھے تھے۔نورے کو دوبارہ دیکھنے کا سوچ کر سکون کی ایک لہر اسے اپنے وجود میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

"گڈ جاب عسکری۔۔"

شازل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا جس پر وہ شازل کو خوش دیکھ کر مسکرا اٹھا تھا۔

"اس کال کی لوکیشن نکال سکتے ہو؟"

شازل نے سنجیدگی سے نورے کا نام سکرین پر گھورتے دیکھ کر کہا تھا۔

"یس باس۔۔ میں تمھاری کینیڈا کی فلائٹ بک کرواتا ہوں اور یہ لوکیشن نکالتا ہوں تب تک تم پیکنگ کرلو۔۔۔"

عسکری کی بات پر وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔اس کا پاسپورٹ اور باقی ضروری چیزیں گھر تھیں جس کے لیے اسے خان ہاوس جانا پڑنا تھا۔

"مجھے گھر جانا پڑے گا۔۔ تم کام نبٹا کر مجھے ساری ڈیٹیلز سینڈ کر کے چلے جانا۔۔"

شازل اسے بولتا اپنا موبائل ، والٹ اور گاڑی کی چابی اٹھاتا نکل گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

اس کی آنکھیں وحشت سے پھیل گئی تھیں اپنے سامنے پڑی ڈریس کو دیکھ کر۔۔۔اسے رات سے سارے گھر میں پھرنے کی اجازت مل گئی تھی سوائے گراونڈ فلور اور اپر فلور پر جانے کی بجائے اسے ہر فلور پر جانے کی اجازت تھی۔اسے ہیڈ میڈ ساری ڈیوٹی بتا چکی تھی۔وہ اپنے یونیفارم کا انتظار کر رہی تھی جو اسے پہننا کمپلسری تھا۔

وہ غصے سے سرخ پڑتی وہ ڈریس اٹھاتی تیزی سے کیچن کی طرف گئی تھی۔ہیڈ میڈ جو باقی ملازمین کو کام بنا رہی تھی اس نے حیرت سے زرکشہ کو دیکھا تھا۔

"زر۔۔کہاں جارہی ہو؟"

ہیڈ میڈ نے اسے آواز دی تھی مگر وہ اگنور کرتی کیچن میں گئی تھی ڈریس کو پکڑتے اس نے لائٹر اٹھاتے اسے آگ لگا دی تھی۔ہیڈ میڈ کی آنکھیں پھیل گئی تھی اس کی جرت پر۔۔ جلتی ڈریس کو وہ کیچن سے باہر لاتی زمین پر پھینک چکی تھی۔سب لوگ منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے۔

"یہ کیا پاگل پن ہے زری ؟ اگر سر کو پتا چل گیا تو وہ تمھارے ساتھ بہت برا پیش آئیں گے۔۔"

اس نے آنکھیں دکھاتے زرکشہ کو ڈپٹتے کہا تھا۔ اس کی حرکت پر ملازمین سرگوشیاں کرنے لگے تھے۔

"میں ایسے بے ہودہ ڈریسز کبھی نہیں پہنوں گی۔۔"

وہ نرم آواز میں چلائی تھی۔جب اچانک اس کی ڈریس سے نکلتے دھواں کی وجہ سے فائر الارم ایکٹیو ہوا تھا اور چھت سے پانی نکلنے لگا تھا۔

الارم کے بجنے سے ہال میں ہل چل سے مچ گئی تھی سب گارڈز آواز پر تیزی سے اندر داخل ہوئے تھے جبکہ ہیڈ میڈ نے غصے سے زرکشہ کو گھورا تھا جس کی وجہ سے نہ صرف اب انھین ڈینیل کے غصے کا سامنا کرنا پڑتا تھا بلکہ ان کے کام میں بھی اضافہ ہو گیا تھا۔

"تم پاگل لڑکی۔۔ سمجھتی کیا ہو خود کو۔۔"

ہیڈ میڈ نے غصے میں چلاتے اس کے منہ پر تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا تھا جب زرکشہ ڈرتی اپنی آنکھیں سختی سے میچ گئی تھی۔

تھپڑ نہ پڑنے پر اس نے کچھ سیکنڈز بعد اپنی آنکھیں کھولیں تھیں۔ڈینیل کو ہیڈ میڈ کا ہاتھ تھامے دیکھ کر اس کا سانسیں خشک پڑ گئی تھیں۔

"میں نے ہاتھ اٹھانے پر منع کیا تھا نہ ؟"

وہ زرکشہ کے گیلے حجاب میں چھپے چہرے کو نظروں میں رکھتا سرد آواز میں بولا تھا۔بلیک تھری پیس سوٹ میں چھت سے گرتے پانی کی وجہ سے گیلے ہوتے بالوں کو دوسرے ہاتھ سے اپنے ماتھے سے ہٹاتا ڈینیل گہری نظروں سے زرکشہ کو دیکھ رہا تھا۔جو اس کی نظروں سے بری طرح گھبراتی اپنے گرد بازو باندھ گئی تھی۔

"سر یہ بدتمیزی کر رہی تھی۔۔اور ڈریس بھی جلادی ہے اس کی وجہ سے الارم ایکٹیو ہوا ہے۔"

اس کے بدتمیزی والے سفید جھوٹ پر زرکشہ کا رنگ فق ہوا تھا۔

"یہ ج۔۔۔ جھوٹ بول رہی ہے"

وہ اپنے گلابی ہونٹوں کو کاٹتی چیخی تھی۔

"تم اپنے کمرے میں جاو۔۔"

ڈینیل نے اپنے سب گارڈز کی نظریں زرکشہ پر دیکھتے ایک دم غصے سے چیختے کہا تھا۔وہ بری طرح گھبراتی ڈینیل کے کہنے پر تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔

"دوبارہ اس پر تم نے ہاتھ اٹھایا ڈیزی تو تمھارا یہ ہاتھ جسم سے الگ کر دوں گا۔۔وہ میری پروپرٹی ہے۔۔اس پر ایک بھی خراش میں برداشت نہیں کروں گا۔۔"

وہ سرد آواز میں دھاڑتے ہوئے بولا تھا۔ہیڈ میڈ نے خوف سے کانپتے سر ہلایا تھا۔

"اگر تم میں سے کسی نے بھی اس کی جانب آنکھ اٹھا کر دیکھا تو یاد رکھنا ڈینیل مارٹین آنکھیں نوچ لے گا سب کی۔۔"

"اب میری شکل کیا دیکھ رہے ہو دفع ہوجاو سب۔۔"

اس کا پارہ سوا نیزے پر پہنچا ہوا تھا۔اب اسے جی بھر کر زرکشہ پر غصہ آرہا تھا۔وہ ایک وقت میں دو سیڑھیاں پھلانگتا اس کے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔

بنا ناک کیے وہ دھڑلے سے اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا وہ جو ابھی اپنا حجاب کھول کر اتار رہی تھی۔اسے دیکھتے اس نے فورا اپنے بالوں کو دوبارہ چھپا لیا تھا مگر ڈینیل کی تیز نظروں سے اس کے سنہری بالوں کی جھلک چھپ نہیں پائی تھی۔

"آپ کو ناک کرنے کا کسی نے نہیں بتایا۔۔؟"

وہ سلگ کر بولی تھی۔ڈینیل نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔ایک ہی جھٹکے میں اس کے پاس پہنچتے اسے گلے سے دبوچتے ڈینیل نے اسے دیوار کے ساتھ لگایا تھا۔

"مجھ سے بدتمیزی کرنے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔ مت بھولو میری زر خرید غلام ہو تم۔۔"

"اور غلاموں کی کیا اوقات ہوتی ہے اس سے تم واقف ہوگی۔۔اپنی اوقات کبھی مت بھولنا۔۔"

وہ زہر خند لہجے میں بولا تھا۔اس کی حرکت کی وجہ سے اس کی ایک ضروری میٹنگ مس ہوگئی تھی وہ گھر سے نکل ہی رہا تھا جب الارم کے ایکٹیو ہونے کی وجہ سے فورا اس فلور پر آگیا تھا ڈیزی کو اسے تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھاتے دیکھ کر اس کا خون تیزی سے گردش کرنے لگا تھا۔

"میں آپ کی غلام نہیں ہوں۔۔آپ جھوٹ بولتے ہیں میرے بابا کبھی ایسا نہیں کرسکتے۔۔"

وہ ہر لفظ چبا چبا کر بولی تھی۔ڈینیل نے ائبرو اچکاتے اسے دیکھا تھا پھر وہ ہنسنے لگا تھا۔

"اگر تمھارا باپ زندہ ہوتا تو تصدیق کردیتا مگر اب تک اسے مچھلیاں کھا گئی ہوں گی۔اس لیے تمھارے پاس میری باتوں ک۔۔"

"چٹاخ۔۔"

ڈینیل کے باقی کے الفاظ زرکشہ کے تھپڑ نے روک دیے تھے۔۔وہ اس کا گلا چھوڑتا ، پیچھے ہٹتا عجیب انداز میں ہنسنے لگا تھا۔

زرکشہ نے اسے تھپڑ تو مار دیا تھا مگر اب اسے ہنستے دیکھ کر خوف سے اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

"مجھے لگتا ہے تمھیں تمھارے بھائی کی جان عزیز نہیں ہے۔۔"

وہ ایک دم سنجیدہ ہوتا بے تاثر انداز میں بولا تھا۔

"میری غلطی ہے۔۔ آئی ایم سوری۔۔ پ۔۔پلیز احمد کو کچھ مت کیجیے گا۔۔"

وہ احمد کو کھونے کے ڈر سے التجائیہ بولی تھی۔

"جب جب تم غلطی کیا کرو گی اس کہ سزا احمد کو ملا کرے گی۔۔جس کا آغاز ابھی سے ہوگا۔۔"

وہ سفاکیت سے بولتا اپنی جیب سے فون نکالتا کسی کو کال ملاتا زرکشہ کی خوف سے پھیلی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"احمد کو سیل میں بند کردو۔۔اگلے دو ہفتوں تک اسے پانی کے علاوہ کچھ کھانے کو نہیں دیا جائے گا۔۔"

وہ بولتا ہوا کال کاٹ گیا۔۔

"ن۔۔نہیں غلطی میری ہے مجھے سزا دیں۔۔"

وہ ڈینیل کی جانب بڑھتی چیخ کر بولی تھی ڈینیل عجیب انداز میں مسکرایا تھا۔

"تمھیں کس نے کہا تمھیں سزا نہیں ملے گی؟"

وہ اس کے گال سے چپکے بال پیچھے ہٹاتا بولا تھا۔زرکشہ اس کی مردانہ انگلیوں کا لمس محسوس کرتی بدک کر پیچھے ہٹی تھی اسے اس وقت ڈینیل سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی جس نے اس کی چھوٹی سی فیملی کو بکھیر دیا تھا۔

"تمھیں بہت بری سزا ملے گی ڈارلنگ۔۔"

وہ سرد لہجے میں بولتا وہاں سے لمبے لمبے ڈھگ بھرتا نکل گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

سب لوگ لاونچ میں بیٹھے باتیں کرتے ہوئے چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے جب شازل کو آتے دیکھ کر اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔دانین نے اس کو دیکھتے ڈر کر آغا خان کا بازو مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔

"گھر کی یاد آگئی صاجزادے؟"

محب خان نے اس کی جانب دیکھتے پوچھا تھا۔وہ جو سیدھا اپنے کمرے میں جا رہا تھا ان کی بات پر رک گیا تھا۔

"آپ کی بھانجی کے ہوتے ہوئے اس گھر میں میرا سانس بند ہوتا ہے۔۔"

وہ سپاٹ انداز میں بولا تھا۔

"تم نے جو ہماری غیر موجودگی میں میری بیٹی کے ساتھ کیا ہے شازل دوبارہ اس کی جرت بھی مت کرنا ورنہ اپنی بیٹی کے معاملے میں تمھیں معاف نہیں کروں گا۔۔"

آغا خان کی بات پر وہ طنزیہ مسکرایا تھا۔

"جو شخص اپنی قاتل اور بدکردار بیٹی کو معاف کرسکتا ہے اس کے لیے مجھے معاف کرنا بڑی بات نہیں ہے۔۔"

اس کی بات نے جیسے آغا خان کو آگ لگا دی تھی جبکہ دانین شرمندگی سے سر جھکا گئی تھی۔وہ چاہتی تھی کہ جلدی یہاں سے واپس چلے جائے مگر آغا خان ابھی رخصتی کے لیے تیار نہیں تھا جس کی وجہ سے مجبورا روحان کو بھی قریبی ہوٹل میں رکنا پڑ رہا تھا آغا خان نے اسے گھر میں رہنے کی آفر کی تھی جسے وہ منع کر گیا تھا۔اس کا ارادہ ایک مہینے یا جتنی دیر یہاں رکنا ہے اتنے وقت کے لیے کوئی چھوٹا سا گھر رینٹ پر لینے کا تھا۔

"شازل بیٹا جس کام کے لیے آئے ہو وہ کام کرلو۔۔"

گل خان کے نرم لہجے میں بولنے پر وہ سر ہلاتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔شازل ایک نفرت بھری نگاہ دانین پر ڈالتا اپنے کمرے میں چلا گیا تھا اپنا سارا سامان پیک کرتے اس نے پاسپورٹ اور کچھ ضروری چیزیں بیگ میں رکھتے بند کر دی تھیں۔

وہ جب واپس نیچے آیا تھا تب تک دانین اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔

"کہاں جا رہے ہو شازل؟"

اس کا بیگ دیکھ کر گل خان نے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"کینیڈا جا رہا ہوں کچھ دنوں کے لیے.."

اس نے سرسری سا جواب دیا تھا۔ جس پر محب خان نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا یہی حال آغا خان کا تھا۔

"تم نے تو کہا تھا کبھی واپس نہیں جاو گے؟"

اپنی بہن کے قتل کا ذمہ دار وہ کافی وقت خود کو سمجھتا رہا تھا تبھی اس نے واپس نہ جانے کا عہد کیا تھا۔

"اپنی بیوی کے لیے جارہا ہوں.."

اس نے محب خان کی جانب دیکھتے سنجیدگی سے جواب دیا تھا جس پر وہ خاموش ہوگئے تھے جبکہ آغا خان اس کا گہری نظروں سے جائزہ لے رہے تھے۔

"تمھیں محبت ہوگئی شازل خان.."

وہ جو جانے والا تھا آغا خان کے تمسخرانہ انداز میں بولنے پر رک گیا تھا۔

"میں شکر گزار ہوں میرے جذبات کم سے کم آپ کی بیٹی پر ضائع نہیں ہوئے.."

اس کے لفظوں کا نشانہ صحیح جگہ لگا تھا آغا خان کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

"کبھی اپنی معصوم بیٹی سے ہٹ کر اپنی بیوی کو بھی دیکھ لیجیے گا۔۔جو ساری عمر آپ کے ساتھ ضائع کرچکی ہیں۔۔مجھے ملی کے ساتھ دلی ہمدردی ہے وہ آپ جیسا شوہر ڈیزرو نہیں کرتی تھیں۔۔"

وہ بولنے پر آیا تو آغا خان کو لاجواب کر گیا تھا۔

"اپنا خیال رکھیے گا مما اور ڈیڈ کا بھی۔۔"

وہ گل خان کا ماتھا چومتا تیزی سے وہاں سے نکل گیا تھا۔ شازل کے جانے کے بعد لاونج میں گہری خاموشی چھا گئی تھی۔جب سے آغا خان نے ملائکہ کے ساتھ سب کے سامنے برا سلوک کیا تھا وہ اپنے کمرے میں بند ہوکر رہ گئی تھیں۔

"یہ بات سچ ہے بھائی صاحب آپ نے ملائکہ کے ساتھ نہ صرف زبردستی شادی کر کے اس کے کردار کو مشکوک کیا بلکہ اس کی بیٹی کو بھی دور کر دیا۔۔اور جتنا برا سلوک آپ اس کے ساتھ کر رہے ہیں وہ یہ سب ڈیزرو نہیں کرتی۔۔"

گل خان افسردگی سے بولتی کیچن میں چلی گئی تھیں جبکہ آغا خان خاموش سے سر جھکائے بیٹھے رہ گئے تھے۔ان کے پاس بولنے کو کچھ نہیں تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"آئی ایم سو ایکسائیٹڈ عادل"

بریرہ خوشی سے چہکتے ہوئے بولی تھی۔

"وائے میری جان؟"

عادل نے ناشتے کے ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے بریرہ کے سر کو چوما تھا۔نورے کے سامنے اس کی حرکت پر بریرہ سرخ پڑ گئی تھی اس نے گھور کر عادل کو دیکھا تھا جس پر وہ ہولے سے ہنس پڑی تھی۔

"آئی تھنک۔۔ جونئیر آنے والا ہے۔۔"

اس کی بات سنتے عادل کو جوس پیتے بری طرح اچھو لگا تھا جبکہ ناشتے کی پلیٹ پر جھکی نورے نے بھی نا سمجھی سے بریرہ کو دیکھا تھا۔

بریرہ نے تیزی سے اٹھ کر عادل کی پیٹھ پر تھپکی دی تھی۔

"کونسا جونئیر؟"

عادل نے بریرہ کے سرخ چہرے کی جانب دیکھتے پوچھا تھا۔

"ہمارا جونئیر۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ مسکرا کر نظریں جھکا کر بولتی عادل کو اپنے دل کے بے حد قعیب محسوس ہوئی تھی۔مگر اسے اب بھی اس کی بات کی سمجھ نہیں لگی تھی۔

نورے شاید بات کو سمجھ گئی تھی تبھی وہ خاموشی سے اپنے ناشتے کی پلیٹ اٹھاتی وہاں سے کھسک گئی تھی۔

"آپ کتنے بے وقوف ہیں عادل۔۔"

بریرہ نے اس کے نا سمجھی سے دیکھنے پر سر پر ہاتھ مارتے کہا تھا۔

"مجھے لگ رہا ہے آئی ایم ایکسپیکٹنگ"

اس کی بات پر عادل کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھی۔اس نے تیزی سے کرسی سے اٹھتے اسے کمر سے پکڑ کر فضا میں بلند کرتے گھمایا تھا۔بریرہ نے تیزی سے اس کے کندھوں کو تھام لیا تھا۔

"اوہ میرے خدایا۔۔آئی لو یو سو مچ جان۔۔"

وہ خوشی سے مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

"عادل میں گر جاوں گی۔۔مجھے نیچے اتاریں۔۔"

بریرہ ڈر کر بولی تھی عادل نے اسے آرام سے نیچے اتارتے اس کی روشن پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

"ہم آج ہی ڈاکٹر پاس چلیں گے شام کو اوکے ؟"

عادل نے مسکرا کر کہا تھا ابھی وہ ڈیوٹی پر جا رہا تھا اگر اس کا آج جانا ضروری نہ ہوتا تو یقینا وہ اسے ابھی ڈاکٹر پاس لے جاتا۔۔

"اپنا خیال رکھنا اور کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں اوکے۔۔"

عادل نے اسے جاتے ہوئے ہدایت دی تھی جس پر وہ مسکرا اٹھی تھی۔

عادل کے جانے کے بعد نورے باہر نکل آئی تھی۔

"آپ رہنے دیں آپی آج میں کچھ بنا لیتی ہوں۔۔"

اس کے ہاتھ سے کھانا پکڑتے نورے نے کہا تھا۔

"ارے نہیں گڑیا میں بنا لوں گی بس کچھ دیر لگے گی۔۔"

بریرہ نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی مگر وہ نہیں مانی تھی۔

شام میں عادل اور بریرہ ڈاکٹر کے پاس چلے گئے تھے۔جہاں انھیں کنفرم کر دیا گیا تھا بریرہ پریگننٹ ہے جس پر وہ دونوں خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔

نورے ان دونوں کو دیکھتی خوش تھی نہ جانے اس کی قسمت میں کیا تھا وہ تو یہ سوچ سوچ کر ہی پاگل ہو رہی تھی کہ شازل اپنی دوسری بیوی کے ساتھ ہوگا۔۔اس کا کسی دوسری عورت کے ساتھ خیال ہی اس کی جان کو اذیت میں مبتلا کر دیتا تھا۔

وہ سب سونے کی تیاری کر رہے تھے جب دروازے پر ہونے والی بیل نے انھیں روک دیا تھا۔

"آپ کون؟ اور کس سے ملنا ہے آپ کو؟"

عادل نے دروازہ کھولتے انجان شخص کو دیکھتے پوچھا تھا۔

"میں نورے کا ہسبینڈ ہوں مجھے اپنی بیوی سے ملنا ہے۔۔"

شازل بھاری آواز میں بولا تھا۔اس کی بات سنتے عادل کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"اپ کو غلط فہمی ہوئی ہے یہاں کوئی نورے نہیں ہے۔۔"

عادل سنجیدگی سے بولا تھا۔

"مجھے میری بیوی سے ملنا ہے اسے فوری بلا دیں ورنہ مجھے مجبورا پولیس کو بلانا پڑے گا۔۔"

شازل کی دھمکی پر وہ مسکرا اٹھا تھا۔

"آئی ایم آ پولیس آفسر مسٹر شازل خان۔۔!"

وہ استہزایہ لہجے میں بولا تھا۔لاونج میں پانی لینے آئی نورے شازل کا نام سنتے ساکت ہوئی تھی۔

"مجھے ایک بار اس سے بات کرنے دیں۔۔"

شازل مٹھیاں بھینچتا اس بارے قدرے تحمل سے بولا تھا۔

"میں آپ سے کہہ چکا ہوں یہاں کوئی نورے نہیں ہے اب جائیں یہاں سے مجھے ڈسٹرب مت کریں۔۔"

عادل کی بات پر وہ صبر کا دامن چھوڑتا اسے پیچھے ہٹاتا زبردستی اندر گھس آیا تھا۔

"نورے۔۔"

اس کے اونچی آواز میں چلانے پر نورے کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔جبکہ دل ڈھول کی مانند پسلیوں سے ٹکرانے لگا تھا۔

عادل نے اس کی حرکت پر اسے غصے سے گہرا سانس بھرتے اسے کوٹ سے پیچھے سے پکڑتے باہر کی جانب کھینچنے کی کوشش کی تھی مگر وہ چٹان بنا چلا چلا کر نورے کو بلا رہا تھا۔

"نورے مجھے بس ایک بار بات کرنے کا موقع دو۔۔ پھر میں یہاں سے چلا جاوں گا ورنہ ساری رات یہاں کھڑا میں چیختا رہوں گا۔۔"

اس کیا بات پر گہرا سانس لیتی نورے چند قدم اٹھاتی راہداری کی طرف بڑھ گئی تھی۔بریرہ جو شور سنتی باہر آئی تھی وہ نورے کو باہر جاتے دیکھ کر روکنے لگی تھی مگر اس کے نفی میں سر ہلانے پر رک گئی تھی۔

نورے کے سامنے آتے ہی وہ ساکت ہوگیا تھا۔سرخ آنکھیں چمک اٹھ تھیں۔

"بھائی مجھے پانچ منٹ دیں بات کرنے کے لیے۔۔"

وہ نرم آواز میں عادل سے بولی تھی جس نے سر ہلاتے اس ہاگل سر پھرے کو چھوڑ دیا تھا۔

نورے کے اشارہ کرنے پر وہ اس کے پیچھے چل پڑا تھا۔وہ اسے لے کر بات کرنے کے لیے اپنے کمرے میں لے آئی تھی۔

"آپ کے پاس پانچ منٹ ہے جو بات کرنی ہے جلدی کرلیں۔۔"

وہ سینے پر بازو باندھتی گھڑی کی طرف اشارہ کرتی سپاٹ انداز میں بولی تھی اس نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر مقابل کو نہیں دیکھا تھا۔

شازل اس کے سرد انداز کو دیکھ کر جبڑے بھینچ گیا تھا اس نے بے ساختہ چند قدم نورے کی جانب بڑھائے تھے۔

"خبردار جو میرے پاس آئے فورا عادل بھائی کو بلوا کر اس گھر سے باہر نکلوا دوں گی۔۔"

اس کی دھمکی پر وہ اپنی جگہ رک گیا تھا۔

"مجھے میری بیوی سے تمھارا عادل بھائی بھی دور نہیں کرسکتا۔۔"

وہ لب بھینچ کر بولا تھا۔

"یہ بات کرنے آئے ہیں آپ؟"

اس نے طنزیہ پوچھا تھا۔

"تین منٹ رہ گئے ہیں۔۔"

نورے کے بولنے پر وہ ایک ہی جست میں اس کے پاس پہنچتا اسے زور سے سینے میں بھینچ گیا تھا۔

نورے اس کی حرکت پر حیران رہ گئی تھی۔فورا ہوش کی دنیا میں لوٹتے اس نے شازل کو خود سے دور کرنے کی کوشش کی تھی۔مگر وہ مضبوطی سے اس کے گرد حصار باندھے اسے محسوس کر رہا تھا جو اس کی سلگتی روح کو سکون بخش رہی تھی۔

"مجھے سے دور ہٹ جائیں۔۔"

وہ چلائی تھی۔شازل کے ماتھے پر تیوری چڑھی تھی۔وہ اس کے حصار کو کمزور پڑتے دیکھ کر فورا اسے دھکا دیتی پیچھے ہٹی تھی۔

"کیا سمجھ کیا رکھا ہے آپ نے مجھے شازل خان؟"

"میں کوئی طوائف نہیں ہوں۔۔"

"کہ جب آپ کا دل کیا مجھ سے دل بہلانے چلے آئے۔۔"

وہ غصے میں بنا سوچے سمجھے بول اٹھی تھی۔

"شٹ اپ۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔ "

"پتا بھی ہے کیا فضول بول رہی ہو؟"

وہ شدید غصے میں تھے۔ماتھے کی رگیں غصے سے ابھر آئی تھی جبکہ اس کی شدت سے آنکھوں میں مزید سرخی اتر آئی تھی۔

"میں آپ سے ڈرتی نہیں ہوں۔۔ آپ کو کیا لگا تھا دوسری بیوی سے دل بھر گیا تو میرے پاس چلے آئیں گے اور گلے لگائیں گے تو خوشی خوشی آپ کو معاف کردوں گی۔۔"

وہ تمسخرانہ انداز میں بولی تھی۔

"آپ بہت بڑی خوش فہمی کا شکار ہیں شازل خان۔۔ میں کبھی بھی آپ کے ساتھ نہیں جاوں گی۔۔ ساتھ تو کیا آپ کی قربت سے بھی مجھے نفرت ہوگئی ہے۔۔"

https://classicurdumaterial.com

"جہاں جہاں آپ کا لمس محسوس ہو رہا ہے دل کر رہا ہے وہاں سے خود کو نوچ لوں۔۔"

وہ زہر خند لہجے میں بولی تھی۔شازل نے جو اس کے جذبوں کی توہین کی تھی وہ کبھی نہیں بھول سکتی تھی۔

"تم جیسا سمجھ رہی ہو ایسا کچھ نہیں ہے۔۔"

شازل سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تھا جن میں سرد تاثر نمایا تھا۔

"آپ کے پانچ منٹ ختم ہوگئے اب چلے جائیں یہاں سے۔۔"

وہ چلا کر بولی تھی۔عادل جو باہر لاونج میں ہی تھا نورے کے چیخنے پر فورا ناک کرتا روم میں آگیا تھا۔

"آپ کے پانچ منٹ کب کے ختم ہوچکے ہیں مسٹر شازل خان اب جائیں یہاں سے اس سے پہلے مجھے اپنے باقی ساتھیوں کو بلوانا پڑے۔۔دوبارہ یوں زبردستی میرے گھر میں گھسنے کی کوشش بھی مت کیجیے گا ورنہ ریسٹرینگ آرڈر آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔۔"

عادل کی بات پر وہ جبڑے بھینچتا تیزی سے نورے کے قریب جاتا انھیں سوچنے سمجھنے کا موقع دیے بغیر نورے کے چہرے کو اٹھاتا اس کی ٹھوڑی پر بوسہ دیتا لمبے لمبے ڈھگ

بھرتا چلا گیا تھا اس کی حرکت پر نورے شرمندہ سی ہوگئی تھی۔عادل خاموشی سے حیران سا باہر نکل گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

#\

شازل کے چلے جانے کے بعد اس کی سوچوں کا مرکز کافی دیر شازل ہی رہا تھا۔ساری رات اس کی کروٹیں بدلتے گزری تھی۔

صبح نماز پڑھتی وہ کچھ دیر سونے کی کوشش کرنے والی تھی جب اناوئن نمبر سے کال آتے دیکھ کر وہ بے زار سی اٹھ بیٹھی تھی۔اس نے کال پک کرتے موبائل جیسے ہی کان سے لگایا تھا دوسری جانب سے شازل کی آواز سنتے وہ لب بھینچ کر فون کان سے لگائے تکیے پر سر رکھ گئی تھی۔

"کیا مسئلہ ہے آپ کو؟"

وہ تھکے ہوئے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔"

وہ اپنے ہاتھ میں پکڑی جلتی سگریٹ کو گھورتا سنجیدگی سے بولا تھا۔

"میں کبھی بھی اب آپ کے ساتھ واپس نہیں جاوں گی۔۔"

وہ آنکھیں بند کرتی کال کٹ کر گئی تھی۔ابھی اس نے موبائل رکھا ہی تھا جب دوبارہ کال آنا شروع ہوئی تھی۔وہ آنکھیں میچتی کال پک کرتی غصے میں چیخی تھی۔

"میں اب آپ کی باتوں میں نہیں آنے والی شازل خان۔۔یہ فضول کوششیں کرنا چھوڑ دیں۔۔"

"میں بس ایک بار تمھیں دیکھنا چاہتا ہوں۔۔باہر آو۔۔"

وہ اس کے غصے کو بھانپتا عاجزی سے بولا تھا۔اس کی بات پر نورے فورا اٹھ بیٹھی تھی۔

"تو کیا وہ شخص رات سے ہی باہر موجود تھا؟"

"جب تک تم باہر نہیں نکلو گی میں یہاں سے ہلوں گا بھی نہیں۔۔"

وہ سگریٹ کا گہرا کش لیتا دروازے پر اپنی نظریں جماتا بولا تھا۔

"مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا آپ کا جو دل کہتا ہے وہ ہی کریں۔"

وہ لاپرواہ انداز میں بولی تھی مگر شازل کو دیکھنے کی خواہش دل میں شدت سے اٹھی تھی۔

https://classicurdumaterial.com

"تم اگر خود نہیں آئی تو میں دروازہ توڑ کر تمہیں دیکھنے خود اندر آجاوں گا اور تم جانتی ہو میں جھوٹ نہیں بولتا۔۔"

وہ سگریٹ زمین پر پھینکتا سپاٹ انداز میں بولا تھا۔

"یہاں اپنی غنڈہ گردی دیکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔آرہی ہوں۔۔"

نورے کی بات پر اس کی ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نے اپنی چھب دکھائی تھی۔

وہ کال کٹ کرتی کمفرٹر خود سے ہٹاتی شیشے میں ایک نظر خود پر ڈالتی سٹالر کو گلے میں لپیٹتی اپنے بالوں کو ہاتھوں سے ٹھیک کرتی دھیرے سے قدم اٹھاتی باہر چل دی تھی۔

اس نے ایک نظر عادل اور بریرہ کے روم میں ڈالی تھی اور تیزی سے داخلی دروازے کی جانب بڑھ گئی تھی۔دروازے کو آہستے سے کھولتی وہ چند قدم اٹھاتی مین گیٹ کے پاس گئی تھی۔اسے کھولتے وہ باہر نکلی تھی۔شازل کو سامنے ہی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑے دیکھ کر وہ وہیں رک گئی تھی۔

"نورے۔۔"

وہ سرگوشی میں بولا تھا۔نورے نے اس کی جانب دیکھا تھا جو اسے بغور دیکھتا جیسے اس کے نقوش حفظ کر رہا تھا۔

شازل کو اپنی جانب قدم بڑھاتے دیکھ کر وہ تیزی سے اندر واپس چلی گئی تھی۔ایک منٹ کے لیے وہ سب کچھ بھول گئی تھی۔لیکن وہ کبھی بھی اس کی دی گئی تکلیفیں نہیں بھول سکتی تھی۔

وہ واحد شخص تھا جس پر نورے کو یقین تھا کہ وہ اس کی ساری تکلیفوں کا مداوا کردے گا۔۔مگر وہ شخص تو اسے سب سے گہرے زخم دے گیا تھا۔

وہ خود پر ہنسی تھی۔

دروازے پر شازل کو دستک دیتے سن کر وہ اسے اگنور کرتی تیزی سے اندر بڑھ گئی تھی۔

"کہاں سے آرہی ہو نورے؟"

عادل جو نماز کے لیے لیٹ اٹھا تھا باہر زور سے ہوتی دستک سنتا باہر نکلا تھا جب نورے کو دیکھ کر اسے ساری بات سمجھ آگئی تھی۔

"آئی ایم سوری بھائی۔۔"

وہ سرگوشی میں بولتی عادل سے نگاہیں چراتی اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی دروازہ لاک کرتے اس نے سب سے پہلے اپنے رنگ ہوتے فون کو آف کیا تھا۔

کانپتے ہاتھوں سے فون سٹینڈ پر رکھتی وہ سونے کے لیے لیٹ گئی تھی۔مگر اب اس کی تھوڑی بہت نیند بھی اڑ گئی تھی۔شازل کی باتیں اسے اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھیں۔وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"نورے میری اپائنٹمنٹ ہے میں عادل کے ساتھ ہوسپٹل جارہی ہوں تم اکیلی کچھ دیر رہ لو گی؟"

بریرہ نے اس سے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"جی آپی آپ بے فکر ہوکر جائیں۔۔"

وہ ہلکا سا مسکرا کر بولی تھی۔عادل شازل کو صبح ہی اپنے گھر کے سامنے سے ہٹا چکا تھا جس پر وہ تھوڑا پرسکون تھی۔

"اوکے گڑیا اپنا خیال رکھنا عادل مجھے پک کرنے آنے والے ہیں۔۔اندر سے دروازہ لاک کرلینا۔۔"

بریرہ کی ہدایت کو سنتی وہ سر ہلا گئی تھی۔مگر داخلی دروازے کو لاک کرنا اس کے ذہن سے نکل گیا تھا۔

بریرہ کے جانے کے بعد وہ بھوک محسوس کرتی اپنے لیے کچھ کھانے کو بنانے کا سوچتی کیچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔

دوسری جانب شازل جو نورے کے اکیلا ہونے کا انتظار کر رہا تھا موقع پاتے ہی واپس آگیا تھا۔مین گیٹ سے بمشکل پھلانگتا وہ اندر داخل ہوا تھا داخلی دروازے کو کھلا دیکھ کر اس نے سکون کا سانس بھرا تھا۔

بنا آواز پیدا کیے وہ اندر داخل ہوا تھا۔کیچن سے کھٹ پٹ کی آوازیں سن کر وہ تیزی سے اس جانب بڑھا تھا۔

نورے جو پاستے کو ابالنے کے لیے پانی چولہے پر رکھنے لگی تھی۔اپنے گرد کسی کے حصار کو محسوس کرتے پانی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا جبکہ وہ بے ساختہ چیخ اٹھی تھی۔

"شش-- میں ہوں زوجہ محترمہ--"

شازل نے اسے خود میں بھینچتے اس کے بالوں پر بے ساختہ لب رکھے تھے۔اسے اپنے قریب پاکر اس کی رگ رگ میں سکون اتر گیا تھا۔

شازل کی حرکت پر اسے شدید غصہ آیا تھا اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

اس نے شازل کی جانب مڑتے اسے زور سے دھکا دیتے پیچھے ہٹایا تھا۔

"دور رہیں مجھ سے--"

وہ انگلی اٹھا کر بولتی چیخی تھی۔

"یہ ممکن نہیں نورے شازل خان--"

وہ چبا چبا کر بولا تھا۔اس کے جواب پر اسے مزید تپ چڑھی تھی۔

"آپ کو کیا لگا تھا واپس آئیں گے پیار بھری باتیں کریں گے اور میں پاگلوں کی طرح آپ کے ساتھ چل پڑوں گی؟"

"بہت غلط سوچ تھی آپ کی شازل خان--"

وہ بولتے ہوئے ایک پل کو رکی تھی۔

"میں نے آپ کی محبت میں اپنی عزتِ نفس قربان کردی شازل۔۔ مگر آپ کو فرق نہیں پڑا تھا۔"

"آج بھی آپ اپنے مطلب کے لیے مجھ سے ملنے آئے ہیں۔۔یا یوں کہا جائے شازل خان آپ کل بھی مطلبی تھے آپ آج بھی مطلبی ہیں۔۔"

نورے مٹھیاں بھینچتی غصے سے بولی تھی۔

"کونسے مطلب کی بات کر رہی ہو؟"

غصے سے شازل کے ماتھے کے رگیں ابھر آئی تھیں جبکہ سفید رنگت میں سرخی گھلنے لگی تھی۔

"مجھے آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دینا۔۔"

"آپ مجھے اکیلا چھوڑ دیں اور اپنی دوسری بیوی کے ساتھ نئی زندگی شروع کریں۔"

وہ لب دبا کر تیز لہجے میں بولی تھی۔شازل نے اس کے بازو کو پکڑتے اسے ایک دم اپنے قریب کیا تھا کہ اس کی تیز سانسیں نورے کو باآسانی اپنے چہرے پر محسوس ہونے لگی تھیں۔

"تمھارا پیچھا میں مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا۔۔شرافت سے میرے ساتھ واپس پاکستان چلو ورنہ زبردستی یہاں سے اٹھا کر لے جاوں گا اور جو میرے راستے میں آئے گا اس کا انجام بہت برا ہوگا۔۔"

شازل اس کے بازو پر گرفت مضبوط کرتا پتھریلے لہجے میں بولا تھا۔اس کی مردانہ انگلیاں اسے اپنے بازو میں پیوست ہوتی محسوس ہورہی تھیں۔

"میرا بازو چھوڑیں۔۔آپ مجھے تکلیف پہنچا رہے ہیں"

وہ تکلیف کی شدت سے لب بھینچتی چیخ کر بولی تھی۔شازل کی گرفت اس کے بازو پر ڈھیلی پڑی تھی۔

"میں نے کوئی دوسری شادی نہیں کی۔۔میری صرف ایک ہی بیوی ہے اور وہ نورے شازل خان ہے۔۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پر بنے زخم کے نشان کو چومتا اسے ساکت کر گیا تھا۔

"تم میرے گھر میں کیا کر رہے ہو؟"

عادل کی اونچی آواز پر شازل کی نظریں اس کی جانب گئی تھیں۔جبکہ نورے ابھی تک اس کی بات سن کر شاکڈ سی کھڑی تھی۔

"نکلو یہاں سے فورا۔۔"

عادل کی بات کو اگنور کرتا وہ نورے کو گہری نظر سے دیکھتا لمبے لمبے ڈھگ بھرتا نکل گیا تھا۔

"نورے۔۔میں نے شاہزیب سے بات کی ہے اور وہ چاہتا ہے شازل کے خلاف ریسٹرینگ آرڈر ایشو کروائے جائے۔۔"

عادل نے خاموش کھڑی بریرہ پر نظر ڈالتے ساکت کھڑی نورے کو کہا تھا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

وہ سرگوشی میں بولی تھی۔

"اس کی شدت سے ضرورت ہے اور میں ہرگز برداشت نہیں کرسکتا کوئی شخص بنا اجازت کے میرے گھر میں آئے۔۔اور میں تم سے پوچھ نہیں رہا بتا رہا ہوں۔۔میں اپنی بیوی اور بچے کی حفاظت پر کوئی کمپرومائز نہیں کروں گا۔"

عادل کی بات سمجھتی وہ خاموشی سے زمین پر گرے پانی کو صاف کرنے لگی تھی۔بریرہ کچھ بولنا چاہتی تھی مگر عادل اسے زبردستی اندر کمرے میں لے گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

اپنے ہاتھ میں پکڑے ریسٹرینگ آرڈر کو دیکھتے اس نے غصے سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہوا میں اچھال دیے تھے۔شازل کا بس نہیں چل رہا تھا وہ نورے کو لے کر غائب ہوجاتا۔۔

وہ اس کے پاس نہیں جاسکتا تھا مگر اسے دور سے دیکھ ضرور سکتا تھا اور اسی چیز کا اس نے فائدہ اٹھایا تھا۔وہ عادل کے گھر والی سٹریٹ کے آخر میں اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا جب اسے نورے باہر نکلتی دکھائی دی تھی۔اس کے ساتھ کسی پولیس والے کو دیکھتے اس نے سختی سے لب بھینچ لیے تھے۔وہ آہستہ آہستہ ان کا پیچھا کرنے لگا تھا جو کیفے کے پاس جاکر رک گئے تھے۔وہ ساکت نظروں سے انھیں جاتے دیکھ رہا تھا۔

"وہ جو سامنے گاڑی کے اندر بیٹھا شخص آپ کو گھور رہا ہے بس اسے جلانا ہے۔۔"

نورے نے اپنے سامنے کھڑے عادل کے دوست ڈیوڈ سے کہا تھا۔

"کیوں؟"

ڈیوڈ نے بھنویں اچکاتے اپنی مسکراہٹ دباتے پوچھا تھا۔گاڑی میں بیٹھا شازل ان دونوں کو آنکھیں چھوٹی کرکے گھور رہا تھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کچھ کر جائے۔۔اگر اس کے خلاف رسٹرینگ آرڈر نہ ہوتے تو وہ اب تک نورے کو یہاں سے اٹھا کر لے جاتا۔

"پرسنل ایشو۔۔!"

اس نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا دور سے وہ دونوں ہنستے مسکراتے ہوئے ایسے لگ رہے تھے جیسے نہ جانے کونسی باتیں کر رہے ہوں۔۔

"کتنی دیر لگے گی؟"

اس نے اپنے ہاتھ مسلتے کافی کا انتظار کرتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کچھ منٹ لگے گیں۔"

ڈیوڈ نے کاونٹر کی طرف دیکھتے جواب دیا تھا۔

"نورے شازل خان بس ایک بار ایک بار تم مل جاو تمھیں ہمیشہ کے لیے قید کرلوں گا۔۔"

"کوئی شخص دوبارہ کبھی ارد گرد بھی نظر نہیں آئے گا۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ غصے سے مٹھیاں بھینچتے بڑبڑایا تھا۔

"مجھے کچھ گروسری بھی لینی ہے اس کے بعد سپر مارکیٹ چلیں گے۔۔"

نورے کی بات پر ڈیوڈ نے دھیرے سے سر ہلا دیا تھا۔

وہ کافی پیتی اس کے بعد ڈیوڈ کے ساتھ وہاں سے نکل آئی تھی۔اس کا شازل خان کی غصے سے بھری نظروں سے سامنا ہوا تھا وہ اس کی آنکھوں میں جلن دیکھتی نہ محسوس انداز میں مسکرائی تھی۔لیکن اس کا مسکرانا شازل خان دیکھ چکا تھا۔وہ بس موقع کی طاق میں تھا جیسے ہی اسے موقع ملنا تھا اس نے نورے کو اپنے ساتھ لے جانا تھا۔

گاڑی میں بیٹھتے نورے کی نظریں اپنا پیچھا کرتی گاڑی پر ہی تھی۔وہ جانتی تھی شازل خان جیسا پوزیسیو انسان اسے کبھی اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

"وہ پاگل ہے۔۔غصے میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا اگر کچھ کرے بھی تو اسے کوئی بھی تکلیف مت دیجیے گا۔۔"

وہ نرم لہجے میں بولی تھی۔وہ خوش تھی اس نے دوسری شادی نہیں کی۔۔مگر ناراضگی اور غصہ اپنی جگہ ہی قائم تھا لیکن اس سب میں وہ اس دشمن جان کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتی تھی۔

وہ ڈیوڈ کے ساتھ شاپنگ کر رہی تھی جب اچانک شور کی آواز سنتے ڈیوڈ چونکا تھا۔

"تم ادھر سے ہلنا بھی مت۔۔میں ابھی آیا۔۔"

وہ نورے کو سختی سے بولتا تیزی سے ایسل سے دوسری جانب گیا تھا جہاں سے چیخنے کی آواز آئی تھی۔

"واٹ ہیپنڈ۔۔"

ڈیوڈ نے وہاں بچے اور ورکر کو دیکھتے پوچھا تھا۔

"نتھنگ سر۔۔یہ بچہ چیزیں گرا رہا تھا بس اسے پکڑ رہے تھے۔

وہ ڈیوڈ کا یونیفارم دیکھتے گھبرا گئے تھے۔ڈیوڈ نے ایک نظر بچے پر ڈالی تھی۔اچانک اس کے ذہن میں نورے کا خیال آیا تھا وہ تیزی سے پلٹا تھا مگر وہاں اب نورے کا نام و نشان نہیں تھا۔

"شٹ--"

اسے سمجھ آگیا تھا کہ اسے کیوں ڈسٹرکٹ کیا گای ہے اور کس شخص نے کیا ہے--

وہ غصے سے اپنے بال نوچتا ہوا بولا تھا۔وہ سٹور کے کیمرے میں دیکھ چکا تھا۔نورے کو شازل بے ہوش کرکے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔اس نے فورا عادل کو کال کرکے ساری سچوئیشن بتا دی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"شازل خان--!!!"

وہ اٹھتے ہی سب سے پہلے چیخی تھی۔خود کو کمرے میں اکیلا پاکر اسے شدید غصے کے ساتھ شرمندگی بھی ہورہی تھی جب اس نے اپنی جگہ خود پر شازل کے شرٹ اور ٹروازر کو دیکھا تھا۔

"کیوں اٹھ کر صبح صبح چیخ رہی ہو زوجہ--؟"

وہ کمرے میں داخل ہوتا لاپرواہ انداز میں بولا تھا۔

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے زبردستی یہاں لانے کی۔۔ا۔۔اور میرے کپڑے چینج کرنے کی۔۔"

وہ انگلی اٹھاتی اس کے روبرو کھڑی ہوکر چیختی بچی ہی لگ رہی تھی۔

"فکر مت کرو زوجہ میں نے اپنی آنکھیں بند کرلی تھیں۔۔"

وہ تپا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولتا نورے کو مزید شرمندہ کر گیا تھا۔اس کے گال تپ کر سرخ پڑ گئے تھے۔

"آ۔۔آپ۔۔ زہر لگ رہے مجھے اس وقت۔۔"

وہ لڑکھڑاتے لہجے میں بولی تھی۔شازل نے مسکرا کر اس کے دونوں گلابی گالوں کو پکڑتے زور سے کھینچا تھا۔

"آہ۔۔"

وہ شازل کے ہاتھوں پر تھپڑ مار کر جھٹکتی غصے سے اسے گھورنے لگی تھی۔

"باقی لڑائی بعد میں کرتے ہیں فریش ہوکر کھانا کھا لو کیچن میں پڑا ہے۔۔ میں ایک ضروری کام سے جارہا ہوں۔۔"

https://classicurdumaterial.com

شازل اس کی ٹھوڑی تھام کر اس کی نظروں سے نظریں ملاتا سنجیدگی سے بولا تھا۔

"یہاں سے بھاگنے کا سوچنا بھی مت آج رات کی ہماری فلائیٹ ہے پاکستان کی اس کے لیے تیار رہو۔۔"

شازل کی بات سنتی وہ آگ بگولا ہوئی تھی۔

"میں واپس پاکستان نہیں جاوں گی۔۔"

وہ ہر لفظ پر زور دیتی چیخی تھی۔

اس کی ٹھوڑی پر دباوں بڑھاتے شازل نے دوسرا ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے اسے کھینچ کر اپنے ساتھ لگایا تھا۔

"تم میرے ساتھ واپس بھی جاوگی اور اب سے میرے ساتھ رہ کر اپنے بیوی ہونے کے فرائض بھی انجام دوں گی۔۔"

شازل سنجیدگی سے بولا تھا۔

"میں سب سے پہلے آپ کو زہر دوں گی۔۔"

وہ دانت کچکچا کر بولتی شازل کو ہنسانے پر مجبور کر گئی تھی۔

"ٹیک کیئر زوجہ۔۔میں کچھ گھنٹوں تک واپس آجاوں گا تب تک کھانا کھا لینا اور اپنا مائینڈ سیٹ کر لینا"

وہ نورے کے ماتھے پر اپنے تشنہ لب رکھتا تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ کالج سے نکلتا گاڑی میں بیٹھا تھا جب اچانک وہ ٹھٹھک کر رکا تھا اس کا ہاتھ بے ساختہ اپنی ویسٹ کی طرف گیا تھا جہاں سے غائب گن دیکھ کر اس کے ماتھے پر تیوری چڑھی تھی۔وہ تیزی سے واپس مڑتا کالج میں داخل ہوا تھا جب نورے کے ہاتھ میں گن دیکھ کر وہ سختی سے جبڑے بھینچ گیا تھا۔

"نورے گن مجھے دو۔۔"

وہ سنجیدگی سے بولا تھا اس کے لہجے میں نرمی کا عنصر تھا جبکہ وہ اس کی بات پر عجیب انداز سے مسکرائی تھی۔

"قریب آنے کی کوشش بھی مت کیجیے گا۔۔"

وہ گن کو مضبوطی سے تھامتی شازل کے قدم اپنی جانب بڑھتے دیکھ کر پیچھے ہٹی تھی۔

"نورے سٹاپ اٹ۔۔ مجھے گن واپس کرو۔۔"

وہ اسے سختی سے دیکھتا بولا تھا۔

"مجھ سے محبت کرتے ہیں؟"

وہ اس کی بات کو اگنور کرتی سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔

"نورے پاگل مت بنو۔۔۔ یہ گن کھلونا نہیں ہے۔۔"

وہ غصے سے سرخ پڑتا بولا تھا۔ اس کے لوڈڈ گن کو کن پٹی پر رکھنے پر اس کا دماغ گھوم گیا تھا۔

"بالکل نہیں جب تک اپنی محبت کا اظہار نہیں کریں گے۔۔ میں یہ گن یہاں سے ہٹاؤں گی نہیں۔۔"

وہ بھی اپنی بات پر اڑتی بولی تھی۔شازل نے غصے میں اپنی آنکھیں سختی سے میچ لی تھیں۔

"نورے تم میرا ضبط آزما رہی ہو۔۔"

وہ غصے سے بولا تھا۔

"آپ چاہتے ہیں نہ میں بخوشی پاکستان چلوں؟ تو جھکیں شازل خان--اور اپنی محبت کا اظہار کریں--اور یہ سوچیے گا بھی مت کہ مجھے گن چلانی نہیں آتی ہوگی--"

وہ گن کی سیفٹی ہلاتی سائیڈ پر پڑے واس کا نشانہ لیتی شازل کو حیران کر گئی تھی۔

"نورے گن نیچے رکھو ہم سکون سے بات کرسکتے ہیں--"

وہ نرمی سے بول رہا تھا۔مگر غصے سے اس کی رگیں ابھر آئیں تھیں۔

"ہاہاہا--سکون سے بات کرنے کا موقع چلا گیا--گھٹنے کے بل جھکیں اور مجھ سے محبت کا اظہار کریں ورنہ میں اپنی جان لے لوں گی--"

وہ گن پر گرفت مضبوط کرتی چیخی تھی۔

"نورے--"

وہ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"جھکیں--!!"

وہ پوری شدت سے چیخی تھی۔

"تم مجھے بلیک میل نہیں کرسکتی--"

https://classicurdumaterial.com

وہ لب بھینچ کر بولا تھا۔

"یہ سوچنے کی مت کیجیے گا کہ میں خالی دھمکی دے رہی ہوں جب میں بلیڈ سے اپنی نس کاٹ سکتی ہوں نہ تو گن سے خود کی جان بھی لے سکتی ہوں۔۔"

"جھکیں شازل خان۔۔!!"

وہ ٹریگر پر دباو بڑھاتے ہوئی بولی تھی۔شازل نے گہری سانس خارج کرتے اسے ایک نظر دیکھا تھا۔وہ گھٹنے کے بل اس کے سامنے جھکا تھا۔

"میں شازل خان اپنی بیوی نورے شازل خان سے بے انتہا محبت کرتا ہوں۔۔"

وہ لب دبا کر اس کی آنکھوں سے آنکھیں ملاتا بولا تھا۔

"شازل خان میں آپ سے اس سے زیادہ اچھا ایکسپیکٹ کر رہی تھی۔دوبارہ ٹرائے کریں مجھے یہ اظہار پسند نہیں آیا۔۔"

وہ طنزیہ مسکراہٹ شازل کو اچھالتی بتا رہی تھی کہ اس نے کیسا محسوس کیا تھا۔مگر وہ اس وقت شازل کی اندرونی حالت سے بالکل ہی بے خبر تھی۔

شازل کی نظریں اس کے ہاتھ میں موجود گن پر ہی ٹکی ہوئی تھیں۔اب اسے پچھتاوا ہو رہا تھا اسے یہ گن اپنے دوست سے لینی ہی نہیں چاہیے تھی۔

"جب سے تم ناراض ہوکر یہاں چلی آئی ہو مجھے ایک پل بھی سکون کا نصیب نہیں ہو کیونکہ میں جانتا تھا میں نے تمھارے جذباتوں کا قتل کیا ہے تمھیں رولایا ہے اور تمھیں تکلیف دے کر میں خوش کیسے رہ سکتا تھا؟ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میں کیسا محسوس کرتا ہوں بوانتا معلوم تھا تمھیں جب کسی اور کے ساتھ دیکھتا ہوں تو دل میں آگ سی جل اٹھتی ہے مجھے اندھیرے کمرے کی وحشت زدہ خاموشی میں احساس ہوا تھا نورے شازل خان میرے دل اور روح کی اکلوتی شہزادی ہے۔۔"

وہ بولنے پر آیا تو روانی میں بولتا گیا تھا۔نورے کی آنکھیں اس کے اظہار پر چمک اٹھی تھیں۔

"اب گن نیچے کرو نورے۔۔فورا۔۔"

وہ کھڑا ہوتا بولا تھا نورے نے جذبات کے سمندر میں کھوئے ہوئے گن احتیاط سے نیچے کی تھی۔شازل نے کھڑے ہوتے فورا گن اس سے پکڑتے اسے گلے سے دبوچتے دیوار کے ساتھ لگایا تھا۔

"اس وقت میرا دل پتا کیا کر رہا ہے ؟"

اس نے نورے کی آنکھوں میں دیکھتے کہا تھا۔

"اپنے ہاتھوں سے تمہارا گلا دبا دوں۔۔"

"بہت شوق ہے نہ تمھیں مجھے بلیک میل کرنے کا۔۔؟"

"چلو پھر آج میں تمھیں بتاتا ہوں بلیک میل ہونا کیسا محسوس ہوتا ہے ؟ کیسا محسوس ہوتا ہے جب آپ کی جان سے عزیز چیز آپ کو جھکنے پر مجبور کرتی ہے۔۔"

وہ نورے کی پھیلی آنکھوں میں دیکھتا مسکراتا ہوا پیچھے ہٹا تھا۔اس نے گن اس بار اپنی کن پٹی پر رکھی تھی۔نورے کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔وہ جس قسم کا سنکی انسان تھا کوئی بعید نہیں تھا وہ خود کو واقعی ختم کرلیتا۔۔

"ش۔۔شازل پلیز۔۔ گن نیچے کرلیں۔۔"

"آئی ایم سوری۔۔ پل۔۔پلیز شازل۔۔"

وہ کانپتی آواز میں بولی تھی۔اب کی بار شازل مسکرایا تھا۔

"میری جان ابھی تو گیم شروع ہوئی ہے۔۔"

https://classicurdumaterial.com

اس نے گن میں سے ساری بلٹس نکالی لی تھیں۔ بس ایک بلٹ اس میں رہنے دی تھی۔

"میں تم سے جو کہوں گا تمھیں اس پر راضی ہونا پڑے گا میری ہر وہ بات ماننی پڑے گی جو میں کہوں گا۔۔ جس بات پر تم راضی نہیں ہوگی میں اس پر ٹریگر پل کروں گا۔۔اس میں ایک گولی ہے۔۔اب دیکھتے ہیں تم کیا کرتی ہو۔۔"

وہ پیچھے ہٹتا مزے سے جاکر صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔اس کی رگیں ابھی بھی ابھریں ہوئی تھی۔گردن کی نسیں واضح تھیں۔صاف پتا چل رہا تھا وہ ضبط کی انتہا پر تھا۔

"میرے ساتھ رات کو واپس پاکستان چلو گی۔"

وہ نورے کی خوفزدہ آنکھوں میں دیکھتا بولا تھا۔

"ہ۔۔ہاں میں چلوں گی۔۔پلیز گن ہٹالیں۔۔"

وہ لب کاٹتی نم آواز میں بول رہی تھی اب اسے معلوم ہو رہا تھا شازل کو کیسا لگ رہا تھا جب وہ ایسا کر رہی تھی۔

"رخصتی کروا کر سیدھا میرے ساتھ گھر چلو گی۔۔"

"ہاں۔۔جیسا آپ چاہیں گے م۔۔میں بھائی کو بھی منا لوں گی۔۔"

وہ چند قدم شازل کی جانب بڑھاتی بول رہی تھی۔

"وہاں سے مزید ایک قدم بھی میری جانب مت بڑھانا۔۔"

وہ ٹریگر پریس کرتا بولا تھا۔نورے کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی تھی۔وہ آنکھیں میچ گئی تھیں۔اس کی آنکھیں تیزی سے بھیگنے لگی تھیں۔

"آپ جو کہیں گے میں کروں گی۔۔گن کو ہٹا لیں پلیز۔۔"

وہ خوفزدہ سی روتے ہوئے بولی تھی۔اس کی حالت دیکھتے شازل نے گن میز پر پھینک دی تھی۔اس نے ہاتھ سے نورے کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا تھا۔

"آپ بہت سفاک ہیں۔۔"

وہ بے بسی سے روتے ہوئی چیخی تھی۔اس کے قریب آنے پر شازل نے اسے کمر سے تھام کر کھینچ کر اپنی گود میں بیٹھایا تھا۔

"شش۔۔سب ٹھیک ہے۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ اس کی کمر سہلاتا بولا تھا۔نورے اس کا کالر تھامتی اس کے سینے میں منہ چھپاتی رونے لگی تھی۔اپنی شرٹ بھیگتی محسوس کرکے وہ سختی سے لب بھینچ گیا تھا۔

"نورے بس اب مزید تمھارا کوئی آنسو بھی نکلا تو سچ میں اس بار گن اٹھا کر خود کو مار لوں گا۔۔"

اس کی بات پر نورے کے آنسو خشک ہوگئے تھے۔مگر ابھی بھی وقفے وقفے سے اس کے منہ سے سسکیاں نکل رہی تھیں۔وہ بہت بری طرح ڈر گئی تھی۔

شازل نے نرمی سے اس کے بالوں پر ہونٹ رکھے تھے وہ یہ بتا نہ سکا تھا کہ اس کی حالت اس سے بھی زیادہ بدتر تھی جب اس نے نورے کو گن تھامے دیکھا تھا۔

شازل اسے سینے سے لگاتا اس کی کمر سہلانے لگا تھا وہ شازل کے کلون کی خوشبو خود میں اتارتی اس کے صحیح سلامت ہونے ہر کچھ ہی دیر میں سو گئی تھی۔اس کے سونے کے بعد شازل اسے اٹھاتا روم میں لے گیا تھا۔اسے بیڈ پر لیٹاتا وہ ضروری کام سے نکل گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"آپ کب تک دانین کہ رخصتی کریں گے ؟"

روحان نے آغا خان کے سامنے بیٹھتے پوچھا تھا۔وہ کافی دنوں بعد ان کے گھر آیا تھا وہ بھی صرف رخصتی کی بات کرنے کے لیے۔۔

"میں تمھیں پہلے ہی بتا چکا ہوں فلحال یہ ممکن نہیں ہے۔۔"

"میری بیٹی کی جان کو خطرہ ہے وہ کینیڈا میں بالکل بھی محفوظ نہیں ہے۔۔"

آغا خان نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے وہ اس گھر میں محفوظ ہوگی؟"

"وہ صرف و صرف میرے ساتھ محفوظ ہے۔۔"

روحان ہر لفظ پر زور دیتا بولا تھا۔

"تو پھر تم یہاں ہمارے ساتھ رہو۔۔۔اپنی بیوی کے لیے کچھ مہینے یہاں رہنا تمھارے لیے مشکل نہیں ہوگا۔۔"

آغا خان کی بات پر وہ لب بھینچ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر میں کل ہی یہاں شفٹ ہو رہا ہوں سسر جی۔۔"

وہ تپے ہوئے لہجے میں بولتا کھڑا ہوتا تیزی سے ان کے سٹڈی روم سے نکل گیا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

سٹڈی روم سے نکلتے ہی اس کی زوردار ٹکر دانین سے ہوئی تھی جو کان لگائے ان کی باتیں سننے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

اس کے لڑکھڑاتے وجود کو مضبوطی سے اپنی باہوں میں تھامتے اس نے استفسار کیا تھا۔

"می۔۔میں بس آپ سے ملنے آئی تھی۔۔"

وہ ہلکی سی مسکراہٹ روحان کو پاس کرتی بولی تھی۔

روحان نے ائبرو اچکاتے اسے غور سے دیکھا تھا وہ آج خوش لگ رہی تھی۔

"کیوں؟"

روحان نے سنجیدگی سے سوال کیا تھا۔

"کیا میں اپنے ہبی سے نہیں مل سکتی؟"

اس نے اپنے گلابی لبوں کو کاٹتے نروس انداز میں پوچھا تھا۔

"بالکل مل سکتی ہوں لیکن یوں چھپ کر ملنے سے بہتر ہے سب کے سامنے ملا کرو۔۔تم میری بیوی ہو گرل فرینڈ نہیں ہو۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ سنجیدگی سے بولتا اس کی مسکراہٹ گہری کر گیا تھا۔

اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگاتے روحان نے اس کے بالوں پر لب رکھے تھے۔اس کی خوشبو کو خود میں اتارتے روحان کو سکون محسوس ہوا تھا۔

وہ اسے اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا اسے یہ نہیں معلوم تھا کون اسے مروانا چاہتا ہے مگر وہ یہ ضرور جانتا تھا دانین کی حفاظت کرنا اب اس کا فرض تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ نورے کو چھوڑ کر اپنے دوست سے ملنے چلا آیا تھا جس لوگوں نے دانین پر حملہ کیا تھا اس میں سے ایک زندہ بچ گیا تھا وہ اس شخص سے مل کر پوچھنا چاہتا تھا اسے کس نے یہاں بھیجا ہے؟

"ڈیرک کیا اس نے تمھیں کچھ بتایا ؟"

شازل نے ڈیرک سے ہاتھ ملاتے پوچھا تھا۔

"نہیں کچھ نہیں بول رہا۔۔"

ڈیرک کے جواب پر وہ سر ہلاتا اپنی جیکٹ میز پر پھینکتا بازو کے کف فولڈ کرتا ڈیرک کے ساتھ چلتا اس روم کی طرف چل پڑا تھا جہاں وہ شخص بند تھا۔

وہ شخص بے ہوش تھا شاید۔۔کرسی سے باندھے اس کے منہ سے خون کے قطرے زمین پر گر رہے تھے۔

"اسے ہوش میں لاو۔۔"

شازل نے اپنے کالر کے بٹن کھولتے ڈیرک سے کہا تھا جس نے ٹھنڈا پانی اس شخص کے چہرے پر گرایا تھا وہ ہڑ بڑا کر اٹھ گیا تھا۔

"مجھے جانے دو۔۔"

وہ شخص چیخا تھا۔

"ہمیں بس یہ بتا دو تمھیں کس نے بھیجا ہے تمھیں یہاں سے آزاد کر دیا جائے گا۔۔"

شازل سنجیدگی سے بولا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں پتا۔۔"

وہ سر نفی میں ہلاتا بولا تھا۔

شازل نے ایک نظر اس پر ڈالتے سائیڈ پر پڑے ٹیبل سے کٹر اٹھایا تھا۔۔

"تمھیں کچھ نہیں پتا؟"

شازل نے ڈیرک کو اس کا ہاتھ پکڑنے کا اشارہ کرتے پوچھا تھا جس پر وہ اس شخص کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ چکا تھا۔

"جلدی سے بتا دو کس نے دانین کو مارنے کا کہا تھا ورنہ ایک ایک کر کے ساری انگلیاں گنوا دوں گے۔۔"

شازل نے اس کی ایک انگلی کٹر سے کاٹتے سفاکیت سے کہا تھا۔اس شخص کی ایک زور دار چیخ کمرے میں گونجی تھی۔

"م۔۔میں بتاتا ہوں۔۔"

"ہمیں نہیں پتا و۔۔وہ کون تھا۔۔ وہ بس یہ چاہتا تھا ہم لڑکی اور اس کے باپ کو مار دیں۔۔وہ کوئی پاکستانی تھا اس سے زیادہ ہمیں کچھ نہیں پتا اور وہ ہم سے خود بات نہیں کرتا تھا کوئی اور اس کی جگہ بات کرتا تھا۔"

وہ کانپتی آواز میں بول رہا تھا۔

"اس کا نام کیا تھا؟"

شازل نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا تھا۔

"م۔۔مجھے نام نہیں پتا بس سب اسے شیر کہتے تھے۔۔"

جواب سنتے ہی شازل نے ڈیرک کو اشارہ کیا تھا ساتھ ہی وہ سیل سے نکل گیا تھا۔اپنے ہاتھ دھوتا وہ جیکٹ اٹھاتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

"شیر۔۔"

اس کے ذہن میں یہ نام بری طرح گونج رہا تھا اس نے یہ نام سنا ہوا تھا لیکن یاد نہیں تھا کہاں؟ یا شاید یہ اس کا وہم تھا وہ سر جھٹکتا واپسی کے لیے نکل گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"خان صاحب۔۔"

دروازے پر ناک کرتی ملائکہ ان کے روم میں داخل ہوئی تھی۔ملائکہ کی آواز سنتے آغا خان نے نظریں اٹھاتے انھیں دیکھا تھا۔

وہ انھیں ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ دیکھتی ان سے کچھ فاصلے پر بیڈ پر بیٹھ گئی تھیں۔

https://classicurdumaterial.com

سکن رنگ کے سوٹ اور گہری براون شال لیے بالوں کو باندھے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھیں۔

"ملائکہ۔۔کیسے یہاں آنا ہوا؟"

انھوں نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔ان کے سوال پر ملائکہ دھیرے سے مزید مسکرا اٹھی تھیں۔آغا خان انھیں حیرت سے تک رہے تھے۔

"میں نے ایک فیصلہ کیا ہے امید ہے آپ میرے فیصلے کا احترام کریں گے خان صاحب۔۔"

وہ ان کی جانب دیکھتی دھیمے لہجے میں بولی تھیں۔

"آج سے کئی سال پہلے جب میں نے آپ سے محبت کی تھی مجھے معلوم نہیں تھا میری زندگی ایسے گزرے گی۔۔"

وہ انتہائی نرمی سے بول رہی تھیں۔

"ملائکہ۔۔"

"خان صاحب پہلے مجھے میری بات مکمل کرنے دیں شاید پھر ہمت جمع نہ کر پاوں۔۔"

وہ انھیں ٹوکتے ہوئے بولی تھیں۔۔

"آپ سے ملنا میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔۔"

وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتی بولی تھیں۔

"اگر میرے بس میں ہوتا تو میں وقت میں پیچھے جاکر خود کو آپ سے ملنے سے روک لیتی۔۔"

وہ نم لہجے میں بولی تھی۔آغا خان نے ان کی بات سنتے زور سے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔

"آپ میری بربادی کی سب سے بڑی وجہ ہیں۔۔جب جب آپ کو دیکھتی ہوں تو مجھے اپنی ذات کی بے مولی اور تباہی دکھتی ہے۔۔"

"محبت کرنا ہمارے بس میں نہیں تھا۔۔ اگر میں خود کو روک سکتی تو سب سے پہلے اپنے دل و دماغ سے آپ کے دماغ کو مٹاتی۔۔آپ میری زندگی کا سیاہ بخت ہیں۔۔"

https://classicurdumaterial.com

بولتے ہوئے ملائکہ کی آنکھ سے آنسو نکلتے اس کی شفاف گال پر بہہ گیا تھا۔آغا خان کی نظر ان کے گال سے بہتے آنسو کی طرف گئی تھیں۔ملائکہ کے لہجے میں سالوں کا کرب چھپا تھا جسے آغا خان بخوبی محسوس کر پا رہے تھے۔

"آپ نے ہمیشہ مجھے بے مول کیا۔۔ ہمارے نکاح کو کسی گناہ کی طرح اپنی بیٹی سے چھپا کر رکھا۔۔مجھے میری بیٹی سے الگ کردیا اور زبردستی یہاں اپنے ساتھ اس بے نام رشتے میں باندھے رکھا۔۔لیکن اب میرے ضبط کی انتہا ہوگئی ہے خان صاحب۔۔ میں نے یہ قبول کرلیا ہے شاید اللہ پاک نے میری زندگی میں خوشیاں لکھی ہی نہیں ہیں۔۔میں نے کبھی اللہ سے شکوہ نہیں کیا لیکن جب جب آپ کو دیکھتی ہوں دل سے بے اختیار ایک شکوہ نکلتا ہے مجھے آپ جیسے شخص سے کیوں ملوایا؟ جسے نہ میرے جذباتوں کا خیال ہے نہ ہی میرا۔۔"

ملائکہ کی باتیں سن کر وہ سختی سے آنکھیں میچ گئے تھے۔وہ سچ ہی بول رہی تھیں۔

"لیکن بس اب میں مزید برداشت نہیں کروں گی۔۔یہ خلا کے پیپرز ہیں۔۔میں سائن کرچکی ہوں۔۔"

وہ ہلکی مسکان کے ساتھ بولی تھیں۔ساتھ ہی اپنے ہاتھ میں فولڈ کاغذ آغا خان کی طرف بڑھائے تھے جو وہ پہلے دیکھ نہیں پائے تھے۔

"میں اب آزاد ہونا چاہتی ہوں۔۔ میں مزید آپ کے ساتھ اس بے نام رشتے میں باندھ کر نہیں رہنا چاہتی۔۔"

"کونسے رشتے میں؟"

دانین نے حیرانی سے دونوں کو دیکھتے پوچھا تھا وہ ان کے کمرے کے باہر سے گزر رہی تھی جب باتوں کی آوازیں سن کر اس طرف آئی تھیں۔

"دانین جاو یہاں سے۔۔"

آغا خان ملائکہ پر نظریں جمائے سخت لہجے میں بولے تھے۔

"بابا۔۔"

"میں نے کہا جاو یہاں سے۔۔"

آغا خان کے تیز لہجے کو سن کر وہ تیزی سے وہاں سے نکل گئی تھی۔

آغا خان نے ملائکہ کی آنکھوں سے آنکھیں ملاتے کاغذات کو پکڑا تھا۔

"مجھ سے آزادی چاہتی ہو؟"

آغا خان نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔ ملائکہ نے ان کی طرف دیکھتے ہاں میں سر ہلایا تھا۔آغا خان نے ان کی طرف دیکھتے خلا کے پیپرز کو درمیان سے دو ہندسوں میں پھاڑ دیا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں؟"

ملائکہ غصے سے بولی تھیں۔انھوں نے پیپرز اچھالتے ملائکہ کے قریب ہوتے ان کا چہرہ اپنی گرفت میں لیا تھا۔

"مجھے ایک موقع دو۔۔ سب سدھارنے کا۔۔ میں تمھاری بیٹی کو بھی ڈھونڈ نکالوں گا۔۔دانین کو بھی سب کچھ بتا دوں گا۔۔"

آغا خان ملائکہ کے ماتھے سے ماتھا جوڑتے سنجیدگی سے بولے تھے۔

"یہ ممکن نہیں۔۔"

وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتی نرمی سے بولی تھی۔

"بس ایک آخری موقع۔۔ میرا دل تم سے جدائی برداشت نہیں کرپائے گا ملائکہ۔۔"

وہ جذب کے عالم میں بولے تھے۔

"آخری موقع خان صاحب۔۔"

وہ آغا خان کا لمس اپنی پیشانی پر محسوس کرتیں لب بھینچ کر اور آنکھیں بند کر کے بولی تھی۔وہ جانتی تھیں ایک بار پھر اپنا فیصلہ بدل کر وہ خود سے ناانصافی کر رہی تھیں۔مگر وہ انھیں ایک موقع دینا چاہتا تھیں۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"نورے۔۔۔"

شور کی آواز سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔اپنے سامنے عادل اور کچھ آفیسرز کو دیکھتے اس کی آنکھیں فورا کھل گئی تھیں۔

"آر یو آلرائیٹ؟"

عادل نے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"شازل کہاں ہیں؟"

اس نے آنکھیں جھپکاتے انجانے خوف کے زیر اثر پوچھا تھا۔

"وہ یہاں نہیں ہے کیا اس نے تمھیں کوئی نقصان پہنچایا؟"

عادل نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"نہیں۔۔وہ مجھے کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔۔"

اس نے نفی میں سر ہلاتے فورا جواب دیا تھا۔

"سر۔۔"

عادل کا ساتھی ابھی اسے پکار ہی رہا تھا جب شازل تیزی سے سب کو اگنور کرتا اندر داخل ہوا تھا۔شازل کو دیکھ کر نورے نے ایک سکون کی سانس بھری تھی۔شازل وہاں موجودسب میل آفسرز کو غصے سے گھور رہا تھا۔

"اسے اریسٹ کرو فورا۔۔"

عادل کی بات پر نورے فورا چیخ اٹھی تھیں۔

"نہیں۔۔ آپ جائیں یہاں سے۔۔ ہمیں اکیلا چھوڑ دیں۔۔ میں واپس پاکستان جارہی ہوں۔۔ سوری بھائی آپ کو پریشان کیا۔۔"
وہ عادل کی طرف دیکھتی آخر میں شرمندہ سی بولی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

"میں تمھیں اس کے ساتھ جانے نہیں دے سکتا۔۔ پہلے تمھیں شاہزیب سے بات کرنی ہوگی وہ اجازت دے گا تو تم اس کے ساتھ یہاں سے چلی جانا۔۔"

عادل نے باقیوں کو باہر جانے کا اشارہ کرتے اپنا فون نکالتے شاہزیب کو کال ملائی تھی۔

عادل نے ساری سچوئیشن شاہزیب کو بتاتے فون نورے کو تھمایا تھا۔نورے ایک نظر شازل اور عادل پر ڈالتی فون تھام چکی تھی۔

شاہزیب اس سے سخت ناراض اور غصہ تھا۔لیکن وہ اپنی باتوں سے اسے تھوڑا بہت قائل کرچکی تھی۔

شاہزیب کے مثبت جواب پر نورے نے عادل کس وہاں سے جانے کا بول دیا تھا۔

"اٹھو اور فریش ہوکر کھانا کھاو۔۔"

سب لوگوں کے جاتے ہی شازل نے نورے کی جانب دیکھتے کہا تھا۔جانتا تھا صبح سے اس نے کچھ نہیں کھایا۔

"آپ نہیں کھائیں گے؟"

اس نے اٹھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"نہیں میں پیکنگ کرنے لگا ہوں پھر شام کو وقت سے نکلنا بھی ہے۔۔"

وہ واشروم کی طرف بڑھتی نورے کو بازو سے تھام کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا بولا تھا۔نورے اس کے لمس پر دھیرے سے مسکراتی تیزی سے واشروم میں چلی گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟"

اسے صبح صبح گھر میں دیکھ کر دانین نے حیرت سے پوچھا تھا۔وہ آج آغا خان سے کل والے واقعے کہ بات کرنا چاہتی تھی مگر ان کے غصے کی وجہ سے ہمت نہیں تھی تبھی وہ ناشتہ کرتی لان میں والک کرنے آگئی تھی تاکہ مائینڈ فریش ہوجائے اپنے سامنے روحان کو دیکھ کر وہ چونک گئی تھی۔

"گھر داماد بننے کی تیاری کر رہا ہوں۔۔"

روحان کے جواب پر وہ بے اختیار ہنس پڑی تھی۔

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟"

اس نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔

"میں اس گھر میں شفٹ ہورہا ہوں۔۔"

وہ خان ہاوس کی طرف اشارہ کرتا بولا تھا۔

"کیوں؟"

اس نے لب کاٹتے پوچھا تھا۔

"اگر تم کہتی ہو تو واپس چلا جاتا ہوں۔۔"

روحان کے جواب پر وہ گڑبڑا گئی تھی۔

"نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا۔۔"

اس کے گھبرانے پر روحان محظوظ ہوا تھا۔

"اپنی جان سے پیاری بیوی سے دوری برداشت نہیں ہورہی تبھی انکل کے کہنے پر یہاں شفٹ ہورہا ہوں۔۔تاکہ تمھارے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزار سکوں۔۔"

اس کے جواب پر دانین بے ساختہ مسکرا اٹھی تھی۔

اسے باہوں کے حصار میں بھرتا روحان اپنے ساتھ اندر لے گیا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

(ماضی)

وہ شازل کے رویے سے بے دل ہو گئی تھی اس کا دل شازل سے بالکل ہی اٹھ گیا تھا۔اگلے دن سکول سے چھٹی کے بعد وہ بہارے گل کے ساتھ جب سکول سے باہر نکلی تو اس کی نظر کچھ فاصلے پر گاڑی میں بیٹھے سفیان کی جانب اٹھی تھی جو مسکراتے ہوئے اسے تک رہی تھی۔

اس کے یوں تکنے پر وہ گھبرا گئی تھی جب کہ سفیان کے آنکھ ونک کرنے پر وہ شرمندہ ہوتی نظریں جھکاتی تیزی سے اپنے ڈرائیور کو دیکھتی بہارے گل کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔

وہ گھر آئی تو اس کی سوچوں پر سفیان بری طرح چھایا ہوا تھا۔وہ شازل جتنا خوبصورت تو نہ تھا لیکن خوش شکل ضرور تھا۔

"لالی۔۔ میرے اور حیدر کے لیے چائے بنا دو پلیز۔۔ موم گھر پر نہیں ہیں اور ملازمہ کے ہاتھ کی میں پینا نہیں چاہتا۔۔"

شازل نے ڈرائینگ روم سے نکلتے بہارے گل کو کہا تھا جو دانین کے ساتھ کھڑی تھی۔

"اوکے لالا میں ابھی فریش ہوکر بنا دیتی ہوں۔۔"

وہ مسکرا کر بولی تھی۔شازل اس کے سر پر ہاتھ رکھتا واپس چلا گیا تھا جبکہ اس دوران وہ دانین کو مکمل اگنور کر گیا تھا جو اسے بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔

"دیکھا تمھارا بھائی کتنا بدتمیز ہے مجھے کس طرح اگنور کر کے گیا ہے۔۔"

وہ غصے سے بہارے گل سے بولی تھی جس پر وہ بری طرح گھبرا گئی تھی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے دانین تم غلط سمجھ رہی ہو۔۔"

بہارے گل نرم لہجے میں بولی تھی۔

"آئی ہیٹ ہیم۔۔"

وہ نفرت سے پھنکارتی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

بہارے گل اسے پکارتی رہ گئی تھی مگر وہ رکی نہیں تھی۔

بہارے گل اسے بعد میں بات کرنے کا سوچتی فریش ہوکر چائے بنانے چلی گئی تھی۔

https://classicurdumaterial.com

چائے کے ساتھ وہ فریزر سے کباب اور شامیوں کے ساتھ نگٹس فرائی کرچکی تھی۔اسے ٹرے میں رکھتی اپنا دوپٹہ سر پر اوڑھتی وہ ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گئی تھی۔اس کے پیچھے ملازمہ دوسری ٹرے اٹھائے چلی آرہی تھی۔

"السلام علیکم بھائی۔۔"

اس نے حیدر کی جانب دیکھا بنا دھیمی آواز میں کہا تھا۔حیدر نے بغور اسے دیکھا تھا جو پرپل سوٹ میں سفید دوپٹہ اوڑھے گڑیا لگ رہی تھی۔حیدر کی نظریں خود پر محسوس کرتے اس کے ہاتھ ہلکے سے کپکپا اٹھے تھے۔وہ اتنی بھی ناسمجھ نہیں تھی کہ مقابل کی نظروں کا مفہوم نہ سمجھ پائے۔۔شازل کوئی کال سن رہا تھا ورنہ حیدر کی ہمت نہیں تھی وہ اسے شازل کے سامنے نظر اٹھا کر بھی دیکھ لے۔۔

تیزی سے چیزیں رکھواتی اس نے کانپتے ہاتھ سے چائے کا کپ اٹھاتے حیدر کے سامنے رکھا تھا۔

"تھینک یو بہارے۔۔"

شازل بھاری آواز میں چائے کا کپ اٹھاتا بولا تھا۔ بہارے گل سر ہلاتی اپنا دوپٹہ مضبوطی سے تھامتے تیزی سے پلٹ کر وہاں سے نکل گئی تھی۔اپنے دل پر ہاتھ رکھے اس نے اپنے ماتھے پر آیا پسینہ دھیرے سے صاف کیا تھا۔

"دانین بیٹا آپ کے لیے کھانا لے کر آوں--؟"

ملائکہ نے اس کے کمرے میں داخل ہوتے پوچھا تھا۔

"اگر مجھے کچھ کھانا ہوا تو میں آپ کو بتا دوں گی-- یوں بار بار میرے کمرے میں آکر مجھے ڈسٹرب مت کیا کریں--"

وہ جس قدر بدتمیزی سے بولی تھی ملائکہ ایک پل کو خاموش ہوگئی تھی۔

"مجھے بس تمھاری فکر ہے دانین--"

وہ نرمی سے بولی تھیں۔

"میری ماں بننے کی کوشش مت کریں اور جائیں یہاں سے--"

اس کی بات نے ملائکہ کو بری طرح زخمی کیا تھا وہ خاموشی سے لب بھینچتی وہاں سے نکل گئی تھیں۔

وہ ملائکہ کے جاتے ہی منہ بگاڑتی موبائل پکڑے سوشل میڈیا پر سکرولنگ کرنے لگی تھی اچانک اسے وٹس ایپ پر کسی ان ناون نمبر سے میسج آیا تھا۔

"Hey pretty girl!!"

میسج پڑھتے اس کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"Who are you؟"

اس نے بیڈ پر لیٹتے ریپلائے کیا تھا۔اب وہ اشیاق سے ریپلائے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔

"آپ کو چاہنے والا۔۔"

اس کے ریپلائے کو پڑھ کر دانین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔

"اوہ سیریسلی؟"

اس نے جوابا پوچھا تھا۔اوراس طرح ایک بے نام شخص سے بات کرتے ہوئے وہ مسکراتے ہوئے اپنی بربادی کی طرف پہلا قدم بڑھا چکی تھی۔

https://classicurdumaterial.com

اور پھر اس انجان شخص سے بات کرنے کا ایک سلسلہ چل اٹھا تھا۔دانین ساری رات اس سے باتیں کرتی رہتی تھی۔اس نے گھر میں کسی کو یہ محسوس نہیں کروایا تھا کہ وہ ایک انجان شخص سے محبت کرنے لگی تھی۔

"میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔۔"

اس نے ایک رات میسج کیا تھا اس شخص نے نہ ہی اپنا نام بتایا ہوا تھا نہ ہی اپنی کوئی تصویر دانین کو دکھائی تھی وہ اس سے ملنے کے لیے بے حد بےتاب تھی۔

"کل میں تم سے ملوں گا سکول کے باہر۔۔"

اس شخص کا ریپلائے آیا تھا۔

"اوکے۔۔"

وہ جھٹ سے راضی ہوگئی تھی۔کل بھارے گل نے چھٹی کرنی تھی کیونکہ شازل واپس جارہا تھا اس نے شازل کوچھوڑنے ائیر پورٹ جانا تھا اور اس کے پاس سنہری موقع تھا اس شخص سے ملنے کا۔۔

اگلے دن وہ اچھے سے تیار ہوتی میک اپ کی چیزیں اور باڈی سپرے اپنے بیگ میں بھی رکھ چکی تھی۔ چھٹی سے پہلے وہ اپنا میک اپ فریش کرچکی تھی ساتھ ہی اپنے بال بھی بنا چکی تھی۔

اس نے ڈرائیور کو لیٹ آنے کا ٹائم دیا تھا اس لیے وہ بے فکر سی سکول سے باہر نکلی تھی اور اپنے بیگ میں سے فون نکال کر اس شخص کو کال ملائی تھی ۔جب کچھ فاصلے پر موجود ایک گاڑی میں بیٹھے سفیان نے اس کی طرف دیکھتے ہاتھ ہلاتے فون کان سے لگایا تھا۔

"مجھے پہلے ہی شک تھا یہ تم ہو۔۔"

وہ خوشی سے چہکتے ہوئے بولی تھی۔

"ہاہاہا اب دیکھ لیا۔۔ خوش ہو؟"

اس نے دانین کا ہاتھ تھامتے پوچھا تھا۔اس کا یوں ہاتھ تھامنا دانین کو پسند نہیں آیا تھا لیکن وہ خاموش ہوگئی تھی۔

"یہ تمھارے لیے کچھ گفٹس۔۔"

سفیان نے تین باکس اس کے سامنے رکھے تھے۔دانین کی آنکھیں خوشی سے پھیل گئی تھیں۔

"انھیں کھول کر دیکھو۔۔"

سفیان کے بولنے پر وہ اشتیاق سے انھیں کھولنے لگی تھی جس میں سے ایک لاکٹ ، ایک مہنگا پرفیوم اور گولڈ بریسلیٹ نکلا تھا۔

"اوہ مائی گاڈ تھینک یو سو مچ سفیان۔۔"

وہ خوشی سے چہکتی بولی تھی۔

"آئی لو یو میری جان۔۔"

اس کے ہاتھ کو نرمی سے سہلاتا وہ بولا تھا۔دانین کی دھڑکنیں بے ساختہ بڑھ گئی تھیں۔اس کے اظہار سے وہ آسمان پر اڑنے لگی تھی۔

سفیان سے باتیں کرتے اسے وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا تھا۔وہ سفیان سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کرتی واپس چلی گئی تھی۔سفیان اسے جاتے دیکھ کر ایک دم سنجیدہ ہوتا اپنا سگریٹ نکال کر سلگانے لگا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"بے وقوف لڑکی۔۔"

وہ سگریٹ کے گہرے کش لیتا بڑبڑایا تھا۔دانین کو اگر اس کے ارادوں کی زرا بھی خبر ہوتی تو یقینا وہ اس پیارے چہرے کے پیچھے چھپے شیطان صفت انسان سے کوسوں دور بھاگتی مگر نئی نئی محبت کا نشہ سر چڑھ کر بولتا اس کی عقل پر پردے ڈال گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

#\

(حال)

"اس لڑکی نے آج کوئی کام کیا؟"

ڈینیل نے ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھتے ڈیزی سے پوچھا تھا۔

"نو سر۔۔ آپ کے جانے کے بعد وہ کمرے سے ہی نہیں نکلی۔۔"

ڈیزی نے سنجیدگی دے جواب دیا۔۔

"کل سے میرے فلور کی ساری کلینگ زرکشہ کرے گی۔۔"

ڈینیل کی بات پر ڈیزی کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔سب جانتے تھے اس کے فلور پر صرف اسے یا پھر ڈیزی کو جانے کی ہی اجازت تھی وہ بھی صرف صفائی کے لیے۔

"ل۔۔لیکن سر یہ کیسے ممکن۔۔"

"شٹ اپ۔۔ اپنی لمٹ میں رہو۔۔"

وہ تیز لہجے میں بولا تھا۔ڈیزی خاموش ہوگئی تھی۔

"سوری سر۔۔"

ڈیزی نے لب بھینچ کر کہا تھا۔جس پر وہ سر ہلا گیا تھا۔

وہ کھانا کھاتا اٹھ کھڑا ہوا تھا اس کا رخ سیکنڈ فلور پر تھا جہاں زرکشہ کا کمرہ موجود تھا ویسے تو سرونٹ کوارٹر مینشن کے بیک سائیڈ پر موجود تھا مگر وہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔

وہ بنا ناک کیے زرکشہ کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔وہ جو عشا کی نماز انداز وقت کے مطابق ادا کر رہی تھی اس کی موجودگی محسوس کرتی اپنی عبادت میں مصروف رہی تھی۔وہ اسے اشتیاق سے دیکھتا بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔

نہ جانے کیوں اسے نماز ادا کرتے دیکھ کر اس کی عجیب کیفیت ہوجاتی تھی۔

"کیوں آئے ہیں یہاں؟"

وہ جو آنکھیں موندیں خاموشی کو محسوس کرتا اپنے اندر موجود عجیب کیفیت سے لڑ رہا تھا اس کی تیز آواز سن کر اس کی آنکھیں فورا کھل گئی تھیں۔

"مجھ سے دوبارہ اونچی آواز میں بات مت کرنا۔۔"

وہ کھڑا ہوتا انتہائی سرد لہجے میں بولا تھا۔

"میرے روم سے جائیں۔۔"

وہ اس کی طرف دیکھے بنا بولی تھی۔

"شاید تم بھول رہی ہو یہ گھر اور کمرے سمیت تم بھی میری ملکیت ہو اور مجھ پر حکم چلانے کی دوبارہ جرت مت کرنا۔۔"

وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔

"کیا کریں گے؟"

وہ لب بھینچ کر پوچھنے لگی۔

"میں تمھیں حکم چلانے لائق نہیں چھوڑوں گا۔"

ڈینیل کی بات میں کتنی سچائی ہے اسے محسوس کرتے زرکشہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہونے لگی تھی۔وہ ایک نظر اس پر ڈالتا ہوا وہاں سے نکل گیا تھا۔اس کے جاتے ہی زرکشہ نے سکون کا سانس بھرا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ نماز پڑھ کر ابھی کچھ دیر کے لیے کمرے کا جائزہ بغور لے رہی تھی۔اسے ڈینیل نے نئے کپڑے بھی منگوا دیے تھے جو اس کے پہننے کے مطابق تھے مگر پھر بھی وہ ان میں کمفرٹیبل نہیں تھی۔وہ یہاں سے نکلنا چاہتی تھی۔اب اس کا اس جگہ دم گھٹنے لگا تھا احمد کا سوچتے اس کے پیٹ میں پریشانی سے گرہیں بندھنے لگی تھیں۔

اپنے باپ کا سوچتے وہ مزید پریشان ہوئی تھی۔اس کے کمرے میں کوئی کھڑکی نہیں تھی جس سے وہ یہاں سے نکل سکے۔دروازہ اچانک کھلنے کی آواز پر وہ خیالوں کی دنیا سے باہر لوٹی تھی۔

"چلو لڑکی جلدی چلو۔۔ تمھیں تمھارے کام بتاوں۔۔"

ڈیزی نے سخت لہجے میں کہا تھا۔اسے زرکشہ کے حجاب سے سخت الجھن ہو رہی تھی۔

"رکو۔۔ پہلے یہ اپنے سر سے اتارو۔۔"

اس نے زرکشہ کو روک کر کہا تھا۔زرکشہ کے چہرے پر غصہ چھایا تھا۔

"اگر تم چاہتی ہو میں خاموشی سے کام کروں تو اپنے فضول حکم اپنے تک رکھو۔۔"

وہ انگلی اٹھا کر سختی سے بولتی ڈیزی کو خاموش کروا گئی تھی۔

ڈیزی نے اس کے بازو کو سختی سے تھام کر اسے جھٹکا دے کر کمرے سے باہر نکلا تھا۔وہ اس کی بدتمیزی اور کھینچنے پر حیران رہ گئی تھی۔

"چھوڑو مجھے۔۔"

وہ دبا دبا سا چلائی تھی۔

ڈیزی اسے کھینچتی ہوئی اپر فلور پر لاتی اسے زمین پر دھکا دے کر گرا چکی تھی۔اس کے سامنے صفائی کی چیزیں رکھتی ڈیزی تیز لہجے میں اسے کام بتانے لگی تھی۔

"یہ سارا حال اور لاونج کے ساتھ آخری تین کمرے اور واشرومز تم آج صاف کرو گی۔۔"

ڈیزی بولتی ہوئی پلٹ گئی تھی۔اسے گھور کر زرکشہ زمین دے اٹھتی سب سے پہلے تصویروں اور وہاں پڑے شوپیسز کی ڈسٹنگ کرنے لگی تھی۔

وہ صفائی کرتی اب حال کے چمکتے فرش کو صاف کر رہی تھی۔گلا ہونے کی وجہ سے فلور پر پھسلن حد سے زیادہ تھی۔

"یہ کیا کر رہی ہو؟"

وہ احتیاط سے قدم رکھتی پانی سے بھری بالٹی تھامتی پیچھے کو ہٹ رہی تھی۔جب اپنے پیچھے سے اونچی آواز سن کر وہ بری طرح اچھلی تھی۔پانی کی بالٹی اس کے ہاتھ سے نیچے گر گئی تھی۔جبکہ گیلا ہونے کی وجہ سے وہ فلور پر بری طرح پھسلتی کمر کے بل زمین پر گر گئی تھی۔

"آہہہ---"

اپنی کمر میں تکلیف محسوس کرتے اس کے منہ سے چیخ نکلی تھی۔اپنے سامنے کھڑے ڈینیل کو دیکھتے اسے شدید غصہ آیا تھا جبکہ ڈینیل کے ہونٹوں پر پھیلی مسکراہٹ نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔وہ گرنے کی وجہ سے شدید شرمندہ ہوگئی تھی۔

"کیا آپ کو کسی نے سکھایا نہیں پیچھے سے یوں اچانک جن کی طرح حاظر ہوکر کسی کو ڈراتے نہیں ہیں؟"

وہ اپنا حجاب تھامتی آہستہ سے دیوار کو پکڑ کر کھڑی ہوتی جل کر بولی تھی۔

"نہیں۔۔"

اس کے یک لفظی جواب نے اسے مزید غصہ دلایا تھا۔زرکشہ کا غصے سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر ڈینیل کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

"یہ سارا گند اچھے سے صاف کرنا۔۔"

وہ پانی کو دیکھتا سائیڈ سے گزر کر جاتا بولتا اسے زہر لگا تھا۔

وہ اپنی کمر میں درد محسوس کرتی دوبارہ جھک کر پانی کو صاف کرنے کا سوچ رہی تھی جب ڈیزی وہاں جادو کے جن کی طرح نمودار ہوئی تھی۔

"تم کسی کام کی نہیں جاو یہاں سے۔۔ میں خود یہ کام کرلوں گی۔۔"

ڈیزی اس سے سامان چھینتی غصے سے بولی تھی۔زرکشہ جان بچ جانے پر شکر ادا کرتی وہاں سے نکل گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

اسے کتنے دن یہاں رہتے ہوئے گزر گئے تھے اسے اندازہ نہیں تھا روز صبح اٹھنا کام کرنا اور اسے واپس اس کمرے میں بند کر دینا۔۔ وہ کل جب صفائی کر بے گئی تھی تب اس نے ڈینیل اور اس کے ساتھ گارڈ کی باتیں سن لی تھیں جس سے اسے معلوم ہوا تھا کہ احمد بھاگ گیا ہے۔۔وہ اب تک اچھے سے اوپر سے نیچے فلور تک باہر جانے کا راستہ ڈھونڈ چکی تھی وہ بس احمد کی منتظر تھی۔

اس کے واشروم میں ایک کھڑکی تھی وہ تھوڑی بلندی پر تھی جسے وہ کافی دنوں سے کھولنے کی کوشش کر رہی تھی اور آخر کار رات کو اس نے وہ کھول ہی لی تھی۔

کسی کو شک نہ ہو اس لیے وہ سارا دن نارمل انداز میں کام کرتی رہی تھی شام کو اپنے کمرے کی لائٹ آف کرتی وہ بیڈ پر اپنی جگہ تکیے رکھتی واشروم میں داخل ہوئی تھی۔واشروم کی لائیٹ آف کرتی وہ کھڑکی سے آتی ہلکی سی روشنی کو دیکھتی کاونٹر پر چڑھی تھی۔اس کا نازک سراپہ آج اس کے کام آیا تھا۔اس نے پہلے کھڑکی سے باہر دیکھا تھا جہاں دور دور تک بس جنگل دکھائی دے رہا تھا۔اور کھڑکی سے نیچے بلندی دیکھتے اس کا ایک پل کو دل بندھ ہوا تھا۔وہ کچھ سوچتی واپس اندر کمرے میں گئی تھی۔اس کے الماری میں موجود حجاب سکارف کو نکالتے ایک دوسرے سے باندھتے ایک لمبی رسی

کی طرح بنا لیا تھا۔وہ اسے واشروم میں ٹاول ہینگ کرنے والی جگہ پر باندھتی دوسرا حصہ اپنی کمر سے باندھتی آیت الکرسی پڑھتی کھڑکی سے کود گئی تھی۔

"آہ۔۔"

وہ زور سے دیوار میں بجی تھی اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی تھی جسے وہ فورا دبا گئی تھی۔اس کے سر سے خون کی ایک باریک لکیر نکلنے لگی تھی۔اس نے نیچے کی طرف دیکھا تھا وہ زمین سے کچھ اوپر ہوا میں لٹک رہی تھی۔اسنے ارد گرد دیکھا تھا دور دور تک سناٹا چھایا ہوا تھا۔اپنی کمر کے گرد بندھے سکارف کو اس نے آہستہ سے کھول دیا تھا جس سے وہ سیدھا زمین پر گری تھی۔

"ہائے اللہ۔۔!!!"

وہ اپنے جسم میں تکلیف محسوس کرتی آہستہ سے اٹھ بیٹھی تھی کھلی فضا میں سانس لیتے اس کی خوشی سے باچھیں کھل اٹھی تھیں۔

وہ ایک نظر پلٹ کر اوپر دیکھنے لگی تھی وہاں سے لٹکتے اپنے سکارف کو دیکھتی وہ مسکرا کر چلنے لگی تھی۔جنگل سے آتی عجیب و غریب آوازیں سنتی وہ گھبراتی وہاں سے تیز تیز بھاگنے لگی تھی۔اسے نہیں معلوم وہ کتنی دیر بھاگتی رہی تھی لیکن اس کی تھکاوٹ

سے ہمت ختم ہونے لگی تھی۔آسمان پر پھیلتی پیلی روشنی دیکھ کر وہ کچھ دیر ایک درخت سے لگ کر بیٹھ گئی تھی۔پھر ہمت کرتے وہ چلنے لگی تھی اسے لگا تھا وہ کھو گئی ہے مگر کچھ فاصلے پر موجود سڑک کو دیکھتے اس کے تھکن زدہ چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی وہ تیزی سے باہر نکلتی کھلے آسمان کو دیکھتی گہرے گہرے سانس لیتی سیدھا بھاگنے لگی تھی۔اس کے چہرے پر پھیلی خوشی ایک دم ماند پڑ گئی تھی۔جب اپنے بالکل سامنے تین گاڑیوں کو دیکھا تھا وہ گھبرا کر پلٹی تھی جب دوسری طرف سے بھی دو گاڑیوں اس کے ارد گرد رکی تھیں۔اس کا تنفس اچانک بگڑنے لگا تھا۔

"کیسا لگا ایک دن جنگل میں گزار کر ؟"

ڈینیل نے کار سے باہر نکلتے اسے تپا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ دیکھتے پوچھا تھا۔وہ قدم پیچھے کی جانب اٹھاتی دوسری طرف مڑتی جنگل کی طرف دوبارہ بھاگنے لگی تھی۔اسے اپنے پیچھے سے ہنسنے کی آوازیں آرہی تھیں۔اس کے قدموں میں مزید روانی آئی تھی۔وہ اپنے پیچھے تیز بھاری قدموں کی آواز بخوبی سن سکتی تھی۔گھبراہٹ سے اس کی پیشانی نم پڑ گئی تھی جبکہ تھکاوٹ ، بھوک اور پیاس سے اسکی ہمت جواب دینے لگی تھی۔

اس نے اپنی گردن موڑتے پیچھے کی جانب دیکھا تھا جب اپنے قریب ڈینیل کو دیکھتے اس کے منہ سے چیخ نکلی تھی جبکہ اچانک اس کا پاوں مڑا تھا وہ منہ کے بل زمین پر بری طرح گری تھی۔اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا تھا۔مکمل ہوش کھونے سے پہلے اس نے کسی کو اپنے وجود کو اٹھاتے محسوس کیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"بھیا مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں انھوں نے کہا تھا ائیرپورٹ سے سیدھا پہلے گھر آوں۔۔"

وہ سفر کی تھکاوٹ سے گاڑی سے ٹیک لگاتی شازل کو دھیمے لہجے میں بولی تھی۔شازل نے اس کی بات سنتے دھیرے سے سر ہلایا تھا۔

گھر میں داخل ہوتے اس کا سامنا میر شاہ اور شاہزیب سے ہوا تھا۔افرحہ اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی جبکہ فاطمہ بیگم کا بھی کوئی نام و نشان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"السلام علیکم !!"

اس نے دھیمے لہجے میں سلام کیا تھا۔

"بالآخر اس انسان نے تمھیں اپنی باتوں میں دوبارہ پھنسا ہی لیا۔۔"

سلام کے جواب کی بجائے میر شاہ کے منہ سے زہریلے الفاظ سن کر وہ ساکت ہوئی تھی۔

"بابا۔۔"

"چپ ایک دم چپ۔۔۔ تم جیسی پاگل میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی وہ غنڈا ہمیں ہر دوسرے دن ذلیل کرے مگر تمھیں اس سے فرق نہیں پڑے گا۔۔"

"بابا ہم بیٹھ کر بھی بات کرسکتے ہیں۔۔"

ان کے بگڑے لہجے کو دیکھتے شاہزیب نے سنجیدگی سے کہا تھا۔انھیں میر شاہ کا انداز بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔جبکہ نورے تو ان کی باتیں سن کر ششدر رہ گئی تھی۔

"اسے جتنا سمجھا لو یہ کبھی نہیں سمجھے گی۔۔"

میر شاہ غصے سے اونچی آواز میں بولے تھے۔انھیں نورے کا شازل کو معاف کرکے واپس آنا ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

نورے بری طرح ان سے ڈری تھی۔ خوف سے اس کے ہاتھ کانپنے لگے تھے۔ جب اچانک اپنے کندھوں پر جانا پہچانا لمس محسوس کرتے اس نے گردن موڑ کر شازل کو دیکھا تھا۔

"تمھیں میں نے کہا تھا دوبارہ میرے گھر میں قدم مت رکھنا۔۔"

میر شاہ کی بات سنتے شازل نے نورے کی نم آنکھوں سے نظریں ہٹاتے ان کی جانب دیکھا تھا۔

"میں چاہتا ہوں آپ نورے کی میرے ساتھ رخصتی کردیں۔۔"

وہ سنجیدگی سے نورے کے کندھوں پر اپنی گرف مضبوط کرتا بولا تھا۔

"ہاں لے جاو ابھی اسے یہاں سے۔۔ یہ رخصتی ہی سمجھو۔۔ میں اس کی دوبارہ شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔۔"

میر شاہ کی بات پر وہ ساکت ہی رہی تھی۔ شاہزیب ایک ملامتی نگاہ ان پر ڈالتا لب بھینچ گیا تھا۔اگر ان کی طبیعت کا خیال نہ ہوتا تو وہ کبھی بھی انھیں نورے کے ساتھ ایسے برتاو نہ کرنے دیتا۔۔

"مجھے یہاں سے لے چلیں شازل۔۔"

وہ ایک نظر میر شاہ پر ڈالتی کانپتی آواز میں بولی تھی۔اسے پہلے بھی میر شاہ سے کسی اچھے رویے کی امید نہیں تھی وہ جانتی تھی میر شاہ کس کی زبان بول رہے ہیں۔

شازل ایک کٹیلی نگاہ میر شاہ پر ڈالتا اسے وہاں سے لے گیا تھا۔

"ایک منٹ رکو۔۔"

وہ نورے کو گاڑی میں بیٹھانے لگا تھا جب شاہزیب کی آواز سنتا اس کی جانب پلٹا تھا۔

"اپنا خیال رکھنا۔۔بابا کہ فکر مت کرو غصے میں ہیں تبھی ایسے بول رہے ہیں۔۔"

وہ نورے کو اپنے حصار میں لیتا بولا تھا۔نورے جوابا خاموش ہی رہی تھی۔

"میری بہن کو اب دوبارہ کوئی تکلیف مت دینا۔۔تم پر یقین کر کے اسے تمھارے ساتھ جانے دے رہا ہوں۔۔اسے لاوارث مت سمجھنا اس کا بھائی زندہ ہے۔۔"

شاہزیب پلٹ کر شازل سے بولا تھا۔جو اس شاہزیب کا اپنی جانب بڑھا ہاتھ تھام کر سر ہلا گیا تھا۔اس کے مثبت رویہ پر شاہزیب کو تھوڑا سکون ملا تھا۔

"بھیا۔۔ کیا آپ بھی میرے فیصلے کو غلط سمجھتے ہیں؟"

اس نے اچانک شاہزیب سے پوچھا تھا۔

"تمھیں اپنے رشتے کو لے کر ہر فیصلے کرنے کا اختیار ہے۔۔اگر تم غلط بھی ہوئی تو میں ہوں تمھیں سنبھالنے کے لیے۔۔ تم بس خوش رہو۔۔"

وہ نورے کی پیشانی پر بوسہ دیتا بولا تھا۔اس کے جواب پر نورے نے ایک گہرا سانس بھرا تھا۔

"بابا اپنی بیگم کی زبان بول رہے ہیں بھیا۔۔ میں تو یہاں سے جارہی ہوں لیکن اپنی بیوی کی حفاظت کیجیے گا۔۔"

اس کی پہلی بات پر تو شاہزیب کو بھی یقین تھا جبکہ اس کی دوسری بات نے شاہزیب کے ماتھے پر بل ڈال دیے تھے۔

"اس عورت کی اتنی جرت نہیں میری بیوی کو ہاتھ بھی لگا سکے۔۔ تم بس اپنا خیال رکھنا۔۔اگر کبھی تمھیں لگے تم نے غلط فیصلہ کیا ہے تو مجھے بتانے پر ہچکچانا مت۔۔اب جاو۔۔ خدا حافظ۔۔"

شاہزیب کی باتوں نے اسے ڈھارس دی تھی۔وہ مسکراتی ہوئی شاہزیب سے گلے ملتی گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"آر یو الرائیٹ۔۔؟"

شازل نے اس کا ہاتھ تھامتے پوچھا تھا۔نورے کی خاموشی اسے بری طرح کھل رہی تھی۔نورے کے سر ہلانے پر شازل لب بھینچ گیا تھا۔گراج میں گاڑی روکتے وہ باہر نکلا تھا۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔"

شازل کے دروازہ کھولنے پر وہ اس کی جانب دیکھتی بولی تھی۔

"کس سے ؟ مجھ سے ؟"

اس نے نورے کے پاس جھکتے ہوئے پوچھا تھا۔

"نہیں۔۔آپ کے گھر والے کیا سوچیں گے؟"

وہ لب کاٹتے ہوئے بول رہی تھی۔

"وہ کچھ نہیں کہیں گے تم ڈرو مت۔۔"

اس کا چہرہ تھامتے شازل نے سنجیدگی سے کہا تھا۔بالکونی میں کھڑی دانین نے حیرت سے شازل کو اتنی نرمی سے کسی لڑکی سے بات کرتے دیکھا تھا۔وہ شازل کے دیکھنے سے پہلے بالکونی سے ہٹتی وہاں سے نیچے چلی آئی تھی۔لاونچ میں بیٹھی گل اور ملائکہ کے پاس وہ آکر بیٹھ گئی تھی۔آغا خان سے آج کل وہ ناراض تھی وجہ ان کا ڈانٹنا تھا۔اس نے نظر اٹھا کر دوسری جانب بیٹھے روحان کو دیکھا تھا جو کافی پیتا محب خان اور آغا خان سے باتیں کر رہا تھا۔

"السلام علیکم!"

شازل کی اونچی آواز سنتے گل خان اس کی جانب مڑی تھیں۔اس کے ساتھ نورے کو دیکھتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔سب ہی نورے کو دیکھتے کھڑے ہوگئے تھے۔شازل کا بازو تھامتے نورے نے اس کے پیچھے چھپنے کی کوشش کی تھی جب اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلاتے شازل نے اسے اپنے برابر کھڑا کیا تھا۔

"موم ڈیڈ نورے اب یہاں میرے ساتھ رہا کرے گی۔۔"

وہ ایک نظر محب خان پر ڈالتا سنجیدگی سے بولا تھا۔

"شاباش بیٹا رخصتی بھی ہمارے بغیر کروا لائے ہو؟"

محب خان کی بات سنتے شازل نے لب بھینچے تھے۔

"کیوں ؟ کیا آپ نے وہاں چھوارے بانٹنے تھے ؟"

اس کے جواب پر آغا خان سمیت باقیوں کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ امڈ آئی تھی۔جبکہ محب خان اسے گھورنے لگے تھے۔

"محب رہنے دیں کیوں ڈانٹ رہے ہیں؟"

انھیں دوبارہ بولتے دیکھ کر گل خان نے نورے کی جانب دیکھتے انھیں خاموش کروا دیا تھا۔

"آجاو بیٹا۔۔"

گل خان نے آگے بڑھتے نورے کو گلے لگایا تھا جس پر اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔

"ان باپ بیٹے کی عادت ہے ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے کی ان کی باتوں پر دھیان مت دینا۔۔تم آو میں تمھیں شازل کا کمرہ دکھاتی ہوں ریسٹ کر لو تھوڑی دیر۔۔"

گل خان کی بات پر وہ دھیرے سے مسکرا اٹھی تھی۔اس نے ایک نظر اٹھا کر وہاں موجود سب لوگوں کو دیکھا تھا۔اسے صرف محب خان اور گل خان کا ہی پتا تھا باقیوں سے وہ انجان تھی۔اس کی نظر اچانک دانین پر پڑی تھی۔وہ اسے بغور دیکھنے لگی تھی۔وہ اسے گڑیا سی لگ رہی تھی۔گل خان کے بلانے پر وہ دانین سے نظریں ہٹاتی شازل کی جانب دیکھتی ان کے ساتھ چلی گئی تھی۔

"یہ یہاں کیا کررہا ہے؟"

نورے کے جاتے ہی شازل نے روحان کو دیکھ کر پوچھا تھا۔

"کچھ وقت کے لیے روحان ہمارے ساتھ رہے گا اور شازل اس بات پر کوئی بحث نہیں ہوگی۔۔"

محب خان کی بات پر وہ خاموش ہو گیا تھا۔ایک نظر آغا خان پر ڈالتا وہ سر ہلاتا اپنے روم میں چلا گیا تھا۔ابھی اس میں بحث کرنے کی ہمت نہیں تھی تھکاوٹ سے اسے شدید نیند آرہی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

(ماضی)

"لالا اب تو آپ کی سٹڈیز بھی کمپلیٹ ہیں پھر کیوں واپس جاتے ہیں؟ ہمارے ساتھ رہیں نہ۔۔"

بہارے گل نے شازل کا ہاتھ پکڑتے ضدی لہجے میں کہا تھا۔

"تمھیں پتا ہے نہ بڑے پاپا اکیلا بزنس نہیں سنبھال سکتے تبھی میں ان کے ساتھ ہیلپ کروا رہا ہوں۔ایک بار ان کا بزنس سیٹل ہوجائے پھر میں واپس آجاوں گا۔۔"

شازل کی بات پر اس نے ایک بے بس آہ بھری تھی۔

"اپنا خیال رکھیے گا۔۔"

بہارے گل کی بات پر وہ مسکرا اٹھا تھا اس نے بے ساختہ اسے خود میں بھینچ لیا تھا۔اس کے سر پر بوسہ دیتا وہ پیچھے ہٹتا گل خان اور حیدر سلطان سے ملا تھا جو ان کے ساتھ آیا تھا۔

بہارے گل نے اداسی سے شازل کو جاتے دیکھا تھا۔حیدر نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا تھا اس دن کے بعد نا جانے کب اسے بہارے گل کی صورت دیکھنی نصیب ہوتی تبھی وہ اس کے چہرے کا ہر نقوش اپنی آنکھوں میں محفوظ کر رہا تھا۔وہ شازل کی غیر

موجودگی میں ان کے گھر نہیں آتا تھا تبھی اسے کبھی کبھار ہی بہارے گل کو دیکھنا نصیب ہوتا تھا۔

ائیرپورٹ سے واپسی پر حیدر کی نظر محسوس کرتی بہارے گل نروس سی اپنی شال کو ہاتھوں میں لپٹا کر ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔اس کی بولتی نظروں سے اسے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔اس کے ہاتھوں میں ہلکی سی لرزش ہونے لگی تھی جسے دیکھتے حیدر نے سٹئیرنگ ویل پر گرفت مضبوط کرتے اپنی نظریں بہارے گل سے ہٹا لی تھیں۔

"اللہ حافظ بھائی۔۔!!"

وہ گھر کے سامنے گاڑی رکتے ہی تیزی سے بولتی اندر چلی گئی تھی۔حیدر کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

"بہارے گل۔۔"

اسے خود سے دور بھاگ کر جاتے دیکھ کر وہ لب بھینچ کر بڑبڑایا تھا۔

بھارے گل اپنا دھیان بٹانے کے لیے دانین کے پاس گئی تھی۔دانین اس کے اچانک کمرے میں آنے پر بری طرح گھبرا گئی تھی۔وہ اپنے سامنے سفیان کے دیے گئے گفٹس کو رکھے دیکھ رہی تھی۔

"ی۔۔یہ کس نے دیے آپ کو؟"

وہ گولڈ کا بریسلٹ اور لاکٹ دیکھتی حیرت سے اس سے پوچھ رہی تھی۔

"کسی نے نہیں۔۔اپنے کام سے کام رکھو۔۔"

دانین نے اسے بری طرح ڈپٹا تھا۔وہ اس کے بدتمیزی پر ششدر رہ گئی تھی۔

"آپی کیا آپ کچھ چھپا رہی ہیں؟"

اس نے دانین کا اڑا رنگ دیکھ کر پریشانی سے پوچھا تھا۔

"شٹ اپ۔۔ اپنی حد میں رہو اور میرے کمرے سے نکل جاو۔۔"

اس کے اونچی آواز میں بولنے پر وہ سہم کر اس کے کمرے سے چلی گئی تھی۔

بھارے گل کے جانے کے بعد اس نے تیزی سے وہ سارے گفٹس اٹھا کر الماری میں چھپا دیے تھے۔

https://classicurdumaterial.com

رات کا وقت تھا وہ ڈنر کر کے روم میں آتی سفیان سے بات کرنے لگی تھی جب اس کے کال کرنے پر وہ لیٹ کر اس سے باتیں کرنے لگی تھی۔ بہارے گل جو اس سے بات کرنے آئی تھی۔اس کے کمرے سے ہنسنے کی آوازیں سن کر حیرت سے رک گئی تھی۔اس نے دھیرے سے اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر دیکھا تھا۔

اسے کان سے فون لگائے کسی سے باتیں کرتے دیکھ کر بہارے گل خاموشی سے دروازہ بند کرتی اپنے روم میں آگئی تھی اسے لگا تھا شاید وہ اپنی کسی دوست سے بات کر رہی ہوگی۔۔

دن تیزی سے گزرنے لگے تھے شازل کو کینیڈا گئے دو مہینے ہوچکے تھے جبکہ دانین اور سفیان کی باتیں اور ملاقاتیں دن بہ دن زیادہ ہوتی جارہی تھیں۔وہ اپنی دوست کے گھر جانے کا بہانہ بنا کر اکثر سفیان سے ملنے جاتی تھی۔ایک دن سکول سے نکلتے سفیان کی نظر بہارے گل پر پڑ گئی تھی۔بس وہ ہی دن تھا جب اس کے پلان میں تبدیلی آچکی تھی۔وہ دانین کو اپنی محبت میں اندھا کر چکا تھا۔اسے آہستہ آہستہ اپنی باتوں میں الجھا کر اس کے گھر والوں کے خلاف کر چکا تھا۔

دانین کے بدلتے رویے اور اس کے دن بدن بدتمیز ہونے پر ملائکہ اور گھر والے بھی پریشان تھے۔بہارے گل بھی اب اس سے کم ہی بات کرتی تھی وجہ اس کا دن رات سفیان سے باتوں میں مصروف رہنا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"مجھے دانین کی بہت پریشانی ہے دن بدن ہاتھوں سے نکلتی جارہی ہے--خان صاحب کو بھی میں نے کئی بار بتانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی بیٹی کے خلاف ایک لفظ سننے کے لیے بھی راضی نہیں ہیں۔انھیں لگتا ہے میں انھیں دانین کے خلاف بھڑکا رہی ہوں--"

ملائکہ نے گل خان کے ساتھ چائے پیتے انھیں اپنی پریشانی بتائی تھی۔

"یہ بات تو میں نے بھی نوٹس کی ہے دانین اب پڑھائی پر بھی دھیان نہیں دے رہی آج سکول سے بھی فون آیا تھا۔آپ فکر مت کریں میں محب کو کہوں گی وہ خود بھائی صاحب سے بات کرلیں گے--"

گل خان کی بات نے انھیں ڈھارس دی تھی۔

"ملی میں ابرش کے گھر جارہی ہوں--دو گھنٹوں تک واپس آجاوں گی۔"

دانین تیار ہوکر نیچے اترتی انھیں بتانے لگی تھی۔گل خان اور ملائکہ نے کچھ حیرانی و پریشانی سے اس کو اتنا تیار ہوا دیکھا تھا۔

"تم کہیں نہیں جارہی دانین فورا اپنے روم میں واپس جاو۔۔"

گل خان نے ملائکہ کی طرف دیکھتے سخت لہجے میں کہا تھا۔

"لیکن کیوں آنٹی۔۔؟"

اس نے بے ساختہ امڈنے والا غصہ کنٹرول کرتے پوچھا تھا۔

"ایک بار کہہ دیا نہ دانین۔۔اور سب سے بڑی وجہ تمھارے سکول سے فون آنا ہے۔۔تم اب نہ پڑھتی ہو اور ٹیچرز سے بھی بدتمیزی کرتی ہو۔۔"

گل خان کی باتوں پر وہ لب بھینچ گئی تھی۔

"میری فرینڈ میرا ویٹ کر رہی ہے آنٹی۔۔"

اس نے اپنے موبائل پر ہوتی وائبریشن محسوس کرتے کہا تھا۔

"دانین ابھی واپس اپنے روم میں جاو۔۔"

ملائکہ کے سختی سے کہنے پر وہ بھڑک ہی اٹھی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

"فار گاڈ سیک۔۔ اب آپ لوگ مجھے اس گھر میں قید کریں گے۔۔"

اس کے باغی لہجے پر وہ دونوں ہی پریشان ہوگئی تھیں۔

"دانین ہمیں تمہارے اچھے برے کا اچھے سے علم ہے اور یہ کس انداز میں ہم سے بات کر رہی ہو تم؟"

گل خان اب کی بار کھڑی ہوتی سختی سے بولی تھیں۔

دانین ایک کٹیلی نظر ان پر ڈالتی پاوں پٹھکتی تیزی سے اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔وہ اپنے گھر والوں سے مزید بدظن ہوگئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

اس نے کمرے میں جاتے ہی دروازہ زور سے بند کرتے سفیان کو کال ملائی تھی۔

"میں آج ملنے نہیں آسکتی سفیان۔۔کل سکول کے بعد آپ سے ملوں گی۔۔"

دانین نے لب کاٹتے اسے کہا تھا۔

"کیوں؟ میں تمہارا ویٹ کر رہا تھا اور تمہارے لیے سرپرائز بھی تیار کیا تھا۔۔"

وہ اپنا پلان بگڑنے پر غصہ دباتا سخت لہجے میں بولا تھا۔

"میں کل ملوں گی نہ سمجھیں میری بات کو۔۔گھر والے ابھی مجھے باہر نہیں نکلنے دے رہے۔۔۔سکول سے فون آیا تھا اس وجہ سے پھپھی بھی آج باہر نہیں جانے دے رہی۔۔"

دانین نے پریشانی سے بتایا تھا۔اسے ملائکہ اور گل خان دونوں پر شدید غصہ تھا۔

"اوکے۔۔"

سفیان نے یک لفظی جواب دیتے کال بند کردی تھی۔

دانین اس کے اس طرح کال بند کرنے پر پریشان ہوگئی تھی۔اس نے کئی بار سفیان کو کال ملائی تھی مگر وہ اب پک نہیں کر رہا تھا۔

"آپی کیا ہوا اتنی پریشان کیوں ہیں؟"

سکول سے واپسی پر بہارے گل نے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں اپنے کام سے کام رکھو۔۔"

وہ غصے سے بہارے گل کو بولی تھی۔بہارے گل اس کے غصے سے بولنے پر لب کاٹتی گاڑی سے باہر دیکھنے لگی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

دانین کو اس وجہ سے زیادہ غصہ تھا کیونکہ سفیان نہ ہی اس کا فون اٹھا رہا تھا نہ ہی اس سے ملنے آیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"بابا؟ واٹ آ سرپرائز۔۔"

وہ گھر میں داخل ہوتی آغا خان کو دیکھتی حیران ہوئی تھی۔

"دانین میں یہ کیا سن رہا ہوں؟ملی نے مجھے بتایا ہے تم دن بہ دن بدتمیز ہوتی جارہی ہو؟"

وہ دانین کو گلے لگاتے سنجیدگی سے اس سے پوچھ رہے تھے۔

"بابا ایسا کچھ نہیں ہے۔۔"

اس نے لب کاٹتے جواب دیا تھا۔آغا خان نے اسے ایک نظر دیکھتے آگے بڑھتے مسکراتی ہوئی بہارے گل کو گلے لگایا تھا۔

"کیسا ہے میرا بچہ؟"

آغا خان کو بہارے گل سے اتنی محبت سے بات کرتے دیکھ کر دانین نے نفرت سے بہارے گل کو دیکھا تھا۔وہ غصے سے بھری اپنے کمرے میں جاکر بند ہوگئ تھی۔

آغا خان رات کو اس سے بات کرنے گئے تھے مگر وہ ان سے سخت ناراض تھی اسے لگ رہا تھا ملائکہ انھیں اس کے خلاف بھڑکا رہی ہے۔

"دانین میں تمھارے لیے کھانا لائی ہوئی اٹھ کر کھا لو۔۔"

ملائکہ کی بات سنتے وہ فورا اٹھ کر بیٹھ گئ تھی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے میں بچی ہوں ؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا۔۔؟"

دانین نے اٹھ کر ان کے روبرو کھڑے ہوتے کہا تھا۔

"کیا بول رہی ہو دانین مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا؟"

ملائکہ نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔

"میرے بابا کو میرے خلاف بھڑکانا چھوڑ دیں اور میری مما کی جگہ لینے کی کوشش بھی مت کیجیے گا۔۔اپنی اوقات میں رہیں۔۔"

انگلی اٹھا کر انھیں وارن کرتی وہ ہر حد پار کر گئ تھی۔

ملائکہ بے یقینی سے اسے دیکھتی بے ساختہ دو قدم پیچھے ہٹ گئی تھی۔

"اپنے ڈرامے باہر جاکر کریں مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔۔"

وہ ملائکہ کے کانپتے ہاتھوں اور زرد پڑتے چہرے کو دیکھتی غصے سے بولی تھی۔ملائکہ شاکڈ سی وہاں سے چلی گئی تھی۔

"میری ساتھ کی گئی ہر زیادتی کا بدلہ آپ سے لیا جائے گا آغا خان۔۔"

وہ منہ میں بڑبڑائی تھی۔دانین کی باتوں نے ان کو شدید تکلیف پہنچائی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

اگلے دن ان کے سکول پر فنکشن تھا جس پر دانین اور بہارے گل دونوں گئے تھے۔دانین سب سے ناراض سکول گئی تھی۔اب تو اس نے بہارے گل کو بھی بلانا چھوڑ دیا تھا۔

"آپی مجھ سے کیوں ناراض ہیں؟"

اس نے لب دباتے دانین سے پوچھا تھا۔

"بہار میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔۔"

اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔سکول کے پاس گاڑی رکتے ہی وہ بہارے گل کا انتظار کیے بغیر تیزی سے اندر چلی گئی تھی۔

آج موسم کچھ خراب سا تھا صبح سے تیز ہوائیں چل رہی تھیں۔کسی بھی وقت بارش ہونے کا امکان تھا۔

سکول سے چھٹی کے وقت تیز بارش شروع ہوگئی تھی۔دانین اور بہارے گل ایک اچھا دن گزارنے کے بعد گھر واپس جانے کے انتظار میں تھے تاکہ گھر جاکر موسم انجوائے کرسکیں۔مگر ان کے ڈرائیور کا دور دور تک نام و نشان بھی نہ تھا۔دانین اسے کال بھی کرچکی تھی مگر وہ کال پک نہیں کر رہا تھا۔

اچانک ان کے پاس ایک کار آکر رکی تھی دانین نے جانی پہچانی گاڑی دیکھتے فرنٹ سیٹ کی طرف دیکھا تھا جہاں بیٹھے سفیان کو دیکھتے اس کی باچھیں کھل اٹھی تھیں۔

"سفیان۔۔"

اسے دیکھتے ہی وہ اس سے پچھلے دنوں بات نہ کرنے کی وجہ پوچھنے لگی تھی۔یہ بھلائے کہ اس کے قریب ہی بہارے گل کھڑی تھی۔

https://classicurdumaterial.com

بہارے گل نے حیرت سے دانین کو کسی غیر مرد سے اتنا کھل کر بات کرتے دیکھا تھا۔

"آپی میں اندر جاکر ڈرائیور کا ویٹ کرنے لگی ہوں آپ بھی آجائیں۔۔"

بارش کو تیز ہوتا دیکھ کر اور سفیان کو دیکھ کر وہ نظریں جھکاتی بولی تھی۔

"کیا ہوا؟ تم لوگوں کا ڈرائیور نہیں آیا ؟"

سفیان نے بہارے گل کا بھرپور جائزہ لیتے دانین کی طرف دیکھتے پوچھا تھا۔

"نہیں۔۔ ہم کب سے ویٹ کر رہے ہیں۔۔"

دانین نے لب کاٹتے کہا تھا۔

"کار میں بیٹھو میں تم دونوں کو چھوڑ دیتا ہوں۔۔"

سفیان کی بات سن کر دانین تو جھٹ سے راضی ہوگئی تھی مگر اس کی نظروں سے خائف بہارے گل نے فورا نفی میں سر ہلایا تھا۔

"آو بہار چلیں۔۔"

دانین کی بات پر بہارے گل لب بھینچ گئی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

"آپی میں کسی غیر مرد کے ساتھ کہیں نہیں جارہی میں اندر جاکر ڈرائیور کا ویٹ کرنے لگی ہوں۔۔"

اس کی بات پر دانین کو شدید تپ چڑھی تھی۔اس نے ایک نظر سفیان پر ڈالی تھی جو اداس ہونے کی ایکٹنگ کرنے لگا تھا۔

"چٹاخ۔۔"

"شٹ اپ چپ چاپ گاڑی میں بیٹھو میں سفیان کو جانتی ہوں۔۔"

دانین نے اسے تھپڑ مارتے کھینچ کر گاڑی میں بیٹھایا تھا۔بہارے گل شاکڈ سی سکول کے گیٹ کی طرف دیکھنے لگی تھی۔کافی دیر ہونے کی وجہ سے کوئی بھی بچہ وہاں نہیں تھا جبکہ گارڈ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔اس کی دھڑکنیں بے ساختہ بڑھ گئی تھیں۔

دانین اسے بیٹھاتی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔مرر سے سفیان کی نظریں محسوس کرتی وہ دروازے سے چپک کر بیٹھ گئی تھی۔اپنے ارد گرد لپیٹی چادر ٹھیک کرتے اس نے بے ساختہ اپنا بیگ گود میں رکھتے شازل کو سلام کا میسج کیا تھا۔اس کا دل کر رہا تھا یہاں شازل موجود ہوتا۔۔اسے غیر لوگوں کے ساتھ سفر کرنے میں ویسے ہی الجھن ہوتی تھی۔

وہ شازل سے بات کرکے اپنا دھیان بٹانا چاہتی تھی اور جلد سے جلد گھر پہنچنا چاہتی تھی۔اسی سوچ میں وہ یہ نہ دیکھ پائی کہ سفیان ان دونوں کو گھر کی بجائے کہیں اور لے کر جارہا تھا۔

دانین اس سے باتیں کرتی ہر طرف سے بے خبر تھی۔

"ہم پہنچ گئے ہیں۔۔"

سفیان کی آواز سنتے اپنی سوچوں سے باہر نکلتے بہارے گل نے باہر دیکھا تھا انجان گھر کو دیکھتے اس کا رنگ فق ہوگیا تھا اسے دانین پر شدید غصہ آرہا تھا۔

"ی۔۔یہ ہمارا گھر نہیں ہے۔۔"

وہ سخت لہجے میں بولی تھی۔اس کے انداز پر دانین کا دھیان بے ساختہ باہر گیا تھا۔

"سفیان آپ ہمیں کہاں لے کر آئے ہیں؟"

اب کی بار انجانی جگہ پر پاکر دانین کے بھی ہوش اڑے تھے۔

"جان میں تمھیں گھر دکھانے لایا ہوں۔۔"

سفیان نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا تھا۔ بہارے گل نے الجھن سے ان دونوں کو دیکھا تھا۔ وہ اس کے بھائی کی منگ تھی اسے کسی اور کے ساتھ دیکھتے اس کو شدید غصہ آرہا تھا۔

"آپی مجھے ابھی اور اسی وقت گھر جانا ہے۔۔"

اب کی بار بہارے گل اونچی آواز میں بولی تھی۔ دانین نے اس کی جانب دیکھتے اسے خاموش کروانے کی کوشش کی تھی۔

"کیا ہوگیا ہے بہار؟ کیوں فضول میں چیخ رہی ہو؟ سفیان ہمیں کھانا نہیں جائیں گے۔۔"

دانین کی بات پر بہارے گل کا غصہ مزید تیز ہوا تھا۔ اس نے بے ساختہ موبائل پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ان کی نظروں سے چھپتے محب خان کو کال ملائی تھی۔ مگر کسی نے پک نہیں کی تھی۔

"دانین مجھے گھر جانا ہے ابھی۔۔"

بہارے گل نے اب کی بار اسے نام سے مخاطب کر کے بتایا تھا وہ کتنی سنجیدہ ہے۔۔

"سفیان ہمیں ہمارے گھر لے چلیں۔۔"

دانین غصے سے بہارے گل کو گھورتی ہوئی بولی تھی۔

"بے بی اب بہت دیر ہوگئی ہے۔ "

سفیان کی بات پر دانین نے اسے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔جبکہ بہارے گل کی ریڑھ کی ہڈی میں خوف سے سنسناہٹ ہونے لگی تھی۔کسی انہونی کے احساس سے اس کی دھڑکنیں منتشر ہونے لگی تھیں۔

"کیا مطلب سفیان ؟"

دانین نے ابھی اسے پوچھا ہی تھا جب پیچھے سے گاڑی کا دروازہ کھولتے کسی انجان مرد نے اسے باہر کھینچا تھا۔بہارے گل کے منہ سے چیخ نکلی تھی جب اسے بھی بازو سے پکڑتے کسی اور نے باہر کھینچا تھا۔ان انجان مردوں میں دونوں کے گھبراہٹ سے پسینے چھوٹ پڑے تھے۔بہارے گل نے اپنے ہاتھ میں پکڑے موبائل پر گرفت مضبوط کرتے اندھا دھن نمبر ڈائل کیے تھے مگر ان کی بد قسمتی ایسی تھی کہ کسی نے بھی اس کی کال نہیں پک کی تھی۔

"سفیان یہ کیا پاگل پن ہے اس کو کہو چھوڑے مجھے--"

دانین خوف سے سفید پڑتی چیخی تھی۔

"بے بی ابھی تو پارٹی شروع ہوئی ہے--"

وہ مکاری سے ہنستا ہوا بولا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

بہارے گل اور دانین دونوں کو الگ الگ کمرے میں لے جایا گیا تھا۔

بہارے گل کو بیڈ پر پھینکتے ہی اسے کمرے میں بند کردیا تھا۔اس نے کانپتے ہاتھوں سے فورا شازل کو کال ملائی تھی مگر کئی بار ملانے کے بعد بھی اس نے کال پک نہیں کی تھی۔ابھی پانچ منٹ ہی گزرے تھے جب بہارے گل کے کمرے میں ایک درمیانی عمر کا مرد داخل ہوا تھا پہناوے سے وہ اچھے خاصے گھرانے کا لگ رہا تھا۔

"پل--پلیز ہمیں یہاں سے جانے دیں--ہم نے کیا بگاڑا ہے آپ کا؟"

وہ بیڈ سے اترتی واش روم کے دروازے کی طرف آہستہ سے بڑھتی بولی تھی۔

"پچھ۔۔ سفیان نے تمھاری خوبصورتی بیان کرنے میں بڑی ناانصافی کی ہے۔۔ تم تو میری سوچ سے بھی زیادہ حسین ہو۔۔"

اس کے سراپے پر بھرپور نظر ڈالتے وہ شخص بولتا ہوا اسے زہر لگا تھا۔اسے اپنی جانب بڑھتے دیکھ کر وہ تیزی سے واشروم میں داخل ہوتی دروازہ بند کرگئی تھی۔تیزی سے دروازہ بند کرنے پر فون اس کے ہاتھ سے پھسلتا زمین پر گرگیا تھا۔اس نے کانپتے ہاتھوں سے اور نم ہوتی آنکھوں سے ایک آخری بار شازل کو کال ملائی تھی۔آخری رنگ پر آخر کار اس نے کال اٹھا ہی لی تھی۔

"لالی میں اس وقت میٹنگ میں ہوں بعد میں بات کرتا ہوں۔۔"

شازل نے آہستہ آواز میں اس سے کہا تھا۔

"لالہ م۔۔مجھے بچا لیں۔۔پلیز۔۔"

وہ کانپتی آواز میں روتے ہوئے بول رہی تھی۔دروازے پر اب تیزی سے دستک ہورہی تھی۔پھر اس پر مکے اور ٹانگیں مارنے کی آوازیں آنے لگی تھی۔اسے ڈر تھا کہ وہ زیادہ دیر یہاں چھپ نہیں پائے گی۔

دوسری جانب شازل اس کے سہمے لہجے اور بھرائی آواز سنتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"تم کہاں ہو بہارے گل؟"

شازل نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے پوچھا تھا۔

"لالہ۔۔ آہہ۔۔ پلیز کچھ کریں۔۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔"

"آہ۔۔لالہ۔۔"

اس کی چیخیں سنتے شازل کا دل پھٹنے والا ہوگیا تھا اس کی چیخوں کے پیچھے چھپی وحشت اور خوف نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔

"لالی؟؟ بہارے گل؟"

اس نے اسے پکارا تھا مگر ایک دم خاموشی چھا گئی تھی۔اسے لگا تھا اس کا دل بند ہوجائے گا اس نے بہارے گل کو کال ملائی تھی مگر اس کا فون بند ہوگیا تھا۔

اس نے فورا گھر کال ملائی تھی مگر بے بسی کی حد یہ تھی کہ گھر میں کوئی کال نہیں اٹھا رہا تھا۔اس نے اپنے موبائل میں سیو دانین کے نمبر پر کال ملائی تھی مگر وہ بھی دو رنگز کے بعد بند ہوگیا تھا۔

اس نے اپنی سیکرٹری کو پاکستان کی پہلی فلائٹ بک کروانے کا بول دیا تھا اس نے حیدر کو بھی کال ملائی تھی مگر کوئی جواب نہیں ملا تھا۔

وہ میٹنگ چھوڑ کر اپنے آفس میں آگیا تھا اس نے محب خان کو کال ملائی تھی ان کے کال نہ اٹھانے پر اس نے غصے میں میز پر پڑا سارا سامان زمین پر الٹ دیا تھا۔اسے اپنے ارد گرد ہوا کی کمی محسوس ہونے لگی تھی۔گھٹن کے احساس سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا جبکہ اپنی بہن کے بارے میں سوچتے اس کے دماغ کی نسیں پھٹنے والی ہوگئی تھیں۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں سفیان؟"

دانین نے سفیان کو کمرہ بند کرتے دیکھ کر گھبراتے ہوئے پوچھا تھا۔

"وہ ہی کرنے لگا ہوں جس کے لیے اتنے مہینوں سے تمہارے پیچھے کتوں کی طرح پھر رہا ہوں۔۔بہارے گل تو تمہارے ساتھ پیکج میں آئی ہے۔۔"

وہ اپنی شرٹ کے بٹن کھولتا دانین کے سانس خشک کرنے لگا تھا۔

"مجھے اور بہار کو ابھی گھر چھوڑ کر آو۔۔"

وہ ہمت جمع کرتی چیخی تھی جب سفیان نے اسے گلے سے پکڑتے بیڈ پر پھینکا تھا۔وہ سفیان پر جھپٹتی اس کے منہ پر ناخن مارنے لگی تھی جب سفیان کے بھاری ہاتھ کا تھپڑ کھاتی نڈھال ہوئی تھی اسے اپنا منہ ٹوٹتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔

"تجھ جیسی لڑکیوں کی کیا اوقات ہوتی ہے میں آج تجھے بتاوں گا۔۔"

سفیان نے اس کے یونیفارم کی سلیوز پھاڑ کر پھینکتے ہوئے کہا تھا۔دانین جو اپنا سانس گھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔اسے اس وقت اپنی ساری غلطیوں کا احساس ہو رہا تھا۔

سفیان کو اپنا جسم نوچتا محسوس کرتی وہ نڈھال یونے لگی تھی جب اچانک اس کا ہاتھ سائیڈ ٹیبل پر موجود واس پر گیا تھا۔اس نے وہ واس پکڑتے زور سے سفیان کے سر پر دے مارا تھا۔سفیان کی گرفت اس پر ڈھیلی پڑی تھی۔وہ ہوش و حواس سے بیگانہ اس پر گر پڑا تھا جبکہ اس کے سر سے خون نکلتا دانین کے کپڑے بھگونے لگا تھا۔وہ تڑپ کر اسے خود سے دور ہٹاتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے جبکہ آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔اسے باہر سے گانوں کی ہلکی ہلکی آوازیں آنے لگی تھی وہ جلد سے جلد یہاں سے نکلنا چاہتی تھی۔اس نے کمرے کا جائزہ لیا تھا جب اس کی

نظر کھڑکی پر گئی تھی۔اس نے سب سے پہلے ایک بار پھر کوئی چیز اٹھاتے سفیان کے ماری تھی تاکہ وہ اٹھ نہ سکے اس کے ذہن میں بس یہاں سے نکلنے کا ہی خیال تھا اب اس کے لیے وہ سفیان جیسے جانور کو مارنا ایک آسان فیصلہ تھا اس نے کمرے کا دروازہ اندر سے لاک کردیا تھا۔وہ کھڑکی کی طرف بھاگی تھی اس نے کھڑکی کھولی تھی۔وہ آسانی سے وہاں سے نکل سکتی تھی۔اس نے پہلے ارد گرد دیکھا تھا جہاں کوئی نہیں تھا۔بادل ہونے کی وجہ سے آسمان پر آج اندھیرا بھی جلدی چھا گیا تھا۔

وہ کانپتی ٹانگوں سے وہاں سے نکلی تھی۔اس کے ذہن میں بہارے گل کا خیال آیا تھا مگر وہ جانتی تھی وہ رک نہیں سکتی اس کے لیے وہ یہاں سے نکل کر پولیس سے رابطہ کرنا چاہتی تھی۔

تبھی وہ باہر کی طرف بھاگی تھی۔وہاں ہر دو گارڈز موجود تھے۔اس کا وہاں سے نکلنا مشکل تھا۔وہ ایک طرف جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھ گئی تھی۔وہ جانتی تھی وہ یہاں زیادہ دیر نہیں چھپ سکتی انھیں جلد ہی سفیان کا پتا چل جائے گا۔۔وہ دل ہی دل میں بہارے گل کی حفاظت کی دعا کر رہی تھی۔

اچانک گارڈز کو گیٹ سے ہٹتے دیکھ کر وہ تیزی سے باہر کی طرف اندھا دھن بھاگی تھی۔گارڈز گھبراتے ہوئے اندر بھاگے تھے اسے پتا چل گیا تھا یقینا سب کو سفیان کا پتا چل گیا ہے۔

وہ اندھا دھن بھاگتی مین روڈ پر آگئی تھی اس کی ہمت جواب دینے لگی تھی جب وہ اپنی دھن میں پیچھے مڑ کر دیکھتی بھاگتی زور سے ایک کار میں ٹکرائی تھی۔اسے اپنے سر سے گرم سیال مادہ نکلتا محسوس ہو رہا تھا آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا تھا۔اس کے ذہن میں آخری سوچ بہارے گل کی آئی تھی پھر وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوگئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

محب خان کے کال اٹھانے پر شازل نے انھیں تیزی سے ساری صورتحال بتاتے انھیں بہارے گل کا نمبر ٹریس کرنے کا کہا تھا۔

محب خان نے پولیس کو پہلی ہی فرصت میں اطلاع دے دی تھی۔انھیں گھر سے بھی دانین اور بہارے گل کی غیر موجودگی کا پتا چل گیا تھا۔

محب خان کے ساتھ آغا خان بھی موجود تھے۔اچانک ان کی گاڑی کے سامنے کوئی آیا تھا جو تیزی سے گاڑی میں بجتا زمین پر گرا تھا۔آغا خان تیزی سے پسینجر سیٹ کا دروازہ

کھولتے باہر نکلے تھے۔سڑک کی ہلکی روشنی میں دانین کا خون سے لت پت چہرہ دیکھتے ان کا کلیجہ حلق میں آگیا تھا۔

"محب اسے ہوسپٹل لے جانا ہوگا۔۔"

وہ چیخے تھے محب خان اس کے پھٹے کپڑے دیکھتے لب بھینچتے تیزی سے اسے کار میں لیٹاتے بیٹھے تھے یہاں سے ہوسپٹل پانچ منٹ دور ہی تھا۔محب خان دانین کی حالت دیکھتے اپنی بیٹی کا سوچتے ادھ موے ہوچکے تھے۔

"تم جاو بہارے گل کو ڈھونڈو۔۔"

ہوسپٹل کے سامنے گاڑی روکتے ہی آغا خان تیزی سے بولتے دانین کو وہاں موجود نرسز کی مدد سے باہر نکالتے بولے تھے۔

محب خان ریش ڈرائیونگ کرتے اپنی بیٹی کی تلاش میں مطلوبہ ڈریس پر پہنچے تھے جو انھوں نے ٹریس کروایا تھا۔وہ اپنے موبائل پر بہارے گل کی کالز دیکھتے تڑپ اٹھے تھے۔وہ جیسے جیسے مطلوبہ پتے پر پہنچ رہے تھے ان کا سانس بند ہونے لگا تھا جب ایک گھر سے آگ کے شعولے اٹھتے دیکھ کر محب خان ڈھ گئے تھے۔پولیس وہاں باہر ہی کھڑی تھی۔

"میری بیٹی کہاں ہے؟"

وہ پولیس کی طرف دیکھتے چیخے تھے۔

"ہمیں ابھی کچھ معلوم نہیں سر۔۔ہمارے یہاں آنے سے پہلے آگ پھیل چکی تھی ہم فائر بریگیڈ کی ٹیم کا انتظار کر رہے ہیں وہ پہنچنے والے ہیں۔۔"

محب خان وہاں پر ڈھ گئے تھے۔گھر سے اٹھتے آگ کے شعولے دیکھ کر انھیں ایک بات کا احساس ہوگیا تھا وہ اپنی بیٹی کو کھو چکے ہیں وہ ایک پل کو اسے بچانے کا سوچتے گھر کی طرف بھاگے تھے جب پولیس نے انھیں بمشکل پکڑا تھا۔

ان کے کندھے جھک گئے تھے انھیں جلتے گھر کے ساتھ اپنی روح بھی جسم سے نکلتی محسوس ہورہی تھیں۔

"بہارے گل۔۔"

اپنی نازک سی گڑیا کا سوچتے وہ اذیت سے آنکھیں میچ گئے تھے۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

#\

"پانچ دن بعد اسے ہوش آیا تھا۔تیز روشنی اور اپنے ارد گرد گہری خاموشی محسوس کرتے اس نے آہستہ سے آنکھیں کھولی تھیں۔

"پ--پانی؟"

وہ خشک حلق کے ساتھ ممنائی تھی۔جب قریب بیٹھے آغا خان نے فورا ڈاکٹر کو آواز دیتے اس کو پانی کا گلاس تھمایا تھا۔

"بابا--؟"

اس نے دھندلی آنکھوں سے آغا خان کی طرف دیکھا تھا۔آغا خان نے اس کی آواز میں چھپے خوف کو محسوس کرتے فورا اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

"بہارے گل؟"

اس نے کانپتی آواز میں پوچھا تھا جب تیزی سے ڈاکٹر کے آنے پر آغا خان نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔

اس کا سارا چیک اپ کیا گیا تھا وہ اب کافی بہتر تھی اس کے سر کے پچھلے حصے پر چوٹ لگی تھی جبکہ سڑک پر گرنے سے رگڑیں کافی زیادہ لگی ہوئی تھیں۔

"بب-- بہارے گل کو بلا دیں پلیز مجھے اس سے بات کرنی ہے--"

وہ اپنے قریب کھڑی نرس سے بے چینی سے بولی تھی۔جبکہ نرس لب بھینچ کر افسوس سے سر ہلاتی پیچھے ہٹ گئی تھی۔

کسی انہونی کے خیال سے اس کی دھڑکنیں بڑھ گئی تھیں۔نازک سا دل بری طرح کانپنے لگا تھا۔آنکھوں کے آگے بار بار بہارے گل کا مسکراتا چہرہ آرہا تھا۔

اس کی اچانک بگڑتی طبیعت کو دیکھتے ڈاکٹر نے تیزی سے اسے بے ہوشی کا انجیکشن لگانا کا کہا تھا۔جس سے وہ بے جان ہوتی دوبارہ آنکھیں موند گئی تھیں۔

"دانین آنکھیں کھولو دیکھو میں تم سے ملنے آئی ہوں--"

بہارے گل کی جانی پہچانی آواز سن کر اس نے دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔

"بہار--"

وہ اسے دیکھتی دھیرے سے مسکرائی تھی جب اچانک سامنے کا منظر تبدیل ہوا تھا۔کچھ لوگ بہارے گل کو زبردستی لے کر جارہے تھے۔

"بہار-- چھوڑ دو اسے-- بہار---"

وہ اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی جب اس نے خود کو زنجیروں میں بند پایا تھا۔

"آپی آپ نے میری زندگی تباہ کردی۔۔کیوں کیا ایسا؟؟"

"میری کیا غلطی تھی۔"

بہارے گل کی روتی پکارتی آواز سن کر اس کے رونگھٹے کھڑے ہوگئے تھے۔جبکہ اچانک اسے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا جیسے کوئی اس کا گلہ دبا رہا ہو۔

سانس کی کمی کی وجہ سے اس کی آنکھیں پٹ سے کھل گئی تھی۔مدہم روشنی میں اپنے اوپر جھکے گلہ دباتے شازل خان کو دیکھتے خوف سے اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔۔وہ شازل کا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرتی اس کے ہاتھوں پر اپنے ناخن مارنے لگی تھی۔

شازل بے تاثر انداز میں کھڑا تھا۔اس کے چہرے سے نمایا ہوتی وحشت نے اسے خوف زدہ کردیا تھا۔اسے اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہورہی تھیں جب آغا خان نے کمرے میں داخل ہوتے تیزی سے شازل کو دانین سے دور کرتے اس کے منہ پر تھپڑ مارا تھا۔سانسیں بحال ہونے پر وہ بری طرح کھانستی آکسیجن کو تیزی سے اپنے اندر اتارنے لگی تھی۔

"شازل پاگل ہوگئے ہو تم؟؟"

"اب کیا اس کی جان لو گ؟"

"بنا کچھ بھی جانے دانین کو دوبارہ ہاتھ لگانے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔"

آغا جان کو اب بھی لگتا تھا دانین معصوم ہے چونکہ انھیں اصلی بات کا معلوم نہیں تھا۔

"میں جانتا ہوں شازل بہارے گل کی موت کا تم پر بہت برا اثر ہوا ہے ہم بھی بہت دکھی ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے تم جانوروں کی طرح دانین کو مارنے لگو۔۔"

بہارے گل کا بولتے ان کی آواز نم پڑ گئی تھی۔جبکہ شازل نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔اور دانین۔۔وہ تو ششدر رہ گئی تھی اسے اپنے کانوں پر یقین ہی نہیں ہو رہا تھا۔

اس کی ایک غلطی نے کیا کر دیا تھا اسے اب احساس ہو رہا تھا۔

اس کا جسم کانپنے لگا تھا بہارے گل کا سوچتا اسے اپنی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھاتا ہوا محسوس ہو رہا تھا جبکہ دل کی دھڑکنیں سستی سے چلنے لگی تھیں۔

"دانین--دانین--"

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

(حال)

"دانین--"

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

اپنے پیچھے سے شازل کی غصے سے بھری آواز سنتی دانین بری طرح اچھلی تھی۔

"فورا یہاں سے چلی جاو اس سے پہلے غصے میں کچھ غلط کرجاوں--"

وہ اسے بہارے گل کے کمرے میں دیکھ کر سلگ ہی اٹھا تھا۔

"مجھے کچھ دیر یہاں رکنے دیں--"

وہ شازل سے نظریں چراتی نرمی سے بولی تھی۔

"یہاں رک کر کیا کرو گی؟ میری بہن کو تو تم پہلے ہی قتل کرچکی ہو--"

اس کی آواز میں چٹانوں کی سی سختی تھی۔

"میں کبھی بھی ایسا نہیں چاہتی تھی--"

https://classicurdumaterial.com/

"وہ سب میرا بچپنا تھا میری غلطیوں کی سزا مجھے ملنی چاہیے تھی۔بہار تو معصوم تھی۔۔"

وہ سسکی لیتے ہوئے بولی تھی۔

"اسی معصوم کی قاتل ہو تم۔۔۔اس کی معصومیت قاتل ہو تم۔۔"

وہ چند قدم اس کی جانب بڑھاتا غصے سے سرخ پڑتا چلایا تھا۔

دانین بری طرح ڈرتی پیچھے ہٹی تھی۔

شازل کا دل کر رہا تھا اس کا گلہ دبا دے۔۔اسے دانین کے چہرے پر مکاری کے سوائے کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔

"شازل۔۔"

نورے کی نرم آواز سنتے شازل نے آنکھیں بند کرتے اپنا غصہ کنٹرول کیا تھا۔

"فورا یہاں سے نکل جاو۔۔"

شازل نے دانین کو غصے سے کہا تھا۔وہ ایک نظر نورے پر ڈالتی تیزی سے کمرے سے بھاگ گئی تھی۔

"شازل۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

نورے نے اس کے قریب جاتے اس کے کندھے ہر ہاتھ رکھا تھا۔

"تم روم میں جاو میں کچھ دیر تک آتا ہوں۔۔"

وہ نورے کی جانب سے رخ پھیرتا ہوا بولا تھا۔

نورے اس کی بات سنتی خاموشی سے اس کی جانب بڑھتی اس کی پشت سے سر ٹکاتی اس کے گرد نرمی سے اپنا حصار باندھ گئی تھی۔شازل نے اس کا لمس محسوس کرتے ایک گہری سانس بھری تھی۔اپنے کن پٹیوں کو انگلیوں سے سہلاتے وہ دھیمی آواز میں بولا تھا۔

"بہارے گل میری بہن تھی۔۔۔"

اس کی بات سنتے نورے نے اس کے گرد اپنا حصار تنگ کیا تھا۔

"دانین کی غلطی کی سزا میری بہن کو بھگتنی پڑی تھی۔۔"

وہ گہری سانس بھر کر بولتا خاموش ہوگیا تھا نورے اس انتظار میں تھی کہ شاید وہ مزید کچھ بولے گا مگر وہ اب خاموش ہوتا بہارے گل کے کمرے کو بغور دیکھنے لگا تھا۔

ڈریسنگ ٹیبل پر پڑے فوٹو فریم میں اپنی اور بہارے گل کی تصویر دیکھتے وہ اذیت سے مسکرایا تھا۔اس واقعے کو تقریبا تین سال ہونے لگے تھے لیکن بہارے گل کی کمی اسے اب بھی شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔

"بھیا کے چھوڑ جانے کے بعد مجھے کبھی ایسا نہیں لگا تھا کہ میں خود کو اندھیروں میں موجود پاوں گی۔۔بابا کی بیوی نے شروع سے مجھے پیار سے پالا تھا لیکن بھیا کہ جاتے ہی سب کچھ بدل گیا تھا۔وہ بدل گئی تھیں۔مجھے مارتی تھیں۔مجھے اندھیرے کمرے میں گھنٹوں بند کردیتی تھی۔میں کبھی بھی بابا یا دادا جان کو بتانے کی ہمت نہیں کرپائی تھی۔وہ۔۔وہ اپنی بہن کے ساتھ مل کر مجھے ٹارچر کرتی تھیں۔ملازمین کے ہونے کے باوجود بھی مجھ سے کام کرواتی تھیں۔مجھے کھانا نہیں دیتی تھیں۔۔بابا تو ویسے ہی بھیا کے جانے کے بعد مجھ سے بھی غافل ہوگئے تھے۔جبکہ دادا جان اپنے پوتے کے غم میں دنیا بھلائے کام میں مصروف ہوگئے تھے۔۔۔"

وہ شازل کی کمر سے سر ٹکاتی نم آواز میں بولی تھی۔فاطمہ بیگم کی بدسلوکی کا سنتے اس نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھی اسے اس بات کا تو اندازہ تھا کہ ان کا نورے سے صحیح تعلق نہیں ہے مگر وہ ایسی تھیں اسے اب معلوم ہوا تھا۔اس کی باتوں سے

اب اسے نورے کے رویے کا بھی احساس ہونے لگا تھا کہ کیوں وہ اتنی دکھی ہوتی تھی--

"تمھاری ہر تکلیف کا ازالہ میں کروں گا--"

وہ نورے کا ہاتھ تھام کر اپنے ہونٹوں سے لگاتا اس کا رخ اپنی جانب پھیرتا اس کی سرخ آنکھیں دیکھتا اس کو اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ جو بھاگتے ہوئے بہارے گل کے کمرے سے نکلی تھی اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے زور سے روحان سے ٹکرائی تھی۔

"دانین--"

روحان نے تیزی سے اسے کمر سے تھامتے گرنے سے بچایا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟"

اس کی سرخ آنکھیں دیکھتے روحان نے پوچھا تھا مگر وہ اس سے نظریں چرا گئی تھی۔

"دانین تمھارے خاموش رہنے سے کچھ نہیں ہوگا--بتاو کیا ہوا ہے؟"

روحان نے اس کا چہرہ تھامتے اس بار کافی سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"ر۔۔روحان م۔۔میں نے بہار کی جان لے لی۔۔ و۔۔وہ تو بے قصور تھی پھر اسے میری سزا کیوں ملی؟"

وہ روحان کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتی روتے ہوئے پوچھنے لگی تھی۔روحان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے دھیرے سے اس کے آنسو پونچھے تھے وہ اسے کیا بتاتا جب اسے پتا ہی نہیں تھا دانین قصور وار ہے یا نہیں۔

"اس کی بس اتنی ہی زندگی تھی یہ سوچ کر حقیقت تسلیم کر لو۔۔"

روحان نے لب بھینچ کر کہا تھا۔

"آپ جاننا نہیں چاہتے میں نے کیا کیا ہے؟ چلیں آئیں میں آپ کو بتاتی ہوں پھر آپ کو سمجھ آئی گی اصل قصور وار میں ہی ہوں اس کی جگہ مجھے ہونا چاہیے تھا۔"

وہ روحان کی بات سنتی تلخی سے مسکرائی تھی۔اس کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتے وہ اسے اپنے ساتھ لیتی کمرے میں گئی تھی۔

(ماضی)

بہارے گل کے جنازے کو کندھا دیتے ہوئے شازل کی آنکھیں سرخ پڑ گئی تھیں۔لیکن ایک بھی آنسو اس کی آنکھ سے نہیں نکلا تھا۔اس کو بار بار ڈاکٹر کے الفاظ اپنے کان میں گونجتے ہوئے سنائی دے رہے تھے۔

وہ جب کینیڈا سے واپس آیا تو سیدھا ہوسپٹل آیا تھا کسی نے اسے بہارے گل کے بارے میں فون پر کچھ نہیں بتایا تھا۔اس کا دل بے حد بے چین تھا۔

ہوسپٹل کے وحشت زدہ ماحول کو دیکھتے اس نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ کر کھولی تھیں۔گھر والوں کی خاموشی اسے انہونی کا بتا رہی تھی۔

"بڑے پاپا بہارے گل کیسی ہے؟"

اس نے آغا خان کو دیکھتے ہی پوچھا تھا۔

آغا خان ضبط سے ہونٹ بھینچ گئے تھے۔ان کے پاس کھڑی ملائکہ نے ایک پینڈینٹ شازل کی طرف بڑھائی تھی جو اس نے فورا پکڑ لیا تھا۔وہ پینڈینٹ کالا اور کافی حد تک خراب ہوچکا تھا اس کے درمیان میں بنے دل کو اس نے کانپتے ہاتھوں سے کھولا تھا جس میں اس کی اور بہارے گل کی ادھی جلی تصویر تھی۔

"بہارے گل کہاں ہے؟"

اس نے اس بار چیختے ہوئے پوچھا تھا۔

"وہ اب اس دنیا میں نہیں رہی۔۔"

آغا خان کے جواب نے اسے سن کر دیا تھا وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا تھا۔

"موم اور ڈیڈ کہاں ہے؟"

اسے اپنی آواز کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"محب کو اہارٹ اٹیک ہوا ہے وہ پرائیوٹ روم میں ہے اور گل اس کے پاس ہی ہے۔۔"

آغا خان نے دھیمی آواز میں جواب دیا تھا۔

"مجھے بہارے گل کو دیکھنا ہے۔۔"

وہ سرخ آنکھوں اور بھاری آواز کے ساتھ بولا تھا۔آغا خان اسے اپنے ساتھ لیتے ایک روم کی طرف آئے تھے۔وہ آغا خان کو چھوڑتا اندر داخل ہوا تھا۔اپنی بہن کے منہ سے سفید

کپڑا ہٹاتے اس کے ہاتھ کانپ اٹھے تھے۔کپڑا ہٹتے ہی اس کے ہاتھ کانپ اٹھے تھے وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہوگیا تھا۔

اسے وحشت سی محسوس ہونے لگی تھی۔ضبط کی شدت سے اس کی ماتھے کی رگیں ابھر آئی تھیں جبکہ زور سے ہتھیلیاں بھینچنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ سفید پڑنے لگے تھے۔

وہ ایک نظر جلی ہوئی بہارے گل کی باڈی پر نظر ڈالتا تیزی سے باہر نکل گیا تھا جہاں ڈاکٹر کھڑا آغا خان سے بات کر رہا تھا۔

"آپ کی بھتیجی گینگ ریپ کا شکار ہے اور جو شخص مرا ہے ان کا سیمپل بھی اس کے ساتھ ملتا ہے۔۔"

ڈاکٹر کی بات سنتے شازل نے زور سے مکہ دیوار پر مارا تھا۔بے بسی اور اپنی بہن کی سہمی آواز اسے اب بھی کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔آغا خان نے اسے دیوار پر مکہ مار کر خود کو زخمی کرتے دیکھ کر اسے فوری روکا تھا۔

"شازل کنٹرول یور سیلف یہ ہوسپٹل ہے۔۔"

آغا خان کی بات پر وہ ہتھے سے اکھڑ گیا تھا۔

"یہاں میری بہن مر گئی ہے اور آپ کہہ رہے ہیں میں کنٹرول کروں--آپ کی اور ڈیڈ کی ذمہ داری تھی اس کی حفاظت کرنا--"

وہ پوری شدت سے چیخا تھا۔

"سر پلیز کالم ڈاون ورنہ ہمیں سکیورٹی کو بلانا پڑے گا--"

ڈاکٹر کی بات سنتے وہ ایک دم رک گیا تھا۔ڈاکٹر کو گھورتے وہ گہرے سانس بھرتا اپنے آپ کو قابو کرنے لگا تھا۔

"مجھے یہ رپورٹ چاہیے اور اس کیس کے متعلق ہر چھوٹی سے بڑی بات مجھے جاننی ہے--"

وہ ڈاکٹر کے سامنے کھڑا ہوتا سرد لہجے میں بولا تھا جس پر ڈاکٹر جھٹ سے سر ہلا گیا تھا۔

"مجھے ڈیڈ سے ملنا ہے--"

وہ آغا خان کی طرف دیکھے بنا بولا تھا آغا خان سر ہلاتے اسے دوسرے روم کی طرف لے گئے تھے۔

وہ جیسے ہی روم میں داخل ہوا تو روتی ہوئی گل نے فورا اسے گلے سے لگایا تھا۔

جبکہ اپنے شیر سے باپ کو بیڈ پر دیکھ کر شازل لب بھینچ گیا تھا۔ محب خان کی نم اور ویران آنکھیں دیکھ کر وہ گل خان کو زور سے خود میں بھینچ گیا تھا جو زارو قطار روتی اس کی شرٹ تک گیلی کر گئی تھیں۔

"میں بہارے گل کے ہر مجرم کو سزا دوں گا یہ میرا آپ دونوں سے وعدہ ہے۔۔"

وہ سرد آواز میں بولا تھا۔اس کے اندر بدلے کی آگ بھڑک رہی تھی۔ جس میں وہ سب کو جلا کر خاک کر دینا چاہتا تھا۔

بہارے گل کے جنازے کے بعد اس نے سب سے پہلے یہ پوچھا تھا کہ یہ سب ہوا کیسے ؟

ملائکہ نے اسے بتایا تھا کہ وہ اور گل ساتھ والے گھر گئی ہوئی تھیں انھیں یہ نہیں پتا تھا کہ ڈرائیور دانین اور بہارے گل کو سکول سے نہیں لایا تھا۔

ڈرائیور اس دن سے ہی ان کا غائب تھا شازل نے سب سے پہلے ڈرائیور کے خلاف رپورٹ درج کروائی تھی۔ جس کی لاش دو دن بعد ایک ویران علاقے سے گاڑی میں ملی تھی۔ دانین کا بھی اسے پتا تھا کہ اب تک اسے ہوش نہیں آیا تھق جس کی وجہ سے آغا خان اور باقی سب مزید پریشان تھے۔اسے یہ بھی پتا چلا تھا دانین بالکل ٹھیک ہے بس

سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے اسے ہوش نہیں آرہا تھا۔وہ دانین کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا تھا تاکہ سب کچھ جان سکے۔۔

"سر ہم نے سکول کے کیمرے میں دیکھا ہے دانین اور بہارے گل کسی اور آدمی کے ساتھ گاڑی میں اپنی مرضی سے گئی ہیں۔۔"

انسپکٹر کی بات سنتے شازل کا غصہ سوا نیزے پر پہنچ گیا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟"

شازل کے غصے سے بولنے پر انسپکٹر نے اسے فوٹیج دکھائی تھی ساتھ ہی ایک لفافہ شازل کے سامنے پھینکا تھا۔شازل نے دانین کو بہارے گل کے تھپڑ مارتے دیکھ کر غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھی۔فوٹیج ختم ہونے کے بعد شازل نے وہ لفافہ کھولا تھا۔

"یہ دانین کے فون رکارڈز ہیں۔۔آپ کی کزن جس شخص کے ساتھ گئی تھیں یہ اسی شخص کے ساتھ اس کی چیٹس اور کالز ریکارڈ ہے اور آپ کی کزن اپنی مرضی سے اس کے ساتھ گئی تھی۔اب یہ شخص سے بھی مر چکا ہے اس کیس کا کوئی فائدہ نہیں ہم اس کیس کو بند کردیں گے کیونکہ ملزم مرچکے ہیں۔۔"

وہ اپنے ہاتھوں میں موجود ریکارڈز دیکھتا شرمندگی اور غصے سے سرخ پڑ گیا تھا۔

"ایسے کیسے یہ کیس بند ہوسکتا ہے۔۔؟ میری بہن کو جب تک انصاف نہ ملا یہ کیس بند نہیں ہوگا۔۔"

وہ پوری شدت سے چیخا تھا۔اس کے چیخنے پر وارڈن اور حوالدار انسپکٹر کے روم میں فورا آگئے تھے۔

"اسے یہاں سے فورا نکالو یہ کیس بند ہوچکا ہے فضول میں غصہ دکھا رہا ہے۔۔"

پولیس کی بات پر وہ غصے سے اسے گھورتا لمبے لمبے ڈھگ بھرتا باہر نکل گیا تھا اس نے خود بدلہ لینے کا سوچ لیا تھا۔ڈاکٹرز کے مطابق چھ لوگ تھے جو اس میں شامل تھے۔

اسی رات اس نے دانین کا گلہ دبایا تھا اس کے چہرے کو دیکھتے اسے اپنی بہن کا معصوم چہرہ اور اس کی سہمی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

اس کے بعد آغا خان نے اسے بہت مشکل سے روکا تھا۔دانین پی ایس ٹی ڈی کا شکار ہوگئی تھی۔وہ کسی کو بھی چھونے نہیں دیتی تھی جبکہ وہ ہر وقت خود کو بہارے گل کی موت کا ذمہ دار ٹھہراتی تھی۔

اس کی حالت دیکھتے اور باقیوں کا رویہ محسوس کرتے آغا خان ملائکہ اور دانین کے ساتھ کینیڈا چلے گئے تھے۔ملائکہ سے ان کی بول چال بالکل ہی بند ہوگیا تھا آغا خان اسے دانین کے ساتھ ہوئے حادثے کا ذمہ دار ٹھہراتے تھے کیونکہ انھوں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی جس کی وجہ سے دانین بھٹک گئی تھی۔

اس کے کچھ عرصے بعد اچانک ان کے گھر پر ایک دن کسی نے حملہ کردیا تھا شکر تھا اس دن دانین اور ملائکہ اچانک ہی دانین کی طبیعت خرابی کی وجہ سے ہوسپٹل چلی گئی تھیں ورنہ ان کا بچ جانا مشکل ہی تھا اس کے بعد آغا خان نے اس کے لیے باڈی گارڈ کا انتظام کروا دیا تھا انھیں یہ پتا چل گیا تھا کوئی دانین کو مروانا چاہتا ہے مگر کون؟ یہ نہیں پتا تھا۔

دوسری طرف شازل بدلے کی آگ میں جل رہا تھا محب خان اور گل کی وجہ سے اس نے دانین کو جانے دیا تھا ورنہ سب سے پہلے وہ اسے ہی مارنا چاہتا تھا۔

وہ خون کا پیاسا بن گیا تھا اس نے بہت سے لوگوں سے رابطہ کیا تھا۔مگر اسے باقی پانچ ملزموں کا پتا نہیں چل رہا تھا۔پھر ایک دن اچانک محب خان نے اسے رکنے کا بول دیا تھا۔وہ حیران تھا انھوں نے اسے کیوں روکا مگر محب خان اپنے فیصلے پر اڑ گئے تھے

جس کی وجہ سے اسے کافی وقت ضائع کرنا پڑا وہ ان سے چھپ کر کام کرنے لگا تھا اور بہت جلد اس نے ایک مجرم کا نام پتا چلوا ہی لیا تھا۔جو وقار محمود تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

(حال)

شازل نے نورے کے واپس آنے کے بعد اپنا دھیان فیاض کی جانب موڑا تھا۔وہ شخص بہت تیز تھا اپنے گرد کافی سخت سکیورٹی کر کے رکھتا تھا مگر عسکری نے بھی اس کی کمزوری ڈھونڈ ہی نکالی تھی۔

"حیدر نہیں آیا؟"

شازل نے عسکری کے پاس بیٹھتے پوچھا تھا۔

"نہیں وہ کافی دنوں سے بزی ہے میں نے اسے کال بھی کی تھی مگر مصروفیت کی وجہ سے زیادہ بات نہیں ہوسکی۔۔"

عسکری نے اسے بتایا تھا۔

"فیاض کے بارے میں بتاو۔۔!"

https://classicurdumaterial.com

شازل نے اس کے لیپ ٹاپ کی سکرین کو گھورتے پوچھا تھا۔ان کا جو پلان اسے پہلے مارنے کا تھا وہ اسے کینسل کرچکے تھے کیونکہ اس کے لیے انھیں اس کی سخت سکیورٹی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

"تو مجھے یہ پتا چلا ہے فیاض مہینے میں دو بار گلشن بائی کے کوٹھے پر جاتا ہے---وہ اسے ہر ماہ نئی لڑکیوں کی پیش کش کرتی ہے--اس جگہ کے علاوہ اسے مارنے کے سوا کوئی آپشن نہیں ہے کیونکہ گلشن بائی اپنے کوٹھے میں اس کے گارڈز کو کم ہی آنے دیتی ہے--"

عسکری کے بتانے پر شازل نے سر ہلایا تھا جبکہ غصے دے اس کی رگیں پھول گئی تھیں۔وہ اس بائی اور فیاض کا کام ایک ساتھ ٹھپ کرنے کا فیصلہ کرچکا تھا۔

"مجھے اس کوٹھے کے سارے پرنٹ آوٹس چاہیئے اور یہ بھی کہ فیاض کونسے کمرے میں رکتا ہے؟"

شازل نے سگریٹ نکالتے کہا تھا۔

"وہ میں کام کرچکا ہوں ویٹ ابھی پرنٹ آوٹس لاتا ہوں--"

عسکری اٹھتا ہوا اپنے روم میں گیا تھا۔

"میں چاہتا ہوں اب تم شفیق رضوان پر بھی نظر رکھو۔۔"

وہ پرنٹس پکڑتا سنجیدگی سے بولا تھا۔ عسکری نے دھیرے سے سر ہلایا تھا۔

"حیدر سے کہنا کل ضرور ملے ہم سے پھر اسے ڈسکس کریں گے۔۔ اب میں چلتا ہوں۔۔"

شازل نے اٹھتے ہوئے کہا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

#\

"روحان۔۔"

وہ گلابی ہونٹوں کو کاٹتی کانپتی آواز میں بول رہی تھی۔روحان کے چہرے پر ناقابلِ فہم تاثرات تھے۔اس نے روحان کو چھونے کے لیے ہاتھ اٹھایا تھا۔

لیکن روحان دو قدم اٹھاتا پیچھے ہٹ گیا تھا۔

"روحان پلیز۔۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ کسی انہونی کے احساس سے التجائیہ بولی تھی۔

"مجھے کچھ ٹائم چاہیے۔۔"

وہ بھاری آواز میں بولا تھا۔اس کی معصوم شکل کو دیکھتے وہ نظریں پھیر گیا تھا۔اس کی باتیں سن کر اسے اپنے کانوں پر یقین ہی نہیں آرہا تھا۔

اسے لگتا تھا وہ اس وجہ سے گھبراتی ہے کہ شاید اس کے ساتھ کوئی برا حادثہ پیش آیا ہوگا۔۔مگر اس کا مکمل ماضی جان کر وہ ششدر رہ گیا تھا۔

"پ۔۔پلیز روحان ایسا نہ کریں۔۔۔ خدا کا واسطہ ہے آپ کو۔۔۔ مجھ سے کچھ بات کریں۔۔اگر غصہ ہیں تو ڈانٹیں ماریں۔۔یہ آپ کی خاموشی مجھے مار رہی ہے۔۔"

وہ نم ہوتی پلکوں کو میچتی تیز تیز سانس بھرتی بولی تھی۔

"دانین میں ابھی کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔۔"

اس کے سرد انداز ، بےتاثر چہرہ اور نافہم تاثرات کو دیکھتے دانین کی دھڑکنیں مدھم پڑنے لگی تھی۔

"روحان پلیز۔۔میری طرف تو دیکھیں۔۔"

وہ اسے نظریں چڑاتے دیکھ کر تکلیف کی شدت سے چیختی ہوئی بولی تھی۔وہ اسے کھونا نہیں چاہتی تھی۔ تبھی وہ اسے اپنا ماضی بتانے سے ڈرتی تھی۔وہ سیاہ ماضی جو اس کا بخت سیاہ کرگیا اس کے ہاتھوں کو ایک معصوم کے خون سے بھر گیا۔۔وہ سیاہ ماضی جو اسے ہر روز ایک سانپ کی طرح ڈستا ہے۔۔وہ سیاہ ماضی جس نے بہارے گل کی جان لے لی۔۔وہ سیاہ ماضی جو محبت سے اعتبار اٹھا گیا تھا۔وہ سیاہ ماضی جو اس کے اور بہارے گل کے خوابوں کو سیاہ کر گیا تھا۔اب وہ ہی سیاہ ماضی اس سے اس کی پاکیزہ محبت دور کردینے والا تھا۔

"کیوں دیکھوں تمھاری طرف؟ تمھاری خودغرضی نے کسی کی جان لے لی ہے تم سمجھتی ہو یہ کتنی بڑی بات ہے؟ تمھاری غلطی کی سزا کسی معصوم کو ملی ہے۔۔"

وہ دانین کی نم آنکھوں میں دیکھتا چیخا تھا۔ایک وقت تھا جب وہ اس کی معصومیت پر دل ہار بیٹھا تھا اور اب یہ وقت تھا جب وہ اسے صرف ایک خودغرض لڑکی دکھائی دے رہی تھی۔

"روحان غلطیاں تو سب سے ہی ہوتی ہیں نہ۔۔"

وہ اس کے چیخنے پر لب کاٹتی نم آواز میں بولی تھی۔

"تم نے غلطی نہیں گناہ کیا ہے دانین--"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا سرد لہجے میں بولا تھا۔

"کب تک میں اپنے ماضی کی وجہ سے تکلیف میں رہوں گی؟ کیا مجھے جینے کا حق نہیں؟"

وہ حلق کے بل چلائی تھی۔روحان کے چہرے پر اب بھی سرد تاثرات تھے۔

"تمھاری اس بچکانہ خواہش نے کسی کو مار دیا ہے--اور تم اب بھی جینا چاہتی ہو؟؟"

روحان ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالتا الٹے قدم اٹھاتا تیزی سے اس کے کمرے سے نکل گیا تھا۔دانین تو ششدر ہی رہ گیا تھا۔اس کی آنکھوں سے بہتا پانی اس کے چہرے کو بھگو گیا تھا۔

"آہہہ---یااللہ--"

وہ چیختی ہوئی زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی روحان کو کھونے کے ڈر سے دل پھٹنے لگا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"نورے--"

https://classicurdumaterial.com

شازل نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسے اٹھایا تھا۔نورے نے نیند سے بھری آنکھیں کھولتے شازل کو دیکھا تھا۔

اس کے چہرے کو دیکھتے نورے کے چہرے پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

"مارننگ۔۔"

وہ اٹھ کر بیٹھتی اپنی آنکھیں مسلتی بولی تھی۔شازل نے اس کے سر پر محبت سے بوسہ لیا تھا۔جس پر وہ دھیرے سے مسکرا اٹھی تھی۔

"زوجہ محترمہ دوپہر ہوچکی ہے۔۔"

شازل کی بات سنتے اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔اس نے تیزی سے موبائل اٹھا کر دیکھا تھا جہاں دن کے ایک بج رہے تھے۔

"ہائے اللہ۔۔۔سب لوگ ناجانے کیا سوچ رہے ہوں گے ؟آپ نے مجھے اٹھایا کیوں نہیں؟؟"

وہ برہمی اور شرمندگی کے ملے جلے تاثرات محسوس کرتی سرخ ہوتی بولی تھی۔

"میں نے موم کو بتا دیا تھا تم سفر سے تھکی ہوئی ہو اس لیے سو رہی ہو۔۔"

شازل کی بات پر اس نے سکون کا سانس بھرا تھا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں؟"

اس نے شازل کو تیار دیکھ کر پوچھا تھا۔

"میں کہیں نہیں جا رہا بلکہ واپس آیا ہوں۔۔ تم اٹھو اور فریش ہوکر کچھ کھا پی لو اور میرے لیے ایک چائے کا کپ سٹڈی روم میں لے آو۔۔"

وہ اسے سٹڈی روم کے دروازے کی طرف اشارہ کرتا بولا تھا۔

"اوکے جائیں آپ کام کریں۔۔"

نورے اٹھتی الماری سے اپنا سوٹ نکالتی فریش ہوتی اپنے بالوں کو باندھتی ہلکا سا تیار ہوتی لب کاٹتے نروس سی کمرے سے نکلی تھی۔اسے شازل کے گھر والوں سے تھوڑا ڈر لگ رہا تھا کہ ناجانے وہ اس کے بارے میں کای سوچ رہے ہوں گے؟

"نورے۔۔"

وہ اپنی ہی سوچوں میں مگن تھی جب اسے کسی نے پکارا تھا۔

"مارننگ آنٹی۔۔"

وہ گل خان کو دیکھتی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔

"مارننگ بیٹا۔۔آپ مجھے آنٹی کی جگہ مما بلایا کریں۔۔اب تو آپ اس گھر کی بیٹی ہیں۔۔"

گل خان نے اس کے سر پر محبت سے ہاتھ رکھتے کہا تھا جس پر نورے کھل کر مسکرا اٹھی تھی۔ان کی میٹھی اور شفقت سے بھری آواز سن کر اسے ایک دم فاطمہ بیگم کے ظلم یاد آئے تھے وہ اپنا سر جھٹکتی گل کے ساتھ کیچن میں چلی آئی تھی۔

"و۔۔وہ مجھے پتا نہیں چلا میں اتنی دیر کیسے سوتی رہی۔۔مما۔۔"

وہ شرمندہ سی بولی تھی۔

"اٹس اوکے بچے۔۔آو میں آپ کو کچھ کھانے کے لیے بنا دیتی ہوں۔۔"

گل خان کی محبت پر وہ ہلکے سے مسکرائی تھی۔

"نہیں مما اب میں لنچ ہی کروں گا بس اب جوس پیوں گی اور شازل کے لیے چائے بنانے لگی ہوں۔۔"

وہ نرمی سے بولی تھی۔

https://classicurdumaterial.com

"شازل کا تو دماغ سٹھیا گیا ہے کیا کوئی نئی نویلی دلہن کو پہلے ہی دن کچن میں بھیجتا ہے؟ رکو میں اس کے زرا کان کھینچتی ہوں--"

گل خان برہمی سے بولی تھیں۔

"نہیں نہیں مما-- بس چائے ہی تو بنانی ہے اس میں کونسا زیادہ کام ہے--"

نورے کے اسرار کرنے پر گل خان نرم پڑ گئی تھیں۔مگر بعد میں شازل کے کان کھینچنے کا وہ مکمل ارادہ کر چکی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ بھاری سر کو تھامتی بمشکل اٹھ کر بیٹھی تھی۔سر میں تکلیف سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

"فائینلی تمھیں ہوش آ ہی گیا--"

اپنے دائیں جانب سے ڈینیل کی بھاری آواز سنتے اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی تھی۔

"م---میں-- "

وہ کانپتے ہونٹوں سے بمشکل ایک لفظ ادا کر پائی تھی جب ایک ہی جست میں اس کے قریب پہنچتے ڈینیل نے اس کے گلابی ہونٹوں پر انگلی رکھی تھی۔اس کا مردانہ لمس محسوس کرتی وہ ایک پل کو سن پڑ گئی تھی۔پھر اچانک بری طرح اس کا ہاتھ جھٹکتی پیچھے ہٹنے لگی تھی جب ڈینیل نے اس کے چہرے کو اپنے گرفت میں لیا تھا۔

"تمھیں کیا لگا تھا مجھ سے بچ کر بھاگ جاو گی؟"

"کینیڈا میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں تم مجھ سے چھپ سکو۔۔"

وہ اس کے چہرے کے قریب جھکتا سرد لہجے میں بولا تھا۔زرکشہ کو اس سے بے حد خوف محسوس ہو رہا تھا اس کا دل کر رہا تھا یہاں سے کہیں دور بھاگ جائے اس نے خوف اور گھبراہٹ میں اپنے ناخن زور سے ڈینیل کے ہاتھ میں چبھو دیے تھے۔ڈینیل نے اپنے ہاتھ پر جلن محسوس کرتے ہوئے بھی اس کا چہرہ نہیں چھوڑا تھا۔

"Wild Kitten"

وہ اپنے دوسرے ہاتھ سے اس کے ہاتھ کو تھامتا تپا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔

زرکشہ نے غصے سے اسے گھورا تھا۔

"ڈونٹ ٹچ می۔۔۔"

وہ حلق کے بل چلائی تھی۔ڈینیل کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔اس کی جگہ سرد تاثرات نے لے لی تھی۔

"شٹ اپ۔۔"

وہ تیز آواز میں بولا تھا۔

"میں جو چاہے وہ کروں گا تم مجھے روک نہیں سکتی۔۔تمھارے باپ نے تمھیں اپنے قرض کی جگہ مجھے دیا ہے۔۔جب تک میرا دل نہیں بھر جاتا تم اس گھر میں رہو گی۔۔"

"اور اب تمھاری اس حرکت کی سزا تمھارے بھائی کو ملے گی۔۔"

ڈینیل کی آخری بات پر وہ طنزیہ ہنسی تھی۔

"میرا وہ بھائی جو بھاگ گیا ہے؟"

اس کے لہجے میں چھپا طنز محسوس کر کے ڈینیل نے اس کے منہ پر گرفت سخت کی تھی۔زرکشہ کو اس کی انگلیاں اپنی گالوں کے اندر دھنستی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"تمھارا بھگوڑا بھائی تم سے بھی کم وقت میں پکڑا گیا تھا۔۔"

"وہ اس وقت بیسمنٹ میں ہے اور اپنی حرکت کی سزا لے رہا ہے۔۔اب تمھاری سزا بھی اسے ملے گی۔۔"

اس کا چہرہ جھٹکے سے چھوڑتے ڈینیل نے استہزایہ ہنستے کہا تھا۔

"ج۔۔ جھوٹ بول رہے ہو تم۔۔"

وہ بے یقینی سے بولی تھی۔

"تمھارا جو دل کرے مان لو۔۔مگر تمھارے بھائی کو اب سزا ضرور ملے گی۔۔"

زرکشہ کو ڈینیل کی بات سنتے اس سے سخت نفرت محسوس ہوئی تھی۔

"کیا بگاڑا ہے ہم نے۔۔؟ کیوں میرے بھائی کو سزا دے رہے ہو؟ کیوں ہمیں قید کیا ہوا ہے؟ جو سزا دینی ہے وہ میرے باپ کو دو۔۔میرے بھائی کو بخش دو۔۔"

وہ چیخی تھی۔

"تم اب اس کمرے سے نہیں نکلو گی۔۔اور ہاں۔۔ تمھاری غلطی یہ ہے کہ تم اس شخص کی بیٹی ہو۔۔"

ڈینیل اس کی جانب ایک نظر دیکھتا تیزی سے باہر نکل گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

شازل کو چائے دینے کے بعد اس نے گل کے ساتھ لنچ بنانے میں مدد کروائی تھی محب خان اور آغا خان آفس گئے ہوئے تھے جبکہ ملائکہ ان کے ساتھ ہی تھی اور دانین اپنے کمرے میں بند تھی۔روحان کا کوئی اتا پتا ہی نہیں تھا۔

ابھی نورے لنچ کے لیے فریش ہونے آئی تھی جب ایک بار پھر شازل نے چائے بنانے کا کہا تھا۔اور پھر ایک ہی دن میں اس نے شازل کو ناجانے کتنی بار چائے پلائی تھی۔اب تو اسے غصہ ہی آنے لگا تھا۔

رات کے گیارہ بج رہے تھے اور اسے ابھی بھی چائے پینی تھی چونکہ وہ ابھی تک کام میں ہی مصروف تھا۔

"ہر وقت چائے ، چائے اور بس چائے۔۔۔میری کوئی فکر ہی نہیں ہے سارا دن چولہے کے آگے کھڑی رہتی ہوں خود تو چٹی چمڑی ہے اور مجھے کالا بنانا چاہتا ہے۔۔"

وہ چائے کپ میں ڈالتی عاجز آتی بولی تھی۔ غصے اور گرمی سے سرخ پڑتی اس نے چائے کا کپ لاتے شازل کے آگے پھینکنے کے سے انداز میں رکھا تھا۔ شازل نے نظریں اٹھاتے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

"آپ نہ ایک کام کریں چائے کی ایک ڈرپ لگوا لیں اس طرح ہر وقت چائے آپ کی نسوں میں بھرتی رہے گی۔۔اتنی چائے میں ایک ہفتے میں نہیں پیتی جتنی آپ نے ایک دن میں مجھ سے بنوائی ہے۔۔"

"مجھے تو لگتا ہے خون کی بجائے چائے آپ کی رگوں میں ابلتی ہے تبھی ہر وقت غصے سے بھرے ہر ایک کو گھورتے رہتے ہیں۔۔"

وہ بولنے پر آئی تو بولتی چلی گئی تھی۔ شازل نے ریلکس ہوتے چائے کا کپ پکڑتے اسے ایک ائبرو اچکاتے اسے دیکھا تھا جیسے پوچھ رہا ہو اور کچھ رہ گیا ہے؟

"آپ کو میری زرا پرواہ نہیں ہے۔۔پہلے دن کی بیوی سے کوئی ایسے کام کرواتا ہے؟ اور جیسے آپ نے مجھے چائے بنانے پر لگایا ہے بہت جلد میرا رنگ بھی خراب ہوجائے گا۔۔آپ تو چاہتے ہی یہ ہیں لوگ آپ کی تعریف کریں۔۔اور میری برائی۔۔"

وہ اس کی گوری رنگت کو دیکھتی منہ پھولا کر بولی تھی۔

"لوگوں کا تو کام بولنا ہے۔۔مگر ایک بات یاد رکھنا۔۔"

"اس چھٹے کے دل پر ایک سانولی کی حکومت ہے۔۔"

وہ چائے کا گھونٹ بھرتا اپنے دل کی طرف اشارہ کرتا بولا تھا۔

نورے کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ بکھر پڑی تھی۔

شازل نے پیار سے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔وہ چلتی ہوئی اس کے سامنے چلی آئی تھی۔

شازل نے اس کی کمر کے گرد ہاتھ باندھتے اس کے پیٹ کے ساتھ اپنا سر ٹکایا تھا۔اس کے پاس سے اٹھتی بھینی بھینی خوشبو محسوس کرتے اسے اپنے حواسوں پر سکون چھاتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"میں اتنے پیار سے تیار ہوئی تھی آپ نے تعریف بھی نہیں کی۔۔"

وہ ناز سے بولی تھی۔

"تمھیں تیار ہونے کی ضرورت ہی نہیں مجھے تم سادہ بھی بہت پسند ہو۔۔"

وہ اس کے گرد حصار تنگ کرتا بولا تھا۔دانین کی حرکت کے بعد اسے کبھی یہ یقین نہیں تھا کہ کوئی لڑکی اس کے سرد دل کو پگھلا سکتی ہے مگر اس نے یہ کام کر دکھایا تھا۔

"زیادہ مکھن لگانے کی ضرورت نہیں۔۔"

وہ شازل کے بالوں میں انگلیاں چلاتی بولی تھی۔شازل کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھری تھی۔وہ خاموشی سے اسے اپنے مزید قریب کھینچتا اس کی مہک خود میں اتارنے لگا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

صبح سے وہ کمرے میں بند تھی ملائکہ اسے دو تین بار بلانے آئی تھی مگر وہ اسے بھی واپس بھیج چکی تھی۔رات سے رو رو کر آنکھیں سوج چکی تھی۔نیند کی کمی کی وجہ سے آنکھوں میں سرخ ڈورے دکھائی دے رہے تھے۔

اسے لگا تھا روحان دوبارہ اس سے بات کرنے آجائے گا اس کی حالت دیکھتے اسے پیار سے سمیٹ لے گا۔مگر یہ صرف اس کا خواب ہی رہا تھا۔کیونکہ نہ تو روحان آیا تھا نہ ہی اس نے اس کے آنسو پونچھے تھے۔

روحان کی بے رخی اور کٹیلا انداز سوچ کر اس کی رگیں پھٹنے والی ہوگئی تھیں۔اذان کی آواز سنتی وہ آنسو صاف کرتی وضو کرتی نماز پڑھنے لگی تھی۔

نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا کے لیے اٹھائے گئے اس کے ہاتھ کانپ اٹھے تھے۔لب ہل رہے تھے مگر الفاظ ادا نہیں ہو پا رہے تھے۔وہ بے بسی سے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔

"اللہ پاک مجھے معاف کر دیں۔۔میں مزید یہ تکلیفیں برداشت نہیں کرسکتی مجھے میرے رب صبر دے۔۔مجھے صبر دیں اللہ پاک۔۔"

"اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد مانگو ، بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے"

(البقرہ : 153)

"اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا "

(البقرہ : 286)

وہ روتے ہوئے بمشکل کانپتی آواز میں بولی تھی۔بے شک اس کا رب اسے معاف کر دے گا کیونکہ وہ رحیم ہے کریم ہے۔۔ مگر یہ دنیا والے اسے اس کا ماضی کبھی بھولنے نہیں دیں گے۔۔

وہ اللہ پاک کو اپنی پریشانیاں بتاتی اب کافی حد تک پرسکون ہوگئی تھی تبھی نماز پڑھنے کے بعد بھوک کے احساس سے کچھ کھانے چلی آئی تھی۔ملائکہ اسے دوپہر میں کھانا دے گئی تھی لیکن اس نے کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔

"روحان۔۔"

کیچن میں کھڑے روحان کو دیکھتی وہ رونے سے بھاری ہوئی آواز میں بولی تھی۔روحان نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس کی جانب دیکھا تھا۔وہ شکل سے ہی تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

"دانین۔۔"

وہ لب بھینچ کر بولا تھا۔

"پلیز مجھ سے کچھ بات تو کریں۔۔؟"

وہ التجائیہ انداز میں بولی تھی۔

روحان چند قدم چلتا اس کے قریب آیا تھا۔اپنی پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے اس نے موبائل نکالتے اس کا لاک کھول کر دانین کو تھمایا تھا۔

دانین نے نا سمجھ انداز میں اس سے موبائل پکڑا تھا موبائل میں موجود اپنی سکول کے یونیفارم میں سفیان کی گاڑی میں باہر سے بنائی گئی تصویر دیکھ کر اس کے ہاتھ کانپ اٹھے تھے۔اسے سفیان کی شکل دیکھ کر سخت نفرت ہوئی تھی وہ لاکھ شکر ادا کرتی تھی وہ مر گیا ہے ایسے شیطان صفت انسان سے اس نے کبھی محبت بھی کی تھی؟ یہ سوچ کر اس کا دل بند ہوجاتا تھا۔

"ی۔۔یہ آپ کو کہاں سے ملی؟"

اس نے کانپتی آواز میں پوچھا تھا۔

"کسی ان ناوئن نمبر سے صبح ہی مجھے یہ تصویر ملی تھی اسی کا پتا کروانے گیا تھا۔لیکن کچھ پتا نہیں چل سکا۔۔تم اب گھر سے باہر کچھ دن مت نکلنا۔۔۔"

اس کا سرد انداز اور پتھریلا لہجہ محسوس کرتے وہ بمشکل اپنی سسکی روک پائی تھی۔دل پھٹنے والا ہوچکا تھا۔

"روحان----"

اس نے بات کرنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب روحان اسے درمیان میں ٹوک گیا تھا۔

"میں کافی تھک گیا ہوں ابھی سونا چاہتا ہوں--"

وہ سرد لہجے میں بولتا تیزی سے وہاں سے نکل گیا تھا۔دانین کی حسرت بھری نظروں نے اس کا دور تک پیچھا کیا تھا۔جبکہ اس کی پلکیں ایک بار پھر نم پڑ گئی تھیں۔روحان نے خود کو بمشکل اس کے قریب جانے سے روکا تھا اس کی سرخ آنکھیں اسے بے چین کر گئی تھیں۔مگر ابھی وہ تھوڑی سپیس چاہتا تھا تاکہ سوچ سمجھ کر کچھ فیصلہ کر سکے--

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

#\

دن تیزی سے گزرنے لگے تھے شازل موقع کی طاق میں تھا وہ فیاض کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھ رہا تھا جبکہ اس نے کوٹھے کے ایک ایک کونے کو بھی دیکھ لیا تھا۔اب وقت اور موقع کا انتظار تھا۔

ہفتے کے دن کوٹھے پر محفل رقص تھی۔ گلشن بائی کے کوٹھے پر چند نئی لڑکیاں بھی آئی تھیں۔ عسکری کے مطابق فیاض کوٹھے کے سب سے بڑے اور مہنگے کمرے میں رات گزارتا تھا جو کوٹھے کی پچھلی جانب ایک گلی کی طرف بھی نکلتا تھا۔

شازل کا پلان اسی گلی سے اس کے کمرے میں جاکر اسے ختم کرنا تھا جبکہ عسکری کا کام کوٹھے پر محفل میں جاکر لوگوں پر نظر رکھنے کا تھا۔ ان کی ٹیم کے دو لوگ پچھلی جانب گلی میں اور کوٹھے والی گلی پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ان کا کام انھیں اپڈیٹ کرنا تھا۔ سب کچھ ان کے پلان کے مطابق تھا جبکہ آج رات ہی اسے فیاض کا کام تمام کرنا تھا۔

نورے کو شازل واپس یونیورسٹی جوائن کروا چکا تھا وہ چاہتا تھا نورے اپنی ایجوکیشن مکمل کر لے۔۔جس کے حق میں گل خان اور محب خان بھی تھے۔

"مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔"

روحان نے اس کی سٹڈی روم میں داخل ہوتے کہا تھا۔

"میرے پاس ابھی ٹائم نہیں ہے۔۔"

شازل اس کی جانب دیکھے بنا بولا تھا۔

"اگر ضروری بات نہ ہوتی تو میں تمھارے پاس بالکل بھی نہ آتا۔۔"

روحان کی بات پر وہ ٹھٹھکا تھا۔۔

"ہاں بولو۔۔؟"

روحان نے اس کے سامنے اپنا موبائل رکھا تھا۔

"یہ کہاں سے ملی تمھیں؟"

شازل نے حیرانی سے اس سے پوچھا تھا۔

"کسی ان ناوئن نمبر سے کچھ دن پہلے مجھے یہ ملی ہے۔۔میں نے کافی پتا لگوانے کی کوشش کی مگر یہ نمبر جس کے نام رجسٹرڈ ہے وہ شخص مر چکا ہے۔۔"

اس کے بتانے پر شازل نے سر ہلایا تھا۔

"کیا تم مجھے بتا سکتے ہو دانین پر یہ جان لیوا حملے کیوں ہوتے ہیں ؟ اسے سکیورٹی کی ضرورت کب سے پڑی ہے؟"

روحان نے سنجیدگی سے اس سے پوچھا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"یہ نمبر مجھے دو میں اس کی ڈٹیل نکلواتا ہوں اور دانین پر پہلی بار حملہ ہمارے کینیڈا والے فلیٹ میں ہوا تھا۔ یہ نہیں پتا کس نے کروایا تھا اور کیوں کروایا تھا؟ لیکن اس کے بعد بڑے پاپا کو کچھ مسیجز ملے جس میں دانین کو مارنے کی دھمکی تھی اس کے بعد انھوں نے سکیورٹی کا انتظام کروایا تھا۔ اس سے زیادہ مجھے اس بارے میں کچھ نہیں پتا۔۔ اور تم فکر مت کرو دانین اس گھر میں محفوظ ہے اس نمبر کا میں پتا لگوا لوں گا۔۔ تم اپنی بیوی کو بس میری نظروں سے دور رکھو۔۔ اور یہ تصویر مجھے بھی فارورڈ کر دو۔۔"

شازل سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھتا بولا تھا۔

"بھارے گل۔۔۔"

"پلیز ڈونٹ۔۔ میں اس بارے میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔۔"

شازل نے روحان کو ٹوکتے سپاٹ انداز میں کہا تھا۔

"مجھے تم سے کوئی مسئلہ نہیں اور نہ ہی کوئی پرسنلی دشمنی ہے میں بس اتنا چاہتا ہوں تمھاری بیوی میری نظروں اور میری بہن کی چیزوں سے دور رہے۔۔"

وہ بے تاثر انداز میں بولا تھا جس پر روحان سر ہلا گیا تھا۔

"اگر تمھیں کبھی بھی میری ہیلپ چاہیے ہو تو بتانا؟"

روحان نے رکتے ہوئے اسے کہا تھا۔

"اوکے۔۔"

شازل کے جواب پر وہ سر ہلاتا نکل گیا تھا۔روحان نے اسے کچھ ہی دیر میں میسج اور تصویریں سینڈ کر دی تھیں۔جو وہ عسکری کو فارورڈ کر چکا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ اپنے کمرے میں بند ہوکر رہ گئی تھی اس کمرے میں نہ کوئی کھڑکی تھی اور نہ ہی کوئی بھاگنے کا راستہ وہ پاگل ہونے والی ہوگئی تھی۔اس چھوٹے سے کمرے میں اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔

وہ فجر کی نماز پڑھتی بلند آواز میں روزانہ قرآن کی تلاوت کرتی تھی۔تاکہ اسے سکون مل سکے آج بھی معمول کے مطابق وہ نماز پڑھنے کے بعد تلاوت کرنے لگی تھی جس سے اسے سکون مل رہا تھا۔

اس بات سے بے خبر کوئی اور بھی اس کی وجہ سے سکون حاصل کرتا تھا۔ڈینیل روزانہ اس وقت اس کے کمرے کے باہر کھڑے ہوکر تلاوت سنتا تھا۔وہ انسومینیا کا شکار تھا مگر جب بھی وہ زرکشہ کو تلاوت کرتے سنتا تھا اسے سکون محسوس ہوتا تھا اور وہ کچھ دیر کے لیے سو بھی پاتا تھا۔

"سر--؟"

زرکشہ کے روم کے باہر کھڑے ڈینیل کو وہاں سے گزرتے گارڈ نے حیرت سے پکارا تھا۔ جس پر ڈینیل نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔تلاوت کی آواز بھی ایک دم بند ہوگئی تھی۔

"گٹ لاوسٹ--"

وہ غصے سے بولا تھا۔اس کی وجہ سے اس کے سکون کے چند پل بھی غرق ہوگئے تھے۔

"ڈینیل--"

کمرے کے اندر سے زرکشہ کی آواز گونجی تھی۔

"پلیز مجھے یہاں سے کچھ دیر کے لیے ہی نکلنے دیں میرا یہاں دم گھٹ رہا ہے--"

زرکشہ نرم آواز میں التجائیہ بولی تھی۔

اس کی التجا سنتے ڈینیل نے دھیرے سے کمرے کا دروازہ ان لاک کیا تھا۔

"تھینک یو۔۔"

وہ عاجزانہ لہجے میں بولی تھی۔

"تم یہاں سے باہر صرف ایک شرط پر نکلو گی۔۔"

ڈینیل کچھ سوچتا ہوا بولا تھا۔

"کیسی شرط ؟"

اس نے نا سمجھ انداز میں بولا تھا۔

"میں کوئی غلط کام نہیں کروں گی۔۔"

وہ اس کی بات کا کچھ اور مطلب نکالتی غصے سے فورا بول اٹھی تھی۔

"کونسا غلط کام ؟"

اس کی جانب دو قدم بڑھاتے اس نے ائبرو اچکاتے پوچھا تھا۔جس پر وہ شرمندہ سی ہوگئ تھی۔

"کچھ نہیں کیا شرط ہے آپ کی؟"

https://classicurdumaterial.com/

وہ بات بدلتی بولی تھی۔اس کے حجاب میں چھپے چہرے کو دیکھتے ڈینیل ایک پل کو گم صم ہو گیا تھا۔

زرکشہ کے گلا کھنگارنے پر وہ ہوش کی دنیا میں آیا تھا۔

"تم یہ جو ہر روز اونچی آواز میں پڑھتی ہو تمھیں یہ مجھے ہر روز رات پڑھ کر سنانا ہوگا۔۔"

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا تھا۔

"کیا پڑھتی ہوں؟"

زرکشہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔

"یہ جو تم ابھی پڑھ رہی تھی۔"

وہ ماتھے پر سلوٹیں ڈال کر بولا تھا۔

"میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی۔کیا آپ قرآن پاک کی تلاوت مجھ سے سننا چاہتے ہیں؟"

اس نے قدرے حیرت سے پوچھا تھا۔

"ہاں۔۔"

وہ جھٹ سے بولا تھا۔

"اوکے۔۔"

وہ دھیمی آواز میں بولی تھی۔اگر کوئی اس کی وجہ سے سیدھی راہ پر آنے کی طرف قدم بڑھانا چاہتا تھا تو وہ دل و جان سے تیار تھی۔

"چلو تمھیں گارڈن دیکھاتا ہوں۔۔ تم ہر صبح میرے ساتھ گارڈن میں جاسکتی ہو مگر میرۓ غیر موجودگی میں تم روم سے باہر نہیں نکل سکتی۔۔"

اس کی بات پر وہ دھیرے سے مسکرا اٹھی تھی۔

گارڈن میں آکر اس نے گہری سانس بھری تھی صبح صبح پرندوں کی آوازیں اور ٹھنڈی ہوا نے اس کا مائینڈ فریش کر دیا تھا۔

"کیا میں احمد سے مل سکتی ہوں؟"

اس نے ایک امید سے پوچھا تھا۔

"نہیں!!"

وہ تیز لہجے میں بولا تھا جس پر زرکشہ خاموش ہوتی رخ پھیرتی گارڈن میں چکر لگانے لگی تھی۔ڈینیل سینے پر بازو باندھے اسے دیکھنے لگا تھا جو اسے اگنور کرتی اپنی ہی دنیا میں کھو گئی تھی۔اسے زرکشہ کے بھاگنے کا ڈر نہیں تھا کیونکہ گارڈن کے گرد بڑی بڑی دیواریں موجود تھیں جس کی وجہ سے وہ کہیں بھی نہیں جاسکتی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"شازل آپ کہیں جارہے ہیں؟"

یونیورسٹی سے آتی وہ ابھی فریش ہوکر بیٹھی تھی جب شازل کو تیار دیکھ کر اس نے پوچھا تھا۔

"ہاں بس ایک کپ چائے بنا دو پلیز۔۔ مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے میرا انتظار مت کرنا میں لیٹ ہوجاوں گا۔۔"

شازل کے پیار سے کہنے پر وہ شازل کے لیے اور اپنے لیے دو کپ چائے بنا لائی تھی۔

"مجھے بتائیں گے نہیں کہاں جا رہے ہیں؟"

اس نے پریشانی سے پوچھا تھا۔وہ کچھ کچھ جانتی بھی تھی وہ کیا کرنے جا رہا ہے۔۔

"تم جانتی ہو۔۔"

شازل کے جواب پر وہ حیران رہ گئی تھی۔

"م۔۔میں۔۔"

وہ گڑبڑاتے ہوئے بولنے لگی تھی جب شازل نے اسے ٹوکا تھا۔

"مجھے پسند نہیں تم میری چیزوں کو دیکھو تمھیں اگر کچھ پوچھنا ہو تو مجھ سے پوچھا کرو۔۔"

شازل کی بات پر وہ شرمندہ ہوگئی تھی۔دو دن پہلے ہی اس نے سٹڈی میں پڑی شازل کی چیزیں تجسس کی وجہ سے دیکھی تھیں جنھیں دیکھ کر وہ حیران رہ گئی تھی۔

"میں چلتا ہوں اپنا خیال رکھنا۔۔"

شازل اس کا سر چومتا خالی کپ رکھتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"اپنا خیال رکھیے گا۔۔"

وہ دھیمی آواز میں بولتی تیزی سے دوپٹہ اوڑھتی آیت الکرسی پڑھ کر اس پر تین بار پھونک چکی تھی۔شازل سر ہلاتا خاموشی سے نکل گیا تھا۔

شازل وقت کے مطابق عین سات بجے مطلوبہ جگہ پہنچ چکا تھا۔اس کے ساتھ دو اور لوگ موجود تھی جو پہلے ہی ساری گلی کو دیکھ چکے تھے یہ ایک تنگ سی اور چھوٹی سی گلی تھی جس سے کوئی کم ہی گزرتا تھا۔

دوسری جانب عسکری کوٹھے کے اندر موجود تھا شلوار قمیض پہنے نقلی بکھرے بالوں اور مونچھوں کے ساتھ گلے میں نقلی سونے کی چینز اور ہاتھوں میں انگوٹھیاں پہنے ہوئے تھا۔ وہ شکل سے امیر لگ رہا تھا جس پر فورا ہی گلشن بائی اس کے پاس پہنچ چکی تھی۔

عسکری مسکرا کر بولتا اسے نوٹوں کی ایک گدھی پکڑا چکا تھا جسے وہ ہنستے ہوئے مزید خوش ہوگئی تھی۔ عسکری کے کچھ دیر بعد ہی فیاض آچکا تھا وہ اکیلا تھا اس کا گارڈ دروازے کے پاس کھڑا تھا وہ بھی گلشن بائی کے اعتراض کرنے پر محفل کے ساتھ بیٹھ چکا تھا۔ عسکری کی نظر فیاض پر ہی تھی جو ہنس کر گلشن بائی سے بات کر ریا تھا۔

"آج چاند سی لڑکیاں آئی ہیں فیاض صاحب آپ کو بہت پسند آئیں گی۔۔"

گلشن بائی کی بات پر روحان نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا جبکہ فیاض مکاری سے ہنس پڑا تھا۔

"محفل کا آغاز ہوچکا ہے۔۔ٹارگٹ میرے سامنے ہے۔۔"

وہ میوزک کا فائدہ اٹھاتا دھیمی آواز میں اپنے کان میں لگے چھوٹے سے ائیر پیس میں بڑبڑایا تھا۔

تین لڑکیوں کے آتے ہی محفل کا آغاز ہوچکا تھا۔عسکری شو کے لیے صرف مسکرا رہا تھا ورنہ لڑکیوں کے عریاں لباس اور میک اپ دیکھ کر اسے سخت الجھن ہونے لگی تھی۔

"گلشن بائی اس لڑکی کو میرے کمرے میں بھیج دو۔۔"

فیاض نوٹوں کا ایک پیکٹ گلشن بائی کو پکڑاتا بولا تھا جس پر وہ ہنس کر سر ہلاتی سرخ لباس میں ملبوس لڑکی کو اشارہ کرچکی تھی۔وہ تیزی سے سر ہلاتی فیاض کے ساتھ کمرے میں چلی گئی تھی۔

"ٹارگٹ اپنے کمرے میں چلا گیا ہے۔۔"

عسکری دھیمی آواز میں بڑبڑایا تھا۔جس پر شازل اسے اوکے کا جواب دیتا اپنے ساتھیوں کو خبر دار کر چکا تھا۔

"اس کا ارادہ پانچ منٹ انتظار کرنے کے بعد اوپر کی طرف کمرے کی جانب چڑھنے کا تھا جس کا انتظام وہاں پہلے ہی ہوا تھا وہاں چھوٹے چھوٹے سڑیے لگے ہوئے تھے جب کی مدد سے وہ اوپر چڑھ سکتے تھے۔

دوسری جانب ایک نو سال کا بچہ گجرے ہاتھ میں پکڑے کوٹھے میں داخل ہوا تھا۔

"اوئے چھوٹے تو کہاں جا رہا ہے؟"

ایک طوائف زادی نے اسے روک کر پوچھا تھا۔

"میں نندنی بائی کو گجرے دینے آیا ہوں۔۔"

وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔جس پر اس نے اس بچے کو جانے دیا۔وہ زور و شور سے چلتی محفل کو دیکھتا تیزی سے وہاں سے نکلتا بڑے کمرے کی جانب گیا تھا۔اس نے ادھر ادھر نظر ڈالتے دروازے کی جانب دیکھا تھا۔اور دھیرے سے دروازے پر ناک کیا تھا۔

"کسے تکلیف پڑ گئی ہے؟ کیوں تنگ کر رہے ہو؟"

غصے سے بولتے ہوئے فیاض نے دروازہ کھولا ہی تھا جب اس بچے نے اپنی قمیض کے اندر چھپا چاقو نکالتے تیزی سے اس کے سینے میں دھنسا دیا تھا۔ فیاض ابھی سنبھالا بھی نہ

تھا جب اس نے ایک بار پھر چاقو نکالتے اس کے ایک کے بعد کئی بار چاقو سے حملہ کیا تھا۔ فیاض لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا تھا۔اس کے جسم سے تیزی سے نکلتا خون دیکھ کر وہ بچہ دھیرے سے مسکرایا تھا۔جبکہ کمرے میں موجود لڑکی تیزی سے چیخی تھی وہ بچہ چاقو دوبارہ اپنی قمیض میں چھپاتا فل سپیڈ سے وہاں سے بھاگا تھا۔

"گلشن بائی کسی بچے نے فیاض بابو کا قتل کر دیا ہے۔۔"

اس لڑکی کی آواز پر عسکری کے کان کھڑے ہوگئے تھے جبکہ کوٹھے پر ہڑبڑئی مچل گئی تھی۔

"مشن ابارٹ۔۔مشن ابارٹ فورا یہاں سے نکل جاو۔۔"

عسکری تیزی سے اپنے ائیر پیس میں بولا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو عسکری ؟"

شازل جو فیاض کو ختم کرنے کے لیے بےتاب تھا غصے سے بولا تھا۔

"کوئی بچہ اسے مار چکا ہے جلدی سے وہاں سے نکلو شازل"

وہ اس بار کوٹھے سے نکل کر اپنی گاڑی میں بیٹھتا زور سے بولا تھا جس پر شازل حیران ہوتا فورا اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس گلی سے نکل گیا تھا۔

"Are you kidding me؟"

"اگر یہ جھوٹ ہوا نا عسکری پھر دیکھنا میں تمہارا کیا حشر کرتا۔۔"

وہ غصے سے بولتا اپنی ساتھیوں ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔

"مجھے ابھی خود کچھ کنفرم نہیں ہے شازل مگر کوٹھے ہر ہڑبڑی مچ چکی ہے تم چاہ کر بھی کچھ نہیں کرسکتے۔۔ہمیں اب کچھ دیر انتظار کرنا پڑے گا پھر پتہ چلے گا وہ مر گیا یا زندہ ہے۔۔"

روحان کی بات پر اس نے گہرا سانس بھرا تھا جس پل کا وہ مہینے سے انتظار کر رہا تھا اس پل کے ریت کی طرح ہاتھ سے گزرنے ہر اسے شدید غصہ آرہا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

شازل عسکری کے ساتھ اپنے فلیٹ میں موجود تھا وہ لوگ بے صبری سے کسی نیوز کا انتظار کر رہے تھے۔ عسکری کا ایک جاننے والا پولیس ڈیپارٹمنٹ میں تھا وہ اسے کال کر کے پوچھ چکا تھا مگر ابھی کوئی کنفرم خبر نہیں تھی۔

"بریکنگ نیوز ناظریں ایم این اے شفیق رضوان کے بھتیجے فیاض کو ان کے فارم ہاوس پر قتل کر دیا گیا ہے۔۔"

نیوز سنتے ہی ان لوگوں نے سکون کا سانس بھرا تھا۔اپنی اصلیت چھپانے کے لیے یہ لوگ کیا کیا جھوٹ بولتے ہیں۔وہ انھیں نیوز میں دکھائی دے رہا تھا۔

"تم نے اس بچے کو دیکھا تھا جس نے فیاض کا قتل کیا ہے؟"

شازل نے عسکری کی جانب دیکھ کر کہا تھا۔

"نو آئیڈیا باس میں نے کسی بچے کو وہاں نہیں دیکھا۔وہ جو بھی تھا اسے کوٹھے کے بارے میں معلوم تھا۔۔"

عسکری کی بات سنتے شازل نے سر ہلایا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

سگریٹ سلگا کر لبوں میں دباتے اس کا دھیان ٹی وی پر تھا جہاں ایم این اے شفیق رضوان کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا۔

"اب شفیق رضوان کی باری۔۔اور اس شخص کو میں خود ختم کروں گا۔۔"

"عسکری اس کا شیڈیول پتا کرواو میں مزید صبر نہیں کر سکتا۔۔"

وہ بے صبری سے بولا تھا آج کا موقع ہاتھ سے جانے کے بعد وہ سخت الجھا ہوا تھا۔

"اور اس بچے کا یاد سے پتا کرواو۔۔"

"تمھیں جو میں نے آج دانین کی تصویر اور ان ناوئن نمبر دیا تھا کیا بنا اس کا کچھ خبر ملی ؟"

روحان کا یاد آتے ہی اس نے فورا عسکری سے پوچھا تھا۔

"نو آئیڈیا میں ابھی دیکھتا ہوں ویٹ۔۔"

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنا لیپ ٹاپ اون کر چکا تھا۔

"سم کی آخری لوکیشن تمھارے گھر سے کچھ فاصلے کی ہے۔۔"

عسکری کی بات سنتا وہ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"اپنے گھر کی سکیورٹی سخت کر دو شازل یہ جو بھی ہے کافی شاطر ہے میسج کے ایک منٹ بعد ہی سم بند ہوچکی تھی۔وہ یقینا تمھارے اور روحان کے بارے میں جانتا تھا۔۔"

عسکری کی بات پر اس نے سر ہلایا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ ساری رات شازل کا پریشانی سے انتظار کرتی رہی تھی مگر وہ گھر واپس نہیں آیا تھا۔صبح وہ سب کے ساتھ ناشتے کے ٹیبل پر بیٹھی تھی جب وہ فریش سا گھر میں داخل ہوا تھا۔اس کو نکھرا سا دیکھ کر نورے نے اسے گھور کر نظریں جھکا لی تھی۔وہ ساری رات کالز بھی کرتی رہی تھی مگر شازل کا موبائل آف جاتا رہا تھا۔

"السلام علیکم!"

وہ نورے کے ساتھ بیٹھتا بولا تھا۔سب نے دھیمی آواز میں اس کے سلام کا جواب دیا تھا۔

"مجھے آپ سب سے بات کرنی ہے۔۔"

نورے کے چائے ڈال کر آگے رکھنے پر وہ اسے مشکور نظروں سے دیکھتا بولا تھا۔

سب کا دھیان اس کی جانب گیا تھا۔

"کچھ دنوں پہلے روحان کو ایک میسج ملا جس میں۔۔ دانین کی پرانی تصویر تھی۔اس سم کی آخری لوکیشن ہمارے گھر سے کچھ ہی دور تھی۔میں چاہتا ہوں آپ سب لوگ احتیاط کریں اور گھر کی سکیورٹی زیادہ کردی جائے۔۔"

شازل سنجیدگی سے بولا تھا۔روحان نے اس کی جانب دیکھتے سر ہلایا تھا جبکہ دانین شرمندہ سی سر جھکا گئی تھی۔

"ایک معمولی سے میسج سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے؟"

محب خان نے اسے دیکھتے پوچھا تھا۔

"آپ یہ سمجھ لیں روحان کو کسی نے ڈائریکٹ دانین کو مارنے کی دھمکی دی ہے اور یہ بات معمولی نہیں ہے۔۔میں نے گھر کی سکیورٹی ڈبل کروا دی ہے۔۔ڈیڈ امید ہے اس سے آپ کو کوئی پرابلم نہیں ہوگی۔۔اس کے بعد مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے آفس جانے سے پہلے میری بات سن لیجیے گا۔۔"

شازل چائے پیتا بولا تھا۔آغا خان اس ساری صورتحال کے درمیان خاموش ہی تھے جبکہ ملائکہ اور گل خان کو صورتحال کی سنگینی کا اندازہ تھا۔جبکہ نورے کو زیادہ سمجھ نہیں آئی تھی۔

"دانین تم اب گھر سے باہر ہرگز نہیں نکلو گی۔۔جب تک ہمیں پتا نہیں چل جاتا کون تمھارے پیچھے پڑا ہے تم تب تک گھر میں ہی رہو گی میں نہیں چاہتا تمھیں کچھ ہو۔۔"

آغا خان کی بات پر وہ دھیرے سے سر ہلا گئی تھی۔اس کا آج کل کہیں جانے کو دل بھی نہیں کرتا تھا۔

چائے پینے کے بعد شازل محب خان کے ساتھ ان کے آفس میں گیا تھا۔

"کیا آپ بتا سکتے ہیں آپ کو کس طرح کے تھریٹس ملے تھے جو آپ نے مجھے بھارے گل کے مجرم کو ڈھونڈنے سے روک دیا تھا۔"

وہ ان کے سامنے کرسی پر بیٹھتا سنجیدگی سے بولا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"فون کالز، میسجز، ای میلز اور تمھاری تصویریں ہر جگہ مجھے تمھیں روکنے کا کہا گیا تھا ورنہ وہ جو بھی تھے وہ مجھے تمھیں جان سے مارنے کی دھمکی دے رہے تھے۔میں بہارے گل سے بہت محبت کرتا تھا وہ میری بیٹی تھی شازل میں بھی چاہتا تھا اسے انصاف ملے مگر میں ایک باولاد کے بعد اپنی دوسری اولاد کو کھونے کے لیے تیار نہیں تھا۔اس کے بعد جب تم رک گئے تھے وہ تھریٹس بھی ختم ہوگئے تھے۔۔"

محب خان ٹھہر ٹھہر کر بولے تھے۔

"لیکن وہ تمھیں کبھی روک ہی نہیں پائے شازل۔۔"

شازل خان محب خان کی بات پر مسکرایا تھا۔

"بالکل ان خالی دھمکیوں کی وجہ سے میں اپنی بہن کے مجرموں جو ہر گز معاف نہیں کروں گا۔۔"

وہ سفاکیت سے بولا تھا۔محب خان اس کی بات پر دھیرے سے مسکرائے تھے وہ جانتے تھے ان کا بیٹا بہارے گل کے مجرموں کو ان کی سزا دے کر ہی رہے گا۔۔

"مجھے امید ہے تم مایوس نہیں کرو گے گھر کی سکیورٹی میں دیکھ لوں گا۔۔ تم فکر مت کرو۔۔ اور شازل بھائی صاحب سے بات کرلیا کرو ان کی اولاد کی غلطیوں کی سزا انھیں مت دو۔۔"

وہ ان کی بات پر سر ہلاتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

#\

"مجھ سے ناراض ہو؟"

شازل محب خان سے بات کرکے سیدھا روم میں آیا تھا جہاں منہ پھولا کر بیٹھی اپنے لیپ ٹاپ کھول کر اسائمنٹ بناتی نورے کو دیکھ کر وہ دھیرے سے مسکرایا تھا۔۔

"نہیں۔۔"

یک لفظی جواب دیا گیا۔۔

"میں تھکا ہوا ہوں۔"

دھیمی آواز میں کہا گیا تھا۔۔

https://classicurdumaterial.com/

''سوجائیں--''

سپاٹ انداز میں جواب دیا گیا تھا۔

''اب اپنے شوہر ساتھ ایسا سلوک کرو گی؟''

اس کے قریب جاتے شازل نے اس کی ٹھوڑی تھام کر پوچھا تھا۔

''میں ساری رات آپ کا انتظار کرتی رہی--آپ کو ڈھیروں کالز کی--کم سے کم میری ایک کال کا ہی جواب دے دیتے شازل--''

وہ سرخ آنکھوں سے شازل کو دیکھتی بولی تھی۔اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر شازل بری طرح شرمندہ ہوا تھا۔

''میرا موبائل اوف تھا مجھے اون کرنے کا یاد نہیں رہا تھا--''

وہ نورے کے چہرے پر جھکتا اس کی دونوں آنکھیں چومتا محبت سے بولا تھا۔

''آئیندہ کے بعد کم سے کم مجھے جواب ضرور دے دیا کیجیے گا--اس سے زیادہ میں آپ سے کچھ نہیں پوچھوں گی--''

نورے نرمی سے بولتی دوبارہ اپنی اسائمنٹ پر جھک گئی تھی مطلب صاف تھا وہ اب بھی ناراض تھی۔ شازل نے ماتھا مسلتے اپنا موبائل اون کیا تھا۔ وہ اسے چارج پر لگانے کا سوچ کر نورے کے ساتھ دن گزارنے کا سوچ رہا تھا جب اچانک عسکری کی کال آنے پر وہ رک گیا تھا۔

"نورے میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں اپنا خیال رکھنا اور پریشان مت ہونا۔۔"

وہ تیزی سے واپس آتا نورے کو بتاتا اس کے ماتھے کا بوسہ لیتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

عسکری نے اسے بتایا تھا کہ فیاض کے جنازے کے لیے شفیق رضوان نے اپنے گاوں جانا ہے جہاں کے راستے میں وہ اسے اٹھوا سکتے تھے۔۔ جس کے لیے شازل بھی راضی ہوگیا تھا مگر مصیبت یہ تھی کہ اس کے ارد گرد سکیورٹی کافی زیادہ ہونی تھی۔

"دیکھو شازل مجھے پتا چلا ہے صرف گارڈز کی ایک گاڑی شفیق رضوان کے ساتھ ہوگی اس کا انتظام کرنے کا میں سوچ چکا ہوں۔۔اس میں تمھیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں میری ٹیم سارا کام سنبھال لے گی اور شام تک شفیق رضوان ہمارے پاس ہوگا۔۔"

عسکری کی بات پر وہ تھوڑا مشکوک ہوا تھا۔

"اگر اس پلان میں کچھ گڑبڑ ہوگئی تو؟"

شازل نے اسے گھورتے پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں ہوگا ٹرسٹ می۔۔"

عسکری کی بات پر وہ خاموش پڑ گیا تھا۔

شفیق رضوان اپنے فارڈز کی ایک گاڑی کے ساتھ گاوں کی طرف جا رہا تھا جب راستے میں عسکری کے ساتھیوں کے بچھائے گئے کیلوں کی وجہ سے شفیق رضوان کے گارڈز کی آگے جاتی گاڑی کے ٹائر پنکچر ہوگئے تھے۔فیاض کے جنازے کا وقت ہونے والا تھا۔شفیق رضوان کو گاوں جلد جانے اور آنے کی جلدی تھی چونکہ اس نے اپنے کچھ ساتھیوں سے ملنا تھا مگر گارڈز کی وجہ سے دیری ہورہی تھی۔وہ دو گارڈز اپنے ساتھ گاڑی میں لیتا باآسانی سفر کے لیے دوبارہ روانہ ہوچکے تھے جب اچانک ایک سنسان سڑک پر ان کی گاڑی کے بھی ٹائر پنکچر ہوگئے تھے۔گارڈز باہر نکل کر گاڑی ٹائرز دیکھ رہے تھے شفیق رضوان کو کسی گڑ بڑ جا احساس ہو رہا تھا جب اچانک اس کے ڈرائیور کے سر میں گولی لگی تھی ساتھ ہی اس کی گاڑی پر فائرنگ سٹارٹ ہوئی تھی وہ گاڑی سے نکل کر

بھاگنے کا سوچ رہا تھا جب کسی بھاری چیز کے لگنے پر وہ اپنے ہوش و حواس کھو چکا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

شفیق رضوان جب ہوش میں آیا تو اس نے خود کو ایک سنسان بلڈنگ میں موجود پایا تھا۔وہ خود کو کرسی سے بندھا پاکر گھبرا گیا تھا۔جب اچانک شازل چلتا ہوا اس کے سامنے آیا تھا۔

وہ اسے غور سے دیکھتا پہچان چکا تھا۔وہ آکر مشہور بزنس مین محب خان کا بیٹا تھا اور ساتھ ہی وہ اس کی بہن کے بارے میں بھی جانتا تھا جس کی موت میں ان کا ہاتھ تھا۔شازل کے ہاتھ میں چاقو دیکھ کر وہ گھبرا گیا تھا۔

"م--میں نے کچھ نہیں کیا--"

وہ گھبراتا ہوا بولا تھا۔

"ابھی تو میں نے کچھ بولا ہی نہیں--"

شازل اسے سرد نظروں سے گھورتا ہوا بولا تھا۔

"م۔۔میں نے کچھ نہیں کیا تم مجھے ایسے اٹھا کر نہیں لاسکتے تم جانتے نہیں میں ایم این اے شفیق رضوان ہوں۔۔"

اس کی بکواس سنتے شازل نے چاقو اس کے دائیں کندھے میں گھسا دیا تھا جس پر وہ تکلیف سے تڑپ اٹھا تھا اس کی چیخ کی آواز اس خالی اور سنسان فکٹری میں گونجی تھی۔

"تم سب کتوں کو تڑپا تڑپا کر ماروں گا۔۔"

شازل نے اس کے پیٹ اور منہ پر مکے جڑتے کہا تھا۔جب اچانک شفیق رضوان کی بات نے اسے ساکت کر دیا تھا۔

"اس آخری شخص کا نام نہیں جاننا چاہو گے جس کے لیے تم ترس رہے ہو؟"

شفیق رضوان نے اپنے منہ سے نکلتا خون تھوکتے ہوئے پوچھا تھا۔

شازل خان نے اسے غضب ناک نظروں سے دیکھا تھا۔وہ جاننا چاہتا تھا آخر وہ شخص ہے کون جس کا نام اسے کوئی بھی بتا نہیں رہا تھا۔

"مجھے مار دو گے تو تم کبھی جان نہیں پاو گے۔۔"

شفیق رضوان نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بتایا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"کون ہے وہ شخص؟؟"

اس نے شفیق رضوان کا گریبان پکڑتے ہوئے اس کے منہ پر مزید مکہ جڑتے پوچھا تھا۔

"تم بہت بے وقوف ہو--ہاہاہا-- وہ شخص تمہارا بہت قریبی ساتھی ہے--"

"تمہارا بچپن کا دوست--"

"تمہارا ساتھی--"

"تمہارا دوست--"

"حیدر سلطان--"

شازل اس کے منہ سے نام سنتا ششدر رہ گیا تھا۔

"بکواس کر رہے ہو تم--"

غصے سے شازل کی رگیں پھول پڑی تھیں۔اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا۔کیسے یقین کر لیتا؟ وہ تو اس کا بچپن کا دوست تھا--وہ ایسا کبھی نہیں ایسا کرسکتا تھا۔

"حیدر سلطان کی وہاں موجودگی کے بارے میں صرف مجھے پتا تھا۔وہاں سب لوگوں کے مرنے کے بعد ہم سب کے درمیان ایک کنٹریکٹ ہوا کہ کوئی کسی کا نام نہیں بتائے

گا۔۔حیدر کا کسی کو نہیں پتا تھا کیونکہ اسے میں نے بلایا تھا۔اگر یقین نہیں تو اس سے جاکر پوچھ لو۔۔"

شفیق رضوان کی باتیں اسے اپنے دماغ میں ہتھوڑے کی مانند لگتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

"دیکھو اب میں نے تمھیں سچائی بتا دی ہے مجھے جانے دو۔۔"

شفیق رضوان اس کے تاثرات دیکھ کر تیزی سے بولا تھا جب اس کی بات سن کر شازل نے اسے سپاٹ انداز میں دیکھتے اپنی گن نکالتے سیدھی اس کی آنکھوں کے درمیان کا نشان لیتے اس کا قصہ ختم کیا تھا۔

چاقو اس کے کندھے سے نکالتا وہ اس کی شرٹ سے صاف کرتا الٹے قدموں سے وہاں سے نکل گیا تھا۔

گاڑی میں بیٹھتے اس نے عسکری کو کال ملا کر باڈی کو ٹھکانے لگوانے کا کہا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ وہاں سے سیدھا حیدر کے گھر گیا تھا۔ شفیق رضوان کی باتوں پر اسے یقین نہیں آرہا تھا مگر شفیق رضوان کو حیدر کا پتا کیسے ہوسکتا تھا؟ اس کے علاوہ کے خود حیدر نے اس سے ذکر کیا ہو۔۔۔

"سر حیدر سر گھر نہیں ہیں۔۔"

گارڈ نے اسے گھر کے باہر روکتے ہوئے کہا تھا۔

"پھر کہاں ہے حیدر؟"

"مجھے اس سے ایک ضروری کام ہے جلدی بتاو وہ کہاں ہے؟"

شازل کے روعب دار لہجے میں بولنے پر وہ اسے حیدر کے فلیٹ کا ایڈریس بتا چکا تھا جو شہر کی مہنگی ترین جگہ پر موجود تھا۔ گارڈ شازل کو جانتا تھا تبھی وہ آسانی سے اسے حیدر کا پتا بتا گیا تھا۔ ورنہ حیدر نے اسے کسی کو بھی اس جگہ کا بتانے سے سختی سے منع کیا تھا۔

وہ ایک گھنٹے کا سفر چالیس منٹ میں طے کرتا مطلوبہ ایڈریس پر پہنچ چکا تھا۔

گارڈ کے بتائے گئے اپارٹمنٹ کے باہر کھڑے ہوتے اس نے ایک گہرا سانس بھرا تھا۔بیل پر ہاتھ رکھتے وہ مٹھیاں بھینچے کھڑا تھا۔جب کچھ ہی دیر بعد ہنستے ہوئے حیدر نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے دروازہ کھولا تھا۔اپنے سامنے شازل کو دیکھتے اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں جبکہ اس کے چہرے کی مسکراہٹ بالکل سمٹ گئی تھی۔

اس کی شکل دیکھتے ہی شازل نے ایک زور دار مکہ اس کے چہرے پر جڑا تھا۔حیدر لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہوتا بری طرح زمین بوس ہوا تھا۔اس کے منہ سے خون نکلنے لگا تھا۔

"شازل یہ کیا پاگل پن ہے؟"

حیدر نے اپنے منہ سے خون صاف کرتے پوچھا تھا۔

"تم دوست نہیں آستین کا سانپ ہو۔۔تم ایسا کیسے کرسکتے ہو حیدر؟؟۔۔۔میری بہن تھی ہمارے گل۔۔"

وہ چیختا ہوا حیدر کو مارنے لگا تھا حیدر اسے روکنے کی کوشش کر رہا تھا جب اسے کسی چیز نے پتھر کا کر دیا تھا۔

"حیدر۔۔"

نسوانی آواز سن کر شازل نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تھا۔۔جہاں کھڑی بہارے گل کو دیکھتا وہ لڑکھڑاتا ہوا حیدر سے پیچھے ہٹا تھا۔

"لالا۔۔"

بہارے گل نے پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔

شازل بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔اس کی نظریں بہارے گل کے چہرے پر ہی ٹکی ہوئی تھیں جو بری طرح پزل ہونے لگی تھی۔حیدر نے کھڑے ہوتے اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلاتے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

شازل نے آنکھیں چھوٹی کرکے اس کی حرکت کو بغور دیکھا تھا۔

"لٹ می ایکسپلین شازل۔۔"

حیدر اپنے بائیں ہاتھ سے خون صاف کرتا بھاری آواز میں بولا تھا۔

شازل کی خاموشی سے ان دونوں کو وحشت سی محسوس ہورہی تھی۔

"لالا۔۔"

بہارے گل کی نرم آواز سن کر وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹتا تیزی سے وہاں سے نکل گیا تھا۔

"شازل۔۔شازل۔۔"

اپنے پیچھے سے حیدر کی آواز کو اگنور کیے وہ لفٹ میں داخل ہوچکا تھا۔اپنی گاڑی میں بیٹھتے اس نے اپنے بال مٹھیوں میں بھینچ لیے تھے۔

اسے اب سب کچھ دھندھلا نظر آنے لگا تھا۔کیا حقیقت تھی ؟ اور کیا جھوٹ تھا؟ وہ نہیں جانتا تھا۔بہارے گل کو تین سال بعد زندہ اور صحیح سلامت دیکھ کر وہ شاک میں آگیا تھا۔

وہ بہن جس کے مرنے کے بعد وہ پل پل گلٹ اور بدلے کی آگ میں بھڑک رہا تھا۔وہ مزے سے ایک نئی زندگی شروع کرچکی تھی۔

وہ فل سپیڈ گاڑی چلاتا کافی دیر سڑکوں کی خاک چھانتا رہا تھا۔پھر رات کو جاکر واپس گھر کو لوٹا تھا۔اسے مسلسل عسکری اور نورے کی کالز آرہی تھیں مگر وہ اگنور کرتا اپنا موبائل ہی بند کرچکا تھا۔

اسے کچھ وقت چاہیے تھے ساری چیزیں سوچنے کے لیے اور اب سوچ سوچ کی اس کی دماغ کی رگیں پھٹنے والی ہوگئی تھیں۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ گھر میں داخل ہوتا سیدھا ڈائیننگ روم کی طرف گیا تھا جہاں سب بیٹھے ڈنر کر رہے تھے۔اسے دیکھتے ہی نورے نے سکون کا سانس خارج کیا تھا۔

وہ خاموشی سے آتا اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تھا۔اس کی خاموشی محسوس کرتے اور اس کا بکھرا حلیہ دیکھ کر سب کی نظریں اس کی جانب متوجہ ہوگئی تھیں۔

"شازل۔۔۔"

محب خان کی آواز سنتے اس نے سرخ آنکھوں سے ان کی طرف دیکھا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟"

محب خان کے پوچھنے پر وہ عجیب انداز میں مسکرایا تھا۔

"کیا آپ جانتے تھے حیدر اور بہارے گل کے بارے میں؟"

اس نے محب خان کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا تھا۔ محب خان کے چہرے کا اڑا رنگ دیکھ کر اسے اپنا جواب مل گیا تھا۔ اس نے غصے میں اٹھتے ڈائیننگ ٹیبل پر پڑی چیزیں ہاتھوں سے زمین پر گرائی تھیں۔اس کے غصے کو دیکھتے سب تیزی سے اپنی نشستوں سے اٹھ گئے تھے۔سب کی سوالیہ نظریں محب خان اور شازل پر مرکوز تھیں۔ محب خان

ابھی بھی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔جب کہ ان کے منہ سے ایک بھی لفظ نہیں نکلا تھا۔

"شازل۔۔کالم ڈاون۔۔"

نورے نے اس کا سرخ چہرہ دیکھ کر نرمی سے کہا تھا۔

"جسٹ سٹے آوے فرام می نورے۔۔"

وہ بنا نورے کی جانب دیکھے بولا تھا۔نورے اس کی آواز میں سرد پن محسوس کرتی لب بھینچ کر بے ساختہ پیچھے ہٹی تھی۔

"شازل بیٹا کیا بات کر رہے ہو تم؟"

گل خان نے پریشانی سے پوچھا تھا

"آپ جانتے تھے نہ؟"

"آپ سب جانتے تھے۔۔پھر کیوں مجھ سے چھپایا۔۔؟"

وہ اونچی آواز میں چلایا تھا۔۔اتنا بڑا جھوٹ؟ وہ کیسے برداشت کر لیتا؟ محب خان بری طرح شرمندہ ہوئے تھے۔مگر کچھ بولے نہیں تھے۔

"آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا ڈیڈ۔۔مجھے اتنے سال بے وقوف بنائے رکھا۔۔"

وہ جبڑے بھینچ کر سپاٹ نظروں سے انھیں دیکھتا بولا تھا۔

"کوئی مجھے بتائے گا بھی آپ دونوں کس بات پر لڑ رہے ہیں؟"

گل خان نے دونوں کی طرف دیکھ کر جھنجھلا کر پوچھا تھا۔

"اپنے شوہر سے پوچھیں آپ کو سارے جواب مل جائیں گے۔۔"

وہ لب بھینچ کر بولا تھا۔

"میں فلحال اس گھر میں ایک پل بھی مزید نہیں رہ سکتا۔۔میں کچھ دنوں کے لیے اپنے اپارٹمنٹ میں شفٹ ہو رہا ہوں۔۔"

وہ گل خان سے بولتا نورے کا ہاتھ پکڑتا اسے وہاں سے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

سب کی نظریں خود پر محسوس کرتے محب خان بھی وہاں سے اٹھتے اپنے کمرے میں بند ہوگئے تھے۔

"میں پوچھتا ہو کیا بات ہے آپ فکر مت کریں۔۔"

آغا خان کی بات پر گل خان نے ایک گہرا سانس بھرا تھا۔شازل غصے میں تھا اور وہ جانتی تھی وہ غصے میں کسی کی نہیں سنتا تبھی انھوں نے اسے روکا نہیں تھا۔

"سب ٹھیک ہوجائے گا گل۔۔"

ملائکہ نے گل خان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انھیں تسلی دی تھی۔جس پر وہ صرف سر ہلا کر رہ گئی تھیں۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"شازل مجھے ڈر لگ رہا ہے پلیز گاڑی کی سپیڈ کم کریں۔۔"

اسے اندھا دھند ڈرائیونگ کرتے نورے بوکھلاتی ہوئی بولی تھی۔

اس کے غصے کی وجہ سے اسے ویسے ہی شازل سے بہت ڈر لگ رہا تھا۔

شازل نے نورے کی خوف زدہ آواز سن کر بے ساختہ گاڑی کی سپیڈ لو کر دی تھی۔اسے اپنے گھر والوں پر جتنا بھی غصہ ہو وہ اسے نورے پر نہیں اتارنا چاہتا تھا۔

پارکنگ لاٹ میں گاڑی روکتے شازل نورے کو لیے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تھا۔اسے لاونچ میں چھوڑتا وہ اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے شاور لینے چلا گیا تھا۔

نورے اس کو جاتے دیکھ کر اس کے لیے کچھ بنانے کا سوچتی کیچن میں آئی تھی۔فریج کھول کر دیکھا تو وہ خالی پڑی تھی۔ اسے خود بھی بھوک لگی تھی مگر خود پر ضبط کرتی وہ کاونٹر کے پاس پڑا سٹال کھینچ کر اس پر بیٹھ چکی تھی۔

ناجانے کب کاونٹر پر سر رکھے وہ سو گئی تھی۔شازل کی انگلیوں کا لمس اپنے بالوں میں محسوس کر اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔

"نورے اٹھ جر فریش ہوجاو میں نے کھانا آرڈر کیا ہے بس پہنچنے والا ہے۔۔"

اس کی بات سنتی وہ اٹھ بیٹھی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"

اس نے شازل کا بازو پکڑتے نرمی سے پوچھا تھا۔

"ہاں۔۔ تم جاو جلدی سے فریش ہوجاو پھر ڈنر کرتے ہیں۔۔"

شازل اس کی ٹھوڑی چومتا نرم لہجے میں بولا تھا وہ جانتا تھا اس کی وجہ سے نورے دو دن سے بے چین اسر پریشان تھی۔

"شازل آپ اگر چاہیں تو مجھ سے شئیر کرسکتے ہیں۔۔"

نورے نے لب کاٹتے کہا تھا۔

"ڈنر کے بعد میں تمھیں سب کچھ بتا دوں گا۔۔"

شازل کی بات پر اس نے سر ہلایا تھا۔

ڈنر کے بعد وہ دونوں صوفے پر بیٹھے تھے جب شازل نے اسے ماضی کے بارے میں اور جو آج ہوا اس کے بارے میں بتایا تھا۔

"مجھے ابھی تک یقین نہیں آرہا ہے میری وہ بہن جس کے لیے میں پچھلے تین سالوں سے گلٹ اور پچھتاوا کے ساتھ بدلے کی آگ میں جھلس رہا تھا وہ باخوشی اپنی زندگی گزار رہی تھی۔وہ بھی میرے بچپن کے دوست کے ساتھ۔۔۔"

وہ طنزیہ ہنستا ہوا بولا تھا۔

"اس کی کوئی وجہ ہوگی شازل۔۔آپ کو اس کی بات ایک بار ضرور سننی چاہیے۔۔"

نورے جو اس کے سینے پر سر ٹکائے بیٹھی تھی وہ نرمی سے بولی تھی۔شازل نے ہنکار بھرتے اس کے گرد اپنا حصار تنگ کر دیا تھا۔

"میں سوچ رہا ہوں کچھ دنوں کے لیے ہم کہیں گھومنے چلیں میں ابھی یہاں سے کہیں دور جانا چاہتا ہوں--"

وہ نورے کے بالوں سے کھیلتا ہوا بولا تھا۔

"میرا بھی دل ہے کہیں گھومنے چلتے ہیں--"

نورے کے مسکرا کر کہنے پر اس کا موڈ بھی فریش ہو گیا تھا۔اسے باہوں میں بھرتے اس نے اپنی آنکھیں موند لی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

#\

شازل اپنا مائینڈ فریش کرنے کے لیے کچھ دنوں کے لیے نورے کو لے کر سوات چلا گیا تھا۔اس نے گھر میں کسی کو بتانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔اسے محب خان سمیت بہارے گل اور حیدر سلطان تینوں پر شدید غصہ تھا۔

"شازل---"

https://classicurdumaterial.com

نورے نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اس کا دھیان اپنی طرف کیا تھا۔شازل نے گہرا سانس بھرتے مسکرا کر اس کی کمر کے گرد حصار باندھتے اسے اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔

"بہارے گل کے بارے میں سوچ رہے ہیں؟"

اس نے شازل کی جیکٹ پر اپنا ہاتھ پھیرتے پوچھا تھا۔

"ہاں۔۔"

وہ اس کے بالوں پر ٹھوڑی رکھتا بولا تھا۔

"آپ واپس جاکر اس سے بات کر لیجیے گا۔۔"

ٹھنڈی ہوا اپنے چہرے پر ٹکراتی محسوس کرکے وہ اپنا چہرہ شازل کے سینے میں چھپاتے ہوئے بولی تھی۔

"ہمم۔۔تم تیار ہو تو باہر چلیں؟"

ہوٹل سے باہر خوبصورت نظارے دیکھتے شازل نے اس سے پوچھا تھا۔

"یس۔۔ میں کیسی لگ رہی ہوں؟"

https://classicurdumaterial.com/

وہ مسکرا کر اسے دیکھتی ریڈ جیکٹ اور بلیک سویٹ شرٹ اور جینز میں بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ٹھنڈ کی وجہ سے اس کے گال سرخ ہوچکے تھے۔

"امم۔۔ تم تو میری بیوی جیسی لگ رہی ہو۔۔"

وہ چہرے پر ہاتھ رکھتا سوچنے والے انداز میں دیکھتا ہنس کر بولتا اس کا پھولا ہوا چہرہ تھام کر اس کے ہونٹوں کو شدت سے چھو گیا تھا۔

اس کے لمس پر سرخ پڑتے نورے نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔وہ مسکراتا ہوا اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلاتا ہوا بولا تھا۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

نورے نے اس کا ہاتھ تھامتے پوچھا تھا۔بلیک جیکٹ اور گرے سویٹ شرٹ میں وہ کافی ہینڈسم لگ رہا تھا۔

"مالم جبہ۔۔"

اس کی سرخ ناک دباتے شازل نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"مجھے زیپ لائن انجوائے کرنی ہے "

وہ چمکتی آنکھوں سے بولی تھی۔

"بالکل نہیں۔۔"

شازل نے فوراً اس کی بات پر انکار کیا تھا۔جس پر وہ آنکھیں چھوٹی کر کے گھورنے لگی تھی۔شازل نے مسکراہٹ دباتے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔جس پر وہ تپی ہوئی شازل کے ہاتھ پر اپنے دانت گاڑھ گئی تھی۔

"جنگلی بلی۔۔"

اپنا ہاتھ اس کے سرخ پڑتے چہرے سے ہٹاتے شازل ہنس کر بولا تھا۔جس پر وہ آنکھیں گھوماتی مسکرا اٹھی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"بابا۔۔"

محب خان کو دیکھتے ہی پریشان سی بہارے گل ان کے سینے سے جا لگی تھی۔

"لالا کیسے ہیں؟"

اس نے دور ہٹتے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"وہ ابھی کسی سے بات نہیں کرنا چاہتا۔۔"

محب خان نے لب بھیچ کر جواب دیا تھا۔سب گھر والے اس سے پوچھ رہے تھے مگر انھوں نے ابھی تک کسی کو حقیقت نہیں بتائی تھی۔

"السلام علیکم انکل۔۔!!"

محب خان کو دیکھتے حیدر نے سلام کیا تھا۔محب خان جواب دیتے بیٹھ گئے تھے۔

"آپ بیٹھیں میں آپ کے لیے جوس لے کر آتی ہوں۔۔"

بہارے گل نے دھیمی آواز میں کہا تھا۔

"نہیں تم بیٹھ جاو۔۔اس حالت میں تمھارے لیے اٹھنا بہتر نہیں ہے۔۔"

اسے واپس بیٹھنے کا بولتے حیدر خود اوپن کیچن میں جوس لینے چلا گیا تھا۔

"دیکھ لیں بابا ان کے خیال میں اب میں کسی کام کی نہیں رہی۔۔"

وہ برہمی سے بولی تھی۔جس پر محب خان دھیرے سے مسکرا اٹھے تھے۔

"تمھارا خیال کرتا ہے اور اس حالت میں تمھارے لیے بہتر ہے زیادہ سے زیادہ آرام کرو اور اپنے شوہر سے خدمتیں کرواو۔"

محب خان اس کے سر پر بوسہ دیتے بولے تھے۔وہ پریگننٹ تھی۔اس کی پریگنسی کو پانچ مہینے ہوچکے تھے۔

"انکل اس کے ذہن میں کوئی بات نہیں بیٹھنے والی۔۔"

وہ اس کے بال بکھیرتا ہنستا ہوا ان کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔

"بابا اٹس ناٹ فئیر آپ کیوں ہنس رہے ہیں۔۔"

وہ حیدر کی بات پر محب خان کو مسکراتے دیکھ کر منہ پھولاتی بولی تھی۔

"مزاق کر رہا ہے وہ میری جان۔۔"

محب خان نے اپنی بیٹی کو سینے سے لگاتے کہا تھا۔جس پر وہ دھیرے سے مسکرائی تھی۔

"عسکری نے مجھے بتایا ہے شازل کچھ دنوں کے لیے نورے کے ساتھ سوات گیا ہوا ہے۔۔وہ واپس آئے گا تو میں اسے خود بات کرلوں گا آپ فکر مت کریں انکل۔۔"

حیدر سلطان نے ایک دم سنجیدہ ہوتے کہا تھا۔

"وہ بہت غصے میں ہے۔۔"

محب خان نے پریشانی سے کہا تھا۔

وہ جانتے تھے ان لوگوں نے شازل سے چھپا کر بہت بڑی غلطی کی تھی۔اور ابھی تو گل خان کو بھی کوئی علم نہیں تھا اگر انھیں ہتا چلا تو وہ پھر جو طوفان اٹھنا تھا وہ اس بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتے تھے۔

"انکل مجھے یہ ہی ٹینشن ہے وہ یہ بات سب کو نہ بتا دے۔۔ورنہ آپ جانتے ہیں نہ یہ ہمارے لیے اچھا نہیں ہوگا۔۔"

حیدر نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا تھا۔

"نہیں وہ ایسا کچھ نہیں کرے گا۔۔ تم ٹینشن مت لو بس اپنا اور بہارے گل کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھو۔۔"

محب خان نے لب بھینچ کر کہا تھا۔

"وہ مجھ سے اب کبھی بات نہیں کریں گے۔۔"

بہارے گل نے آنکھوں میں آنسو لیے کہا تھا۔

"شش۔۔ وہ تم سے نہیں ہم سے ناراض ہے میری جان۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر حیدر تڑپ ہی اٹھا تھا تبھی اس کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھتا وہ نرمی سے اس کے ہاتھ تھام گیا تھا۔

محب خان نے بغور سے حیدر سلطان کو دیکھا تھا وہ جانتے تھے انھوں نے اپنی بیٹی کے لیے صحیح فیصلہ کیا تھا۔

"مجھے ڈر ہے کہیں وہ مجھ سے نفرت نہ کرنے لگیں۔۔"

وہ کانپتے ہونٹوں سے بولی تھی۔حیدر نے فوری اس کی آنکھ سے نکلتا آنسو صاف کیا تھا۔

"کوئی پاگل ہی ہوگا جو بہارے گل سے نفرت کرے گا۔۔"

وہ نرمی سے اس کے ہاتھوں کو دباتا بولا تھا۔

"ہاں بہارے گل حیدر صحیح کہہ رہا ہے۔۔ تم فکر مت کرو۔۔سب ٹھیک ہوجائے گا اب میں چلتا ہوں میری ایک ضروری میٹنگ ہے۔۔"

حیدر کی طرف اشارہ کرتے وہ بہارے گل کے سر پر ہاتھ رکھتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔

محب خان کے جاتے ہی حیدر نے اس کا چہرہ تھام کر اس کی نم آنکھوں کو شدت سے چوم لیا تھا۔

"میری جان۔۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں شازل تم سے کبھی نفرت نہیں کرے گا۔۔"

وہ اس کے پھولے ہوئے گالوں کو نرمی سے اپنے لبوں سے چھوتا بولا تھا۔جس پر وہ دھیرے سے مسکراتی سرخ پڑ گئی تھی۔حیدر اس کے شرم و حیا سے سرخ پڑتے گال دیکھ کر مسکرا اٹھا تھا۔

"تھینک یو حیدر۔۔آپ میری زندگی میں اللہ پاک کی طرف سے دیا گیا ایک حسین تحفہ ہیں۔۔"

وہ حیدر کے کندھے پر سر ٹکاتی نم آواز میں بولی تھی۔حیدر نے اس کی بات سنتے گہرا سانس بھرتے اس کے گرد مضبوط حصار باندھ لیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"شازل۔۔۔!!!!!!"

وہ زیپ لائن سے بندھی ہوا کو چیرتی ہوئی جاتی خوف سے چیخی تھی۔

آنکھیں بند کیے خوف سے اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا۔اس نے ایک آنکھ کھول کر نیچے دیکھا تھا۔جہاں درخت ہی درخت تھے۔اونچائی دیکھتے اس کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا۔اس کی سیفٹی کے لیے شازل نے پہلے زیپ لائن استعمال کی تھی وہ دوسری جانب اسی کا انتظار کر رہا تھا۔اس کی چیخیں سن کر وہ بمشکل اپنی ہنسی روک رہا تھا۔

اس نے اسے کئی مرتبہ منع کیا تھا مگر وہ تھی کہ اپنی ضد پر ہی اڑ گئی تھی۔اب اس کی حالت دیکھ کر اسے شدید ہنسی آ رہی تھی۔

"شازل۔۔۔مجھے بچا لیں۔۔"

"ہائے اللہ۔۔"

"اللہ جی مجھے معاف کردیں۔۔"

وہ آنکھیں بند کرتی چیخ رہی تھی۔زیپ لائن دوسری جانب جاکر رکتے ہی وہ تیزی سے سب کچھ ہٹاتی شازل کی جانب بھاگی تھی۔شازل کو ہنستے دیکھ کر اس نے غصے سے اس کے بازو پر مکہ مارا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"آپ بہت برے ہیں۔۔اگر مجھے کچھ ہوجاتا پھر بھی آپ یوں ہی ہنستے۔۔؟؟"

وہ منہ پھولاتی ناراض سی بولی تھی۔

"تم ہی بول رہی تھی کہ میں نے یہ رائڈ ضرور لینی ہے۔۔اب آگیا مزا؟؟"

شازل تپا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔

"آپ۔۔۔آپ۔۔ مجھ سے بات کریں۔۔"

وہ اسے گھور کر آگے آگے چلنے لگی تھی۔شازل اپنی ہنسی دباتا تیزی سے اس کے قریب جاتا اس کی گردن میں بازو ڈال کر اسے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔

"اتنی سی بات پر بھی کوئی اپنے شوہر سے ناراض ہوتا ہے؟"

وہ نورے کے گال کو کھینچتا بولا تھا۔سردی سے اس کے گال سرخ پڑ گئے تھے۔

اس کے خاموش رہنے پر شازل نے اپنے لب دبا لیے تھے۔وہ دھیرے سے نورے کے کان کے قریب جھکا تھا۔

"ایک منٹ سے پہلے اپنا موڈ ٹھیک کرو ورنہ یہاں سب کے سامنے تمھیں کس کروں گا۔۔پھر مجھے مت کہنا۔۔"

اس کی بات سن کر نورے کی آنکھیں پھیل گئی تھی۔

"شازل۔۔!!"

وہ دبا دبا سی چیخی تھی۔جس پر وہ ہنس اٹھا تھا۔

"شرم کر لیں کچھ۔۔ہم پبلک میں ہیں۔۔"

وہ منہ بنا کر بولی تھی۔

"اب مجھے تم پر پیار آرہا ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں؟"

وہ اس کی ناک کو کھینچتا بولا تھا۔جس پر اس کے گال کچھ مزید لال ہوگئے تھے۔

"شازل۔۔۔چپ کرجائیں۔۔"

وہ ادھر ادھر دیکھتی دھیمی آواز میں سرگوشی میں بولی تھی۔

"چلو واپس چلتے ہیں اب میرا ارادہ بدل گیا ہے۔۔"

وہ آنکھوں میں تپش لیے محبت سے نورے کو دیکھتا بولا تھا۔اس کے ارادے سمجھتے ٹھنڈ میں بھی اس کے ہاتھوں میں پسینہ آنے لگا تھا۔شازل اس کے گرد اپنا حصار باندھتا

اسے وہاں سے اپنی جیپ کی طرف لے گیا تھا تاکہ اندھیرا ہونے سے پہلے وہ اپنے ہوٹل پہنچ جائیں--

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"دانین--"

"دانین--"

وہ کرسی سے بندھی دھیرے دھیرے کانپ رہی تھی۔جب اپنے پیچھے سے آتی آواز سن کر اس کے رونگٹھے کھڑے ہوگئے تھے۔

وہ اس آواز کو بھلا کیسے بھول سکتی تھی وہ آواز تو اس کے لیے ایک سزا تھی جو اسے ہر روز خواب میں سنائی دیتی تھی۔

"دانین-- میری جان--"

"مجھے مس کیا؟"

اس کے سامنے آتے وہ مسکراتا ہوا بولا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

دانین نے آہستہ سے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا اس کے چہرے کو دیکھتے ہی اس کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی تھی۔

"س--سفیان--؟؟"

اس کا ادھ جلا چہرہ دیکھ کر اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔خوف سے آنکھیں پھیل گئی تھیں جبکہ ڈر سے پسینے چھوٹ پڑے تھے۔اس کی حالت ابتر ہوگئی تھی۔

"سرپرائز---میری جان--"

وہ مکروہ ہنسی ہنستا دانین کو شیطان لگا تھا۔خوف سے اس کی سانسیں تیز ہوگئی تھیں اسے سانس نہیں آرہا تھا۔اسے پینک اٹیک آتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"ہاہاہا میری جان ڈر گئی--؟"

وہ اس کا زرد چہرہ دیکھتا اپنی جینز سے چاقو نکالتا اس کے چہرے پر پھیرتا ہوا بولا تھا۔

"جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے وہ ہی میں تمہارے ساتھ کروں گا--تمہارے اس حسین چہرے کو تباہ و برباد کردوں گا-- کوئی بھی پھر تمہاری طرف دیکھنا پسند نہیں کرے گا--"

سفیان کی باتیں سن کر وہ کانپنے لگی تھی۔

"ن--ہیں۔نہیں--"

سفیان ہنستا ہوا اٹھا تھا۔اور اس چاقو کو گرم کرنے لگا تھا۔دانین کرسی پر بندھی چینے لگی تھی۔

"آہہہہ---"

سفیان کو گرم چاقو اپنے چہرے کی طرف لاتے دیکھ کر وہ چیخنے لگی تھی اس کی منتیں کرنے لگی تھی جب سفیان نے بے رحمی سے ہنستے وہ چاقو اس کے چہرے پر لگا دیا تھا۔جس پر وہ تڑپ ہی اٹھی تھی۔

"دانین-- دانین-- تم برا خواب دیکھ رہی ہو اٹھ جاو--"

روحان نے اسے کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا تھا۔دانین نے پٹ سے آنکھیں کھولتے گہرا سانس بھرتے روحان کو دیکھا تھا۔

"روحان--وہ--وہ زندہ ہے روحان-- وہ زندہ ہے--"

وہ اپنے چہرے کو ہاتھوں سے چھوتی روتے ہوئے بولی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

"کون زندہ ہے؟"

روحان نے اس کا چہرہ تھامتے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"س۔۔سفیان۔۔وہ میرا چہرہ جلانا چاہتا ہے روحان۔۔ وہ میری جان لے لے گا روحان۔۔ کچھ کریں پلیز۔۔ میں۔۔ میں۔۔ برداشت نہیں کر پاوں گی۔۔"

وہ روتی ہوئی شدت سے بولی تھی۔ خوف سے اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

"میرے ہوتے ہوئے تمھیں کچھ نہیں ہوگا۔۔دانین۔۔"

"وہ صرف ایک برا خواب تھا۔۔اس کے بارے میں مت سوچو۔۔"

روحان نے اسے مضبوطی سے اپنے سینے سے لگاتے کہا تھا۔جس پر وہ دھیرے سے سر ہلا گئی تھی خوف سے اس کا جسم سرد پڑ گیا تھا۔لیکن وہ ایک چیز جانتی تھی سفیان زندہ ہے۔۔اسے یقین تھا وہ زندہ ہے۔۔اور وہ یقینا اسے مارنا چاہتا تھا۔۔۔مگر روحان کے سامنے وہ خاموش ہوگئی تھی۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"کہاں جا رہی ہو زوجہ محترمہ؟"

اسے خود سے دور جاتے دیکھ کر شازل نے اسے اپنی جانب کھینچا تھا جس پر وہ اس کی گود میں آکر سیدھا گری تھی۔

"میں کپڑے چینج کرنے جا رہی تھی۔۔"

وہ شازل کی گرم سانسیں اپنی گردن پر محسوس کرتی دھیمی آواز میں بولی تھی۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

وہ ذومعنی لہجے میں بولتا اس کی گردن پر نرمی سے اپنے لب رکھ گیا تھا۔نورے اس کے جان لیوا لمس پر اپنا سانس روک گئی تھی۔وہ شخص اس کی نس نس میں سما چکا تھا۔

شازل نے اس کی کمر کے گرد گرفت مضبوط کرتے آہستہ آہستہ اپنے ہونٹوں سے اس کی گردن سے چہرے تک کا سفر کیا تھا۔شازل کے نرم ہونٹوں اور بئیرڈ محسوس کرتی اس کی دھڑکنیں بڑھ گئی تھیں۔

"تم میری روح میں سما چکی ہو نورے شازل خان۔۔"

وہ محبت سے نورے کے گال چومتا بولا تھا۔نورے بے ساختہ اس کے کندھے کو مضبوطی سے تھام گئی تھی۔

"میں نے اس لمحے کا ہر پل انتظار کیا ہے۔۔"

وہ شازل کے کان کے قریب جھکتی گہرے سانس بھرتی نرم لہجے میں بولی تھی شازل کی گرفت بے ساختہ اس کی کمر پر مضبوط ہوچکی تھی۔

اس کے گلابی پنکھڑی جیسے ہونٹوں کو محبت سے چھوتے شازل نے بیڈ پر پڑی اپنی جیکٹ سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا تھا۔نورے نے متجسس نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"یہ تمھارے لیے۔۔"

شازل نے محبت سے اس کا سر چومتے اسے وہ باکس پکڑایا تھا۔

نورے نے مسکرا کر پکڑتے اسے دھیرے سے کھولا تھا۔

اس باکس میں کپل رینگز تھی جو وائٹ گولڈ کی بنی ہوئی تھیں۔اس کی رنگ پر ڈائمنڈ موجود تھا جبکہ شازل کی رنگ سمپل ہی تھی ان رنگز کے اندر دونوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔

"اوہ مائی گاڈ شازل۔۔ یہ بہت خوبصورت ہیں۔۔"

نورے نے رنگز اٹھا کر دیکھتے کہا تھا۔

شازل نے مسکرا کر اس کے ہاتھ سے رنگ پکڑتے اس کے ہاتھ کو تھامتے اس کی انگلی میں پہنائی تھی۔اس کے ہاتھ کو نرمی سے سہلاتے شازل نے اسے اپنے ہونٹوں سے لگایا تھا۔

"اب اپنا ہاتھ دکھائیں۔۔"

وہ مسکرا کر شازل کا ہاتھ پکڑتی اس کو دوسری رنگ پہنا چکی تھی۔

شازل نے اس کی مسکراہٹ دیکھتے اس کے بالوں میں ہاتھ ڈالتے اسکا چہرہ اپنی جانب جھکاتے اس کے ہونٹوں کو نرمی سے چوم لیا تھا۔

اس کا لمس محسوس کرتے نورے نے چمکتی آنکھوں سے اس کی گردن کے گرد اپنے بازو کو ڈالتے اسے اپنے مزید قریب کیا تھا۔اس کی سانسوں کو آزادی بخشتے شازل نے اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو چوم لیا تھا۔اس کے لمس پر وہ گردن تک سرخ پڑ چکی تھی۔اس کا شدت اور پیار بھرا انداز اسے پاگل کر دینے والا تھا۔

شازل نے اس کی گردن میں منہ چھپاتے اسے جھٹکے سے بیڈ پر لٹا دیا تھا۔اس کے چہرے پر جھکتے اس نے محبت و شدت سے اس کی ٹھوڑی پر بنے نشان پر اپنے لب رکھے تھے۔

"کیا مجھے اجازت ہے میں اپنی محبت کو مکمل اپنی روح کا حصہ بنا کر اسے خود میں سما لوں۔۔اس پر اپنی محبتیں لٹا سکوں۔۔"

وہ بھاری لہجہ میں نورے کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تھا۔وہ دھیرے سے سر ہلاتی اپنی کانپتی پلکوں کو شرم و حیا سے جھکا گئی تھی۔شازل نے اس کی گردن پر جھجھتے جا بجا اپنی محبت لٹانا شروع کردی تھی۔

شازل نے ہاتھ مار کر کمرے میں جلتی ہلکی سی روشنی بھی بجھا دی تھی۔کمرے میں بس اب ان کی تیز سانسیں اور محبت کی دھنیں گونج رہی تھی۔ان دونوں کے ایک ہونے پر آسمان پر چاند اور تارے بھی مسکرا اٹھے تھے۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"نورے۔۔"

شازل کے پکارنے پر اس نے نیند سے بھری آنکھیں دھیرے سے کھولی تھی۔شازل کے چہرے پر ذومعنی مسکراہٹ دیکھتے وہ اپنا چہرہ کمفرٹر میں چھپا گئی تھی۔اس نے اسے ساری رات سونے نہیں دیا تھا۔ابھی اسے سوئے دو گھنٹے ہی ہوئے تھے۔

شازل نورے ک سرخ چہرہ دیکھ کر ہنس پڑا تھا۔اس کی ہنسی پر وہ مزید سرخ ہوئی تھی۔وہ اس وقت اسی کی شرٹ میں ملبوس تھی۔جو اس کی گھٹنوں تک پہنچ رہی تھی۔

"زوجہ اٹھنے کا کوئی ارادہ ہے؟"

شازل نے دھیرے سے کمفرٹر اس کے چہرے سے ہٹاتے پوچھا تھا۔

"مجھے نیند آرہی ہے شازل۔۔"

وہ آنکھیں میچتے معصومیت سے بولی تھی۔شازل نے دھیرے سے اس کی ناک کو دبایا تھا۔شرم و حیا سے مقابل کے گال سرخ ہوگئے تھے۔

"ہمیں واپسی کے لیے نکلنا ہے جلدی سے اٹھ کر فریش ہوجاو۔۔"

وہ اسے زبردستی اٹھاتا اس کے بالوں سے اٹھتی مہک سے سرور ہوتا بولا تھا۔

نورے منہ بنا کر اٹھ پڑی تھی۔شازل کا مائینڈ کافی حد تک فریش ہو گیا تھا اب وہ واپس گھر جاکر سکون سے محب خان سے بات کرنا چاہتا تھا کہ کیوں انھوں نے اس سے اور باقی سب سے بہارے گل کو چھپا کر رکھا تھا؟

دل میں خوشی بھی تھی کہ اکلوتی بہن زندہ اور صحیح سلامت ہے مگر کئی گلے بھی تھے۔۔۔

"شازل۔۔۔شازل۔۔"

اسے سوچ میں ڈوبے دیکھ کر نورے نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھا تھا شازل نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔اس کا ہاتھ پکڑتا اپنے ہونٹوں سے لگاتے وہ اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

"کہاں کھو گئے تھے؟"

وہ منہ پھولاتی پوچھ رہی تھی۔

"تمھارے خیالوں۔۔"

وہ اسے اپنے قریب کھینچتا اس کے ہونٹوں پر شدت بھری جسارت کرتا بولا تھا۔نورے کا چہرہ پل میں گلال ہوا تھا۔

"ناٹ فئیر۔۔"

وہ شازل سے دور ہٹ کر کھڑی ہوتی بولی تھی۔شازل نے لب بھینچتے گہری نظروں سے اس کا جائزہ لیا تھا جب نورے کی نظر بھی اپنے حلیہ پر گئی تھی۔وہ ہلکی سی چیخ مارتی تیزی سے واشروم میں بھاگتی بند ہو گئی تھی۔اپنے پیچھے شازل کی زور دار قہقہے کی آواز سن کر وہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"مجھے زرکشہ سے ملنا ہے۔۔"

احمد نے جون سے کہا تھا جو ڈینیل کے کہنے پر ہر روز اسے ٹرین کرتا تھا۔مگر احمد ایسا کچھ نہیں چاہتا تھا وہ ایک بار بھاگنے کی کوشش بھی کرچکا تھا مگر ان لوگوں نے جلد ہی اسے پکڑ لیا تھا۔اس کے بعد اسے دو دن تک ان لوگوں نے کچھ کھانے کو نہیں دیا تھا۔

"باس کا حکم ہے تم اس سے نہیں مل سکتے۔۔"

جون نے بھاری آواز میں جواب دیا تھا۔

"تم میری کوئی مدد کر سکتے ہو؟ میں صرف اسے ایک نظر ہی دیکھنا چاہتا ہوں۔۔میں کچھ نہیں کروں گا اس کے علاوہ۔۔"

وہ لب دبا کر بولا تھا۔جون نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

"مجھے باس کے ہاتھوں مرنے کا کوئی شوق نہیں ہے احمد۔۔"

وہ احمد کے کندھے پر ہاتھ رکھتا بولا تھا۔

"تمھارے لیے یہ ہی بہتر ہے کہ تم بوس کا حکم مانو اور اپنی ٹریننگ پر دھیان دو۔۔"

جون کے کہنے پر وہ لب بھینچتا واپس اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔اسے یہ تو پتا تھا زرکشہ گھر کے اندرونی حصہ میں ہے اب بس اسے کسی طرح اندر جانا تھا۔وہ رات ہوتے ہی آہستہ سے اپنے روم سے باہر نکلا تھا۔وہ مینشن کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ رہا تھا جب ایک بھاری آواز نے اسے روکا تھا۔

"مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی احمد۔۔"

ڈینیل کی آواز سنتا وہ لب بھینچ گیا تھا۔

"مجھے زرکشہ سے ملنا ہے۔۔"

وہ اس کی جانب پلٹ کر بولا تھا۔

"ناٹ پاسبل۔۔ جب تک تم اپنی ٹریننگ مکمل نہیں کر لیتے تم زرکشہ سے نہیں مل سکتے۔۔اور اب دوبارہ مینشن کے اندر جانے کا سوچنا بھی مت ورنہ اس کی سزا تمھاری بہن کو ملے گی۔۔ناو گو بیک ٹو یور روم۔۔"

ڈینیل کے سخت لہجے میں کہنے پر وہ منہ پھولاتا تیزی سے اپنے کمرے میں بند ہو گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ لوگ واپسی کے لیے نکلنے لگے تھے جب ایک جگہ رکتے شازل اور نورے نے ناشتہ کیا تھا۔نورے کا کافی پینے کا دل تھا اس کے کہنے پے شازل کافی لینے گیا تھا۔

"سویٹ ہارٹ۔۔"

کسی کے سیٹی مار کر پکارنے پر نورے نے ماتھے پر بل ڈال کر نظریں اٹھا کر دائیں جانب دیکھا تھا جہاں کوئی سولہ سترہ سال کا لڑکا اسے چھیڑ رہا تھا۔شازل کچھ دور ہی کھڑا اس کے لیے کافی لے رہا تھا جب آواز سنتا وہ پیچھے کی جانب مڑا تھا۔

شازل کافی پکڑتا ایک ہی جست میں نورے کے پاس پہنچتا اس کو کافی تھما کر اسے کمر سے تھام چکا تھا۔نورے نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر اس کی آنکھوں میں ابھرتا غصہ

دیکھ کر اسے روک دیا تھا۔شازل اس لڑکے کو غصہ سے بھری نظروں سے دیکھتا نورے پر گرفت مضبوط کرگیا تھا۔

جب دوبارہ پیچھے سے طنزیہ سیٹی سنتے شازل نے جھٹکے سے اپنا بازو نورے سے چھڑوایا تھا۔نورے کے ہاتھ میں پکڑی کافی اس کے ہاتھ پر چھلک کر پڑتی زمین بوس ہوگئی تھی۔

"شازل۔۔"

حیرت کی زیادتی سے اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔شازل نے اس کے منہ پر زوردار مکہ مارا تھا۔

"بچہ ہے وہ شازل چھوڑ دیں اسے۔۔"

وہ اس کا بازو پکڑتے ہوئے بولی تھی۔شازل نے اس لڑکے کو کالر سے پکڑ کر جھنجھوڑ دیا تھا۔

"دوبارہ کبھی میں نے تمھیں کسی لڑکی کو چھیڑتے دیکھا تو تمھیں تمھارے گھر سے ڈھونڈ کر وہ حشر کروں گا دوبارہ سیٹی بجانے کے قابل نہیں رہو گے۔۔"

وہ نورے کی بات پر خود کو کنٹرول کرتا اس لڑکے کو دھکا کر جھٹکے سے چھوڑ گیا تھا۔وہ لڑکا بھی سہم کر تیزی سے بھاگ گیا تھا۔

نورے کا ہاتھ پکڑتا وہ تیزی سے وہاں سے نکل گیا تھا جب اچانک نورے کے منہ سے سسکی سنتا وہ رکا تھا۔

"میرا ہاتھ۔۔"

وہ نرم آواز میں لب بھینچ کر بولی تھی شازل کی نظر بے ساختہ اس کے ہاتھ کی طرف گئی تھی نورے کے ہاتھ کی سرخ جلد کو دیکھتے اس نے بے ساختہ اس کے ہاتھ پر پھونک مارتے اسے ہونٹوں سے لگا لیا تھا۔

"سوری جانم۔۔ زیادہ درد تو نہیں ہو رہی؟"

گاڑی میں بیٹھتے شازل نے اس کا سرخ پڑتا ہاتھ تھامتے اس کے ہاتھ پر دھیرے سے پھونک مارنا شروع کی تھی۔

"آپ ہمیشہ اپنے غصے میں مجھے تکلیف پہنچا جاتے ہیں۔۔"

وہ شکوہ کن لہجے میں بولی تھی۔ شازل شرمندہ ہوگیا تھا۔ یہ بات سچ تھی وہ بھی اس سے اتفاق کرتا تھا۔

"تم میری زندگی کا ایک قیمتی اثاثہ ہو نورے۔۔"

وہ اس کی انگلیوں کی پوروں کو ہونٹوں سے چھوتا بولا تھا۔

"جانے انجانے میں تمھیں تکلیف دے جاتا ہوں۔۔"

"لیکن تمھارا حق بنتا ہے تم مجھ سے لڑو اور کبھی مجھے تکلیف پہنچاتے دیکھو تو مجھے بھی ویسی تکلیف دو۔۔ تاکہ مجھے اس بات کا احساس رہے میں تمھارے ساتھ زیادتی کر رہا ہوں۔۔"

وہ سنجیدگی سے بولتا نورے کو بے حد پیارا لگا تھا۔

"ٹھیک ہے مسٹر شازل خان۔۔اب چلیں ہمیں واپس بھی جانا ہے۔۔"

وہ شازل کا ہاتھ تھام کر پیار سے سہلاتی بولی تھی۔۔ شازل سر ہلاتا واپسی کی جانب گامزن تھا جہاں نئے امتحان ان کے لیے کھڑے تھے۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"تم رات کو سوئی نہیں۔۔؟"

روحان نے اس کی آنکھوں کے گرد گہرے سیاہ ہلکے دیکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا تھا۔ وہ خود بھی دانین کو لے کر آج کل کافی پریشان تھا۔

"آپ کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے میں جیوں یا مروں۔۔"

وہ روحان کی طرف اپنی پشت کرتی کھڑی ہوگئی تھی۔روحان نے اس کے جواب پر لب بھینچ لیے تھے وہ اس کے لیے کھانا لے کر آیا تھا ملائکہ سے اسے پتا چلا تھا وہ صبح سے کھانا بھی نہیں آج کل کھا رہی۔۔ تبھی وہ اس کیے لیے کھانا لے کر آیا تھا۔

"اگر ایسی بات ہوتی تو میں کبھی تمھارے پیچھے سب کچھ چھوڑ کر پاکستان نہیں آتا۔۔"

وہ اسے بازو سے پکڑتا اپنے روبرو کرتا سنجیدگی سے بولا تھا۔دانین نے نظریں اٹھا کر اسے شکوہ کن نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"پھر مجھے کیوں اگنور کر رہے ہیں؟"

https://classicurdumaterial.com/

"مجھے اپنے گناہوں کی سزا مل چکی ہے روحان بلکہ پل پل ملتی ہے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ابھی میرا سانس بند ہوجائے گا۔۔روحان۔۔ مجھے صرف آپ سے ایسی امید نہ تھی کہ سچائی جاننے کے بعد آپ کو میرا وجود ناقابلِ برداشت لگنے لگے گا۔۔"

"مجھے ایسا لگنے لگا ہے میری ماضی کی سیاہی میرے حال میں داخل ہوگئی ہے میں سیاہ بخت ہوگئی ہوں روحان خوشیاں اب مجھے راس نہیں آتی۔۔"

وہ نم آنکھوں سے بولی تھی۔۔

"اشش۔۔ ایسی فضول باتیں مت کیا کرو۔۔"

اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

"مجھے کچھ سپیس چاہیے تھی سب سمجھنے میں دانین۔۔ تم میری زندگی کا ایک خوبصورت حصہ ہو۔۔ میں تم سے کبھی دور نہیں ہوسکتا۔۔ تم سے دور رہ کر میں بھی خوش نہیں تھا۔۔"

وہ دانین کا چہرہ تھام کر بول رہا تھا۔دانین نے اس کی بات سنتے گہرا سانس لیا تھا۔ نم آنکھوں سے چند قطرے گرتے اس کے چہرے کو نم کر گئے تھے۔

روحان نے اپنے ہونٹوں سے اس کے آنسو چن لیے تھے۔اسے سینے سے لگاتے وہ پرسکون ہوگیا تھا۔اس سے دور رہنے پر جو اتنے دنوں سے من میں کھلبلی مچی ہوئی تھی وہ ایک دم ختم ہوگئی تھی۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

صبح سے مینشن میں عجیب ہلچل مچی ہوئی تھی۔ ڈیزی نے زرکشہ کو ڈینیل کے کہنے پر کیچن میں ہیلپ کرنے کے لیے کہا تھا۔

"کیا یہاں کوئی آرہا ہے؟"

زرکشہ نے کھانے تیزی سے بناتی عورت سے پوچھا تھا۔

"باس کے کچھ دوست آرہے ہیں۔۔"

زرکشہ کی طرف دیکھے بنا اس عورت نے دھیمی آواز میں جواب دیا تھا۔

"اوہ اچھا۔۔"

وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی تھی۔وہ سوچ رہی تھی شاید ڈینیل کا کوئی دوست اس کی مدد کر سکے۔۔اسے اور اس کے بھائی کو اس جیل نما مینشن سے نکلوا سکے۔۔

https://classicurdumaterial.com

"تم کہاں جا رہی ہو؟"

مہمانوں کے آتے ہی زرکشہ موقع دیکھتے ٹرے اٹھا کر باہر جانے لگی تھی جب ڈیزی نے اسے گھور کر روکا تھا۔

"میں۔۔ میں ڈرنکس سرو کرنے جا رہی تھی۔۔"

وہ اپنے ہونٹ تر کرتی ہوئی بولی تھی۔۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ باقی سرونٹس کر لیں گے تم یہاں ہی رہو گی۔۔"

ڈیزی کی سخت آواز سنتے اس نے برا سا منہ بنایا تھا۔

"اوکے۔۔"

وہ اسے ٹرے تھماتی منہ بنا کر رخ پھیر گئی تھی۔

جیسے جیسے لنچ کا ٹائم قریب آتا جا رہا تھا کیچن میں رش بڑھتا جا رہا تھا۔

"اُفف۔۔ تم یہ ٹرے پکڑو اور باہر لے کر جاو۔۔"

اسے فارغ دیکھتے کھانے کی ٹرے پکڑاتے کسی ملازمہ نے کہا تھا۔ وہ تو موقع کی طاق میں تھی فورا ٹرے تھام گئی تھی۔

https://classicurdumaterial.com

"دھیان سے۔۔"

زرکشہ کو لڑکھڑاتے دیکھ کر وہ ملازمہ سختی سے بولی تھی۔اپنا کام زرکشہ کو دینے پر وہ کافی پرسکون لگنے لگی تھی۔

ٹرے کو پکڑے جیسے ہی وہ ڈائننگ روم میں اینٹر ہوئی تھی اس کی سانس خشک پڑ گئے تھے۔ تقریبا سب لوگ بلیک تھری پیس سوٹ میں تھے۔ روم میں تمباکو اور سگریٹ کی بدبو حد سے زیادہ پھیلی ہوئی تھی۔

وہ اپنی کھانسی روکتی بمشکل ٹیبل تک پہنچی تھی اس کے ہاتھ ہلکے ہلکے کپکپانے لگے تھے۔جب اچانک اسے محسوس ہوا روم میں گہری خاموشی چھا گئی ہے۔۔

اس نے نظریں اٹھا کر اوپر دیکھا تھا سب اسے گہری نظروں سے تاڑ رہے تھے۔ اسے اپنے ہاتھوں اور پیروں میں باقاعدہ لرزش محسوس ہوئی تھی۔ وہ اپنے حجاب اور ڈریس کی وجہ سے سب سے مختلف لگ رہی تھی۔

"اوہ۔۔تم نے اسے تب سے کہاں چھپا کر رکھا ہوا تھا ڈینیل۔۔"

کسی نے سیٹی مارتے کمینی ہنسی ہنستے ہوئے پوچھا تھا۔

زرکشہ نے غلطی سے بھی ڈینیل کی طرف دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

ڈینیل نے غصے میں اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔ وہ فنا کردینے والی نظروں سے زرکشہ کو گھور رہا تھا۔دل کر رہا تھا اسے زندہ زمین میں گاڑھ دے۔۔

زرکشہ خاموشی سے موڑتے وہاں سے تیزی سے جانے لگی تھی جب کسی نے اس کی کلائی تھامتے اسے اپنی جانب کھینچتے اسے اپنی گود میں بیٹھا لیا تھا۔زرکشہ ایک پل لے لیے سن پڑ گئی تھی۔

جب اچانک گولی چلنے کی آواز پر وہ ساکت ہوگئی تھی۔اسے اپنے منہ پر کچھ گیلا محسوس ہوا تھا ساتھ ہی اس کی کلائی پر گرفت ڈھیلی پڑ گئی تھی۔

اس نے سکتے میں اپنا سر دائیں طرف کیا تھا اس آدمی کے ماتھے کے درمیان میں گولی دیکھتے اس کے منہ سے زور دار چیخ نکلی تھی۔وہ کانپتی ہوئی تیزی سے اٹھتی زمین پر گری تھی۔

زمین پر گھسیٹتے ہوئے وہ پیچھے ہٹنے لگی تھی۔اپنے منہ پر ہاتھ لگاتے اس نے اپنی نظروں کے سامنے کیا تھا۔خون کے قطرے دیکھتے اس کی نظر بے ساختہ ڈینیل کی طرف گئی تھیں۔جو غصے سے سرخ چہرے کے ساتھ گن تھامے اپنی سیٹ پر بیٹھا تھا۔

ہر کوئی اسے اگنور کیے ڈینیل کو دیکھ رہا تھا۔

"ڈونٹ ٹچ ہر۔۔"

"شی از مائی پروپرٹی۔۔"

وہ سرد آواز میں بولا تھا۔

"تم پاگل ہوگئے ہو تم نے ڈون کے بھائی کو مار دیا ہے۔۔"

ان میں سے ایک آدمی چیختا ہوا کھڑا ہوا تھا۔ جب ایک بار پھر وہاں گولی کی آواز گونجی تھی۔

"رومن نے ڈون کے بھائی کو مار دیا جس کا بدلہ لیتے میں نے رومن کو مار دیا۔۔"

وہ اٹل آواز میں بولا تھا سب نے فوری سر ہلائے تھے ملازمین بھی اپنا منہ بند کرتے سر ہلا گئے تھے۔

ڈینیل نے کھڑے ہوتے اپنی گن رومال سے صاف کرتے رومن کے زمین پر گرے وجود کے پاس بیٹھتے اس کے ہاتھ میں تھما دی تھی۔

"اس بات پر اگر کسی کو کوئ ء اعتراض ہے تو وہ بتا سکتا ہے۔۔؟"

ڈینیل نے کھڑے ہوتے سرد آواز میں پوچھا تھا مگر سب خاموش ہی رہے تھے۔

ڈینیل چلتا ہوا زرکشہ نے پاس آیا تھا اس کی پھیلی آنکھیں اور منہ پر خون کے چھینٹے دیکھ کر اس کا خون کھول اٹھا تھا۔اسے بازو سے پکڑتے وہ کھڑا کرتا اسے تقریبا اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے باہر لے گیا تھا۔

"ڈ۔۔ڈینیل۔۔"

وہ کانپتی آواز میں بولی تھی۔وہ جانتی تھی اگر ڈینیل نے اس آدمی کا یہ حشر کیا تھا تو نہ جانے وہ اس کے ساتھ کیا کرنے والا تھا۔ خوف سے اس کا دل کانپ اٹھا تھا۔

"شٹ اپ۔۔"

اس کا منہ دبوچتے وہ غرایا تھا۔اس وقت وہ اس کی فضول بکواس سننے کے موڈ میں بالکل بھی نہیں لگ رہا تھا۔

"آ۔۔آئی ایم۔۔"

وہ کانپتی ہوئی جواب دینے لگی تھی جب ڈینیل نے اس کے روم کا دروازہ کھولتے اسے اندر دھکا دیتے ڈور لاک کردیا تھا۔ ڈینیل کو اپنی جانب بڑھتا دیکھتے زرکشہ گھبراتی ہوئی پیچھے

ہٹنے لگی تھی ڈینیل نے ایک ہی جھٹکے میں اسے پکڑتے کھینچا تھا وہ اسے لیتا واشروم میں داخل ہوا تھا۔کولڈ شاور کھولتے اس نے زرکشہ کو اندر دھکا دیا تھا۔

ٹھنڈا پانی سر پر پڑتے ہی وہ سن پڑ گئی تھی اس کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی تھی۔

"اس کمرے سے ایک قدم بھی باہر نکلا تم نے تو زرکشہ آئی سوئیر تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا میں۔۔"

شاور بند کرتے اس نے حجاب میں لپٹے زرکشہ کے بالوں کو دبوچتے ہوئے سرد ترین لہجے میں کہا تھا۔

"تمہاری وجہ سے میں نے رومن اور ڈون کے بھائی کو مار دیا۔۔تمہاری وجہ سے نہ جانے اب میں کیا کرجاوں گا۔۔"

وہ غصے میں بولا تھا۔

"س۔۔سوری۔۔"

وہ کانپتی آواز میں بولی تھی۔

''شٹ اپ۔۔ مجھے یہ انتہائی زہر لفظ لگتا ہے۔۔ اور خبر دار اگر اب تم کچھ بولی تو تمہاری زبان کاٹ دوں گا۔۔''

وہ غصے میں دھاڑا تھا اپنے بالوں میں تکلیف محسوس کرتے زرکشہ کی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا تھا۔

''تمھیں کیا لگتا ہے مجھے سمجھ نہیں آتا تم کیوں وہاں سرو کرنے آئی تھی۔۔''

وہ زہر خند لہجے میں دھاڑا تھا زرکشہ کی روح تک کانپ گئی تھی۔ زرکشہ کے بال چھوڑتے اس نے زرکشہ کا منہ دبوچ لیا تھا۔

''تمھیں مجھ سے رہائی کوئی نہیں دلا سکتا زرکشہ۔۔ اور جب تک میں نہ چاہوں تمھیں مجھ سے کوئی دور نہیں کرسکتا۔۔ یہ بات اپنے اس بے وقوف دماغ میں بیٹھا لو۔۔''

وہ جھٹکے سے اسے چھوڑتا وہاں سے لمبے لمبے ڈھگ بھرتا نکل گیا تھا۔اسے زرکشہ کے ڈرامے دیکھنے کے علاوہ بھی بہت کام تھے۔۔وہ جانتا تھا وہ ڈون کے بھائی کو مار کر کتنی بڑی غلطی کر چکا تھا۔ زرکشہ منہ پر ہاتھ رکھتی وہاں ہی زمین پر بیٹھ کر رونے لگی تھی۔ اسے اب احساس ہو رہا تھا وہ کتنا غلط سوچ رہی تھی کہ اسے کوئی یہاں سے نکال

سکتا ہے اس کے اندر جو تھوڑی بہت امید جاگی تھی وہ ڈینیل کچل کر مٹی میں دفن کر کے جا چکا تھا۔

اگر کسی ایک نے بھی سچائی ڈون کو بتا دی تو یقینا وہ بہت بڑی مصیبت میں پھنس سکتا تھا۔ زرکشہ کی وجہ سے نہ صرف ڈینیل کی جان خطرے میں پڑ چکی تھی بلکہ وہ خود بھی بہت بڑی مصیبت میں پڑ چکی تھی مگر اسے اس بات کا اندازہ شاید ابھی وقت آنے پر ہی معلوم ہونا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

انھیں واپس لوٹے کچھ دن ہو چکے تھے۔اس کی اسائنمنٹس اور کچھ کوائزز مس ہو چکے تھے جس کے لیے وہ ڈیلی یونیورسٹی آ رہی تھی۔اب بھی وہ ایک اسائنمنٹ لیے ٹیچر کے آفس کی طرف تیزی سے جا رہی تھی۔

"نورے۔۔؟"

کسی کے پکارنے کی آواز پر وہ ایک پل کو رکتی پلٹی تھی۔

"یس؟"

https://classicurdumaterial.com

اس نے کسی لڑکے کو دیکھتے ائبرو اچکاتے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"میں سونیا کے بارے میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں آپ کے دو منٹ مل سکتے ہیں؟"

اس لڑکے کی بات پر وہ سوچ میں ڈوب گئی تھی۔مگر پھر تجبس کے تحت وہ بات کرنے کے لیے تیار ہوگئی تھی۔

"جی؟"

اس نے اپنے بیگ کو کندھے پر صحیح کرتے پوچھا تھا۔

"شازل خان آپ کے شوہر ہیں؟"

اس لڑکے کے سوال پر اس نے دھیرے سے سر ہلایا تھا۔اسے خالی راہداری میں اس لڑکے سے بات کرنا ایک دم عجیب لگنے لگا تھا وہ وہاں سے جانے کا سوچ ہی رہی تھی۔ جب اچانک کسی نے پیچھے سے اس کے منہ پر رومال رکھا تھا اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

آنکھوں کے آگے دھندھلا پن چھانے لگا تھا۔وہ ہاتھ پیر چلاتی خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتی وہ جلد ہی نڈھال ہوگئی تھی۔

آنکھیں بند ہونے سے پہلے ایک انجانہ چہرہ دیکھ کر اس کا خوف سے دل کانپ اٹھا تھا۔

"چلو۔۔چلو جلدی سے اٹھاو اور یہاں سے چلو۔۔"

اسے بھاری سر سے بس یہ ہی ایک آخری آواز سنی تھی۔اسے اپنی بےوقوفی پر شدید غصہ آیا تھا۔مگر وہ زیادہ دیر سوچ بھی نہیں سکی تھی اور گھپ تاریخی میں ڈوب گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ دونوں واپس آچکے تھے۔۔ محب خان اب اس سے بات کرنا چاہتے تھے۔ مگر شازل تھا کہ ان کے ہاتھ ہی نہیں لگ رہا تھا وہ اس سے آج بات کرنے کی ٹھان ہی چکے تھے تبھی نورے کے یونیورسٹی جانے کے بعد فورا شازل سے ملنے اس کے اپارٹمنٹ میں چلے آئے تھے۔

"آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟"

وہ انھیں دیکھتا بے تاثر انداز میں بولا تھا انھیں دیکھتے ہی جیسے اپنے اتنے سالوں کی تکلیف واپس یاد آگئی تھی۔

"پیچھے ہٹو اندر آنے دو پہلے۔۔"

وہ شازل کو ہٹاتے اندر داخل ہوچکے تھے۔شازل نے گہری سانس بھرتے دروازہ بند کردیا تھا۔

"کیوں چھپایا آپ نے ہم سب سے ؟ "

"کیوں ہمیں اتنی دیر اندھیرے میں رکھا؟"

"وہ ہماری بھی تو کچھ لگتی تھی!!"

وہ سینے پر بازو باندھے جبڑے بھینچتا بولا تھا۔

"اس کی جان کو خطرہ تھا۔۔ ہمیں جو صحیح لگا ہم نے وہ کیا شازل۔۔"

محب خان اس کی جانب سے رخ پھیرے بولے تھے۔

"کس سے خطرہ تھا اسے ؟ مجھ سے ؟ مما سے ؟ یا دانین سے ؟ جو اتنے سالوں سے گلٹ میں جی رہی ہے ؟"

وہ چلایا تھا۔

"شا۔۔شازل"

انھوں نے بولنے کی کوشش کی تھی جب شازل ان کی بات کاٹ گیا تھا۔

"بہن تھی وہ میری بابا۔۔ حیدر سلطان سے زیادہ اس کی حفاظت میں کرسکتا تھا۔۔"

وہ لب بھینچ کر بولا تھا۔

"تم یہاں ٹھہرے کب تھے جو میں تم سے بات کرتا۔۔ ارے تم تو مجھے بھول گئے تھے کینیڈا جانے کے بعد۔۔ ہر سال ایک بات بابا اس سال آجاوں گا۔۔ جھوٹے دلاسے۔۔ جھوٹے وعدے۔۔"

"تم تب صرف اپنا سوچ رہے تھے۔۔اگر اس دن تم یہاں ہمارے درمیان ہوتے تو ہماری گڑیا کو کبھی یہ سب برداشت نہ کرنا پڑتا۔۔"

"تم اگر دانین کو اپنی منگ سمجھ کر تھوڑا وقت دیتے تو وہ یوں کبھی بھٹکتی نہ۔۔ تم ہمیشہ سے اپنی ذمہداریوں سے بھاگنے والے تھے۔

وہ بولنے پر آئے تو بولتے ہی چلے گئے تھے۔

"آپ اس سب کا قصور وار مجھے ٹھہرا نہیں سکتے--"

وہ چلایا تھا۔

"کیا میں نے کہا تھا دانین کو میرے نام پر بیٹھائیں؟"

"کیا میں نے کہا تھا مجھے کینیڈا بھیجیں--؟"

"یہ سب شروع سے آپ کے فیصلے تھے بابا--"

"آپ کے کہنے پر میں اپنا گھر چھوڑ کر بڑے پاپا کے پاس گیا تھا--"

"اس دوران دانین اور بہارے گل آپ کی ذمہ داری تھی--"

"اس میں میری کوئی غلطی نہیں کہ آپ دانین پر نظر نہیں رکھ سکے اس کے بدلتے رویے کو دیکھ نہیں سکے--"

"میں مزید خود پر کوئی الزام برداشت نہیں کروں گا--"

وہ لب بھینچ کر بولا تھا ضبط سے سفید چہرے میں سرخیاں گھل گئی تھیں۔آنکھوں میں سرد پن اتر آیا تھا۔

"میں بس حقیقت جاننا چاہتا ہوں--"

"کیا وجہ تھی جو آپ نے حیدر سے بہارے کا نکاح کروایا اور اسے ہم سے چھپا کر رکھا۔۔"

وہ خود پر قابو کرتا پوچھنے لگا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

(ماضی)

"آہہ۔۔ چھوڑو مجھے۔۔"

وہ شخص بالوں سے گھسیٹتے بہارے گل کو باہر لایا تھا۔جب بہارے گلے کے چیخنے پر اس نے اسے شدت سے تھپڑ مارا تھا۔

"میرے سامنے زیادہ بک بک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

وہ شخص بہارے گل کا گلہ دباتے غرایا تھا۔اس کے منہ سے آتی شراب کی بدبو سے بہارے گل نے بے ساختہ اپنا سانس روک لیا تھا۔

بہارے گل نے ہاتھ پیر چلاتے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا تھا جس سے اس کے گلے پر اس شخص نے بے ساختہ اپنا دباو بڑھا دیا تھا۔

"سالی-- مجھے تھپڑ مارے گی--"

اس نے بہارے گل کے منہ پر تھپڑ مارتے اس کے جسم کو نوچنا شروع کیا تھا۔

بے بسی اور گھٹن کے احساس سے اس کی سانسیں رکنے لگی تھیں۔وہ شخص نوچنے پر آیا تو اس معصوم کی عزت کو پل بھر میں تار تار کر گیا تھا۔اس وقت بہارے گل نے شدت سے موت کی خواہش کی تھی۔

اس کی گرفت خود پر ڈھیلی محسوس کرتے بہارے گل نے اپنے آنسو روکتے اچانک اپنی کانپتی ٹانگ اٹھاتے اس کے پیٹ میں زور سے ماری تھی--وہ شخص تکلیف سے دہرا ہوتا زمین پر گرا تھا۔

اپنے پھٹے کپڑے سنبھالتی بہارے گل نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا واس اٹھاتے اس کے سر پر دے مارا تھا وہ جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا وہاں ہی ڈھے گیا تھا۔ پھر وہ رکی نہیں اپنے ہاتھ میں پکڑا واس مقابل کے سر پر مار مار کر اس واس کے ٹکڑے ٹکڑے کر گئی تھی۔جب کہ اسکے سر سے نکلتا خون بہارے گل کے ہاتھ بھگو گیا تھا۔وہ شخص مر چکا تھا۔بہارے گل آنکھیں پھیلا کر اپنے وجود کو گھسیٹتی ہوئی پیچھے دیوار سے جا لگی تھی۔سکتے کی کیفیت میں خود کے گرد بازو باندھے وہ گھٹی گھٹی رونے لگی تھی۔

اپنے گرد بازو باندھے وہ ہل رہی تھی جبکہ پھیلی سرخ بھیگی آنکھیں زمین پر پڑے مردہ وجود پر ٹکی ہوئی تھیں۔اس کا خون بہتا ہوا بہارے گل تک آ گیا تھا۔جب اچانک دروازہ کھلنے پر بہارے گل نے آنکھیں اٹھا کر سامنے دیکھا تھا۔

اپنے سامنے حیدر سلطان کو دیکھ کر اس کی آنکھیں بےیقینی سے مزید پھیل گئی تھیں۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

حیدر کا ایک کسٹمر جس کے لیے وہ ویپنز ایکسپورٹ کرتا تھا اس نے آج اسے اپنے گیسٹ ہاوس میں انوائیٹ کیا تھا۔اس کا دل تو نہیں تھا مگر وہ اس کے اسرار کرنے پر آگیا تھا۔ لیکن وہ اپنے ساتھ اپنے دو گارڈز کو بھی لایا تھا اسے ان لوگوں پر یقین نہیں تھا کیا پتا کیا کرجاتے اس کے ساتھ۔۔وہ لوگ اپنی فیملی کے سگے نہیں تھے وہ تو پھر باہر والا تھا۔

"اوہ۔۔ دیکھو کون آیا ہے۔۔"

حیدر کو دیکھتے ایس ایس پی فراز شیخ نے اونچی آواز میں کہا تھا۔

حیدر نے شفیق رضوان کی طرف دیکھتے سر ہلایا تھا۔جب اپنی پینٹ کی بلٹ باندھتا فیاض مسرور سا ان کی طرف آیا تھا۔حیدر کے ماتھے پر بے ساختہ بل پڑ گئے تھے۔

"وہ لڑکی اب بس مرنے والی ہے کسی کام کی نہیں رہی۔۔اس کی جگہ کسی اور کا انتظام کرو۔۔اب وقار گیا ہے اندر کمینا بار بار ڈسٹرب کر رہا تھا۔۔۔"

فیاض نے سگار سلگاتے صوفے پر بیٹھتے کہا تھا۔۔

"سفیان دو نئی لڑکیاں لایا ہے ٹنشن نہ لو۔۔ابھی سفیان اور دلاور زرا مصروف ہے ان کے بعد تم بھی ان سے مل لینا۔۔"

آنکھ دباتے فراز شیخ نے کہا تھا۔حیدر سختی سے لب بھینچ گیا تھا۔

"واشروم کہاں ہے؟"

حیدر نے لب دباتے کھڑے ہوتے پوچھا تھا۔ ویسے اس گھر کا نقشہ وہ یاد کر کے آیا تھا تاکہ مصیبت میں پڑنے پر وہ یہاں سے آسانی سے نکل سکے۔۔

"یہاں سے سیدھا جاو اور دائیں طرف پہلا روم۔۔ پھر تم واپس آنا تمھیں بھی خوش کرواتے ہیں۔۔"

شفیق رضوان نے ہنستے کہا تھا۔حیدر مٹھیاں بھینچتا وہاں سے چلا گیا تھا۔ناجانے اس کا دل صبح سے کیوں بے چین تھا۔وہ بے دھیانی میں پہلے کمرے کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوگیا تھا۔جب سامنے کے منظر پر نظر پڑتے ہی اسے اپنے جسم سے روح پرواز ہوتے ہوئے محسوس ہوئی تھی۔

بہارے گل کو پھٹے کپڑوں اور دلاور کے خون میں لپٹا دیکھ کر وہ سن پڑ گیا تھا۔

"ح--حیدر--"

وہ جو سوچ رہا تھا کاش یہ برا خواب ہو بہارے گل کی آواز نے اسے سچ کر دیکھایا تھا۔

حیدر کی نظر اس کے پھٹے کپڑوں سے سیدھی دلاور پر گئی تھی۔جس کا منہ بالکل تباہ ہوچکا تھا غصے کی شدت میں آگے بڑھتے اس نے دلاور کے لاتعداد ٹانگیں ماری تھیں--

"می--میرے پاس مت آو--"

وہ حیدر کو اپنی جانب قدم بڑھاتا دیکھ کر چیخی تھی۔ وہ یہاں کیا کر رہا تھا؟ کیا وہ بھی ان سب کے ساتھ شامل تھا--؟

اسے بے ساختہ حیدر سے کراہت محسوس ہوئی تھی۔

"میں ان جیسا نہیں ہوں بہارے۔۔ تم غلط سوچ رہی ہو۔۔"

وہ اس کے دماغ میں چلتی باتوں کو جانتا فورا بولا تھا۔ بہارے گل اپنے لب بھینچ گئی تھی اب تو اسے کسی پر بھی یقین نہیں تھا لیکن دل کہہ رہا تھا حیدر پر یقین کرے۔۔

"ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا۔۔"

حیدر اسے خاموش دیکھتے بولا تھا۔اس نے اپنا فون نکالتے اپنے گارڈز کو کال ملائی تھی۔

"اس گھر کو آگ لگا دو اور گاڑی گھر کی پچھلی سائیڈ پر لے آو۔۔"

حیدر نے کال کٹ کرتے بیڈ کی چادر اٹھاتے بہارے گل کے کندھوں پر ڈالی تھی۔ بہارے گل خاموشی سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔ جب اچانک باہر شور اٹھا تھا۔ حیدر نے جھکتے بہارے گل کو بازووں میں اٹھا لیا تھا۔وہ دروازہ کھولتا گھر کی پچھلی سائیڈ کی طرف بڑھا تھا۔وہ فرنٹ سے جاتا تو یقینا پکڑا جاتا۔۔

وہ جیسے آگے بڑھ رہا تھا اچانک اس کے سامنے ایک لڑکی لڑکھڑاتی ہوئی آئی تھی۔ بہارے گل اس کے کندھے سے سر ٹکائیں آنکھیں میچ گئی تھیں۔اس لیے وہ دیکھ نہیں سکی تھی۔

حیدر نے کچھ بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب وہ انکار میں سر ہلا گئی تھی۔

"ت۔۔ تم ا۔۔اسے بچا رہے ہو۔۔ہو نہ؟"

اس نے اٹکتے ہوئے پوچھا تھا حیدر نے سر ہلایا تھا۔اس کے پاس وقت نہیں تھا یقینا آگ تیزی سے پھیل جانی تھی۔ حیدر نے بے ساختہ بہارے گل پر اپنی گرفت مضبوط کرلی تھی۔

"تم بھی چلو ہمارے ساتھ میں تمھیں ان سے بچا کر رکھوں گا۔۔"

حیدر تیزی سے بولا تھا۔

"ن۔۔ نہیں میرے پاس اب کچھ نہیں ہے جو میں یہاں سے لے کر چلی جاوں۔۔"

"م۔۔میرا ایک بھائی۔۔ ب۔۔ بھائی ہے حازم ا۔۔اس کو بس سنبھالینا۔۔ یہ میری التجا ہے۔۔"

وہ بولتی ہوئی اپنی ہاتھ کی کلائیاں کاٹ گئی تھی۔ حیدر نے لب بھینچتے سر ہلایا تھا۔اسے دیکھتے حیدر نے بہارے گل کے گلے سے چین لٹکتی چین کھینچتے اس کے قریب پھینک دی تھی۔۔بہارے گل نے اس لڑکی کی طرف دیکھنے کی کوشش کی تھی مگر حیدر نے

اس کے سر پر ہاتھ رکھتے روک دیا تھا۔وہ اس لڑکی پر ایک نظر ڈالتا تیزی سے وہاں سے نکل گیا تھا۔جیسے ہی وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا آگ نے گھر کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔۔

خاموش بہارے گل کو اپنے سینے سے لگاتے اس نے گارڈ کو اپنے پرائیوٹ ڈاکٹر کے پاس لے جانے کا کہا تھا۔اس کا پرائیوٹ کلینک تھا جس کے پاس حیدر اکثر جایا کرتا تھا۔

بہارے گل کچھ دیر بعد شاک سے بے ہوش ہوگئ تھی۔ڈاکٹرز نے اس کی رپورٹس کی تھی جس میں ریپ اور اسالٹ کا انھیں پتا چلا تھا۔کانپتے ہاتھوں سے رپورٹس پکڑتا حیدر سلطان زندگی میں پہلی بار رو پڑا تھا۔۔ بہارے گل کو فلحال بے ہوش رکھا گیا تھا کیوں کہ پہلے جب اسے ہوش آیا تھا تب وہ خود کو نوچنے لگی تھی۔اس نے ناخن مارتے اپنی کلائیوں کا ماس نوچ لیا تھا۔

روم میں داخل ہوتے بہارے گل کا دیکھتے اس کا ہاتھ پکڑتے وہ اس کے پاس بیٹھتا بچوں کی طرح رونے لگا تھا۔ اصل تکلیف کیا ہوتی وہ اسے ہوسپٹل کے بیڈ پر لیٹی بہارے گل کو دیکھ کر پتا چلا تھا۔ حیدر نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہونٹوں سے لگایا تھا۔اس

کے چہرے پر سوجن ہوچکی تھی۔ دلاور کے تھپڑ مارنے کی وجہ سے اس کے گال سوج گئے تھے۔۔

اس کی حالت دیکھتے حیدر نے خود سے وعدہ کیا تھا وہ کبھی اسے خود سے دور نہیں ہونے دے گا۔۔

"میں کبھی تمھیں کوئی تکلیف نہیں پہنچنے دوں گا۔۔یہ آخری دفعہ ہے اس کے بعد تمھیں غم اور تکلیفیں کبھی چھو بھی نہیں پائیں گی۔۔بس ایک بار تم ٹھیک ہوجاو۔۔"

"تمھیں میں کبھی بکھرنے نہیں دوں گا۔۔ میں تمھیں سمیٹ لوں گا۔۔ اور اتنا مضبوط بناوں گا کہ کبھی کوئی تمیں ہاتھ بھی نہیں لگا پائے گا۔۔یہ حیدر سلطان کا بہارے گل سے اقرارِ وفا کا وعدہ ہے۔۔"

اس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگاتے حیدر بھاری آواز میں بولا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

جب اسے شازل کی کال آئی تھی وہ خاموش رہا تھا۔جب وہ اسے اپنی بہن کا بتا کر تکلیف سے خاموش ہوا تھا وہ تب بھی نہیں بولا تھا۔اس نے جب محب خان کو

ہوسپٹل کی بیڈ پر دیکھا تھا وہ تب بھی خاموش رہا تھا۔جب اس نے بہارے گل کے نام پر کسی اور لڑکے کو شازل کو قبر میں اتارتے دیکھا تھا وہ تب بھی خاموش رہا تھا۔

وہ چاہتا تو فورا انھیں بتا دیتا بہارے گل کے بارے میں۔۔ مگر وہ دلاور اور سفیان کی فیملی کی وجہ سے چپ ہوگیا ان دونوں کی فیملی بدلے کے لیے یقینا بہارے گل کو دوبارہ ٹارگٹ بناتے۔۔ تبھی وہ چپ ہوگیا تھا۔ جب سے اسے مکمل بات چلی تھی کہ کیسے دانین کی وجہ سے یہ سب ہوا ہے تب سے وہ آگ بگولا تھا مگر بہارے گل کی وجہ سے چپ رہا تھا۔

وہ ایک ہفتے سے لگاتار بہارے گل کے پاس تھا۔ وہ کانچ کی گڑیا جس سے وہ ناجانے کب محبت کر بیٹھا تھا اسے خاموش دیکھ کر اسے وحشت محسوس ہونے لگی تھی۔وہ اسے اپنے اپارٹمنٹ میں شفٹ کروا چکا تھا۔ مگر نہ ہی وہ کچھ کھا رہی تھی نہ ہی کسی سے بات کر رہی تھی۔ اس کی دیکھ بھال کے لیے کیئر ٹیکر بھی تھی مگر بہارے گل دن بہ دن کمزور پڑتی جا رہی تھی۔

"بہارے۔۔"

اس نے نرمی سے اسے پکارا تھا۔

"م--مجھے آپ سے بات نہیں کرنی--"

وہ اس سے نظریں چراتے دھیمی آواز میں بولی تھی۔

"م---میں بس"

"مجھے کچھ نہیں سننا-- مجھے اکیلا چھوڑ دیں--"

وہ حیدر کو ٹوکتی چیخی تھی۔ حیدر ایک پل کو خاموش ہو گیا تھا۔

"نفرت ہے مجھے آپ سے-- آپ کا جب جب چہرہ دیکھتی ہوں-- وہ سب یاد آجاتا جسے میں بھولنے کی کوشش کر رہی ہوں--"

وہ حیدر کو دیکھتی چلائی تھی۔ حیدر اپنے لب بھینچ گیا تھا۔

"کیوں بچایا آپ نے مجھے؟؟"

"مجھے بھی اس گھر میں جل کر مرنے دیتے--"

"جب جب خود کو دیکھتی ہوں کراہت محسوس ہوتی ہے--دل کرتا ہے خود کو نوچ لوں--"

وہ اس کے گھرے کی طرف دیکھتی چلائی تھی۔۔منہ کی سوجن ختم ہوچکی تھی مگر جسم اور روح پر لگے زخم نہ جانے کب بھرنے تھے۔۔

"اگر مجھے پتا ہوتا یہ سب ہوگا میں کبھی تمھیں اکیلا نہ چھوڑتا۔۔ صرف شازل کی وجہ سے میں نے خود کو روک رکھا تھا۔"

"مجھے کچھ نہیں سننا جائیں یہاں سے اور دوبارہ اپنا چہرہ مت دکھائیے گا مجھے۔۔"

وہ کمفرٹر میں منہ چھپاتی لیٹ گئی تھی۔حیدر لب بھینچتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

دن تیزی سے گزرنے لگے تھے لیکن بہارے گل ابھی بھی ماضی میں ہی کہیں کھوئی پڑی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"بہار اٹھو۔۔ فریش ہوکر آو۔۔"

حیدر کا آخر ایک منٹ بعد ضبط جواب دے ہی گیا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں کرنا۔۔"

وہ ضدی لہجے میں حیدر کو گھورتے ہوئے بولی تھی۔حیدر اسے سب بتا بھی چکا تھا کہ وہ وہاں کیوں تھا مگر پھر بھی اسے حیدر پر یقین نہیں آرہا تھا۔

"مجھے فورس مت کرو میں خود تمھیں اٹھا کر واشروم چھوڑ کر آوں۔۔"

حیدر کی بات پر غصے اور شرم سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔اٹھ کر بیٹھتے اس نے حیدر کو نفرت سے دیکھا تھا۔

"میری طرف ایسے مت دیکھیں۔۔"

اسے اپنی جانب دیکھتے وہ درشتی سے بولی تھی۔

"کیسے نہ دیکھوں۔۔؟"

حیدر نے نا سمجھی سے اس سے پوچھا تھا۔

"مجھے آپ کے ترس اور ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے حیدر سلطان۔۔"

"آپ کی آنکھوں میں خود کے لیے مجھے صرف یہ ہی دکھتا اور جب جب میں یہ دیکھتی ہوں گھٹن محسوس ہوتی ہے۔۔"

وہ اونچی آواز میں بولی تھی۔ حیدر کے ماتھے پر بے ساختہ بل پڑے تھے۔۔ وہ جانتا تھا وہ ایک بہت بڑے ٹراما سے گزر رہی ہے تبھی اس نے کچھ الٹا بولنے سے گریز کیا تھا۔

"اس کا جواب میں بعد میں دوں گا۔۔ فریش ہوکر فورا باہر آو۔۔"

حیدر اسے بولتا تیزی سے وہاں سے نکل گیا تھا۔ بہارے گل کا کمزور وجود اور آنکھوں کے گرد گہرے حلقے دیکھ کر اسے شدید تکلیف ہوئی تھی مگر وہ خاموش ہی رہا تھا۔

حیدر نے بہت سوچا تھا جس کے بعد وہ کچھ دنوں پہلے محب خان سے ملنے گیا تھا۔ وہ جانتا تھا بہارے گل کو وہ بنا کسی رشتے کے ساتھ اپنے ساتھ رکھ کر اسے اس ٹراما سے نہیں نکال سکتا تھا۔ وہ اس سے نکاح کرنا چاہتا تھا جو صرف محب خان کو انولو کر کے ہی ممکن ہوسکتا تھا۔

محب خان پہلے تو حیدر کی بات سن کر حیران رہ گئے تھے ان کا دل کیا تھا حیدر کا منہ توڑ جس نے ان کی بیٹی کو چھپا کر رکھا تھا مگر اس کی بات ٹھنڈے دماغ سے سوچنے کے بعد وہ خاموش ہوگئے تھے۔ وہ بھی نہیں جانتے تھے کہ اصل میں دشمن کون ہے جو انھیں بھی دھمکا رہا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

بھارے گل کے ساتھ جو ہوا وہ اسے سن کر خون کے آنسو روئے تھے۔۔انھوں نے کیسے خود کو سنبھالا تھا وہ یہ صرف خود ہی جانتے تھے۔

حیدر سلطان کے اپارٹمنٹ میں کھڑے وہ بھارے گل کا کمرے سے نکلنے کا انتظار کر رہے تھے۔۔

بھارے گل جیسے ہی کمرے سے نکلی تو محب خان کو دیکھ کر ششدر رہ گئی تھی۔۔ اس نے بے یقینی سے حیدر کو دیکھا تھا وہ جانتی تھی حیدر نے اس کے گھر میں کسی کو اس کے زندہ ہونے کا نہیں بتایا تھا۔ یہ اس کا اور حیدر کا باہمی فیصلہ تھا۔ حیدر اس کی نظریں محسوس کرتا لب بھینچ گیا تھا۔

محب خان اس کی حالت دیکھتے بے ساختہ رو پڑے تھے۔اس کے قریب جاتے انھوں نے اسے خود میں بھینچ لیا تھا۔ بھارے باپ کی شفقت بھری بازوؤں میں پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی وہ جو اتنے دنوں سے خود کے اندر سب کچھ چھپائے رکھے تھی وہ اپنے باپ کے سامنے بکھر کر رو پڑی تھی۔۔ حیدر نے اس کو روتا دیکھ کر اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔

محب خان نے اپنی شہزادی کو اپنے پاس بیٹھاتے اس کا ماتھا چوما تھا۔ وہ تو اس بات پر ہی اپنے رب کے بہت خوش گزار تھے کہ ان کی بیٹی زندہ تھی۔

"میں بہارے گل سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔"

ان دونوں کے سنبھلنے پر حیدر سلطان بولا تھا۔ محب خان نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

"نہی۔۔ نہیں۔۔"

بہارے گل تقریبا چیخی تھی۔

"میں تم سے بات نہیں کر رہا بہارے گل میں انکل سے پوچھ رہا ہوں۔۔"

وہ جانتا تھا بہارے گل احتجاج ضرور کرے گی مگر اب وہ مزید برداشت نہیں کرسکتا۔ ہر رات اس کی خوف بھری چیخیں سن کر وہ اپنے سارے ضبط آزما چکا تھا۔

"انکل میں بہارے گل سے محبت کرتا ہوں اور اس سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔"

وہ ایک بار پھر بولا تھا۔

"بابا نہیں۔۔"

بہارے گل ان کی خاموشی محسوس کرتی بولی تھی۔

''میں تمھیں بنا کسی رشتے کے یہاں حیدر کے ساتھ نہیں چھوڑ سکتا بہار۔۔ اور ہمارے پاس کوئی رستہ نہیں۔۔''

''میری شہزادی۔۔ بس ایک بار اپنے بابا کی بات مان لو۔۔''

وہ حیدر کو سنجیدگی سے دیکھتے بہارے گل کو اپنے سینے میں بھینچ گئے تھے۔

بہارے گل نے لب بھینچتے نفرت سے حیدر کو دیکھا تھا۔ وہ اب خود کو حیدر کے قابل نہیں سمجھتی تھی اس کے خیال میں وہ اس سے زیادہ اچھا ڈیزرو کرتا تھا مگر حیدر کے اس فیصلے پر اسے شدید اسے غصہ آیا تھا۔

پھر اسی شام محب خان کی موجودگی میں سادہ سے جوڑے میں بہارے گل کا نکاح حیدر سلطان کے ساتھ ہوگیا تھا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حیدر سلطان کی محرم بن گئی تھی۔

''میری بیٹی کا خیال رکھنا حیدر۔۔ اسے لاوارث مت سمجھنا اس کا باپ ابھی زندہ ہے۔۔''

حیدر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے انھوں نے وارن کیا تھا۔

''میں بہارے گل کو تکلیف پہنچانے سے پہلے خود کو مار لوں گا۔۔مگر اس پر خراش بھی نہیں آنے دوں گا۔۔''

وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

محب خان حیدر سلطان کی بات پر تھوڑا پرسکون ہوئے تھے۔۔حیدر سے ملتے وہ بہارے گل کو پیار دیتے باقی لوگوں کے ساتھ وہاں سے چلے گئے تھے۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

اپنے کمرے میں بیٹھی وہ انتہائی بے چین تھی وہ جانتی تھی شادی کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں وہ ان سب کے لیے تیار نہیں تھی۔

کانپتے ہاتھوں سے دروازے کو لاک کرتی وہ بیڈ پر چادر تان کر لیٹ گئی تھی۔

کمرے کے باہر حیدر کے قدموں کے چلنے کی آواز سن کر وہ چادر کو مٹھیوں میں بھینچ گئی تھی۔

"بہار۔۔ ڈنر کرنے آجاو میں انتظار کر رہا ہوں۔۔"

دروازہ لاکڈ محسوس کرکے حیدر نے نرمی سے کہا تھا۔

"مجھے بھوک نہیں لگی۔۔"

وہ تیز آواز میں بولی تھی۔

"کیا مجھ پر یقین نہیں جو چھپ رہی ہو؟"

وہ دروازے سے سر ٹکا کر گہرا سانس بھر کر بولا تھا۔

"م۔۔مجھے کچھ نہیں سننا۔۔"

وہ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتی بولی تھی۔

"میں کھانا باہر رکھ رہا ہوں اسے فورا کھا لینا اور اس بارے میں مجھے کوئی بحث نہیں سننی بہار۔۔"

وہ سنجیدگی سے بولتا اس کے لیے کھانا ایک ٹرے میں رکھتا ڈھانپ کر اس کے دروازے کے باہر رکھ گیا تھا۔

"میں اپنے روم میں جا رہا ہوں۔۔"

وہ اونچی آواز میں بولتا اسے انفارم کرتا ساتھ والے کمرے میں بند ہوگیا تھا۔

اسے تھوڑی دیر بعد بہارے گل کے کمرے کا دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی تھی۔وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا فریش ہونے چلے گیا تھا۔ آہستہ آہستہ ہی وہ اسے اس ٹراما اس سے نکال سکتا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"بہار۔۔ میں کام پر جا رہا ہوں اب سے کیئر ٹیکر نہیں آئے گی۔۔کھانا بنا کر میں فریج میں رکھ چکا ہوں اور ناشتہ شلف پر رکھا ہے یاد سے کھا لینا۔۔میں شام تک آجاوں گا۔۔"

وہ ابھی اٹھی ہی تھی جب اسے اپنے دروازے کے باہر سے حیدر سلطان کے بولنے کی آواز آئی تھی۔وہ ساکت سی لیٹی چھت کو دیکھنے لگی تھی جب اسے باہر کا دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی تھی۔

اپارٹمنٹ میں گہری خاموشی محسوس کر کے وہ اٹھتی فریش ہوکر باہر نکل آئی تھی۔ کیچن میں جاتے اس نے حیدر کا بنایا ہوا ناشتہ کیا تھا۔ اس کے ایسے خیال رکھنے پر اس کا دل بے ساختہ نرم پڑ گیا تھا۔ مگر آنکھیں بھیگ گئی تھی۔

وہ جانتی تھی وہ حیدر کو کبھی اس کا حق نہیں دے پائے گی یہ سوچتے ہی اس کو شدید کراہت محسوس ہوتی تھی۔اپنے جسم نوچنے کا دل کرتا تھا۔

اپنا سر جھٹکتی اپنی آنکھیں صاف کرتی وہ لاونج میں آکر بیٹھ گئی تھی۔ ٹی وی اون کرتی وہ صوفے پر لیٹ گئی تھی۔ صبح سے دوپہر کب ہوئی اسے پتا ہی نہیں چلا فریج سے کھانا نکال کر کھاتے وہ بے زار ہوتی اپارٹمنٹ کا جائزہ لینے گئی تھی۔

وہ سارا اپارٹمنٹ دیکھنے کے بعد حیدر کے کمرے کی طرف گئی تھی۔کمرے کے دروازے پر کھڑی وہ کچھ سوچ ہی رہی تھی جب باہر کا دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ فورا وہاں سے پیچھے ہٹی تھی۔

"بہار۔۔کیسا گزرا دن؟"

بہار کو دیکھتے حیدر نے نرمی سے پوچھا تھا۔

"یہ میں تمھارے لیے لایا ہوں۔۔"

اس کے خاموش رہنے پر حیدر نے اسے ایک پیکٹ پکڑایا تھا۔ بہارے اسے آنکھیں پھیلائے دیکھ رہی تھی۔

"اس میں بکس ہیں تم سارا دن بور مت ہو اس لیے میں یہ لے کر آیا ہوں۔۔"

حیدر نے مسکرا کر اس کے ماتھے پر انگلی سے فلِک کرتے ہوئے کہا تھا۔

وہ حیدر کو گھورتی اس سے پیکٹ پکڑتی دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

"کھول کر نہیں دیکھو گی؟"

حیدر نے سوالیہ آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

اس کی نظروں سے پزل ہوتی وہ ماتھے پر بل ڈالے پیکٹ کو کھولنے لگی تھی۔ اس میں کچھ نالج بیسڈ بکس اور ایک دو ناولز موجود تھے۔اسے بکس پڑھنا پسند تھا تبھی دل ہی دل میں وہ خوش بھی ہوئی تھی مگر اس نے اپنے چہرے پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔

"کیسی لگی بکس۔۔؟"

حیدر نے اشتیاق سے پوچھا تھا۔۔

"ٹھیک۔۔"

وہ بکس کو گھورتے ہوئے بولی تھی۔میڈیکل میں جانا اس کا خواب تھا جو دانین کی وجہ سے شاید کبھی پورا نہ ہوتا۔۔

"ویسے گفٹ لینے کے بعد تھینک یو کہتے ہیں۔۔"

وہ مسکراہٹ دباتا اسے تنگ کرنے کے لیے بولا تھا۔جب بہارے نے منہ بنایا تھا۔

"شکریہ۔۔"

وہ دھیرے سے بولتی تیزی سے واپس اپنے کمرے میں بند ہوگئی تھی۔

"سمال سٹیپس حیدر۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ آہستہ سے مسکراتا خود سے بڑبڑایا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ کافی دیر سے حیدر کا انتظار کر رہی تھی۔ حیدر کے آتے ہی وہ صوفے پر بیٹھی اسے غور سے دیکھنے لگی تھی۔

"دیکھ لو تمھارا ہی ہوں۔۔"

وہ بہارے گل کی نظریں محسوس کر کے دھیرے سے بولا تھا۔

اس کی بات سنتے بہارے گل نے فورا اپنی نظریں پھیر لی تھی۔

اس کے روم میں جانے کے بعد وہ کیچن میں گئ تھی۔

"ی۔۔یہ آپ کے لیے۔۔"

وہ حیدر کے کمرے سے نکلتے ہی اس کے آگے پلیٹ کرتی سنجیدگی سے بولی تھی۔ حیدر نے بھنویں اچکاتے حیرت سے اسے دیکھتے پلیٹ تھام لی تھی۔

"یہ میرے لیے بنایا ہے؟"

حیدر نے اپنے ہاتھ میں پکڑے چاولوں کو دیکھتے پوچھا تھا۔ بہارے گل نے دھیرے سے سر ہلایا تھا وہ واپس جاکر صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

"تھینک یو۔۔"

حیدر اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتا ہوا بولا تھا۔

"مجھے نئی بکس چاہیے تھیں۔۔"

وہ اپنے ناخن سے ہتھیلی پر نشان بناتی بڑبڑائی تھی۔

"پہلی والی بکس پڑھ لی؟"

حیدر نے چاول چھوڑتے اس کی طرف دھیان کیا تھا۔اس نے جھٹ سے سر ہلایا تھا۔

"اتنی جلدی؟"

حیدر نے حیرت سے پوچھا تھا جو پر وہ پھر سر ہلا گئی تھی۔

"اوہ۔۔ اس لیے میرے لیے یہ بنائے ہیں۔۔"

حیدر نے سمجھتے ہوئے اس کی طرف دیکھا تھا۔ جو لب بھینچ گئی تھی۔

"جو چاہیے بکس بتا دینا میں لادوں گا۔۔ بلکہ ایک منٹ رکو۔۔"

حیدر اٹھتا ہوا اپنے کمرے میں گیا تھا۔اور اسے لاکر دو باکس پکڑائے تھے۔

بہارے گل نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"یہ تمھارے لیے سیل فون اور لیپ ٹاپ ہے میں کل ہی لایا تھا۔۔"

"تمھیں جو بکس چاہیے ہوں میرے آفس کے ایڈریس پر آڈر کردیا کرنا میں آتے ہوئے لے آیا کروں گا۔۔"

"یہ میرے کارڈ کی انفارمیشن اور آفس کا ایڈریس ہے۔"

حیدر نے اسے ایک پیج پر لکھ کر ساری ڈیٹیلز بتا دی تھیں۔

بہارے گل نے خاموشی سے اسے دیکھتے اپنی چیزیں اٹھائی تھیں اور کمرے میں بند ہوگئی تھی۔

حیدر نے اس کی خاموشی پر لب بھینچ لیا تھا۔پھر ایک سلسلہ چل پڑا تھا۔ بہارے گل اس کے لیے کھانا بنا کر رکھ دیتی تھی اور بکس اس کے آفس کے ایڈریس پر آرڈر کردیا کرتی تھی۔

وہ نہ حیدر کو بلاتی تھی اور نہ ہی اس کی زیادہ سنتی تھی اپنے کام سے کام رکھتی تھی۔ نیند تو ویسے ہی اس کی اڑ چکی تھی۔ وہ بہت کم سو پاتی تھی جس کی وجہ سے اکثر اس کے سر میں بھی درد رہنے لگا تھا ہر وقت بکس میں منہ چھپائے وہ اس دنیا سے اوجھل ہوجاتی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

بہارے گل کا سرد انداز اور خاموش رویہ دیکھ کر حیدر مایوس ہو گیا تھا۔ وہ جتنی بھی کوشش کرتا بہارے گل اس کے سامنے پتھر بن جایا کرتی تھی۔

بہارے گل کی ۱۷ سالگرہ آنے والی تھی۔ وہ چاہتا تھا اس دن کو تھوڑا اچھے سے سیلیبریٹ کرے تاکہ بہارے گل کے موڈ میں تبدیلی آجائے۔۔ اس نے محب خان کو بھی اس دن گھر آنے کا بولا تھا۔

جس دن اسے چھٹی ہوتی بہارے گل زیادہ تر اپنے کمرے میں ہی بند رہتی جس کا اسے تھوڑا فائدہ ہوا تھا آج۔۔ وہ کھانا سارا باہر سے آرڈر کرچکا تھا اور کیک بھی۔۔

سیلبریشن کا سامان لاتا وہ لاونج میں بیٹھا ساری تیاری کرنے لگا تھا۔ ساری تیاری کرنے کے بعد وہ فریش ہونے چلا گیا تھا۔ فریش ہوتا وہ محب خان کا انتظار کرنے لگا تھا۔

ان کے آتے ہی حیدر نے بہارے گل کے روم کے دروازے پر ناک کیا تھا۔

"بہار انکل آئے ہیں تم سے ملنے۔۔"

وہ اونچی آواز میں بولتا پیچھے ہٹتا محب خان کے ساتھ کھڑا ہوگیا تھا۔

بہارے گل کے دروزاہ کھولتے ہی وہ دونوں اونچی آواز میں اسے وش کرنے لگے تھے۔

ایک پل کے لیے بہارے گل کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔ پھر ان دونوں کے سر پر چھوٹی سی برتھ ڈے کی ٹوپی دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ وہ صبح سے اداس تھی کہ حیدر تو کیا محب خان نے بھی اسے وش نہیں کیا تھا۔

"تھینک یو۔۔"

وہ عاجزی سے بولی تھی۔ حیدر اس کے چہرے کی مسکراہٹ دیکھ کر ہی خوش ہوگیا تھا۔

محب خان نے آگے بڑھتے اس کے ماتھے کو چومتے اسے اپنے گلے سے لگایا تھا۔

"کیسا ہے میرا بچہ۔۔؟"

محب خان نے محبت سے پوچھا تھا۔

"م--میں ٹھیک ہوں-- گھر میں سب کیسے ہیں؟"

اس نے لب کاٹتے پوچھا تھا۔ محب خان نے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر لب بھینچ لیے تھے وہ انھیں کیا بتاتے کہ شازل خان اس کے لیے پاگل ہوا پڑا تھا-- گل خان اس کی یاد میں کئی کئی راتیں جاگتی رہتی ہیں--انھیں اپنی بیٹی کی یادیں سونے نہیں دیتی--

"تم ان سے ملنا چاہتی ہو؟"

نہ جانے کیا سوچ کر محب خان اس سے پوچھ بیٹھے تھے۔

"نہیں-- بابا میں ان دونوں کا سامنا نہیں کر پاوں گی-- میں اس دنیا کا سامنا نہیں کر پاوں گی--"

وہ گہرا سانس بھرتی تیزی سے بولی تھی۔ جس پر محب خان سر ہلا گئے تھے۔

"آجائیں کیک کٹ کرتے ہیں۔"

حیدر نے ماحول میں پھیلا تناو کم کرنے کے لیے کہا تھا۔ بہارے گل نے اداس سی مسکراہٹ کے ساتھ کیک کٹ کیا تھا۔اس موقع پر اسے شازل اور گل خان کی شدت سے یاد آئی تھی۔ مگر وہ ان کا سامنا کرنے کے لیے تیار نہیں تھی۔

کھانا کھانے کے بعد محب خان اسے اپنا خیال رکھنے کا بولتے وہاں سے چلے گئے تھے۔

لاونچ میں اب وہ دونوں ہی رہ گئے تھے۔ حیدر کے ساتھ برتن سمیٹتی وہ کیچن میں رکھنے لگی تھی۔

"تم رہنے دو بہار بیٹھ جاو۔۔"

حیدر نے اسے منع کیا تھا مگر وہ اس کی ایک کان سے سنتی دوسرے کان سے نکال چکی تھی۔

"تھینک یو۔۔ سرپرائز کے لیے۔۔"

وہ دھیرے سے بولی تھی۔

"ابھی تو میرا گفٹ باقی ہے۔۔ جاو باہر جاکر بیٹھو۔۔ میں ایک منٹ میں آیا۔۔"

اسے کیچن سے باہر جانے کا بولتا حیدر اپنے روم میں گیا تھا۔

"یہ کیا ہے؟"

بہارے گل نے پیکٹ دیکھتے پوچھا تھا۔ جب حیدر نے اسے کھولنے کا کہا تھا۔ وہ لب دباتی اسے کھولنے لگی تھی جس میں سے یورپ کے ٹور کی ٹیکٹس نکلی تھیں۔۔ بہارے گل نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

"ی۔۔یہ کیا ہے؟"

اس نے لب بھینچ کر پوچھا تھا وہ اچھے سے جانتی تھی اس کا اس ملک سے کیا اس گھر سے باہر نکلنا بھی ناممکن تھا۔

"ہم ٹور پر جارہے ہیں۔۔"

حیدر نے اسے سنجیدہ دیکھ کر کہا تھا۔

"میں کہیں نہیں جاسکتی یہ آپ بھی جانتے ہیں حیدر۔۔"

وہ ٹیکٹس ٹیبل پر پھینکتی بولی تھی۔

"اس پیکٹ کے اندر کچھ اور بھی ہے۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

حیدر کی بات سنتے اس نے پیکٹ کے اندر دیکھا تھا۔ جہاں ایک پاسپورٹ موجود تھا اس نے اسے نکالتے کھولا تھا جہاں اس کی تصویر موجود تھی مگر اس کا نام وغیرہ سب مختلف تھا اس کی تصویر بھی کافی حد تک مختلف لگ رہی تھی۔

"بہارے حیدر؟"

اس نے اپنا نام پڑھتے حیدر کی طرف دیکھا تھا جو محبتوں کا ایک سمندر لیے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے دل نے ناجانے کتنی مہینوں بعد ایک بیٹ مس کی تھی۔ اپنے جذباتوں سے گھبراتی وہ پاسپورٹ رکھتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

وہ اپنے کمرے کی طرف جانے لگی تھی جب حیدر نے اس کی کلائی تھامی تھی۔

"کیا ہوا بہار؟ کیا تمھیں کچھ برا لگا ہے؟"

وہ پریشانی سے اسے پوچھ رہا تھا۔ اس کا لمس اپنی کلائی پر محسوس کرتے اس نے بے ساختہ اپنے دوسرے ہاتھ سے حیدر کے ہاتھ پر تیزی سے ناخن مار ڈالے تھے۔

حیدر نے لب بھینچتے اس کے چہرے کے گھبرائے ہوئے تاثرات دیکھتے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔

"مجھے چھونے کی کوشش مت کریں۔۔"

وہ چیخی تھی۔

"میں اس سب کے لیے تیار نہیں ہوں جو آپ مجھ سے چاہتے ہیں۔۔"

وہ حیدر سے دو قدم پیچھے ہٹاتی اپنی مٹھیاں زور سے بھینچتی بولی تھی۔

"کہنا کیا چاہ رہی ہو تم بہار؟"

حیدر نے سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھتے پوچھا تھا۔

"مجھے اب مرد ذات پر بھروسہ نہیں رہا۔۔ کیا پتا میرے بارے میں کیا کیا سوچتے ہوں۔۔ آپ کی تو پہلے ہی نیت خراب تھی۔۔ اگر آپ کا بس چلتا تو اس وحشی کی طرح مجھے نوچ ڈالتے۔۔ آپ بھی ان جیسے لوگوں کی طرح ہیں۔۔ موقع کا فائدہ اٹھاتے ہی میرے باپ کا سہارہ لیتے مجھے خود سے باندھ لیا۔۔"

وہ غصے کی شدت سے چیختی کانپ اٹھی تھی۔

"کیا میں نے کبھی ایسا ظاہر کیا کہ مجھے تم سے اپنا حق لینا ہے؟ بہار مجھے تمھارا فائدہ اٹھانا ہوتا تو کب کا اٹھا چکا ہوتا۔۔"

حیدر اس سے دور ہٹتا بولا تھا۔

"اور خبردار جو میری پاکیزہ محبت کو ہوس کا نام دینے کی کوشش کی۔۔"

"میں سب برداشت کرسکتا ہوں مگر یہ الزام برداشت نہیں کروں گا بہار۔۔"

"اگر تم نہیں جانا چاہتی تو مت جاو۔۔۔ اگر تم چاہتی ہو میں تم سے نہ بات کروں تو تم آئندہ کے بعد کبھی میری آواز نہیں سنو گی۔۔ اگر تم اس گھر میں اکیلا رہنا چاہتی ہو تو ٹھیک ہے یہ گھر تمھارا تمھیں جو کرنا ہے بہار کرو۔۔ میری طرف سے تم آزاد ہو۔۔ مگر یہ سوچنے کی جرت بھی مت کرنا کہ میں کبھی تمھیں اس رشتے سے آزاد کروں گا۔۔"

اسے ششد دیکھتے حیدر اپنی بات مکمل کرتا اپنی چیزیں لیتا کمرے میں بند ہوگیا تھا۔ وہ اسے آدھی رات اکیلا چھوڑ کر جانا نہیں چاہتا تھا تبھی اپنے کمرے میں ببد ہوگیا تھا۔

بہارے گل پریشان اور شرمندہ سی اپنے کمرے میں بند ہوگئی تھی اپنی باتوں پر اسے شدیدہ شرمندگی ہوئی تھی۔ وہ جانتی تھی حیدر کے بارے میں وہ شدید غلط بول گئی تھی۔

زمین پر بیٹھتی وہ حیدر سے صبح معافی مانگنا کا سوچتی ناجانے کب سو گئی تھی۔

صبح جب وہ اٹھی تب تک حیدر جا چکا تھا اور اس کی کیئر ٹیکر واپس آچکی تھی۔

"حیدر کہاں ہے؟"

اس نے دھڑکتے دل سے پوچھا تھا۔

"وہ چلے گئے ہیں میم اب سے ٹوئنٹی فار سیون میں آپ کے ساتھ رہا کروں گی۔۔"

کئیر ٹیکر کی بات سن کر وہ چپ سی ہوگئی تھی۔

"حیدر سر اپنے دوسرے گھر شفٹ ہوگئے ہیں صبح ہی انھوں نے مجھے بتایا تھا۔۔ کیا آپ کو نہیں پتا تھا؟"

ملازمہ نے خاصی حیرت سے بہارے سے پوچھا تھا جس پر وہ خاموش رہ گئی تھی۔

"آپ پہلے مجھے ناشتہ بنا دیں بعد میں باقی کام کرلیجیے گا۔۔"

وہ بے دھیانی میں بولتی واپس کمرے میں چلی گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

دن آہستہ آہستہ گزرنے لگے تھے حیدر کے گھر آنے سے جو تھوڑی بہت رونق لگ جاتی تھی اب وہ بھی ختم ہونے لگی تھی۔ بہارے کئی کئی گھنٹوں اب ویسے ہی بیٹھے اپنی کھڑکی سے باہر نظر آتی سڑکوں کو گھورتی رہتی تھی۔

https://classicurdumaterial.com

دوسری طرف حیدر نے خود کو بری طرح اپنے کاموں میں مصروف کرلیا تھا رات کو جب وہ واپس اپنے گھر جاتا تو اسے کیئر ٹیکر فون پر بہارے گل کے بارے میں بتاتی تھی۔اس کے بارے میں جان کر وہ تھوڑا پرسکون ہوتا تھا۔ وہ چاہے جتنی بھی کوشش کر لیتا مگر بہارے گل کا خیال پل پل اس کے ساتھ رہتا تھا۔

"صائمہ آپی آپ کی حیدر سے بات ہوتی ہے؟"

بہارے گل نے کئی دنوں بعد حوصلہ کرتے کیئر ٹیکر سے پوچھ ہی لیا تھا۔

"جی میم۔۔"

کیئر ٹیکر کے جواب پر اس نے سر ہلایا تھا۔

"کی۔۔ کیا وہ میرے بارے میں پوچھتے ہیں؟"

اس نے لب کاٹتے اپنے ہاتھوں پر نظریں جمائے پوچھا تھا۔

"جی میم وہ تو آپ کی کافی فکر کرتے ہیں مجھے ہر وقت کہتے ہیں کہ آپ کے کھانے پینے کا اور ہر ضرورت کا خیال رکھا کرو۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

کیئر ٹیکر نے سر ہلاتے اسے بتایا تھا۔ اس کی بات سن کر وہ مزید اپنی باتوں کو یاد کر کے شرمندہ ہوتی اپنے روم میں چلی گئی تھی۔

ونڈو کے پاس بیٹھتے وہ باہر دیکھنے لگی تھی۔ حیدر کی غیر موجودگی میں دن گزارنا مشکل سے مشکل ہوتے جا رہے تھے۔

وہ کئی بار حیدر کو کال کرنے کا سوچ چکی تھی مگر ہر وقت کال کو دبانے سے پہلے اس کے سانس سوکھ جاتے تھے۔۔

"میم۔۔"

"کیا ہوا صائمہ آپی؟"

اپنے کمرے میں داخل ہوتی گھبرائی ہو کیئر ٹیکر کو دیکھتے بہارے گل نے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"میرے بھائی کا ایکسڈینٹ ہوگیا ہے مجھے ہوسپٹل سے ابھی کال آئی ہے میں حیدر سر کو کال کر رہی ہوں مگر وہ کال نہیں اٹھا رہے مجھے ابھی جانا ہوگا۔۔"

وہ پریشانی سے بول رہی تھی۔

"آپ فورا جائیں اگر پیسوں کی ضرورت ہو تو فورا بتائیے گا۔۔"

بہارے گل نے انھیں جوابا کہا تھا۔

"میں حیدر سر سے بات کرلوں گی۔۔"

"میں نے انھیں ویسے میسج کردیا ہے۔۔"

کیئر ٹیکر اسے بتاتی چلی گئی تھی۔

اکیلے گھر میں کیئر ٹیکر کے جانے کے بعد بہارے گل کو گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔۔ جیسے جیسے اندھیرا چھاتا جا رہا تھا اسے ڈر لگنے لگا تھا۔ ویسے اس نے سارے فلیٹ کی لائٹس اون کر رکھی تھی مگر پھر بھی اسے خوف محسوس ہورہا تھا۔

اچانک سے لائیٹ بھی چلی گئی تھی خوف سے اس کا دل بند ہونے لگے تھے۔ اپنے فون کو پکڑتے اس نے فورا ٹارچ لائٹ اون کی تھی۔ کانپتے ہاتھوں سے ڈرتے ہوئے اس نے حیدر کا نمبر ملایا تھا۔

"ہیلو؟" بہار۔۔؟"

"مجھے ابھی کیئر ٹیکر کا میسج ملا ہے میں بس آفس سے نکل ہی رہا ہوں۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

حیدر کی آواز سنتے اسے تھوڑی تسلی ہوئی تھی مگر اپنے ارد گرد گہرا اندھیرا اور خاموشی محسوس کر کے اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔

"ح۔۔حیدر ج۔۔جلدی آجائیں۔۔م۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔یہاں لائٹ آف ہوگئی ہے۔۔مجھے گھبراہٹ ہورہی ہے۔۔"

وہ کانپتی آواز میں بولی تھی۔

"میں بس پہنچ رہا ہوں گھبرانے کی اور ڈرنے کی ضرورت نہیں مجھ سے بات کرو۔۔"

"بتاو آج سارا دن کیا کیا تم نے؟"

حیدر نے موبائل بلو ٹوتھ سے کنکٹ کرتے موبائل ڈیش بورڈ پر پھینکتے تیزی سے ڈرائیونگ سٹارٹ کی تھی۔

"م۔۔میں نے صائمہ آپی کے ساتھ ناشتہ کیا تھا۔۔ پھر ایک بک پڑھی تھی۔۔ ح۔۔حیدر پلیز جلدی آجائیں۔۔"

وہ بولتے ہوئے آخر میں التجائیہ بولی تھی۔ حیدر کی بے ساختہ سٹئیرنگ ویل پر گرفت مضبوط ہوئی تھی۔

"میری آواز پر فوکس کرو بہار۔۔۔"

حیدر نے اسے تیز تیز سانس لیتے سن کر دوبارہ کہا تھا۔جس پر وہ ایک دم خاموش پر گئی تھی۔

"مجھ پر یقین ہے؟"

حیدر نے اس سے پوچھا تھا۔ جس پر وہ فوری بول گئی تھی۔

"جی۔۔"

"میں بس پہنچ رہا ہوں۔۔"

حیدر تیزی سے گاڑی سے نکلتا سڑھیوں کی طرف بھاگا تھا اس سارے ائیریا کی لائٹ آف لگ رہی تھی۔

"میں بس پہنچ گیا ہوں دروازہ کھولنے لگا ہوں۔۔"

فلیٹ کے باہر پہنچتے گہرا سانس لیتا اس نے دروازہ کھولا تھا جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا تھا بہارے گل تیزی سے اپنے کمرے سے نکلتی بھاگتے ہوئے اس کے سینے سے آکر لگی تھی۔۔ حیدر اس کی حرکت پر حیران رہ گیا تھا۔

"پھر لوگ کہتے ہیں میری نیت خراب ہے--"

وہ طنزیہ لہجے میں بولا تھا۔ بہار اس کی بات پر شرمندہ ہوگئی تھی۔

"آئی ایم سوری میں نے آپ کے بارے میں غلط بولا--"

وہ حیدر کی خوشبو خود میں اتارتی بولی تھی ایک مہینے بعد اسے اپنے پاس دیکھتے اسے سکون ملا تھا اس کے دور جانے پر اسے حیدر کی اہمیت کا معلوم ہوا تھا۔

"اچھا--"

حیدر نے اس کی بات پر سر ہلاتے اسے کندھے سے تھام کر سائیڈ پر کرنے کی کوشش کی تھی مگر حیدر اس پر اپنی گرفت مضبوط کر گیا تھا۔

"کیچن میں کینڈلز موجود ہوں گی--"

اسے کندھے سے تھام کر حیدر کیچن کی طرف لے گیا تھا بہارے گل نے مضبوطی سے اس کی شرٹ کو پکڑا ہوا تھا۔

کینڈلز نکالتے حیدر نے بمشکل بہار کو سائیڈ کرتے اسے جلایا تھا۔

"مجھے تھوڑی دیر پہلے ہی کیئر ٹیکر کا میسج آیا تھا ورنہ میں پہلے ہی آجاتا--"

وہ اسے لیتا کینڈل پکڑتا ٹی وی لاونچ میں آگیا تھا۔

"مجھ سے بات نہیں کریں گے--؟"

اسے خاموش محسوس کرکے وہ اپنی انگلیاں مڑوڑتے ہوئے بول رہی تھی۔

"تمھیں وقت اور سپیس کی ضرورت تھی میں نے تمھیں وہی دیا تھا--"

وہ جواب دیتا خاموش ہوگیا تھا۔

"حیدر--"

"بہار--"

"آپ جانتے ہیں میں مینٹلی ڈسٹرب تھی-- غصے میں غلط بول گئی تھی۔"

وہ لب کاٹتے بولی تھی۔

"غصے میں انسان اکثر سچ بول جاتا ہے--"

حیدر نے فورا جواب دیا تھا۔

''میں جانتی ہوں میرے لفظوں نے آپ کو تکلیف دی ہے اور میں شرمندہ بھی ہوں میں اگلے دن ہی آپ سے معافی مانگنا چاہتی تھی مگر آپ تو موقع ملتے ہی مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔۔''

وہ حیدر سے دور ہٹتی اس پر چڑھ دوڑی تھی۔

''میں نے تمھاری خواہش پوری کی تھی۔۔''

حیدر نے لب بھینچ کر جواب دیا تھا۔

''میری اور بھی خواہشات ہیں وہ تو پوری کی نہیں ہیں۔۔''

بہارے گل کے جواب پر اس نے بہار کو گھور کر دیکھا تھا جو اسے ہی کھاجانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

''میں تمھاری سوری ایکسپٹ کر رہا ہوں اس کے بعد ہم مزید بحث نہیں کریں گے۔۔''

حیدر کی بات پر وہ منہ بناتی خاموش ہو گئی تھی۔

''میرا اب اس بند گھر میں دم گھٹتا ہے۔۔''

وہ تھوڑی دیر بعد دوبارہ بولی تھی۔

"میں ٹور پر جانا چاہتی ہوں-- جو مجھے آپ نے گفٹ کیا تھا۔"

وہ حیدر کے خاموش رہنے پر مزید بولی تھی۔

"وہ ٹیکٹس میں پھینک چکا ہوں--"

حیدر نے اسے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔

"سچی؟"

اس نے بےیقینی سے پوچھا تھا حیدر نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"کہاں جانا چاہتی ہو بتاو مجھے؟ میں وہاں کی ٹیکٹس بک کروا لیتا ہوں--"

حیدر نے اس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔

"میں کہیں دور جانا چاہتی ہوں جہاں مجھے کوئی جانتا نہ ہو--"

اس نے اپنے گرد بازو لپیٹتے کہا تھا۔ حیدر نے سر ہلاتے سوچ لیا تھا وہ اسے کہا لے جانا چاہتا ہے--

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

#\

https://classicurdumaterial.com/

(حال)

"کیسا لگ رہا ہے نورے شازل خان؟"

اس نے اپنے دکھتے سر سے نظریں اٹھا کر نا سمجھی سے اپنے سامنے کھڑے آدمی کو دیکھا تھا۔

"ک۔۔کون ہو تم؟"

اس نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا تھا خوف سے اس کی دھڑکنیں بڑھ گئیں تھیں ہتھیلیوں میں پسینہ آنے لگا تھا۔

"تم مجھے شاید نہیں جانتی ہو۔۔ مگر میں تمھیں جانتا ہوں اور تمھارا شوہر مجھے کافی اچھے سے جانتا ہے۔۔"

وہ عجیب سے انداز میں نورے کے بالوں کو چہرے سے ہٹاتا بولا تھا۔

"ڈونٹ ٹچ می۔۔"

وہ چیخی تھی۔ساتھ ہی جھٹکے سے اپنا چہرہ دور کرچکی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

"ہاہاہا۔۔ میں نے سنا تو بہت تھا کہ تم بہت تیز لڑکی ہو۔۔آج تم سے بات کر کے پتا بھی چل گیا ہے۔۔"

وہ جھٹکے سے نورے کے بالوں کو مٹھی میں دبوچ کر کھینچتا ہوا بولا تھا۔

"آہہ۔۔شازل تمھیں چھوڑے گا نہیں۔۔"

وہ تکلیف سے نکلتی چیخ کو دباتی تیز لہجے میں بولی تھی۔مقابل اس کی بات پر غصے سے سرخ ہوا تھا۔

"ابھی اس کی باری ہے اپنے گناہوں کی سزا چکانے کی۔۔"

"چھوٹے۔۔وہ ڈبا لے کر آو۔۔"

نورے کا کرسی سے بندھا ہاتھ تھام کر مقابل نے چاقو نکالتے اس کے ہاتھ پر ایک گہرا کٹ لگایا تھا۔تکلیف کے احساس سے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔اس نے اپنے ہاتھ کی مٹھی بنانی چاہی تھی مگر مقابل نے اسے ناکام کر دیا تھا۔

"نو بے بی۔۔یہ تمھارے اس قابل شوہر کو تحفہ بھیجنا ہے۔۔"

نورے کے ہاتھ کو دبا کر خون ایک چھوٹے سے باکس میں جمع کرتے وہ اس کا ہاتھ جھٹکے سے چھوڑ چکا تھا۔

"اس کے ہاتھ کی پٹی کرو اتنی جلدی ہم اسے مرنے نہیں دے سکتے۔۔"

وہ خون سے بھرا باکس لیتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

نورے نے گہرا سانس بھرتے اپنے ہاتھ میں اٹھتی تکلیف کو محسوس کرتے اپنے ہونٹ بھینچ لیے تھے۔۔

"شازل۔۔"

"پلیز جلدی آجائیں۔۔"

وہ آنکھیں میچتی بولی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"دانین۔۔"

"میرے پاس بیٹھو مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔"

https://classicurdumaterial.com

آغا خان نے دانین کو اپنے پاس بیٹھنے کا کہا تھا۔ انھوں نے اسے کئی سال بعد آخر کار اپنے اور ملائکہ کے نکاح کے بارے میں بتانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

"جی بابا؟؟"

ان کے پاس بیٹھتے دانین نے مسکرا کر پوچھا تھا۔

"ملائکہ کئی سالوں سے میرے نکاح میں ہے-- تم برا نہ مان جاو اس لیے ہم نے کبھی تمھیں نہیں بتایا تھا اور میں چاہتا تھا ملائکہ اپنا سارا وقت تمھیں دے اس لیے ہم نے اس رشتے کو کبھی اس نام نہاد رشتے کو آگے نہیں بڑھایا تھا--"

آغا خان بنا اس کی طرف دیکھے بول رہے تھے--

"ملائکہ کی ایک بیٹی تھی میں جانتا تھا وہ کہاں ہے مگر اس کی توجہ تم سے نہ ہٹے اس لیے میں نے اسے کبھی نہیں بتایا-- بلکہ اسے زبردستی اپنے ساتھ باندھ لیا تاکہ وہ ہم سے دور نہ جاسکے "

آغا خان نے لب بھینچتے اسے سچائی بتائی تھی۔

"کیا بول رہے ہیں بابا؟؟ "

"کہہ دیں یہ جھوٹ ہے--!!"

وہ ان کے قریب سے اٹھتی چیخ پڑی تھی۔

"ملائکہ میری بیوی ہے--"

آغا خان نے لب بھینچ کر جواب دیا تھا۔

"بابا آپ نے مجھ جیسی خود غرض لڑکی کے لیے ایک ماں کو اس کی اولاد سے الگ کر دیا؟؟"

"مجھے اس سے کوئی مسئلہ نہیں وہ آپ کی بیوی ہیں یہ آپ کے اور ان کے درمیان ہے-- مگر بابا زبردستی کسی کو ساتھ رکھنا کہاں کا انصاف ہے--؟؟"

"مجھے تو حیرت ہے آپ نے اب تک انھیں ان کی بیٹی سے ملوایا کیوں نہیں؟؟"

"اگر آپ کو ان کا زرا سا بھی احساس ہے تو انھیں ان کی اولاد سے ملوا دیں--"

وہ آغا خان کی طرف بے یقینی سے دیکھتی بولی تھی۔

"مجھے اب یہ نہیں پتا وہ کہاں ہے جس کو میں نے اس کی بیٹی دی تھی وہ شخص پچھلے چھ مہینوں سے غائب ہے--"

آغا خان نے لب بھینچ کر جواب دیا تھا۔ ان کے جواب پر دانین نے انھیں افسوس سے دیکھا تھا۔

"بابا ملی نے ہمیشہ میری دیکھ بھال کی یہاں تک جب میں بھٹک گئی تھی تب بھی وہ میری بدتمیزی کے باوجود میرا خیال رکھتی اس حادثے کے بعد انھوں نے میرا پل پل ساتھ دیا آپ جانتے تھے سفیان کے پاس جانے کا فیصلہ میرا تھا مگر آپ نے ہمیشہ ملی کو ذمہ دار ٹھہرایا۔۔ میں ہمیشہ خاموش رہی لیکن مجھے لگتا ہے اگر میری ماں بھی زندہ ہوتی تو شاید میرا اس طرح خیال نہ رکھ پاتی۔۔ میں ملی کی قرض دار ہوں۔۔ بلکی آپ بھی ان کے قرض دار ہیں بابا انھوں نے مجھے ہمیشہ اندھیرے سے ڈوبنے سے بچایا ہے۔۔"

"میں خود آپ سے بابا ہاتھ جوڑ کر التجا کر رہی ہوں انھیں ان کی اولاد سے ملوا دیں۔۔"

دانین کی باتیں سن کر آغا خان اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ گئے تھے۔

"مجھے اس وقت نہیں پتا وہ کہاں ہے۔۔"

آغا خان پریشانی سے بولے تھے۔

"بابا آپ کوشش تو کریں۔۔!!"

دانین پر زور لہجے میں بولی تھی۔

"رہنے دو دانین۔۔ وہ کونسا ان کی اولاد تھی جو یہ اسے ڈھونڈنے کی کوشش کریں۔۔"

ملائکہ نے کمرے میں داخل ہوتے نم لہجے میں کہا تھا۔ ملائکہ کی آواز سنتے آغا خان نے جھٹکے سے اپنا سر اٹھایا تھا۔

"ملائکہ۔۔!"

"خبردار!! جو مجھ سے کوئی جھوٹ بولا۔۔ مجھے مزید آپ کی جھوٹی باتیں نہیں سننی۔۔"

"آپ کو زرا رحم نہ آیا مجھ سے میری اولاد دور کرتے۔۔ ؟؟ کس مٹی کے بنے ہیں آپ؟؟ اتنے خودغرض؟؟ مجھے نفرت ہے اس لمحے سے جب میں آپ سے ملی تھی۔۔"

ملائکہ چیخی تھی۔

"تم جاننا چاہوں گی دانین تمھارے باپ نے مجھ سے نکاح کیسے کیا؟؟"

ملائکہ نے دانین کی طرف رخ پھیرتے سوال کیا تھا۔

"ملائکہ۔۔"

آغا خان نے انھیں خاموش کروانا چاہا تھا۔

"تمھارے اس باپ نے مجھ سے زبردستی میری مرضی کے خلاف جاکر نکاح کیا تھا۔ میں اس شخص کی دوبارہ شکل بھی نہ دیکھتی۔۔ اس نے میرے پہلے شوہر کو میری نظروں کے سامنے قتل کیا تھا۔۔!!"

ملائکہ کی بات سن کر دانین نے پھیلی آنکھوں سے منہ پر بے ساختہ ہاتھ رکھتے آغا خان کی طرف دیکھا تھا۔

"اسے یہ بھی بتا دو تمھارا پہلا شوہر کیسا تھا؟؟ اور کیا کرنے جا رہا تھا۔۔ اگر میں اسے نہ روکتا وہ تمھیں اور تمھاری بیٹی کو مار دیتا۔۔"

آغا خان لب بھینچ کر بولے تھے۔

"یہ تو بہانہ تھا نیت تو آپ کی پہلے ہی خراب تھی۔۔"

"آپ اپنی بیٹی کو جو صفائی دینی ہے دیتے رہیں لیکن مجھے میری بیٹی ایک ہفتے کے اندر اندر میرے پاس چاہیے ورنہ آپ کے خلاف رپورٹ کروا دوں گی اور اسے دھمکی مت سمجھیے گا میں یہ کر گزروں گی۔۔ مزید میں اب آپ کی جھوٹی باتوں میں آنے والی نہیں ہوں۔۔"

ملائکہ آغا خان کی آنکھوں میں دیکھتی اٹل لہجے میں بولتی وہاں سے چلی گئی تھیں۔

"بابا۔۔!!"

"جیسا تم سمجھ رہی ہو ویسا نہیں۔۔۔"

"تم ابھی جاو یہاں سے میں تم سے بعد میں بات کروں گا۔۔"

آغا خان دانین کی طرف سے رخ پھیرتے بولے تھے۔ دانین خاموشی سے لب بھینچ کر وہاں سے چلی گئی تھی وہ تو سری باتیں جان کر ہی لاجواب ہوگئی تھی۔

انھیں لگتا تھا کہ ملائکہ کو ان کی بیٹی سے دور رکھ کر صحیح کر رہے ہیں مگر وہ تو ناجانے کتنا بڑا گناہ کر بیٹھے تھے۔۔ اپنا ماتھا مسلتے انھوں نے انوسٹیگیٹر کو کال ملائی تھی جو ملائکہ کی بیٹی کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"مجھے ایک ہفتے کے اندر اندر انفارمیشن چاہیے وہ شخص کہاں غائب ہوا ہے اور اس کی بیٹی کہاں گم گئی ہے۔۔"

انھوں نے اس کے کال اٹھاتے ہی یہ بات کہی تھی۔ وہ بس جلد سے جلد ملائکہ کو ان کی بیٹی لوٹانا چاہتے تھے ورنہ انھیں ڈر تھا کہ ملائکہ کہیں یہاں سے جانے کا ہی نہ بول دیں۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

اپارٹمنٹ کے دروازے پر ہوتی بیل کی وجہ سے محب خان اور شازل خان ماضی سے حال میں لوٹے تھے۔ محب خان کو دیکھتا شازل اٹھتا باہر گیا تھا۔

اب تقریبا شام ہونے والی تھی۔دروازہ کھولتے اس نے ارد گرد دیکھا تھا جہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

وہ ماتھے پر بل ڈالے دروازہ بند کرنے لگا تھا جب اچانک اس کی نظر زمین پر دیوار کے ساتھ پڑے پیکج کی طرف گئی تھی۔

اس نے ارد گرد دیکھتے وہ پیکج اٹھا لیا تھا۔

"کون تھا شازل؟"

محب خان نے اسے دیکھتے پوچھا تھا۔

"پتا نہیں کون تھا۔۔ یہ پیکج باہر پڑا ہوا تھا۔"

شازل نے پیکج کے گرد سے لفافہ ہٹاتے کہا تھا وہ دونوں غور سے پیکج کو دیکھ رہے تھے جس میں سے کچھ تصویریں اور ایک باکس نکلا تھا ساتھ ہینڈ ریٹن نوٹ تھا۔

تصویروں پر نظر پڑتے ہی شازل ایک پل کو ساکت رہ گیا تھا۔ تصویریں اٹھاتے اس نے غور سے دیکھا تھا جہاں نورے کو کرسی سے باندھا گیا تھا۔ اور اس کے ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی نظر باکس کی طرف گئی تھی۔ باکس کو کھولتے ہوئے اس کے ہاتھ لرز گئے تھے۔

"شازل۔۔"

محب خان نے اس کی حالت دیکھتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا جب شازل نے جھٹکے سے وہ باکس کھول دیا تھا اس میں خون دیکھتے وہ باکس گرا چکا تھا۔ اس کی نظر خط پر گئی تھی جس میں لکھا گیا تھا کہ نورے ان کے قبضے میں ہے۔۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں بتایا گیا تھا۔

"یہ جھوٹ ہے۔۔"

اس نے کھڑے ہوتے پاگلوں کی طرح اپنا موبائل ڈھونڈتے نورے کو کال ملائی تھی۔ مگر اس کا نمبر بند جا رہا تھا۔

"شازل۔۔ کالم ڈاون۔۔ تم پینِک ہو رہے ہو۔۔"

محب خان نے معاملے کے سنگین پن کو محسوس کرتے شازل کو کہا تھا مگر وہ تو مکمل طور پر حواس بختہ ہوچکا تھا۔

"آپ سمجھ رہے ہیں ان تصویروں کا مقصد؟؟ میری بے قصور بیوی کسی سائیکو انسان کے قبضے میں ہے۔۔"

"جب تک میں اسے اپنے سامنے نہ دیکھ لوں مجھے سکون نہیں آئے گا۔۔ "

"میں نورے کو دیکھنے یونیورسٹی جا رہا ہوں۔۔"

وہ اپنی گاڑی کی چابیاں اٹھاتا نکل گیا تھا۔

"شازل۔۔ ہمیں پولیس میں کمپلین کرنی چاہیے۔۔"

محب خان نے اس کا بازو پکڑتے کہا تھا۔ وہ جانتے تھے شازل کو بات سمجھنے میں وقت لگ رہا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"پولیس؟"

"بابا کس خوش فہمی میں ہیں آپ؟ وہ کبھی ہماری مدد نہیں کر پائیں گے--"

وہ لب بھینچ کر اپنا بازو ان کی گرفت سے نکالتا وہاں سے چلا گیا تھا۔ شازل کے جاتے محب خان بھی فورا گھر کے لیے نکل گئے تھے تاکہ گھر جاکر دیکھ سکیں کہ سب صحیح سلامت ہیں--

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ پوری یونیورسٹی چھان چکا تھا مگر اسے نورے کہیں نہیں ملی تھی۔ اپنی گاڑی میں بیٹھے اس نے اپنے بال انگلیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔

کچھ سوچتے اس نے عسکری کو کال ملائی تھی۔

"عسکری مجھے نورے کی لاسٹ لوکیشن بتاو-- اور جتنے بھی لوگ اس وقت فری ہیں انھیں نورے کو ڈھونڈنے میں لگا دو--"

وہ عسکری کو ساری بات بتاتا بولا تھا۔

"اچھا دو منٹ رکو--!!"

"لاسٹ لوکیشن یونیورسٹی سے کچھ دور کی ہے اس کے بعد اس کا سگنل لوسٹ ہوچکا تھا۔"

عسکری نے اسے بتایا تھا۔

"ڈیم اٹ۔۔!!"

وہ سٹئیرنگ ویل پر ہاتھ مار کر بولا تھا۔ جب اچانک اسے اپنے موبائل پر ایک ایم ایم میسج ریسیو ہوا تھا۔

"ایک منٹ عسکری تم ہولڈ کرو۔۔"

شازل نے اسے بولتے ویڈیو اوپن کی تھی جس میں نورے بری طرح رو رہی تھی جب کہ اس کے بالوں کو کسی نے اپنی گرفت میں جکڑا ہوا تھا۔ اس میں صرف نورے کا چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"ڈیم اٹ۔۔!!!"

"عسکری میں نے تمھیں ایک نمبر فارورڈ کیا ہے فورا اس کی لوکیشن ڈھونڈو۔۔!!"

اس نے تیز لہجے میں جبڑے بھینچے کہا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

ضبط سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

اسے ایک ٹیکسٹ میسج بھی ریسیو ہوا تھا جس میں صرف ایک لائن لکھی ہوئی تھی۔

"کیسا لگ رہا شازل خان اپنی بیوی کو اس حالت میں دیکھ کر۔۔"

شازل کا غصے سے پارہ مزید ہائی ہوگیا تھا جبکہ نورے کا سوچ کر دل میں ٹیسیں سی اٹھنے لگی تھیں۔

"شازل نمبر بند ہوچکا ہے لاسٹ لوکیشن یونیورسٹی کی ہی آرہی ہے۔۔"

عسکری کے جواب پر وہ کال کٹ کر گیا تھا۔

موبائل ڈیش بورڈ پر پھینکتے گاڑی کو تیزی سے چلاتے اس کا رخ شاہ پیلس کی طرف تھا۔

گاڑی سے اترتے اسے گارڈ نے روکا تھا۔ مگر وہ اسے ہٹاتا گھر کے اندر چلا گیا تھا۔

"شاہزیب۔۔!!"

"مجھے شاہزیب سے بات کرنی ہے۔۔"

افرحہ کو دیکھتا وہ ایک پل کو رکتا بولا تھا۔

"وہ اپنے روم میں ہیں میں انھیں بلاتی ہوں بیٹھیں آپ۔۔"

"میرے پاس بیٹھنے کا وقت نہیں مجھے شاہزیب سے بات کرنی ہے۔۔"

وہ ابھی بول ہی رہا تھا جب شاہزیب فریش سا نیچے آیا تھا وہ شازل کو دیکھتا رک گیا تھا۔

شازل اور اس کے درمیان لڑائی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہی تھی کہ ماضی میں شازل نے اسے ڈرگز استعمال کرتے دیکھ لیا تھا اور اسی رات وہ گرفتار بھی ہوگیا تھا جس جگہ وہ ڈرگز کا استعمال کرتا تھا وہاں پولیس کی ریڈ کے درمیان اسے گرفتار کر لیا گیا تھا۔

حاتم شاہ کی وجہ سے اس پر کیس نہیں بنا تھا مگر اسے پتا چلا تھا کہ اسے شازل نے پھنسایا ہے جو یونیورسٹی میں اس کا کلاس فیلو تھا مگر دونوں کی آپس میں زرا بھی نہیں بنتی تھی۔ ماضی میں جہاں شاہزیب اندھیروں میں جی رہا تھا تب شازل خوشحال زندگی گزار رہا تھا شاید اسی وجہ سے وہ دونوں ایک دوسرے سے چڑتے اور نفرت کرتے تھے۔ ان کی لڑائی یہاں ہی ختم نہیں ہوئی تھی شاہزیب نے شازل سے بدلہ لینے کے لیے اس کے فائینل پیپر کے دوران اس پر چیٹنگ کا الزام لگایا تھا جس سے اس کا پیپر کینسل ہوگیا تھا مگر آغا خان کی مدد سے شازل نے ثابت کردیا تھا ایسا کچھ نہیں ہے مگر اس کے بعد ان کی پکی دشمنی شروع ہوگئی تھی۔

"مجھے یقین نہیں تھا میں کبھی ایسا بولوں گا۔۔ مگر شاہزیب مجھے تمھاری مدد چاہیے۔۔!!"

شازل کی حالت دیکھتے شاہزیب کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"نورے ٹھیک ہے؟"

اپنی بہن کے خیال پر اس کا دل سکڑ گیا تھا۔ شازل نے اس کے جواب پر نفی میں سر ہلایا تھا۔

اس نے شاہزیب کو سائیڈ پر لے جاتے ساری بات بتائی تھی۔

"میں پولیس کے پاس نہیں جاسکتا۔۔ لیکن تم جاسکتے ہو۔۔ تم جسے بھی جانتے ہو اس کی مدد لو نورے کو ڈھونڈنے کے لیے۔۔"

شازل نے اسے لب بھینچ کر کہا تھا۔

"تم پولیس کے پاس کیوں نہیں جاسکتے۔۔"

اس نے شازل کو غصے سے گھورتے پوچھا تھا۔

"کچھ وجوہات ہیں۔۔ تم پولیس رپورٹ کرواو میں تمھارا ساتھ دوں گا مگر اگر میں نے ڈائریکٹ خود رپورٹ کروائی تو انھیں زیادہ جلدی پتا چل جائے گا۔۔"

"تم ان کا دھیان پولیس کی طرف کرواو میں تب تک اپنی کوشش کرتا ہوں--!!"

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا تھا۔

"کیا تمھاری بلڈنگ میں سکیورٹی سسٹم لگا ہے؟؟"

شاہزیب نے سوچتے ہوئے پوچھا تھا جہاں اس کا دل نورے کے لیے پریشان تھا وہاں ہی اس کا دماغ تیزی سے چل رہا تھا۔

"ہاں--"

"تو پھر پتا لگواو کس نے وہ پیکج ڈیلیور کیا ہے--!!"

"میں اپنی کوشش کرتا ہوں تم بھی کوشش کرو-- اپنا نمبر مجھے دو میں اپڈیٹ ملتے ہی تمھیں کال کر دوں گا۔"

شاہزیب نے اس کی حالت دیکھتے اسے مزید خود کو کچھ کہنے سے روک لیا تھا۔

"اوکے--!"

اس نے گہرا سانس بھرتے اپنا نمبر ایکسچینج کرتے عسکری کو کال ملائی تھی۔

وہ وہاں سے نکلتا تیزی سے اپنی بلڈنگ کی طرف گیا تھا تاکہ وہاں کی فوٹیج دیکھ سکے--

https://classicurdumaterial.com

وہ سیدھا اپنے اپارٹمنٹ کی بلڈنگ میں آیا تھا سکیورٹی روم میں جاتے کیمرہ چیک کرتے اس کی نظر میں وہ شخص آگیا تھا جس نے وہ پارسل اس کے اپارٹمنٹ کے سامنے رکھا تھا۔

اس کی تصویر کھینچتے اس نے عسکری کو بھیجی تھی۔

"عسکری اس شخص کی شکل ڈیٹابیس میں چیک کرکے اس کا ڈیٹا نکالو میں تمھارے اپارٹمنٹ پر آرہا ہوں۔۔!"

کال بند کرتے وہ سیدھا اپارٹمنٹ کی طرف گیا تھا۔

پیشانی پر بکھرے بال۔۔ سلوٹ زدہ شلوار قمیض۔۔۔ پریشانی سے مدھم ہوتی آنکھیں۔۔وہ شکل سے ہی بری حالت میں لگ رہا تھا۔

تیزی سے بلڈنگ میں داخل ہوتے وہ عسکری کے پاس گیا تھا۔

"عسکری تمھ۔۔۔"

اس کے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلتے ہی وہ بولنے لگا تھا جب حیدر کو اپنے سامنے دیکھتے وہ خاموش ہو گیا تھا۔

ایک پل کو دونوں طرف خاموشی چھا گئی تھی۔

"ہم تمھارا ہی انتظار کر رہے تھے۔۔ اس شخص کا پتا چل گیا ہے وہ یہاں سے کچھ دیر ایک گراج میں مکینک ہے۔۔میں نے عسکری سے ایڈریس لے لیا ہے ہمیں ابھی نکلنا چاہیے۔۔"

حیدر اسے دیکھتے ہی بولا تھا۔ شازل اسے ساکت نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے تمھاری مدد کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

وہ اکھڑے لہجے میں بولا تھا۔

"تمھاری میرے ساتھ جو بھی ناراضگی ہے وہ ہم بعد میں سولو کر لیں گے اب ہمیں چلنا چاہیے۔۔"

حیدر اسے بولتا ہی باہر نکل گیا تھا شازل اس کی پشت کو گھورتا اس کے ساتھ چل پڑا تھا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہی تھا جب اسے شاہزیب کی کال آئی تھی۔

"میں نے پولیس رپورٹ کروا دی ہے۔۔ تم کہاں ہو اس وقت؟"

شاہزیب نے اس سے پوچھا تھا۔

"مجھے اس شخص کا پتا چل گیا ہے جس نے مجھے پارسل ڈلیور کیا تھا۔۔ میں وہاں ہی جا رہا ہوں۔۔ تمھیں ایڈریس سینڈ کر رہا ہوں۔۔"

اس نے بولتے ہی کال کٹ کی تھی حیدر نے اسے ایڈریس سینڈ کیا تھا جو وہ شاہزیب کو فارورڈ کر چکا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

شازل اور حیدر سے پہلے شاہزیب وہاں پہنچ چکا تھا۔ شاہزیب ان دونوں کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ لوگ گراج سے کچھ دور موجود تھے۔

"مجھے پہلے اندر جانے دو۔۔ مجھے وہ آدمی پہچانے گا نہیں تم دونوں کو وہ شاید پہچان جائے۔۔"

حیدر کی بات پر وہ دونوں متفق ہوئے تھے۔

"ہمیں چوکنا رہنا پڑے گا۔۔ ہم اسے بھاگنے کا موقع نہیں دے سکتے۔۔"

شاہزیب نے ان دونوں کو دیکھتے کہا تھا۔

"میں مزید صبر نہیں کرسکتا تم جاو۔۔ حیدر۔۔"

شازل ضبط کی انتہا پر لگ رہا تھا۔

"اوکے۔۔"

حیدر شازل کی گاڑی لیتا گراج میں گیا تھا جبکہ وہ دونوں گراج کے باہر ہی کھڑے تھے۔

"ٹارگٹ میرے سامنے ہے۔۔ اور وہ اکیلا ہے اندر آجاو۔۔"

حیدر نے گاڑی سے باہر اس شخص کو دیکھتے ہوئے اپنے کان میں لگے بلوٹوتھ میں کہا تھا۔

"ہم آرہے ہیں تم اسے باتوں میں لگاو۔۔"

شازل نے حیدر کو بولتے شاہزیب کو اندر چلنے کا اشارہ کیا تھا۔ اپنی گن لیتے منہ جھکائے شازل شاہزیب کے ساتھ تیزی سے گراج کی طرف بڑھے تھے۔۔

"جی سر؟"

اس آدمی نے گاڑی کے قریب آتے حیدر کو دیکھتے پوچھا تھا۔

"مجھے اس کار کی سروس کروانی ہے۔۔"

وہ گاڑی سے باہر نکلتا اس شخص کے سامنے کھڑا ہوگیا تھا۔

"ہوجائے گی سر۔۔"

وہ حیدر کو دیکھتا بولا ہی تھا جب اس کی نظر اچانک گراج کے اندر داخل ہوتے شاہزیب اور شازل کی طرف گئی تھی۔ وہ شخص حیدر کو دیکھتا تیزی سے اسے دھکا دیتا گراج سے باہر بھاگنے لگا تھا جب شاہزیب نے گراج کا شٹل بند کردیا تھا۔ وہ شخص ان تینوں کو دیکھتا وہاں پڑا لوہے کا ڈنڈا اٹھا چکا تھا۔

"ہمیں تم سے بس کچھ سوال کرنے ہیں تم چاہو تو آرام سے جواب دے دو ورنہ ہم زبردستی اگلوانا جانتے ہیں۔۔"

شاہزیب نے اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے کہا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں پتا۔۔ میرا راستہ چھوڑ دو۔۔"

وہ ان تینوں کو گھور کر دیکھتے بولا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"یہ ایسے نہیں ماننے والا۔۔"

شازل نے بولتے ہی اپنی گن اٹھاتے اس کے ہاتھ کا نشانہ لیا تھا۔ اس آدمی کی چیخیں نکل گیئں تھیں جبکہ ڈنڈا اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گیا تھا۔ حیدر اور شاہزیب نے شازل کو دیکھا تھا۔ جو غصے سے بھرا اس آدمی کی طرف بڑھا تھا۔

"تم رک جاو شازل میں اس سے پوچھتا ہوں۔۔"

شاہزیب نے اسے روکتے کہا تھا۔ شازل نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا تھا۔

"پیچھے ہٹ جاو۔۔ شاہزیب۔۔"

شازل لب بھینچ کر بولا تھا۔

"شازل شاہزیب کو پوچھنے دو تم غصے میں اس کی جان بھی لے سکتے ہو۔۔ اور ہمیں اس وقت صرف ایڈریس چاہیے خون خرابہ نہیں۔۔"

حیدر کی بات پر وہ رک گیا تھا۔ شاہزیب اس آدمی کے پاس گیا تھا۔

"تمھیں وہ پارسل کس نے شازل کے گھر ڈیلیور کرنے کا کہا تھا۔۔"

اس کو کالر سے پکڑ کر اٹھاتے شاہزیب نے پوچھا تھا۔ مگر وہ تکلیف سے چیخی جا رہا تھا۔

اپنی گن نکالتے شاہزیب نے اس آدمی کے سر پر رکھی تھی۔

"مجھے مجبور مت کرو میں تمھاری جان لے لوں۔۔ جو پوچھا ہے اس کا جلدی سے جواب دے دو۔۔"

شاہزیب چٹانوں سی سختی سے بولا تھا۔

"و۔۔وہ میرا دوست ہے میرے ساتھ رہتا ہے اس نے مجھے کہا تھا اگر میں نے پارسل ڈیلیور کیا تو مجھے بیس ہزار ملیں گے۔۔ میں نے بس وہ ڈیلیور کیا تھا۔۔ مجھے نہیں پتا اس میں کیا تھا۔۔"

وہ روتا ہوا بولا تھا۔

"اس دوست کا نام ، ایڈریس اور فون نمبر دو۔"

شاہزیب نے اسے جھنجھوڑتے کہا تھا۔

"م--میرے موبائل میں اس کا نمبر ہے-- اس کا نام مزمل ہے-- وہ یہاں سے کچھ دور ہی رہتا ہے--"

وہ اٹک اٹک کر بولا تھا۔ اس کا موبائل رومال سے اٹھاتے حیدر مے مزمل کا نمبر نوٹ کرتے عسکری کو سینڈ کیا تھا۔

"عسکری نمبر ٹریس کر رہا ہے--"

حیدر نے ان دونوں کو بتایا تھا۔ جس پر وہ سر ہلا گئے تھے۔ جبکہ شازل کی بے چینی وقت گزرنے کے ساتھ بڑھتی چلی جا رہی تھی-- وہ اس آدمی کو پھینکتے گراج سے نکل آئے تھے--

"لوکیشن مل گئی ہے-- یہ شہر کے باہر کسی فکٹری کی ہے-- عسکری کے مطابق کے فکٹری کافی دیر سے بند پڑھی ہے--"

شازل عسکری کی کال سنتا تیزی سے گاڑی میں بیٹھا تھا۔ حیدر اور شاہزیب فورا اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھے تھے۔

شازل نے ایک گھنٹے کا سفر آدھے گھنٹے میں مکمل کر لیا تھا۔ وہ لوگ فکٹری سے کچھ دور کھڑے تھے ۔ شازل تو فورا اندر جانا چاہتا تھا مگر شاہزیب اور حیدر نے اسے بمشکل روک رکھا تھا۔

"عسکری کے مطابق بلڈنگ کے گراونڈ فلور پر ہی وہ آدمی موجود ہے یقینا نورے بھی وہاں موجود ہوگی۔۔"

حیدر نے ان دونوں کی طرف دیکھتے بتایا تھا۔

"ہم تینوں الگ الگ طرف سے حملہ کریں گے۔۔ عسکری کو کال کردو۔۔ کہ وہ کچھ دیر بعد پولیس کو کسی اور نمبر سے کال کرکے اس جگہ کا پتا دے دے۔۔"

شاہزیب نے سوچتے ہوئے کہا تھا۔

"میں پہلے جاوں گا۔۔ میں مزید وقت اس فضول کی پلاننگ میں ضائع نہیں کرسکتا وہ لوگ ناجانے نورے کو کتنی تکلیف پہنچا رہے ہوں۔۔"

شازل ضبط سے بولتا گاڑی سے نکل گیا تھا۔ شاہزیب اور حیدر بھی اس کی پیچھے ہی نکل آئے تھے۔

"تم اس کے پیچھے جاو حیدر۔۔ میں دوسری طرف سے جاتا ہوں۔۔"

شازل کو دیکھتے شاہزیب نے حیدر سے کہا تھا۔ جس پر وہ سر ہلاتا فورا شازل کے پیچھے چل پڑا تھا۔

شازل اپنے ارد گرد دیکھتا اندر داخل ہوا تھا۔۔ راستے کے مطابق سیدھا جاتے وہ دائیں طرف مڑتا بائیں طرف موجود جگہ کی طرف گیا تھا حیدر کو اپنے پیچھے آتے دیکھ کر وہ اسے اگنور کر گیا تھا۔

دیوار کے پیچھے سے جھانکتے اس نے اندر کی طرف دیکھا تھا۔ جہاں صرف دو لوگ موجود تھے جبکہ نورے کرسی سے بندھی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ بالوں کی آڑ میں چھپا ہوا تھا تبھی اس کا چہرہ اتنا صاف دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

شازل اپنی گن اٹھاتا ان کا نشانہ لینے لگا تھا جب حیدر نے اسے روکا تھا۔

"تین لوگ اوپر والے فلور پر کھڑے ہیں۔۔ تم انتظار کرو میں اوپر جاتا ہوں۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ سرگوشی میں بولتا اوپر کی طرف اشارہ کرتا بولا تھا۔ شازل اس کی بات پر رک گیا تھا۔ مگر اس سے زرا صبر نہیں ہورہا تھا۔ نورے کی کرسی کے گرد خون دیکھتے اس کے اعصاب تن گئے تھے۔۔

حیدر نے اوپر جاتے ایک شخص کی گردن مڑوڑ دی تھی جبکہ تیزی سے دوسرے شخص کا نشانہ گن سے لیا ہے تھا جب تیسرا شخص اسے دیکھتا ہی چیخ پڑا تھا۔ شازل فورا حرکت میں آتا نیچے موجود ایک شخص کو گن سے زخمی کر چکا تھا جبکہ دوسرا شخص تیزی سے دیوار کی اوٹ میں ہوگیا تھا۔ وہ شازل پر گولیاں چلا رہا تھا۔ جبکہ شازل اس پر۔۔۔

حیدر تیسرے شخص سے اوپر لڑ رہا تھا۔ جبکہ شاہزیب باہر موجود کچھ لوگوں کو ٹھکانے لگاتا اندر آگیا تھا۔ شازل کو دیکھتے وہ دھیرے سے اس شخص کی طرف بڑھنے لگا تھا جب شازل نے اسے گن سے زخمی کردیا تھا۔ وہ اندھیرے سے نکلتا نورے کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ جب ایک شخص نے نورے کے قریب آتے اس کے سر پر گن رکھی تھی۔

"یہی رک جاو۔۔شازل خان۔۔ ورنہ تمھاری بیوی کا بھیجا اڑا دوں گا۔۔"

نورے کے بالوں کو جکڑتے اس شخص نے جھٹکے سے اس کا چہرہ اوپر کیا تھا۔ نورے کا زخمی چہرہ دیکھ کر شازل کے ہاتھ سے خود بہ خود گن چھوٹ گئی تھی۔ حیدر تیسرے بند کا کام تمام کرتا گن پھینک چکا تھا۔ وہ دونوں اس شخص کی نظروں میں تھے۔

جبکہ شاہزیب ابھی بھی اندھیرے میں تھا۔

"کیا چاہیے تم لوگوں کو میری بیوی سے؟"

شازل نے لب بھینچ کر سرخ آنکھوں سے پوچھا تھا۔

"تمھاری بیوی بے قصور ہے اصل مجرم تم ہو۔۔ اصل وجہ تمھیں بے بس کرنا اور تکلیف دینا تھا۔۔"

اس شخص نے شازل کو جواب دیا تھا۔

"کس کی بات کر رہے ہو تم؟؟"

شازل نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔

"ایس پی فراز شیخ۔۔"

اس کا نام سن کر حیدر نے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔ جبکہ شازل نے جبڑے کس لیے تھے اسے اب سمجھ آیا تھا۔ بہارے گل کا دنیا کی نظروں میں مرنا کتنا ضروری تھا۔ ورنہ نورے کی جگہ شاید وہ نشانہ ہوتی۔۔

ابھی اس شخص نے نام بولا ہی تھا جب شاہزیب نے اس شخص کے سر کا نشانہ لیتے اسے مار دیا تھا۔ اس شخص کے نیچے گرتے ہی شازل تیزی سے نورے کی جانب بھاگا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"نورے۔۔!!!"

"نورے۔۔!!!"

"آنکھیں کھولو۔۔!!"

شازل اس کے وجود کو باہوں میں بھرے پاگلوں کی طرح چیخا تھا۔ نورے نے دھیرے سے آنکھیں کھولتے دھندھلائی نگاہوں سے کسی کو اپنے اوپر جھکے دیکھا تھا۔ وہ گھبرا گئی تھی مگر شازل کے جانے پہچانے لمس کو محسوس کرتی وہ واپس آنکھیں میچ گئی تھی۔

"شازل۔۔ کنٹرول یور سیلف پیچھے ہٹو ہمیں اسے ہوسپٹل لے کر جانا ہوگا۔۔"

شاہزیب نے اسے پیچھے ہٹاتے تیزی سے نورے کے بے ہوش وجود کو اٹھایا تھا۔ شازل ایک پل کو سکتے میں چلا گیا تھا۔

"شازل۔۔!!"

"ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا۔۔ پولیس کسی بھی وقت یہاں آتی ہوگی۔۔!!"

شازل کو کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑتے حیدر نے کہا تھا اسے نہیں خبر کب حیدر نے اسے پکڑتے گاڑی میں بیٹھایا تھا بس آنکھوں کے سامنے بار بار نورے کا زخمی چہرہ نظر آرہا تھا۔

نورے کا خیال آتے ہی اس کی بے چین نظروں نے نورے کو ادھر ادھر ڈھونڈا تھا۔

شاہ ویز اسے سنبھالتا بیک سیٹ پر بیٹھا تھا کیونکہ شازل کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ نورے کو سنبھال سکتا تھا۔

"نورے۔۔۔ نورے۔۔"

"شاہزیب اسے کہو اپنی آنکھیں کھولے۔۔"

وہ ان کی جانب مڑتا اونچی آواز میں بولا تھا۔ شاہزیب اس کی بات پر لب بھینچ گیا تھا۔

"شازل شٹ اپ۔۔!!"

شاہزیب اونچی آواز میں بولا تھا۔ پچھلے گھنٹوں کی بے چینی اور نورے کے ساتھ کیا گیا ٹارچر شازل کو شاکڈ کر گیا تھا۔ یہ سب اس کی وجہ سے نورے کے ساتھ ہوا تھا یہ سوچتے ہی گلٹ اسے اندر ہی اندر کھانے لگا تھا۔

"نورے ٹھیک ہے شازل۔۔ وہ بس بے ہوش ہے۔۔ ہم اسے ڈاکٹر کے پاس لے جا رہے ہیں ناو شٹ یور ماوتھ۔۔"

شاہزیب نے نورے کو ایک بازو سے سنبھالتے شازل کا گریبان پکڑ کر اسے پیچھے کی جانب کھینچتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے کہا تھا۔ وہ بھی تو نورے کا بھائی تھا مگر شاید وہ شازل کے جذبات کو سمجھ نہ پاتا۔۔ اگر نورے کی جگہ افرحہ ہوتی تو شاید وہ اپنا آپا کھو ہی بیٹھتا۔۔

شاہزیب کی بات پر شازل خاموش ہوکر نورے کی جانب دیکھنے لگا تھا اس کو دھیرے دھیرے سے سانس لیتے دیکھ کر اسے تھوڑی تسلی ہوئی تھی۔

ہسپتال کے باہر گاڑی روکتے ہی شازل نے تیزی سے باہر نکلتے نورے کو تھام کر باہر نکلا تھا۔ وہ تیزی سے اسے لیتا آئی سی یو کی طرف بھاگا تھا۔

"ڈاکٹر۔۔ ڈاکٹر۔۔ میری وائف کو دیکھیں۔۔"

وہ چیخا تھا۔ حیدر اور شاہزیب تیزی سے اس کے پیچھے آرہے تھے۔۔ نرسز تیزی سے اس کے لیے سٹریچر لے آئے تھے۔ ڈاکٹر نورے کے حالت دیکھتا تیزی سے اس کی پلس چیک کرتا اسے آئی سی یو میں لے گیا تھا۔

آئی سی یو کے باہر کھڑا وہ فکر سے پاگل ہونے والا تھا۔ شاہزیب نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی تھی مگر اندر سے وہ خود اپنی بہن کے لیے پریشان تھا۔

"ڈاکٹر میری وائف کیسی ہے؟"

ڈاکٹر کے باہر آتے ہی شازل نے اسے تیزی سے پوچھا تھا۔ حیدر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔ شاہزیب بے چینی سے ڈاکٹر کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔

"آپ کی وائف کا کافی بلڈ لاس ہوا ہے انھیں خون کی ضرورت ہے۔۔ ہم نے بلڈ بینک سے ان کے لیے خون منگوا لیا ہے۔۔ ان کے چہرے پر کافی چوٹیں ہیں جس کی

https://classicurdumaterial.com

وجہ سے کچھ دن ان کے چہرے پر سوجن رہے گی-- ان کے ہاتھ پر کافی گہرا کٹ لگا ہوا تھا ہم نے اس پر سٹیچز لگا دیے ہیں-- مگر شکر ہے اب آپ کی وائف اور بے بی بالکل ٹھیک ہیں--"

ڈاکٹر کی بات سنتا وہ ساکت ہوا تھا--

"بے بی؟"

شازل نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"اوہ کیا آپ کو یہ نہیں پتا تھا؟ کانگریچولیشنز آپ کی وائف پریگننٹ ہیں--"

ڈاکٹر کی بات پر اس نے فورا اوپر کی طرف دیکھتے اپنے رب کا شکریہ ادا کیا تھا جس نے اس کی بیوی اور بچے کی حفاظت کی تھی۔

"تھینک یو ڈاکٹر-- میں اپنی وائف سے کب تک مل سکتا ہوں؟"

شازل نے بے چینی سے پوچھا تھا۔

"ہم انھیں ابھی روم میں شفٹ کر رہے ہیں۔۔ پھر آپ مل سکتے ہینن۔ اور ہم نے پولیس کو کال کردی ہے وہ کچھ ہی دیر میں آپ کا بیان لینے آتے ہی ہوں گے کیونکہ یہ پولیس کیس تھا۔۔"

ڈاکٹر انھیں بتاتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

"ہم نے پولیس میں رپورٹ کروائی ہوئی ہے اس لیے فکر کی ضرورت نہیں بس اپنی گن حیدر کو دے دو۔۔ اور تم حیدر انھیں یہاں سے لے جاو۔۔"

شاہزیب دھیمی آواز میں ارد گرد دیکھتے بولا تھا۔

"باقی میں سنبھال لوں گا۔۔ ایس پی میرا دوست ہے۔۔"

حیدر نے ان دونوں کی طرف دیکھتے کہا تھا جس پر شازل بے دھیانی میں سر ہلا گیا تھا۔

شازل کو بس نورے کے روم میں شفٹ ہونے کا انتظار تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

https://classicurdumaterial.com

پولیس کے آنے تک انھوں نے شازل کو مورے سے ملنے نہیں دیا تھا۔ پولیس نے آتے ہی پہلے ان سب کا بیان لیا تھا پھر حیدر نے اپنے دوست کو کال کر کے بلا لیا تھا۔ آگے حیدر معاملہ سنبھال رہا تھا۔

"جاو اس سے مل لو۔۔ ڈاکٹر نے کہا ہے وہ صبح تک ہوش میں آئے گی۔۔"

شاہزیب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔ شازل نے اس کی طرف دیکھے بنا سر ہلایا تھا۔

گہرا سانس بھرتا وہ اندر داخل ہوا تھا۔ اس کی حالت دیکھتے اس نے ضبط سے گہرا سانس بھرا تھا۔

اس کا صاف شفاف چہرہ سوجا ہوا تھا۔ جبکہ ہاتھ پر ڈرپ لگی ہوئی تھی۔ اس کی حالت دیکھتے وہ ٹھہر گیا تھا۔

اسے اس حال میں دیکھتے کتنی مشکل سے اس نے سانس بھرا تھا؟ یہ صرف وہ ہی جانتا تھا۔۔ اس کے قریب جاتے اس کا ہاتھ تھامتے اس نے اپنے ہونٹوں سے لگا تھا۔

"میری جان۔۔!! آئی ایم سو سوری۔۔۔ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔ اگر میں تمھیں اپنی زندگی میں زبردستی شامل نہ کرتا تو شاید تمھیں کبھی اتنی تکلیفیں نہ اٹھانی پڑتی۔۔"

وہ سرخ آنکھوں سے بولا تھا۔

اس کے ماتھے سے بال ہٹاتے شازل نے نرمی سے اس کی دونوں آنکھوں کو چوما تھا۔

"ش۔۔شازل۔۔"

وہ غنودگی میں اس کا شاید لمس پہنچاتی بڑبڑائی تھی۔

"آئی ایم سو سوری جانم۔۔ جس نے تمھیں تکلیف پہنچائی ہے اسے جب تک تمھارے ہر ایک خون کے قطرے کا بدلہ نہ لے لوں میں تب تک تمھیں اپنا چہرہ نہیں دکھاؤں گا۔۔"

وہ اس کے ہاتھ کا شدت سے بوسہ لیتا بولا تھا۔

"میرے واپس آنے تک اپنا اور ہمارے بچے کا خیال رکھنا۔۔"

وہ اس کے اوپر جھکتا اس کے پیٹ کو دھیرے سے اپنے ہونٹوں سے چھوتا پیچھے ہٹ گیا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

روم سے باہر نکلتے وہ شاہزیب کے پاس گیا تھا۔

"میں ایک کام سے جا رہا ہوں۔۔ کچھ دن لگ سکتے ہیں یا شاید ہفتے۔۔ تب تک میری بیوی کا خیال رکھنا مجھے امید ہے۔۔ تم مجھے مایوس نہیں کرو گے۔۔"

شازل سنجیدگی سے بولا تھا۔

"ایسے مت جاو اس کو ہوش میں تو آنے دو۔۔"

شاہزیب اس کی بات کا مطلب سمجھتے بولا تھا۔

"میں اس کا سامنا نہیں کر پاوں گا۔۔ جب تک میں نے اس کے ہر خون کے قطرے کا حساب نہ لے لیا مجھے چین نہیں آئے گا۔۔ میں اپنی بیوی اور بچے دونوں کو آج کھو سکتا تھا۔۔ اور میں اب دوبارہ ان کی جانوں پر کوئی چانس نہیں لوں گا۔۔"

وہ اٹل لہجے میں بولتا وہاں سے چلا گیا تھا۔ ایک عزم کے ساتھ۔۔ ایک میشن کے ساتھ۔۔ اور ایک انتقام کے ساتھ۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"شازل کہاں ہے؟"

اس نے آنکھ کھولتے ہی سب سے پہلے شازل کے بارے میں پوچھا تھا۔

"وہ تھوڑی دیر تک آجائے گا تم ریسٹ کرو۔۔"

شاہزیب نے اسے تسلی دی تھی۔

"کب آئیں گے ؟؟ تین دن گزر گئے ہیں۔۔کوئی مجھے کچھ بتا بھی نہیں رہا۔۔ بھیا کہاں ہے شازل؟ "

اس نے زور دیتے ہوئے پوچھا تھا۔شاہزیب ایک پل کو خاموش ہوگیا تھا۔

"وہ ٹھیک تو ہیں نہ؟"

نورے نے کمفرٹر کو مٹھیوں میں جکڑتے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"تم ٹنشن مت لو۔۔ وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔"

شاہزیب نے اسے کندھے سے تھامتے کہا تھا۔

"بھیا مجھے شازل سے بات کرنی ہے ابھی اور اسی وقت۔۔"

وہ نم آنکھوں سے بولی تھی۔

"یہ ابھی ممکن نہیں ہے نورے۔۔"

شاہزیب نے لب بھینچ کر کہا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں سننا۔۔ مجھے شازل سے بات کرنی ہے ابھی اور اسی وقت۔۔"

وہ شاہزیب سے دور ہوتی چیخ کر بولی تھی۔

"گڑیا۔۔"

شاہزیب نے اس کی حالت بگڑتی دیکھتے پیار سے کہا تھا۔

"بھیا۔۔ انھیں بلائے نہ۔۔ مجھے گھٹن ہورہی ہے۔۔ اتنے دنوں سے شازل کو دیکھا تک نہیں۔۔ مجھے ایسے لگ رہا ہے میں ایک پل مزید شازل سے دور رہی تو خود کو کچھ کر لوں گی۔۔ بھیا مجھے کچھ ہوجائے گا۔۔"

وہ شاہزیب کا ہاتھ تھامتے سسک پڑی تھی۔جبکہ شاہزیب بے بسی سے ہونٹ بھینچ گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

دن کب ہفتوں میں بدل گئے اسے علم ہی نہ ہوا۔۔آنکھیں تو اب شازل کے انتظار میں خشک ہوگئی تھیں۔ سب نے بڑا سمجھایا تھا کہ وہ جلد لوٹ آئے گا مگر وہ تو کسی کی سننے کو ہی تیار نہیں تھی۔

اس کے جانے سے وہ سب سے روٹھ بیٹھی تھی۔ کھانا کھاتی بھی تو خود کو زندہ رکھنے کے لیے۔۔

"نورے۔۔"

اپنے نام کی پکار سن کر اس نے نظریں اٹھا کر اپنے سامنے کھڑی افرحہ کو دیکھا تھا جو کھانے کی ٹرے لیے اس کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

"ش۔۔ شازل؟"

اس نے کانپتے ہونٹوں سے پوچھا تھا۔

"وہ بھی جلد لوٹ آئیں گے تم کھانا کھاو تمھارے لیے آج میں نے خود کوفتے بنائے ہیں۔۔"

اس کے پاس ٹرے رکھتے افرحہ نے نرمی سے کہا تھا۔

"آپ کی تو خود آج کل حالت ٹھیک نہیں ہوتی بھابھی۔۔"

وہ افرحہ کا ہاتھ تھامتی نرمی سے بولی تھی۔ افرحہ بھی امید سے تھی جس کا انھیں کچھ دنوں پہلے ہی پتا چلا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں میری جان۔۔ شاہزیب میرا کافی خیال رکھتے ہیں۔۔"

وہ نورے کے سر پر ہاتھ پھیرتی محبت سے بولی تھی۔ شاہزیب اسے واپس گھر لے آیا تھا۔ اور اس کا خود خیال رکھ رہا تھا۔

"آپ ایسے تکلف مت کیا کریں بھابھی مجھے شرمندگی ہوتی ہے۔۔"

وہ افرحہ کا ہاتھ تھامتی اسے اپنے قریب بیٹھاتی بولی تھی۔

"شرمندگی کس بات کی پاگل۔۔ تم تو میری چھوٹی بہن کی طرح ہو۔۔"

افرحہ کے مسکرا کر بولنے پر وہ بھی ہلکا سا مسکرا اٹھی تھی۔

"بھابھی کیا آپ کو لگتا ہے وہ لوٹ آئیں گے۔۔؟"

اس نے کھانے کی طرف دیکھتے پوچھا تھا۔

"وہ شاہزیب سے وعدہ کر کے گئے ہیں۔۔ وہ تمہارے لیے ضرور واپس آئیں گے۔۔"

https://classicurdumaterial.com

افرحہ کی بات پر وہ گہرا سانس بھر کر کھانا کھانے لگی تھی۔

اتنا وقت گزر گیا تھا مگر شازل کی اسے کوئی کال تک نہیں آئی تھی۔ ناجانے اس نے کب لوٹ کر آنا تھا اس کی تو آنکھیں ترس اٹھی تھیں شازل کو دیکھنے کے لیے۔۔

مگر اسے امید تھی کہ شازل لوٹ کر ضرور آئے گا۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

ایک مہینہ اور دس دن ہوچکے تھے۔ وہ تب سے ایس پی فراز شیخ پر نظر رکھے بیٹھا تھا۔ نورے کی اسے بے حد یاد آرہی تھی مگر وہ فلحال اپنا مکمل فوکس ایس پی فراز شیخ پر رکھ رہا تھا۔ یہ وہ آکری شخص تھا جو دانین اور بہارے گل کا مجرم ہونے کے ساتھ نورے کا بھی مجرم بن چکا تھا۔ وہ جب بھی اسے دیکھ رہا تھا اس کا خون کھول اٹھ رہا تھا دل کر رہا تھا اسے دیکھتے ہی کام ختم کردے مگر مسئلہ یہ تھا کہ وہ اپنے ساتھ حد سے زیادہ سکیورٹی لیے پھر رہا تھا۔ جو وقت گزرنے کے ساتھ کم ہوتی جارہی تھی۔

اس کے ساتھ عسکری بھی وہاں موجود تھا وہ شازل کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا تبھی اس کے ساتھ یہاں آیا تھا۔

"ایک ہفتے بعد فراز شیخ کے گھر پارٹی ہے اس کے پرموشن کی خوشی میں۔۔ ہمیں اگر اسے پکڑنا چاہتے ہیں تو اسے اس کے گھر سے ہی اٹھانا ہوگا ورنہ اس کی سکیورٹی کے ہوتے ہوئے کچھ ممکن نہیں ہے۔۔ "

عسکری نے شازل کو چائے کا کپ تھماتے کہا تھا۔

"وہ مجھے پہچانتا ہوگا۔۔ میں اس کے آس پاس بھی بھٹکوں گا تو وہ مجھے فورا پہچان جائے گا۔۔ کوئی اور طریقہ نہیں ہے؟"

شازل نے اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتے پوچھا تھا۔

"میں نے سنا ہے وہ پارٹی میں لڑکیوں کو بلا رہا ہے۔۔ تم ان کے گروپ کے ساتھ اندر جاسکتے ہو۔۔ بس حلیہ تھوڑا چینج کرنا ہوگا۔۔"

عسکری نے سوچتے ہوئے کہا تھا۔

"اب تم کیا چاہتے ہو؟ میں لڑکی بن جاوں۔۔؟"

شازل نے اسے گھورتے ہوئے طنزیہ کہا تھا۔

"اگر ایسا ہوسکتا تو کیا ہی بات تھی۔۔"

وہ مسکراہٹ دباتا بولا تھا۔ شازل نے میز پر پڑا اخبار اٹھا کر عسکری کے سر پر مارا تھا۔

"فضول بکواس کروا لو تم سے جتنی مرضی۔۔"

"باس ظاہری سی بات ہے تم ان لڑکیوں کے استاد بن کر جاو گے۔۔ میک اپ ارٹسٹ کوئی میں اریج کر لوں گا۔۔ اینٹری تو ہو جائے گی آگے کیا کرنا ہے؟"

عسکری نے شازل سے اخبار چھین کر ٹیبل پر پھینکتے کہا تھا۔

"مجھے بلٹ ہروف جیکٹ اور ایک گن چاہیے۔۔"

شازل نے سوچتے ہوئے کہا تھا۔

"گن اندر نہیں جا پائے گی۔۔ تمھاری چیکنگ ہوگی۔۔"

عسکری نے صوفے ریلکس ہوتے کہا تھا۔

"!!I need some weapons!! Damn it"

وہ چائے کا گھونٹ بھرتا بولا تھا۔

"کیوں نہ تم لڑکی بن کر میرے ساتھ پارٹی میں چلو؟"

شازل نے عسکری کو اوپر سے نیچے تک گھور کر دیکھتے کہا تھا

"بالکل نہیں!!"

فورا جواب آیا تھا۔

"چند گھنٹوں کی ہی بات ہے اوپر سے تم نے کلین شیو بھی کروا رکھی ہے آسانی ہوجائے گی۔۔"

شازل کے کہنے پر عسکری نے برا سا منہ بنایا تھا۔

"اس سے تمھیں کیا مدد ملے گی؟"

عسکری نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔

"وہ لڑکیوں کی چیکنگ اتنی سختی سے نہیں کریں گے۔۔ میں تمھارے پاس اپنی گن یا چاقو کچھ بھی رکھوا سکتا ہوں۔۔!!"

اس کے جواب پر عسکری نے سر ہلایا تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔!!"

عسکری کی بات پر شازل نے چائے کا گھونٹ بھرتے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔جبکہ عسکری دل ہی دل میں اسے برا بھلا کہتا رہ گیا تھا۔

شازل کو بس گھر واپسی کا انتظار تھا نورے کا سوچتے ہی ہر دن اس کے بنا گزرنا اسے مشکل ترین لگنے لگا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

ملائکہ نے جو آغا خان کو ٹائم دیا تھا اس میں وہ ملائکہ کی بیٹی کے بارے میں پتا نہیں کروا سکے تھے تبھی وہ انھیں خلع کے کاغذات دے کر خاموشی سے کینیڈا چلی گئی تھیں۔

انھیں گئے دو ہفتے ہونے والے تھے۔شازل کے یوں اچانک بنا بتائے لاپتہ ہونے اور ملائکہ کے چلے جانے سے سب ہی دکھی اور پریشان تھے۔

"بابا۔۔"

دانین نے دروازے پر آہستے سے ناک کیا تھا۔آغا خان خلع کے کاغذات لیے ان پر ملائکہ کے کیے گئے سائن کو دیکھ رہے تھے۔

دانین کے بولنے پر انھوں نے سر اٹھاتے اس کی طرف دیکھتے خلع کے پیپر بیڈ پر پھینک دیے تھے۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی بابا جان--!!"

وہ ان کا زرد چہرہ دیکھ کر پریشانی سے بولی تھی۔

"بہت محبت کرتا ہوں میں اس سے دانین--"

وہ گہرا سانس بھرتے بولے تھے۔

"ناجانے یہ محبت کب اس کا گلا گھونٹنے لگی!!"

"شاید میں اس کے قابل تھا ہی نہیں تبھی وہ کسی اور کے نصیب میں لکھی گئی تھی--میں نے تو بس اسے چھین لیا تھا۔ اور کبھی سوچا ہی نہیں تھا قسمت میں یہ لکھا ہوگا--"

وہ اپنے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچے بولے تھے۔

"بابا انھیں آپ کی ضرورت ہے-- ہار مت مانیں جائیں اور ان کی مدد کریں--!!"

دانین ان کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتی بولی تھی۔

"وہ میرا چہرہ بھی نہیں دیکھنا چاہتی--!! اگر اسے میری ضرورت ہوتی تو کبھی رات کے اندھیرے میں چھپ کر نہ جاتی--!!"

آغا خان سرخ آنکھوں سے دانین کو دیکھتے بولے تھے۔

"آپ نے کونسا ان کے ساتھ اچھا کیا تھا بابا؟ آپ نے تو کبھی انھیں بیوی بھی سب کے سامنے تسلیم نہیں کیا تھا۔۔!!"

"آپ یوں سارا الزام ان پر ڈال کر ہار نہیں مان سکتے۔۔ آپ کی وجہ سے وہ اتنے سالوں اپنی اولاد سے دور رہیں آپ کا فرض بنتا ہے انھیں ان کی اولاد ڈھونڈ کر لوٹانے کا۔۔میں تو شاید کبھی ان کا احسان نہ اتار سکوں بابا انھوں نے جیسے مجھے سنبھالا تھا شاید میری اپنی مما بھی نہ سنبھال پاتی۔۔!!"

وہ ان کے ہاتھ تھامتی محبت سے بوسہ لیتی بولی تھی۔

"آپ کی ٹکٹ بک کروا دی ہے۔ آج رات کی ہے۔۔اب آپ کی مرضی ہے اگر آپ جانا چاہتے ہے تو چلیں جائے ورنہ ساری زندگی پچھتاوا آپ کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔۔ اور بابا یہ پچھتاوا بہت تکلیف دے ہوتا ہے کبھی پیچھا نہیں چھوڑتا۔۔"

وہ بہارے گل کا سوچتے تیزی سے اٹھ کھڑی ہوتی باہر نکل گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

https://classicurdumaterial.com

(ماضی)

وعدے کے مطابق حیدر بہارے گل کو آوٹ آف کنٹری لے گیا تھا۔اس نے اپنے بزنس سے تین مہینے کی بریک لی تھی تاکہ بنا کسی مصروفیت کے وہ بہارے گل پر دھیان دے سکے۔۔

وہ لوگ مالدیپ آئے تھے۔ حیدر نے کاٹیج بک کروایا تھا جس میں ایک بیڈ روم ، واشروم ٹی وی لاونچ تھی جبکہ بالکونی تھی جو ساحل کی طرف تھی۔وہ چاہتا تھا بہارے گل کم سے کم اس کے ساتھ سپیس شئیر کرے وہ اسے فورس نہیں کرنا چاہتا تھا مگر جیسے وہ خود میں سمٹی تھی کبھی آگے نہیں بڑھ سکتی تھی۔

حیدر شاور لے کر باہر نکلا تھا۔ ابھی انھیں یہاں پہنچے دو گھنٹے ہی ہوئے تھے مگر ایک بیڈ روم دیکھتے بہارے گل خاموشی سے لب بھینچتی کاٹیج میں غائب ہوگئی تھی۔ حیدر اس کی پریشانی کی وجہ جانتا تھا مگر یہ سیزن تھا اسے بمشکل یہ کاٹیج ملا تھا۔

فریش ہوکر اس نے سارا سامان ان پیک کردیا تھا اس کے بعد وہ بہارے گل کو دیکھنے باہر نکلا تھا۔وہ باہر والی سائیڈ پر پانی میں ٹانگیں لٹکا کر آسمان کو دیکھنے میں مصروف تھی۔

وہ چونک کر پانی میں نہ گر جائے اس لیے حیدر نے اسے دسر سے ہی دھیرے سے آواز دی تھی۔

"بہار۔۔!!"

"ج۔۔جی؟"

وہ نا سمجھی سے حیدر کی طرف مڑی تھی۔

"کن سوچوں میں گم ہو؟"

بہارے گل کی طرف بڑھتے اس نے پیار سے اس کے بالوں پر ہاتھ رکھا تھا۔ وہ بری طرح چونکی تھی۔

"ڈ۔۔ڈونٹ ٹچ می۔۔!!"

اس نے حیدر کا ہاتھ جھٹکا تھا۔ حیدر لب بھینچ گیا تھا۔

"اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ ایک بیڈ پر سووں گی تو یہ آپ کی بہت بڑی بھول ہے مسٹر حیدر۔۔!!"

وہ کھڑی ہوتی چیخی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

"سٹاپ اٹ!!"

"جب تم میرے ساتھ اپارٹمنٹ میں اکیلی تھی میں نے تب تمھیں کبھی نہیں چھوا۔۔ تمھیں لگتا ہے میں یہاں تمھاری مرضی کے بغیر کچھ کروں گا۔۔ ب۔۔ بہار تم۔۔ تم۔۔۔"

وہ ٹھہرا۔۔

"تم نے تو مجھے بہت گھٹیا انسان سمجھ رکھا ہے۔۔"

وہ طنزیہ مسکراہٹ ساتھ بولا تھا جب اچانک کاٹیج کی بل بجی تھی وہ بہارے گل کے جھکے چہرے پر نظر ڈالتا دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

بہارے گل نے سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا تھا جہاں ورکرز حیدر کے لیے ایکسٹرا میٹرس لاونج میں سیٹ کر رہے تھے اسے اچانک شدید شرمندگی ہوئی تھی۔۔

"بزی ہونے کی وجہ سے ان کے پاس کوئی ولاء خالی نہیں تھا تبھی ایمرجنسی میں یہ کاٹیج بک کروایا تھا اگر مجھے پتا ہوتا میری موجودگی بھی تم اس کاٹیج میں برداشت نہیں کرسکتی تو میں تبھی دو کاٹیج بک کروا لیتا۔۔"

ورکرز کے جانے کے بعد حیدر بنا اس کی طرف دیکھے لب بھینچ کر بولتا وہاں سے چلا گیا تھا۔ بہارے گل شدید شرمندہ ہوتی فریش ہونے چلی گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

حیدر نے بہارے گل کا ڈنر اس کے کمرے میں بھجوا دیا تھا۔ بہارت گل نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہ اسے اگنور کر گیا تھا جس پر چپ چاپ وہ کھانا کھا کر ریسٹ کرنے لگی تھی۔

"آہہہ!!!"

بہارے گل کی چیخ کی آواز سن کر اس کی آنکھ کھلی تھی تیزی سے اٹھتا وہ اس کے کمرے کی طرف بھاگا تھا۔

کمرے میں اندھیرا دیکھتے اس نے فورا لائٹ چلائی تھی۔ بیڈ پر نظر پڑتے ہی وہ ساکن ہوگیا تھا۔

اپنے ارد گرد بازو باندھے آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سے وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"ح۔۔حیدر۔۔!!"

"م۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔!!"

اس کے منہ سے سسکی نکلی تھی۔حیدر نے تیزی سے اس کے قریب بڑھتے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

"ششش میرے ہوتے ہوئے تمھیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔!!"

حیدر نے نرم آواز میں کہا تھا۔

حیدر کی خوشبو خود میں اتارتی وہ مزید اس میں سمٹ گئی تھی۔

"میں آپ کے قابل نہیں ہوں!! کیوں کی آپ نے مجھ سے شادی؟؟"

وہ اس کے سینے میں منہ چھپائے تکلیف دہ لہجے میں بولی تھی۔

"ڈونٹ!! ڈونٹ ٹرائے ٹو ڈس رسپیکٹ یور سیلف۔۔"

"تم میں کوئی کمی نہیں ہے اس بات کو جتنی جلدی اپنے ذہن سے نکال دو اتنا اچھا ہوگا۔۔"

حیدر کی بات پر وہ ہونٹ کاٹتی خاموش ہوگئی تھی۔

حیدر بیڈ سے ٹیک لگائے اس کے بالوں کو سہلانے لگا تھا ناجانے کب وہ حیدر کا سکون وہ لمس محسوس کرکے سو گئی تھی اسے معلوم ہی نہیں ہوا۔۔ بہارے گل کو سینے سے لگائے کب حیدر سو گیا اسے خود یہ علم نہیں ہوا۔۔

صبح بہارے گل کے ہلنے پر حیدر کی آنکھ کھلی تھی۔اس نے ادھ کھلی آنکھوں سے بہار کو دیکھا تھا جو بنا آواز پیدا کیے حیدر کے ہاتھ اپنی کمر سے ہٹا رہی تھی۔

وہ آہستہ سے حیدر کی انگلیاں ایک ایک کر کے کھول رہی تھی تاکہ اس کی نیند ڈسٹرب نہ ہو۔ حیدر نے اس کی کوشش پر دھیمے سے مسکراتے اس پر اپنی گرفت مضبوط کی تھی۔

"مجھ سے بھاگنے کی کوشش کر رہی ہو؟"

اچانک حیدر کی بھاری آواز سن کر بہارے گل بری طرح ڈر گئی تھی۔

"آہہ!"

اس نے اپنے دل پر بے ساختہ ہاتھ رکھا تھا۔

"م۔۔مجھے فریش ہونے جانا۔۔"

وہ اس کی بولتی نظروں سے نظریں چراتی بولی تھی۔

حیدر نے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر اس کی آنکھیں اپنی طرف کی تھی۔

"بہار۔۔"

اس کے ماتھے سے ماتھا ملاتے حیدر نے گہرا سانس بھرتے کہا تھا وہ بہارے گل کا ساکت ہونا محسوس کرچکا تھا تبھی اس کے ماتھے کو محبت سے چومتا پیچھے ہٹ گیا تھا۔اس کی گرفت ڈھیلی پڑتے ہی وہ تیزی سے اس کے لمس سے آزاد ہوتی واشروم میں بھاگی تھی۔

"اصل صبر کا امتحان تو تم مجھ سے لے رہی ہو بہار۔۔!!"

وہ سر نفی میں ہلاتا اپنی اکڑی گردن کو سہلاتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

دن تیزی سے گزر رہے تھے مگر بہارے گل کو ہر لمحہ حیدر کے ساتھ صدیوں برابر لگ رہا تھا۔اس کے برے خوابوں کی وجہ سے حیدر اس کے روم میں میٹرس بچھا کر وہاں سونے لگا تھا جس سے بہارے گل کو ساری رات سکون رہتا تھا۔

حیدر کو سوئمنگ کرتے دیکھ کر اس کا دل ناجانے کیوں بری طرح دھڑکا تھا۔ پانی سے نکلتا تولیہ تھامے وہ بہارے گل کے قریب آیا تھا۔ اسے اتنے قریب سے بنا شرٹ کر دیکھ کر بہارے گل کے سفید گالوں پر گلال چھا گیا تھا۔

حیدر اس کے سر کر اوپر آکر کھڑا ہوگیا تھا۔

"مجھے اتنی دور سے بیوی تم دیکھ رہی تھی میں نے سوچا ایچ ڈی ویو میں دکھا دوں۔۔"

بہارے گل کی ٹھوڑی کو تھام کر اس کا چہرہ اٹھاتے وہ شرارتی انداز میں بولتا بہارے گل کو شرمندہ کر گیا تھا۔

حیدر کے بالوں سے پانی کے قطرے نکلتے بہارے گل کے چہرے پر گر رہے تھے۔

"ن۔۔نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔!!"

وہ سر نفی میں ہلاتی بولی تھی۔

"تمھارے لیے جو سوئمنگ سوٹ منگوایا تھا وہ آگیا ہے جاو پہن کر آو ساتھ مل کر سوئمنگ کرتے ہیں۔۔"

حیدر نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے نرمی سے کہا تھا جس پر وہ پگھل گئی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

"مجھے سویمنگ نہیں آتی.."

وہ نظریں جھکاتی بولی تھی۔

"میں سکھا دوں گا بیوی آئیں تو سہی.."

حیدر کی بات پر وہ چپ چاپ اٹھ کر چینج کرنے چلی گئی تھی۔

وہ موڈریٹ سویم سوٹ تھا جس میں بہارے گل ایزی محسوس کر رہی تھی۔حیدر نے اس کو کمر سے پکڑتے اپنے ساتھ پانی میں پھینکا تھا جس پر بہارے گل کی اچانک چیخ نکل گئی تھی۔

"حیدر..!!"

وہ غصے سے حیدر کے کندھے پر تھپڑ مارتی چیخی تھی۔ساتھ ہی اس کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا کہ کہیں ڈوب نہ جائے.. اس کے ہاتھ اپنی کمر پر محسوس کر اس کی دھڑکنیں منتشر ہونے لگی تھی کافی عرصے بعد اسے سکون ملنے لگا تھا کسی دوسرے انسان کے لمس سے.. اور یہ صرف حیدر کی وجہ سے تھا۔

حیدر اس کے غصے پر ہنس پڑا تھا۔اس کو کھل کر ہنستے دیکھ کر بہارے گل بھی دھیرے سے مسکرا اٹھی۔

"سوری بیوی تمھیں تنگ کرنے میں بہت مزا آتا ہے۔۔!!"

وہ ہنستا ہوا بہارے گل کی ناک دباتا بولا تھا۔

اس کے بعد حیدر نے شرافت سے اسے سویمنگ سکھائی تھی۔ ایک عرصے بعد بہارے گل کو بہت اچھا اور فریش فیل ہو رہا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"بہارے جلدی کرو۔۔ فلائٹ کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔!!"

وہ لوگ اب دو مہینے گزار کر اپنی اگلی ڈیسٹینشن سویزرلینڈ جا رہے تھے۔

بہارے نے تیزی سے اس کے قریب آتے اس کا ہاتھ تھام تھا۔

حیدر کی دھڑکنیں ایک پل کو تھم گئی تھیں یہ پہلی بار تھا کہ بہارے گل نے اس کو خود چھوا تھا۔

"چلیں۔۔؟"

اس کی طرف مسکرا کر دیکھتے بہارے گل نے پوچھا تھا۔ اسے کھل کر مسکراتے دیکھ کر حیدر نے جھک کر اس کے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھے تھے۔

".You are looking so mesmerizing"

وہ مسکرا کر بولا تھا۔ جس پر وہ مزید کھل گئی تھی۔

"اب کیا ہمیں لیٹ نہیں ہورہا ؟"

اس کی بات پر حیدر فورا سر ہلاتا اسے لے کر چل پڑا تھا۔

پاکستان سے دور رہ کر بہارے گل میں کافی خوشگوار چینج آگیا تھا۔ دو مہینے میں ہر ممکن کوشش کی کہ وہ اسے واپس پہلے کی طرف خوشحال کر دے جس میں وہ کامیاب بھی ہوگیا تھا۔

حیدر نے یہاں ہوٹل میں بکنگ کروائی تھی۔ جو کہ سویٹ تھا جہاں کیچن، لاونج، واشروم، بالکونی، ایک روم اور پرائیوٹ پول تھا۔

"تم اس روم میں سو جانا میں لاونج میں صوفے پر سو جاوں گا۔"

حیدر نے سامان پیک کرتے گل سے کہا تھا۔

"اس کی ضرورت نہیں۔۔ آپ بیڈ پر سو سکتے ہیں۔۔"

وہ لب کاٹتی بیڈ پر بیٹھتی بولی تھی۔اس نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا تھا۔ وہ زندگی میں آگے بڑھنا چاہتی تھی۔

اس کی بات سنتا حیدر اس کی طرف مڑا تھا۔

"نہیں تم صوفے پر کمفرٹیبل نہیں ہو گی یہاں ہی سونا تم۔۔"

حیدر کے بات پر اس نے ہاتھ مسلتے اپنا سر نفی میں ہلایا تھا۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا۔۔"

اس کی بات سمجھنے میں حیدر کو کچھ سیکنڈ لگے تھے۔

وہ کپڑے الماری میں پھینکتا شاکڈ سا بھارے گل کے سامنے آکر کھڑا ہوا تھا اس کی ٹھوڑی تھام کر اس نے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا تھا۔

"کیا تم نے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے؟ کیونکہ میں نہیں چاہتا تم بعد میں پچھتاو۔"

وہ نرمی سے اس کے گال کو سہلاتا بولا تھا۔

"میں نے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے حیدر۔۔ میں مزید ماضی کو اپنے ساتھ گھسیٹنا نہیں چاہتی۔۔ میں آگے بڑھنا چاہتی ہوں۔"

وہ حیدر کا دوسرا ہاتھ تھامتی گہرا سانس بھر کر بولی تھی۔ حیدر نے مسکرا کر اس کے ماتھے پر ہونٹ رکھتے ایک دم اسے کمر سے تھام کر فضا میں گھمایا تھا جس پر وہ ہنسنے لگی تھی۔

"My Brave Queen!"

اس کی ہنسی سن کر حیدر کو سرور سا مل گیا تھا۔ اس کو بیڈ پر بیٹھاتے حیدر نے اس کے چہرے کو تھام کر محبت دے سرگوشی کی تھی۔۔ جس پر بہارے گل کا چہرہ مزید کھل گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

سرخ فلورل میکسی پہنے بہارے گل بازو پھیلائے آنکھیں بند کیے ٹھنڈے ہوا سے لطف اندوز ہورہی تھی۔ ارد گرد پانی کی لہروں کی آوازیں آرہی تھیں وہ لوگ لیک جنیوا آئے تھے۔ حیدر نے ان کے لیے بوٹ بک کروائی تھی جس میں صرف وہ دونوں اور کیپٹن تھا۔

"بیمار پڑ جاو گی ایسے۔۔"

حیدر نے اسے پیچھے سے اپنی باہوں میں سمیٹتے کہا تھا۔

"یہاں بہت سکون ہے حیدر۔۔ مجھے گھٹن محسوس نہیں ہوتی۔۔"

وہ اس کے سینے سے سر ٹکاتی مدہم آواز میں بولی تھی۔

"ہم نے فیصلہ کیا تھا اس بارے میں بات نہیں کریں گے۔۔"

حیدر نے اس کے ٹھنڈے ہاتھوں کو تھامتے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"سوری۔۔"

"مجھے بھوک لگ رہی ہے یہاں کچھ کھانے کو ملے گا؟"

وہ گہرا سانس بھر کر ہلکا سا مسکرا کر بولی تھی۔

"ہاں آجاو کھانا لگ گیا ہے۔۔"

اس کا ہاتھ پکڑتے وہ اسے وہاں بنے ایک روم میں لے گیا تھا اس میں ایک روم اور اس کے ساتھ اٹیچڈ واشروم بھی تھا ساتھ چھوٹا سا کیچن بھی تھا۔

حیدر اسے روم میں لے کر آیا تھا جہاں کیپٹن نے ان کے لیے کھانا لگا دیا تھا۔

"بہت مزے کی خوشبو آرہی ہے--"

وہ مسکرا کر بولتی تیزی سے بیڈ پر بیٹھ گئی تھی جہاں کھانا رکھا ہوا تھا۔ حیدر بھی اس ساتھ بیٹھ گیا تھا۔

"شام ہونے لگی ہے--"

وہ وہاں بنی چھوٹی سی کھڑکی سے باہر دیکھتے بولی تھی۔ کھانا وہ کب کا کھا چکے تھے۔ وہ کافی دیر مناظر سے بھی لطف اندوز ہوکر تھک کر روم میں آگئی تھی۔

"ہمم-- بس واپس جا رہے ہیں"

واپس آتے انھیں رات ہوگئی تھی۔ بہارے گل شیشے کے سامنے کھڑی اپنی جیولری اتار رہی تھی جب حیدر نے اس کے قریب آتے اس کی کمر کے گرد بازو باندھتے نرمی سے اس کے کندھے پر ہونٹ رکھے تھے۔ اس کا لمس محسوس کر کہ وہ کانپ گئی تھی۔

"بیوی آج تو تم قیامت ڈھا رہی تھی--"

اس کی بات پر وہ بے ساختہ مسکرا اٹھی تھی۔ حیدر نے اسے جھٹکے سے اپنی طرف موڑتے اس کے مسکراتے ہونٹوں کو بے خودی میں چوم لیا تھا۔ بہارے گل نے بے ساختہ حیدر کی شرٹ اپنی مٹھی میں جکڑ لی تھی۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔"

حیدر کا لمس اپنے چہرے پر جا بجا محسوس کرتے وہ کانپتی آواز میں سرخ پڑتی بولی تھی۔

"مجھ سے ؟"

حیدر نے اس کا گال دھیرے سے ہونٹوں سے چھوتے پوچھا تھا۔

"نہیں۔۔ ویسے ہی۔۔"

"تمھیں پتا ہے نہ میں تم سے بہت کرتا ہو بہارے گل تمھیں تکلیف دینا کا میں سوچ بھی نہیں سکتا۔۔ میں چاہتا ہو تم اس انسیڈنٹ سے مکمل طرح مو اون کر لو۔۔"

وہ اس کی نم آنکھوں میں دیکھتا سنجیدگی سے بولا تھا۔

"آئی نو۔۔"

وہ دھیرے سے ایڑھیوں کے بل اٹھتی حیدر کا گال ہونٹوں سے چھوتی بولی تھی۔ حیدر نے اس کا چہرہ تھام کر محبت سے اس کا ماتھا چوما تھا۔ پھر اس کے دونوں لال گالوں پر محبت سے اپنے ہونٹوں کے نشان چھوڑتے آخری میں اس کے کانپتے ہونٹوں کو محبت سے چھوتے اس کا پور پور محبت سے مسرور کرتے اسے ماضی کی ایک تکلیف دہ لمحے سے آزاد کردیا تھا۔ جس میں وہ پچھلے کئی مہینوں سے قید تھی۔ حیدر نے اسے پھولوں کی طرح چھو کر خود میں سمیٹ کر یہ ثابت کردیا تضا کہ صرف وہ ہی بہارے گل کے قابل ہے۔۔

اس کے بعد ان کا رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا گیا تھا پھر ان کی شادی کے تقریبا ڈھائی سال بعد اللہ پاک انھیں اولاد سے نوازنے جا رہا تھا۔ بہارے گل پہلے بہت ڈر رہی تھی کہ شاید اس حادثے کے بعد وہ ماں نہیں بن پائے گی مگر حیدر کی محبت نے اس کو اندھیرے میں کبھی لوٹنے نہیں دیا تھا۔ تبھی وہ حال میں حیدر کے ساتھ کافی خوش تھی۔

وہ شازل اور گل خان سے اس لیے نہیں ملنا چاہتی تھی کہ اسے اس واقع کے بعد شرمندگی محسوس ہوتی تھی ان دونوں کا سامنا کرنے سے۔۔ پھر حیدر بھی نہیں چاہتا تھا کہ ابھی بہارے گل کا کسی کو پتا چلے تبھی اس کے زندہ ہونے کو راز رکھا گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

فراز شیخ کے گھر پارٹی تھی۔ شازل نے گندمی رنگ اور نکلی لمبی داڑھی لگا رکھی تھی جس سے وہ کافی مختلف لگ رہا تھا۔ اس کے ساتھ عسکری لڑکی کے حلیہ میں تھا۔

"مجھے بہت عجیب لگ رہا ہے۔۔"

وہ سرخ رنگ کا فراک کھینچتے ہوئے مردانہ آواز میں بولا تھا۔

"چپ کرو تمھاری مردانہ آواز نے ہمیں پھنسا دینا ہے۔۔"

شازل کی بات پر اس نے اسے کھاجانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔

"الجھن ہورہی ہے مجھے اس ٹائٹ فراک میں۔۔"

وہ دانت پیستا بولا تھا۔

"تم بہت ہاٹ لگ رہے ہو اس فراک میں۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

شازل نے مسکراہٹ دباتے اسے چھیڑا تھا۔

"کوئی نہیں بیٹا جب واپس جاکر اپنی بیوی کو مناو گے پھر میں بھی ایسے ہی طنز کروں گا۔۔"

وہ تپے انداز میں بولا تھا جس پر شازل نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔نورے کو سوچ کر اس نے گہرا سانس بھرا تھا۔

"شٹ اپ۔۔ مجھے اپنے پرس سے لپ اسٹک نکال کر دو۔۔ اب سے بالکل بیس منٹ بعد تم نے یہاں سے نکل جانا ہے میرا انتظار مت کرنا گاڑی میں بس پانچ منٹ ویٹ کرنا پھر چلے جانا۔۔"

لپ اسٹک پکڑتے شازل نے اس کی بیک سائیڈ کھولتے دو بلٹس نکالی تھیں۔جبکہ باقی چھوٹی چھوٹی میک اپ کی چیزوں میں گن کے پارٹس چھپے تھے جنھیں وہ نکالتا تیزی سے واشروم کا پوچھتا وہاں سے نکل گیا تھا۔ اس گھر کا چپا چپا اسے یاد تھا۔

واشروم میں جاتے اس نے تیزی سے گن کو اسمبل کیا تھا۔پارٹی شروع ہونے والی تھی۔ گیسٹ آنے لگے تھے اس کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔

وہ تیزی سے وہاں سے نکلتا فراز شیخ کے کمرے کی طرف بڑھنے لگا تھا جب ایک گارڈ نے اسے روکا تھا۔

"تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو؟"

گارڈ نے اسے گھورتے ہوئے غصے سے پوچھا تھا۔

"وہ صاحب جی میں رستہ بھول گیا ہوں میں ناچنے والیوں کے ساتھ آیا ہوں۔۔!"

وہ اپنی آواز بدلتا بولا تھا۔ اس کے پاس صرف دو گولیاں تھیں وہ اس پر ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"اس طرف چلو۔۔"

گارڈ نے اپنی گن سے اسے دوسری طرف چلنے کا کہا تھا۔ شازل ہاتھ جوڑتا اس کے پیچھے چل پڑا تھا۔

اس نے ادھر ادھر دیکھتے گارڈ کے منہ پر ہاتھ رکھتے اس کی گردن مڑور دی تھی۔ اس کی گن پکڑتے وہ اسے تیزی سے گھسیٹ کر واشروم میں لے گیا تھا۔ اسے واشروم میں بند کرتا وہ باہر سے لاک لگا چکا تھا۔ وہ گارڈ کے پاس موجود چاقو اور گن نکال چکا تھا۔

اس نے گھڑی میں ٹائم دیکھا تھا جہاں آٹھ منٹ گزر چکے تھے اس کے پاس صرف بارہ منٹ رہ گئے تھے۔ وہ تیزی سے وہاں سے چلتا فراز شیخ کے کمرے کی طرف بھاگا تھا۔ اس کے کمرے کے باہر ایک گارڈ کھڑا تھا۔ وہ اپنی چال بدلتا وہاں سے گزرنے کے انداز میں چل رہا تھا۔ جب گارڈ نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

"رکو یہاں کیا کر رہے ہو؟"

وہ بولتا ہوا شازل کے قریب آیا تھا۔ شازل نے اس کے مکہ مارتے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے دوسرے ہاتھ سے گن اس کے ہاتھ سے جھٹک دی تھی۔

وہ شازل کی گرفت میں پھڑپھڑا رہا تھا جب شازل نے پہلا کمرہ دیکھتے اسے اپنے ساتھ اندر کھینچتے اس کے منہ پر مکہ مارا تھا۔ وہ کمرہ خالی تھی۔ اس گارڈ نے شازل کے منہ پر اپنی کوہنی زور سے ماری تھی جس سے شازل کی ناک سے خون نکلنے لگا تھا۔ اس کا سر ایک پل کو گھوم گیا تھا۔

شازل نے اپنا سر جھٹکتے اس کو ٹانگ مار کر گراتے بیڈ سے کمفرٹر اٹھاتے اس کے منہ کے گرد لپٹا کر اس کا سانس روک دیا تھا۔ وہ اس کی گرفت میں بری طرح پھڑپھڑاتا ٹانگیں اماور بازو بری طرح شازل کو مارنے لگا تھا آہستہ آہستہ وہ گارڈ نڈھال ہوتا گر گیا

تھا۔ اسے چھوڑتے شازل نے وقت دیکھا تھا اس کے پاس بس سات منٹ باقی رہ گئے تھے۔

وہ تیزی سے وہاں سے نکلتا فراز شیخ کے کمرے میں داخل ہوا تھا جب اچانک فراز شیخ نے گن اس کے سر پر زور سے مارنے کی کوشش کی تھی مگر وہ بروقت سائیڈ پر ہٹ گیا تھا۔

"سالے۔۔!! حرام زادے مجھے مارنا چاہتا ہے۔۔؟"

فراز شیخ نے اس پر حملہ کرتے بھونکتے ہوئے کہا تھا۔

شازل نے اس کے پیٹ میں ٹانگ مارتے اس کے سر میں زور سے اپنا سر مارا تھا جس سے وہ زمین پر گر گیا تھا۔

"تجھ جیسے غلیظ کتوں کو مارنا میرا فرض ہے۔۔"

شازل اس کے پیٹ میں مکہ پر مکہ مارتے ہوئے بول رہا تھا۔

"تیری ہمت کیسے ہوئی میری بہنوں (بہارے گل اور دانین) کی زندگی برباد کرنے کے بعد میری بیوی پر نظر رکھنے کی۔۔"

شازل غصے سے بپھرا بولا تھا۔

"ہاہاہا۔۔ تیری بیوی زندہ نہیں بچے گی اگر تو نے مجھے کچھ کیا۔۔"

وہ شازل کو دھکا دے کر کھڑا ہوکر ہنستا ہوا بولا تھا۔

"تو زندہ رہے گا تو کچھ کر سکے گا۔۔"

شازل نے بولتے ہی اپنی جیب سے گن نکالتے اسے سوچنے سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کے سینے میں گولی مار دی تھی۔

گھٹنوں کے بل گرتے فراز شیخ نے اپنے سینے سے نکلتے خون کی طرف دیکھتے ہوئے اچانک شازل کو دیکھا تھا۔

"ت۔۔تو زندہ نہیں بب۔۔بچے گا۔۔ و۔۔وہ مار دیں گے تجھے۔۔"

"ک۔۔کسی کو نہیں چ۔۔چھوڑیں گے۔۔"

وہ طنزیہ ہنستا بولا تھا جب شازل کی گھڑی پر ٹائم پورا ہونے پر الارم بجنے لگا تھا شازل نے گن اٹھاتے بے شمار گولیا اس کے سینے میں اتارتے آخر میں اس کے سینے کا نشانہ لیا تھا۔

وہ تیزی سے گن واپس رکھتا اس کے کمرے میں موجود کھڑکی کھولتا وہاں سے کود گیا تھا۔ ارد گرد رات ہونے کی وجہ سے کوئی اسے دیکھ نہیں سکتا تھا جس کا فائدہ اٹھاتا وہ وہاں سے چھپتا ہوا پچھلے گیٹ کی طرف گیا تھا جہاں اچانک اندر سے آوازیں آنے پر وہ اندر بھاگے تھا مطلب کسی نے فراز شیخ کے مردہ وجود کو دیکھ لیا تھا وہ موقعے کا فائدہ اٹھاتے درخت پر آہستہ آہستہ چڑھتا دیوار پھلانگتا تیزی سے وہاں سے بھاگنے لگا تھا جہاں سے کچھ دور عسکری اس کا انتظار کر رہا تھا۔ گاڑی میں بیٹھتے وہ تیزی سے اپنا کام مکمل کر کے وہاں سے نکل گئے تھے۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"نورے جلدی اٹھو۔۔ یہ پکڑو کپڑے جلدی سے فریش ہوکر چینج کرو۔۔"

افرحہ نے تیزی سے بولتے اسے سفید فراک نکال کر پکڑایا تھا۔

"کیا ہوا بھابھی؟"

نورے نے پکڑتے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"ان باتوں کا ٹائم نہیں جلدی تیار ہوجاؤ۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

افرحہ نے تیزی سے اسے بولا تھا۔ جس پر وہ جلدی سے فریش ہونے لگی تھی۔

فریش ہوکر آتے ہی افرحہ نے تیزی سے اسے ہلکا سا تیار کرتے اس کے بال بنا دیے تھے۔۔

"بھابھی کچھ بتائیں تو سہی۔۔"

وہ ناسمجھی سے انھیں دیکھتے پوچھ رہی تھی۔

"یہ چوڑیاں پہن لو اور احتیاط سے سرھیاں اترنا میں تمھاری شال لے کر آئی۔۔"

افرحہ کے بات گھمانے پر وہ لب کاٹتی آہستہ سے سیڑھیاں اترتی نیچے آئی تھی۔

میر شاہ اور فاطمہ بیگم دونوں نے اسے قطع کلامی کی ہوئی تھی۔ دونوں نے اسے بلانا بند کیا ہوا تھا۔

"آگئی میڈم اپنے محل سے نکل کر۔۔"

فاطمہ بیگم نے اسے دیکھتے ہی طنز کیا تھا۔

"یہ اتنا سج سنور کر کہا جارہی ہو؟ شوہر تو تمھارا چھوڑ چکا ہے تمھیں۔۔ کہیں باہر تو منہ مارنے نہیں جا رہی؟"

https://classicurdumaterial.com/

فاطمہ بیگم کی بات پر غصے سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

"مجھے اپنی حرکت مت بتائیں۔۔ ایسی کام آپ کرتی ہیں خاندانی عورتیں نہیں۔۔"

وہ بلند آواز میں سخت لہجے میں بولی تھی۔

"تم۔۔"

"بس کریں آنٹی۔۔"

افرحہ نے نیچے اترتے بحث سنتے سختی سے کہا تھا فاطمہ بیگم دونوں کو نفرت سے دیکھتی وہاں سے چلی گئی تھیں۔

"ان کی باتیں ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیا کرو اور جلدی کرو دیر ہورہی ہے۔۔"

نورے کے کندھے پر شال اوڑھتے افرحہ نے نورے کو باہر جانے کا کہا تھا۔

اسے کار میں بیٹھاتے افرحہ پیچھے ہٹ گئی تھی۔ نورے نے اب پوچھنا ہی گوارا نہیں کیا تھا جانتی تھی افرحہ جواب نہیں دے گی۔

https://classicurdumaterial.com

سیٹ سے ٹیک لگاتے وہ آنکھیں بند کر گئی تھی۔ شازل کا سوچ کر دل میں درد سا اٹھا تھا۔ کتنے دن مزید وہ اسے خود سے دور رکھ کر سزا دے گا۔۔؟

وہ نڈھال سی سوچ رہی تھی جب ایک گھر کے باہر گاڑی رکی تھی۔

"اندر چلی جائیں میم۔۔"

وہ سر ہلاتی ڈرائیور کے ہاتھ سے چابی پکڑتی گھر کے اندر چلی گئی تھی۔ اس نے ارد گرد دیکھا تھا جہاں کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ افرحہ کا سوچتی وہ اندر چلی گئی تھی جانتی تھی وہ کبھی اسے تکلیف نہیں دے سکتی تھی۔

"کوئی ہے یہاں۔۔؟"

وہ آگے بڑھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔مگر کوئی جواب نہیں آیا تھا اچانک لائٹس آن ہوئی تھیں۔

"نورے۔۔"

وہ شازل کی آواز سن کر ساکت رہ گئی تھی۔وہ دھیرے سے پیچھے کی طرف مڑی تھی۔ جہاں وائٹ شلوار قمیض پہنے وہ کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اسے دیکھتے ہی بے ساختہ اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے تھے۔

"خبر دار جو میرے قریب آئے۔۔"

وہ سسکی لیتی چیخ کر بولی تھی۔شازل جو اس کی طرف قدم بڑھا رہا تھا مٹھیاں بھینچتا رک گیا تھا۔

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے ہوسپٹل چھوڑ کر غائب ہونے کی۔۔"

وہ سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے بولی تھی۔

"میں بیوی تھی آپ کی اتنا تو حق بنتا تھا کہ میرے اٹھنے کا انتظار کر لیتے۔۔"

وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔

شازل ایک ہی جست میں اس کے پاس پہنچتے اسے اپنے سینے سے لگا چکا تھا۔اس سے مزید دوری برداشت نہیں ہورہی تھی۔

"چھوڑیں مجھے۔۔"

"دور رہیں۔۔"

"آئی ہیٹ یو۔۔"

"ہمیشہ مجھے تنہا چھوڑ دیتے ہیں--"

وہ شازل کی باہوں میں مچلتی بھاری آواز میں بول رہی تھی۔

"شش--"

اس کی کمر سہلاتے شازل نے اس کے سر پر ہونٹ رکھے تھے۔

"آئی ایم سوری--- مگر میں تمھیں اور اپنی اولاد کی جان کو مزید خطرے سے بچانا چاہتا تھا۔ میری غلطی کی وجہ سے کو تمھیں تکلیف اور زخم ملے تھے میں ان کا بدلہ لیے بغیر ایک پل بھی سکون سے نہیں رہ سکتا تھا۔"

وہ نورے کا چہرہ تھامتا اس کے سرخ گالوں سے نرمی سے آنسو صاف کرتا بولا تھا۔

"میں نے آپ کو بہت مس کیا تھا--"

وہ سسکی لیتی بولی تھی۔

"میں نے بھی--"

شازل نے دھیرے سے مسکراتے اس کے ماتھے پر ہونٹ رکھے تھے۔

"اتنی آسانی سے آپ کو مافی نہیں ملے گی--"

https://classicurdumaterial.com

اس کی آنکھوں میں دیکھتی وہ نروٹھے پن سے بولی تھی۔

شازل نے دھیرے سے مسکراتے اس کی دونوں آنکھوں کو چوما تھا۔

وہ اس کا لمس محسوس کرتی سرشار سی ہوگئی تھی۔

"تمھیں سینے سے لگا کر سکون مل گیا ہے--"

شازل اس کی کمر کے گرد حصار تنگ کرتے دھیمی آواز میں بولا تھا۔

"میری بات کو اگنور مت کریں--"

وہ منہ بناتے بولی تھی جب شازل نے جھک کر اس کے ہونٹوں کو نرمی سے چوم لیا تھا۔

"تمھیں میں نے کتنا مس کیا ہے ابھی بتاتا ہوں--"

اسے احتیاط سے اپنی باہوں میں بھرتے شازل نے اس کے گال کو شدت سے چومتے کہا تھا۔

"شازل--"

وہ شرماتی گھبراتی اس کی گردن میں منہ چھپا گئی تھی جس پر شازل بے ساختہ ہنس پڑا تھا۔

"اب تم ایک بچے کی ماں بننے والی ہو ابھی بھی مجھ سے شرما رہی ہو؟"

شازل کی بات پر وہ سر تا پیر سرخ ہو گئی تھی۔

"شازل"

اس نے چلاتے ہوئے شازل کے سینے پر تھپڑ دے مارا تھا۔ جس کا انتقام شازل نے ساری رات اس کے لمس سے حاصل کیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"دانین یہاں کیوں کھڑی ہو؟"

اس کی کمر کے گرد بازو باندھتے روحان نے پوچھا تھا۔

"روحان۔۔۔!!! آپ کب واپس آئے؟"

وہ روحان کو دیکھتی خوش ہوتی بولی تھی روحان دو ہفتوں سے کینیڈا میں تھا اس کی مدر کی طبیعت تھوڑی خراب تھی جس کی وجہ سے اسے واپس جانا پڑا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"ابھی آیا ہوں--"

روحان نے اس کا گال چومتے اس کا رخ اپنء طرف پھیرا تھا۔

"بہت چھپے رستم ہیں اب مجھ سے باتیں چھپانے لگے ہیں--"

وہ روحان کو آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

"اچھا یہ بتاو یہاں اکیلی ٹیرس پر کیا کر رہی تھی؟"

روحان نے بھنویں بھینچتے پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں بس بابا کا سوچ رہی تھی۔ ناجانے ملی مانے گی یا نہیں--"

وہ روحان کی طرف دیکھتی بولی تھی۔ پچھلے مہینے سے روحان اور اس نے دوبارہ ماضی کے بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی۔ روحان اسے اس کی ماضی میں ہونے والی غلطیوں کی سزا نہیں دینا چاہتا تھا تبھی وہ اس بارے میں بات نہیں کرتا تھا۔

"اگر انھیں ان کی بیٹی مل گئی تو ستر فیصد چانسز ہیں وہ مان جائیں گی--"

"اور یہ تمھاری ہڈیاں کیوں نکل آئی ہیں کیا تم کچھ کھا پی نہیں رہی تھی--؟"

روحان نے اس کو ایک نظر اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"بس گھر میں ٹینشن کی وجہ سے کچھ کھانے پینے کا دل نہیں کرتا۔۔"

وہ لب دبا کر بولی تھی۔

"بہت بری بات ہے۔۔"

روحان نے اسے دیکھتے سر نفی میں ہلاتے کہا تھا۔

"اچھا چھوڑیں یہ بتائیں آنٹی کیسی ہیں؟"

دانین نے بات بدلتے پوچھا تھا۔

"ہاں اب کافی بہتر ہیں وہ سی ای او کی پوزیشن چھوڑنے لگی ہیں مجھے ایک منتھ تک واپس جانا ہوگا۔۔"

روحان نے اسے جواب دیتے کہا تھا۔

"اور بات مت بدلو چلو نیچے تمھیں کھانا کھلاؤں۔۔"

روحان کی بات پر وہ ہلکے سے مسکراتی نیچے کی طرف جانے لگی تھی۔ روحان موبائل پر میسج آنے کی وجہ سے رک گیا تھا۔

میسج کھولتے ہی اس کے چہرے سے مسکراہٹ ہٹ گئی تھی۔

"ماضی کے گناہ تمھاری بیوی کا پیچھا کبھی نہیں چھوڑیں گے۔۔"

اس لائن کے ساتھ دانین کی تصویر تھی جس پر سرخ کراس کا نشان تھا۔

"روحان۔۔ آجائیں۔۔"

دانین کی آواز سنتا وہ وہ موبائل پاکٹ میں ڈالتا اس کے پیچھے چل پڑا تھا جبکہ ذہن میں اب بھی وہ میسج گھوم رہا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"ڈون کو کوئی شک تو نہیں ہوا؟"

ڈینیل کو آج دو ہفتوں بعد اپنے سامنے دیکھ کر وہ کانپتی آواز میں پوچھ رہی تھی۔ ڈینیل کی آنکھوں کے گرد گہرے سیاہ ہلکے تھے وہ شکل سے ہی تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

"نہیں۔۔"

"تم کسی کے ساتھ اس بارے میں کوئی بات نہیں کرو گی چاہے وہ تمھیں کتنا ہی اکسائے۔۔"

ڈینیل نے بیڈ پر بیٹھتے سرد لہجے میں کہا تھا۔

"مجھے پتا نہیں تھا میری موجودگی سے یہ سب ہوجائے گا۔۔"

وہ دھیمی آواز میں بولی تھی۔

"ایک بار یہ سارا میس سمٹ جائے پھر میں تمھیں جانے دوں گا۔۔ تم جہاں چاہو گی میں تمھیں بھجوا دوں گا۔۔"

ڈینیل نے چہرہ اٹھاتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سرد پن سے کہا تھا۔

"احمد۔۔"

" وہ بھی تمھارے ساتھ جائے گا۔۔"

ڈینیل نے اس کی بات سمجھتے جواب دے دیا تھا۔

"تم میرے لیے بہت بڑا امتحان ثابت ہوئی زرکشہ۔۔"

ڈینیل نے سگریٹ نکالتے اپنی انگلیوں کے درمیان گھماتے سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔

"اسے مت پیئیں۔۔"

وہ ڈینیل کے ہاتھ میں سگریٹ دیکھتے جھٹ سے بول اٹھی تھی۔

"آپ پہلے ہی بیمار لگ رہے ہیں۔۔"

وہ کانپتی آواز میں بولی تھی۔

"تمھیں میری فکر کب سے ہونے لگی؟"

"مجھے اپنا خیال رکھنا آتا ہے"

" بچپن سے خود ہی اپنا خیال رکھتا آیا ہوں اس کے لیے تمھاری ضرورت نہیں ہے۔۔"

وہ سرد پن سے بولتا سگریٹ سلگانے لگا تھا۔

"ادھر آو میرے پاس بیٹھو۔۔"

سگریٹ کا کش لیتے فضا میں دھواں چھوڑتے ڈینیل نے سے گھری نظروں سے دیکھتے کہا تھا جس پر وہ نفی میں سر ہلا گئی تھی۔

ڈینیل نے اٹھتے سگریٹ بجھا کر پھینکتے اپنا کوٹ اتارنا شروع کیا تھا۔

"ی۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟"

وہ دیوار ساتھ لگی کپکپاتی پوچھ رہی تھی۔

ڈینیل جواب دیے بغیر اسے کھاجانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

"میرا سر دباو۔۔"

وہ کوٹ ایک سائیڈ پر رکھتا جوتے اتارتا بیڈ پر لیٹ گیا تھا۔

"جلدی کرو۔۔"

ڈینیل کے تیز آواز میں کہنے پر وہ فورا اس کے قریب آتی بیڈ پر بیٹھ کر اس کا سر دبانے لگی تھی۔

اس کے ٹھنڈے نرم ہاتھ اپنی پیشانی پر محسوس کرتے ڈینیل نے سکون کی سانس خارج کی تھی۔وہ صرف کچھ دیر کے لیے لیٹا تھا لیکن ناجانے کب اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو صبح ہونے والی تھی۔ اسے کچھ دیر لگی تھی سمجھنے میں۔۔وہ اکیلا بیڈ پر تھا اس نے اپنے ارد گرد نظر دوڑائی تو زرکشہ کو زمین پر چادر بچھائے لیٹے دیکھ کر اس کا دل سکڑ گیا تھا۔

اس کے قریب جاکر دو زانو بیٹھتے ڈینیل نے محبت سے بال اس کے چہرے سے ہٹائے تھے۔

"What is so attractive about you؟"

"میں نے ہر قسم کا حسن دیکھا ہے مگر تم جیسی کشش کسی میں نہیں ہے--"

وہ اس کے معصوم چہرے کو دیکھتے بڑبڑایا تھا۔ اس کے ہلنے پر وہ فوری دور ہوگیا تھا۔

اسے دوبارہ سٹل ہوتے دیکھ کر اس نے نرمی سے اس کا گال سہلایا تھا۔

اسے نرمی سے اپنی باہوں میں اٹھاتے ڈینیل نے اسے بیڈ پر لیٹا دیا تھا ایسا کرنے سے اس کا حجاب ڈھیلہ پڑ گیا تھا حجاب سے نظر آتے اس کے ریشمی بالوں سے ڈینیل نے فورا نظر ہٹا لی تھی وہ اس کی پرائیویسی کا احترام کرتا تیزی سے اپنء چیزیں لیتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

ڈینیل پر ڈون کا بہت پریشر تھا وہ آج کل ڈینیل پر سخت نظر رکھے ہوئے تھا اسے یہ بات بار بار کھل رہی تھی کہ ڈینیل نے رومن کو اس کے حوالے کرنے کی بجائے خود کیوں مار دیا تھا؟

وہ جانتا تھا کہیں نہ کہیں گڑبڑ ضرور ہے تبھی وہ اس پر کڑی نظر رکھے ہوئے تھا۔

ڈینیل اپنے گھر والے آفس میں بیٹھا کام کر رہا تھا جب اس کا ایک ورکر بھاگتے ہوئے اندر آیا تھا۔

"سر خبر ملی ہے ڈون۔۔ آپ کے گھر کا جائزہ لینے آرہا ہے اور سب سٹاف سے بھی ملنا چاہتا ہے۔۔"

"باقی سب کو خبردار کر دو اور سارے سٹاف کو بھی وارننگ دے دو میں زرکشہ کو بھی ان کے ساتھ بھیجتا ہوں۔۔زرکشہ کے لیے ورکرز کا یونیفارم لے کر آو۔۔"

وہ تیزی سے بولتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

یونیفارم ملتے ہی وہ اس کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"زرکشہ بات سنو۔۔ جلدی سے یہ ڈریس پہن لو اور اپنا حجاب اتار دو۔۔ ڈون آرہا ہے گھر کا جائزہ لینے اور سب سے انویسٹیگین کرنے۔۔"

ڈینیل نے اجلت میں کہا تھا۔

"میں یہ نہیں پہن سکتی اس سے میرا جسم واضع ہوگا۔۔"

وہ پریشانی سے بولی تھی۔

"گاڈ ڈیم اٹ۔۔ تم نے اگر ڈریس چینج نہ کیا تو ڈون کو تم پر شک ہوجائے گا۔۔ بس کچھ منٹوں کی بات ہے پلیز۔۔"

اس کی پریشانی دیکھ کر وہ مان گئی تھی۔ وہ ڈریس اس کے گھٹنوں سے نیچے تک آتا تھا اس نے ہچکچاتے ہوئے حجاب ریمو کیا تھا۔ ڈینیل نے فورا اس سے نظریں پھیر لی تھیں۔

"تم فکر مت کرو۔۔ کوئی میل تمہاری طرف جان بوجھ کر نہیں دیکھے گا۔۔اور اگر ڈون پوچھے تم اس دن کہاں تھی تو تم کہو گی کہ تم کیچن میں تھی۔۔اور کچھ مت بولنا۔۔"

ڈینیل نے بولتے ہی کانپتی ہوئی زرکشہ کا ہاتھ پکڑا تھا ڈان پہنچنے والا تھا وہ تیزی ست زرکشہ کو پکڑتا کیچن میں لے گیا تھا۔

"تم یہاں کام کرتی ہو بس یہ یاد رکھنا۔۔ اور گھبرانا مت۔۔"

اس کا ہاتھ دبا کر چھوڑتا ڈینیل اپنے آفس میں جاکر بیٹھ گیا تھا۔ جب تھوڑی دیر بعد اس کے آفس کا دروازہ کھلا تھا اور ڈان اندر اینٹر ہوا تھا۔

"ڈون۔۔ یہاں کیسے آنا ہوا۔۔"

ڈینیل نے کھڑے ہوتے مصنوعی حیرانی کا اظہار کیا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"چیکنگ کرنے آیا ہوں اپنے سارے سٹاف کو باہر بلاؤ مجھے اب سے سوال کرنے ہیں۔۔"

"اوکے۔۔"

اس نے پرسکون لہجے میں جواب دیتے ہیڈ سٹاف کو فون کرکے سب کو اکٹھا کرنے کا کہا تھا۔

سب ایک لائن میں کھڑے تھے۔زرکشہ درمیان میں کھڑی تھی ماحول میں چھائی سرد پن کی لہر نے سب کو کانپنے پر مجبور کیا ہوا تھا۔

"میرے بھائی کا اس گھر میں قتل ہوا ہے اور میں جاننا چاہتا ہوں اس وقت سب لوگ کہاں تھے۔۔؟"

"سب لوگ ایک ایک کرکے بتاتے جائیں گے۔۔"

ڈون کے بولتے ہی سب نے بتانا شروع کردیا تھا۔

"میں ڈائینگ ہال میں تھی۔۔میں کھانا سرو کرنے لگی تھی جب اچانک آپ کے بھائی نے سامنے بیٹھے شخص سے کچھ کہا تھا جس سے غصہ ہوتے اس نے گن نکال کر

سامنے والے کے گولی مار دی تھی اس سے پہلے وہ باقیوں پر حملہ کرتا سر نے اسے ماردیا تھا۔"

اس نے رٹا رٹایا جواب کانپتی آواز میں دیا تھا اس کی بات پر باقی لوگ بھی بتانے لگے تھے۔ جب زرکشہ کی باری آئی تو وہ ٹھہر سا گیا تھا۔

"میں کیچن میں کام کر رہی تھی۔"

اس نے نظریں جھکائے کانپتی آواز میں جواب دیا تھا۔ ڈون نے اس کا گہری نظروں سے جائزہ لیا تھا۔

"تم تو بہت خوبصورت ہو۔۔ یہاں کیچن میں کام کر کے اپنا حسن ضائع کیوں کر رہی ہو؟"

اس کے قریب آتے ڈون نے اس کا چہرہ چھونے کی کوشش کرتے پوچھا تھا جب وہ فوری پیچھے ہٹ گئی تھی۔

"اس میڈ کو میرے گھر پہنچا دینا ڈینیل۔۔مجھے یہ پسند آگئی ہے۔۔"

ڈون ہنستا ہوا بولا تھا۔

"یہ ممکن نہیں--ڈون-- یہ لیگل ایمپلوئے ہے بہت بڑا مسئلہ ہوجائے گا-- اور آپ جانتے ہیں میں ایسا کام نہیں کرتا--"

وہ اٹل لہجے میں غصہ دباتا بولا تھا۔ ڈون نے اس کی بات پر ہنستے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"یہ کہو ڈینیل تمہارا خود اس پر دل ہے--"

وہ کمینگی سے ہنستا بولا تھا۔ زرکشہ کو اس کی نظروں سے وحشت سی ہورہی تھی۔ حیدر نے بمشکل اپنا غصہ قابو کیا ہوا تھا۔

"میں چکر لگاتا رہوں گا اس حسن کو بار بار دیکھنے کے لیے--"

ڈون ہنستا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔ اس کے جاتے ہی زرکشہ فورا اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔

"اسے آپ پر شک ہوگیا ہے--"

ڈینیل کے ساتھی نے اس کے قریب کھڑے ہوکر کہا تھا۔

"سب ملازمین پر نظر رکھو کوئی منہ کھولنے کی جرت بھی نہ کرے--"

وہ سرد لہجے میں بولتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"ملائکہ میری بات پر یقین کرو میں نے ہر انویسٹیگیر تمھاری بیٹی کو ڈھونڈنے کے لیے ہائر کیا ہوا ہے تھوڑا صبر کر لو جہاں تم نے اتنی دیر کیا تھوڑا اور صحیح پلیز۔۔"

ملائکہ کے سامنے چٹان بن کر کھڑے ہوتے آغا خان نے التجائیہ لہجے میں کہا تھا۔

"مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سننی ہٹیں میرے رستے سے میں خود اسے ڈھونڈ لوں گی۔۔"

"اور چھوڑ دیں اب میرا پیچھا۔۔ آپ کی باتیں اب مجھے صرف اریٹیٹ کرتی ہیں"

وہ غصے سے بولی تھیں۔

"ایک بار صرف آخری بار۔۔ مجھے ایک موقع دے دیں۔۔ پلیز۔۔"

وہ ملائکہ کے ہاتھ تھامتے بولے تھے۔

"جب میری بیٹی مل جائے گی پھر میں آپ کو اس بات کا جواب دوں گی۔۔"

وہ دو ٹوک لہجے میں بولی تھیں۔

"مجھے پتا چل گیا ہے وہ کہاں ہے ملائکہ۔۔"

وہ گہرا سانس بھرتے بولے تھے۔

"کہاں ہے وہ؟"

ملائکہ نے ان کا بازو پکڑتے پوچھا تھا۔

"یہ میں تمھیں نہیں بتا سکتا۔۔ بس تم دعا کرو۔۔"

وہ لب بھینچ کر بولے تھے۔

"اگر میری بیٹی کو کچھ بھی ہوا نہ۔۔ تو آغا خان آپ کو میں کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔"

وہ چیخ کر بولی تھیں۔

"وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔ بس ایک بہت بڑی مصیبت میں پھنسی ہوئی ہے اور اسے میں وہاں سے نکال لوں گا۔۔"

آغا خان نے ان کی گال پر بہتے آنسو دیکھ کر لب بھینچ لیے تھے۔

"وعدہ کریں مجھ سے۔۔ اسے کچھ نہیں ہونے دیں گے۔۔"

ان کا ہاتھ پکڑتے وہ التجائیہ بولی تھیں۔

"یہ میرا آپ سے وعدہ ہے--"

وہ ان کے رونے سے کانپتے وجود کو سینے سے لگاتے اٹل لہجے میں بولے تھے۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ کب سے لیٹی ہوئی تھی مگر اسے نیند نہیں آرہی تھی۔اسے اچانک اپنے کمرے کے باہر سے کچھ آوازیں سنائی دی تھیں۔

وہ اٹھ کر دروازے کے قریب جانے لگی تھی جب اچانک دروازہ کھلا تھا اور احمد نے اندر آتے ہی اسے گلے لگایا تھا۔

"زری میں نے آپ کو بہت مس کیا۔-"

احمد نے اسے زور سے گلے لگاتے پوچھا تھا۔

"تم ٹھیک ہو نہ؟"

اس نے پیچھے ہٹتے اس ک اوپر سے لے کر نیچے تک جائزہ لیا تھا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے بس آپ کی فکر تھی--"

وہ زرکشہ کے ہاتھ تھام کر بولا تھا۔

"ہمارے پاس وقت نہیں ہے ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا۔۔"

ڈینیل کی آواز پر اس نے زرکشہ نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"کیا مطلب؟"

زرکشہ نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔

"میں تم دونوں کو چھوڑنے جا رہا ہوں۔۔تمھاری فیملی نے مجھ سے کنٹکٹ کیا ہے۔۔"

وہ لب بھینچ کر بول رہا تھا۔

"پاپا نے؟"

"نہیں وہ تمھارے رئیل فادر نہیں ہے۔۔ میرا مطلب تمھاری برتھ مدر۔۔"

"یہ کیا بول رہے ہیں آپ؟"

اس نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔

"یہ تم ان سے پوچھ لینا ہمارے لیے یہاں سے فورا نکلنا ضروری ہے۔۔"

"ڈون کو تم پر شک ہوگیا ہے۔۔اور اس سے شاید میں تمھیں بچا نہ پاوں۔۔"

https://classicurdumaterial.com

ڈینیل نے لب بھینچ کر جواب دیا تھا۔

"جلدی چلو ٹائم نہیں ہمارے پاس۔۔"

ڈینیل کے کہنے پر وہ تیزی سے اس کے ساتھ نکل گئی تھی۔

"زری ٹینشن نہ لیں ہمیں سب پتا چل جائے گا فلحال آپ کو یہاں سے نکالنا ضروری ہے۔۔"

احمد نے اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلاتے جواب دیا تھا۔

ڈینیل انھیں پچھلے رستے سے لے کر باہر نکلا تھا جہاں ایک گاڑی پہلے ہی موجود تھی۔اس نے ایک بیگ پکڑتے احمد کو پکڑایا تھا۔

"اس بیگ میں تمھارا اور زرکشہ کا پاکستان کا پاسپورٹ ہے۔۔اگر وہ تمھاری رئیل فیملی نہ ہوئی تو اس میں میرے ایک دوست کا نمبر ہے وہ تم لوگوں کو وہاں سیٹل ہونے میں مدد کردے گا۔۔"

اس کی بات سنتے زرکشہ نے اس کی طرف دیکھا تھا جو پتھر بن کر بیٹھا تھا۔

"ہم تو بھاگ جائیں گے آپ کا کیا ہوگا؟"

اس نے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"اس سے تمھیں کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے۔۔"

وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔ دل میں تہلکہ مچا ہوا تھا۔ ڈون سے دشمنی کا انجام موت تھی۔۔ مگر پہلی دفع اسے زندگی میں جینے کی خواہش ہوئی تھی جو شاید زرکشہ کے جانے کے بعد دوبارہ مرنے والی تھی۔

"میں نہیں چاہتی ہماری وجہ سے آپ کو کچھ ہو۔۔ آپ بھی ہمارے ساتھ آجائیں۔۔"

وہ التجائیہ بولی تھی۔

"یہ ممکن نہیں ہے۔۔ شٹ۔۔ نیچے جھکو دونوں۔۔"

وہ گاڑی کی سپیڈ بڑھاتا تیزی سے چیخا تھا۔

ان کے پیچھے دو گاڑیاں تیزی سے آرہی تھیں۔

"احمد یہ پکڑو گن۔۔"

"بیگ کو سنبھال کر رکھو اس میں پاسپورٹس ہیں۔۔"

ان کی گاڑی پر تیزی سے گولیاں چل رہی تھیں۔

ڈینیل نے گن نکالتے گاڑی سے بازو نکالتے پہلی گاڑی کا نشانہ لیا تھا۔اس کے ٹائر پر گولی بجی تھی مگر پھر بھی وہ گاڑی رکی نہیں تھی وہ دونوں طرف سے ان پر حملہ کر رہے تھے۔

"ڈینیل۔۔"

زرکشہ ڈر کر چیخی تھی۔ ڈینیل نے پھر گاڑی سے نکل کر گولی چلائی تھی جو ایک ڈرائیور کے سر پر لگی تھی وہ گاڑی بے قابو ہوتی الٹ گئی تھی۔

"میں آگے جاکر جنگل کے قریب گاڑی روک دوں گا تم دونوں دائیں طرف سیدھا جانا وہاں تم لوگوں کو ایک چھوٹا سا گاؤں مل جائے گا وہ تم لوگوں کی مدد کردیں گے۔۔"

"میں ان کا دھیان تم لوگوں سے ہٹاتا ہوں۔۔"

"نہیں ہم آپ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔۔"

"شٹ اپ زرکشہ میں جیسا کہہ رہا ہوں تم لوگ ویسا ہی کرو گے۔۔"

"نہیں بالکل نہیں۔۔"

وہ چیخی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

ان کی گاڑی کے ٹائر پر گولی بجی تھی۔اور وہ لڑکھڑاتے ہوئے درخت میں بجنے لگی تھی جب ڈینیل نے زور سے بریک لگائی تھی۔

"جاو فورا۔۔"

ڈینیل باہر نکلتا چیخا تھا۔

احمد نے زرکشہ کو پکڑتے باہر نکالا تھا۔وہ زبردستی اسے کھینچتا جنگل کی طرف لے جانے لگا تھا جب اچانک کسی نے زرکشہ کی طرف نشانہ لیتے گولی چلائی تھی۔

"زرکشہ۔۔"

ڈینیل بھاگتے ہوئے اس کے آگے ڈھال بن گیا تھا۔ گولی چیرتی ہوئی اس کے کندھے میں گھس گئی تھی۔اور تیزی سے خون نکلنے لگا تھا۔

"ڈینیل۔۔۔!!!!!!"

وہ چیخی تھی۔

"گو احمد!!"

ڈینیل نے گہرا سانس لیتے کہا تھا جب ساتھ ہی دوسری گولی ڈینیل کو بجی تھی--احمد زبردستی زرکشہ کو گھسیٹتا وہاں سے جنگل کی طرف لے گیا تھا۔ ڈینیل کو مردہ حالت میں گرتے دیکھ کر زرکشہ بری طرح رونے لگی تھی۔ احمد اسے گھسیٹتا ہوا وہاں سے بھاگ رہا تھا۔ ایک یا دو گھنٹے بعد انھیں ایک جگہ آبادی دکھنے لگی تھی۔

"وہ میری وجہ سے مرد گیا-- احمد--"

وہ احمد کو پکڑتی بری طرح کانپتے ہوئے بولی تھی۔

"یہ ان کا اپنا فیصلہ تھا زری-- خود کو سنبھالو--"

احمد نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا تھا۔ جس پر وہ ساکت ہوتی رونے لگی تھی۔

"کیوں کیا تھا اس نے ایسا؟ کیا وہ اس کے لیے اتنا پاگل تھا؟"

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

سب لوگ باہر گئے ہوئے تھے۔ دانین اکیلی گھر میں تھی۔ شازل ، گل خان اور نورے ہوسپٹل گئے ہوئے تھے نورے کے چیک اپ کے لیے جبکہ روحان ایک میٹنگ کے سلسلے میں محب خان کے ساتھ آفس گیا ہوا تھا۔

شازل کے واپس آتے ہی گھر کا ماحول کافی خوشگوار ہوگیا تھا۔ دانین کو یہ بھی کافی خوشی تھی کہ شازل اب اس سے پہلے کی طرح ظلمانہ طریقے سے نہیں بلکہ قدرے نرمی سے بات کر رہا تھا۔

اس کے ساتھ چند ملازمین وہاں موجود تھے۔وہ کیچن سے کافی بنا کر گنگناتی ہوئی باہر نکل رہی تھی۔ جب اچانک اس کا پاوں گیلی چیز پر لگا تھا۔

وہاں ان کے گھر کی ملازمہ خون میں بھیگی مردہ پڑی تھی۔اس سے ہوتی اس کی نظر کسی شخص کے بوٹوں پڑ پڑی تھی جہاں سے ہوتے ہوئے اس شخص کے چہرے ہر نظر پڑتے ہی کافی کا مگ اس کے ہاتھ سے چھوٹ جر نیچے گر گیا تھا۔

"آہہہہہ---!!!!!"

وہ زور دار چیخ مارتی وہاں سے بھاگی تھی مگر خون کی وجہ سے وہ پھسل گئی تھی۔ وہ شخص طزیہ ہنسا تھا۔

دانین تیزی سے اٹھتی سیڑھیاں پھلانگتی اوپر بھاگ رہی تھی۔ جب چند ہی قدموں میں اس کے پاس پہنچتے اس شخص نے دانین کو بالوں سے پکڑ کر سیڑھیوں سے گھسیٹنا شروع کیا تھا۔

"ن۔۔ نہیں چھوڑو مجھے۔۔۔"

دانین اس کے ہاتھ پر ناخن مارتی اپنے بال بری طرح چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تمھیں اور تمھارے گھر کے ہر شخص کو میں ختم کردوں گا۔۔"

وہ ہنستا ہوا بولا تھا۔

"کوئی میری مدد کرو۔۔ روحان۔۔ شازل۔۔ بابا"

"ہاہاہا چیخو۔۔ اور اونچی آواز میں۔۔"

وہ ہنستا ہوا بولا تھا۔

"روحان۔۔۔!!!"

"روحان۔۔۔!!!"

"شازل۔۔۔!!!"

"بابا۔۔!! مجھے بچا لیں اس حیوان سے۔۔"

وہ چیختے ہوئے بول رہی تھی جب اچانک ایک بھاری چیز اس کے سر پر لگی تھی اور اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"انکل آپ فکر نہ کریں یہ ڈیل ہمیں مل جائے گی۔۔"

روحان نے کوٹ اتار کر ہاتھ میں پکڑتے محب خان سے کہا تھا۔

"تھینک یو بیٹا۔۔"

محب خان نے اس کا کندھا تھپتھپاتے کہا تھا۔

"میں اب گھر جارہا ہوں انکل۔۔ کوئی اور کام تو نہیں۔۔؟"

اس نے پوچھا تھا۔

"نہیں۔۔نہیں تم جاسکتے ہو۔۔"

محب خان کے جواب دینے پر وہ اپنی چیزیں پکڑتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

اس نے فون ڈیش بورڈ پر پھینکا ہی تھا۔ جب اسے شازل کی کال آنے لگی تھی۔ فون کو بلو ٹوتھ سے کنکٹ کرکے اس نے کال اٹھائی تھی۔

"کہاں ہو؟"

"آفس سے نکل رہا ہوں بس۔۔ خیریت؟"

شازل کا یوں پوچھنا اسے بری طرح کھٹکا تھا۔

"فورا گھر پہنچو۔۔"

اسے مزید کچھ بتائے شازل نے کال بند کردی تھی۔ اسے شازل کی حرکت پر شدید غصہ آیا تھا مگر وہ صبر کے گھونٹ بھر گیا تھا۔

دوسری طرف شازل نورے اور گل خان کے ساتھ گھر واپس لوٹا ہی تھا۔ جب گھر کا کھلا دروازہ اور سکیورٹی گارڈ کی غیر موجودگی دیکھ کر اسے کچھ گڑبڑ لگی تھی۔

"گاڑی کے اندر ہی رہو۔۔اور اسے لاک کر لو۔۔"

شازل نے اردگرد دیکھتے کہا تھا۔

"کیا ہوا؟"

گل خان نے پریشانی سے پوچھا تھا جب کہ نورے بھی پریشانی ہوگئی تھی۔

"کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا مجھے۔۔ یہاں سے باہر مت نکلیے گا۔۔جب تک میں واپس نہ آوں۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ تنبیہہ کرتا گاڑی سے باہر نکلتا گھر کے اندر جانے لگا تھا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر ٹائل پر لگے خون کی طرف گئی تھی۔ تھوڑا آگے جاتے ہی اس کی نظر ملازمہ کی ڈیڈ باڈی پر پڑی تھی۔

"دانین۔۔!!"

"دانین۔۔!!"

اس نے پولیس کو کال ملاتے تیزی سے سارے کمرے چیک کیے تھے۔مگر جگہ جگہ لگے خون کے داغ اسے ساری کہانی بتا گئے تھے۔

پولیس کو کال کرنے کے بعد وہ تیزی سے باہر بھاگا تھا۔جہاں نورے اور گل خان اس کی بے صبری سے منتظر تھیں۔

"کیا ہوا ہے؟"

گل خان نے فورا پوچھا تھا۔

"پولیس آرہی ہے۔۔ ملازمہ کی ڈیڈ باڈی پڑی ہے اندر۔۔"

وہ لب بھینچ کر بولا تھا۔نورے اور گل خان کے چہرے سفید پڑ گئے تھے۔

https://classicurdumaterial.com

"دانین--؟ دانین کہاں ہے؟"

گل خان نے تیزی سے پوچھا تھا۔

"وہ اندر نہیں ہے--"

شازل کے جواب پر وہ کانپتی سانس بھر کر رہ گئی تھی۔ ان کے ہاتھ بری طرح کانپنے لگے تھے۔

"مجھے اسے اکیلا چھوڑ کر جانا ہی نہیں چاہیے تھا--"

وہ زارو قطار روتی ہوئی بولنے لگی تھیں۔

"میں روحان اور بابا کو کال کرنے لگا ہوں آپ سنبھالیں خود کو--"

شازل نے انھیں حوصلہ دیتے روحان اور محب خان کو کال کردی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

روحان جب گھر پہنچا تو ہر طرف پولیس ہی پولیس تھی۔ اس کا دل بری طرح دھڑکا تھا۔ وہ گاڑی سے اترتا تیزی سے اندر بھاگا تھا۔ لاونچ میں خون کے نشان دیکھ کر اس کے قدم ڈگمگائے تھے۔

"دانین--!!"

وہ چیخا تھا۔ اس کی نظر زمین پر پڑے بے تحاشہ خون کی طرف گئی تھی۔ بھاری قدم اٹھاتا وہ اس طرف گیا تھا۔ جہاں لاش دیکھتے ہی اسے دانین کا خیال آیا تھا۔

"دانین--؟"

"ملازمہ ہے وہ--"

شازل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

"دانین کہاں ہے؟"

اس نے ارد گرد دیکھتے پوچھا تھا۔

"جب میں آیا تو یہاں دانین نہیں تھی--"

شازل کے جواب پر اس کی بے ساختہ نظر خون کے قدموں پر پڑی جو سیڑھیوں کی طرف جارہے تھے پھر وہاں سے ہوتے وہ گھسیٹتے ہوئے نیچے آرہے تھے۔ لاونج میں صوفے کے پاس آنے کے بعد وہ غائب ہوگئے تھے۔

"نہیں ایسا نہیں ہوسکتا-- و--وہ صبح تو یہاں تھی--"

http://classicurdumaterial.com/

وہ نفی میں سر ہلاتا بول رہا تھا۔

"سنبھالو خود کو روحان۔۔"

"شٹ اپ۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔"

وہ شازل کی بات پر بے قابو ہوا تھا۔ شازل اس کے غصے پر لب بھینچ گیا تھا۔ اسے روحان کے اموشنز کا اندازہ تھا کیونکہ وہ بھی یہ فیس کرچکا تھا۔ پولیس کے آتے ہی وہ عسکری کے ساتھ ایک لیڈی آفسر اور ایک میل آفسر کو گل خان اور نورے کو شازل کے اپارٹمنٹ میں بھجوا چکا تھا۔ ساتھ ہی وہ حیدر کو دانین کے غائب ہونے کی خبر دیتا بھارے گل کے ساتھ رہنے کا بول چکا تھا۔ اس لیے حیدر بھارے گل کے ساتھ اپارٹمنٹ میں ہی تھا جبکہ وہ نورے اور گل خان کے لیے ڈبل سکیورٹی کا انتظام بھی کر رہا تھا۔

"میں نے تمھیں کہا تھا۔ اس میسج کرنے والے شخص کو ڈھونڈنے میں میری ہیلپ کردو مگر تمھیں اپنے کاموں سے فرصت ہی نہیں ملی اب دیکھو وہ لے گیا نہ میری بیوی کو۔۔"

وہ شازل کا گریبان پکڑتا غصے سے بول رہا تھا۔ شازل نے اس کو جھٹکا دیتے اسے خود سے دور کیا تھا۔

"میں ٹرائے کررہا تھا مگر مجھے اس کے بارے میں کوئی انفارمیشن نہیں ملی۔۔"

شازل لب بھینچ کر بولا تھا۔اتنی دیر میں محب خان بھی آچکے تھے۔

"کس بارے میں آپ دونوں بات کر رہے ہیں ہمیں بتائیں۔۔"

اے ایس پی رضوان نے ان کی باتیں سنتے ان سے پوچھا تھا۔ شازل نے دانین کے ماضی کا واقعات اور روحان نے حال کے واقعات سارے پولیس کو بتا دیے تھے جس کے فورا بعد انویسٹیگیشن اور دانین کی تلاش جاری ہوچکی تھی۔

"تم تو چاہتے ہی یہ تھے کہ وہ مرجائے۔۔ اب تم خوش ہو؟"

وہ محب خان کے سامنے شازل کو بولتا ہوا اوپر کمرے میں چلا گیا تھا۔ جبکہ شازل ساکت رہ گیا تھا۔ اس نے طزیہ نظروں سے محب خان کو دیکھا تھا۔

"پولیس کے علاوہ ہمیں خود کوشش کرنی پڑے گی ڈیڈ۔۔۔"

"ابھی روحان غصے اور جزبات سے بھرا ہڑا ہے اسے تھوڑا وقت دیں۔۔"

"بڑے پاپا کو بھی بتا دیں ان کا حق بنتا ہے--"

شازل ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا۔

"ایک بار پھر ہم اسے مشکل میں پھنسنے سے بچا نہیں سکے بابا-- اس لیے بہتر ہے اس کے ملتے ہی اسے اس کے شوہر ساتھ رخصت کردیں کیونکہ ہم اس کی حفاظت کبھی نہیں کر پائیں گے--"

شازل کڑوے لہجے میں بولتا پولیس کے ساتھ کوپریٹ کروانے لگا تھا۔ ان کے دو سکیورٹی گارڈز کی لاشیں لان سے ملی تھیں۔جبکہ ایک گارڈ غائب تھا۔جس کی تلاش پولیس نے جاری کردی تھی۔

لیکن سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ انھیں یہ نہیں پتا تھا۔کہ دانین کے پیچھے پڑا کون ہے--؟

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

ڈینیل کے دیے گئے ایڈریس پر احمد اور زرکشہ پہنچ چکے تھے۔

"احمد ڈینیل کو کچھ ہوگا تو نہیں؟"

https://classicurdumaterial.com

ان کے گھر کے قریب پہنچتے زرکشہ نے پوچھا تھا۔

"زری بس کریں پلیز۔۔"

وہ سنجیدگی سے بولتا زرکشہ کو چپ کروا گیا تھا۔زرکشہ اسے یہ نہ بتا سکی کہ وہ کتنی تکلیف میں ہے دل اندر ہی اندر پھٹ رہا تھا۔

"احمد ہم صحیح ایڈریس پر آئے ہیں ؟"

اپنے سامنے اتنا بڑا گھر دیکھ کر زرکشہ نے حیرت سے پوچھا تھا۔

"ہاں یہی ایڈریس ہے۔۔"

احمد نے کہتے ہی بل بجائی تھی جب گارڈ نے احمد کا نام سنتے گیٹ کھول دیا تھا۔

زرکشہ کا ہاتھ تھامتے وہ اندر کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"احمد واپس چلو۔۔ میرا اندر جانے کو دل نہیں ہے۔۔"

"اب بیٹا ادھر تک آئی ہیں تو اندر بھی آجائیں۔۔"

آغا خان گارڈ کا میسج ملتے ہی باہر نکل آئے تھے۔ زرکشہ اور احمد دونوں ایک دم خاموش ہوگئے تھے۔

https://classicurdumaterial.com

"اندر چلیں آپ سے کوئی بہت بے چین۔۔ یقین رکھیں میں کچھ نہیں کروں گا۔۔ بے شک یہ فون رکھ لو اگر کوئی بھی پرابلم ہوئی تو بلا جھجھک پولیس کو کال کر لینا۔۔"

آغا خان کی آفر پر احمد نے وہ فون فورا پکڑ لیا تھا۔ آغا خان آہستہ سے سر ہلاتے انھیں اندر لے گئے تھے۔

ملائکہ جو بے صبری سے لاونج میں چکر لگا رہی تھیں انھیں دیکھتے ہی رک گئی تھیں۔

"ز۔۔زرکشہ۔۔ میری بیٹی۔۔"

وہ تیزی سے زرکشہ کے قریب آتے اسے سینے سے لگا چکی تھی۔جبکہ زرکشہ حیران پریشان تھا۔ وہ زرکشہ کا کبھی منہ اور کبھی ہاتھ چوم رہی تھیں۔

"کون ہیں آپ؟"

اس نے ان کے چھوڑنے پر دو قدم پیچھے لیتے پوچھا تھا۔

"م۔۔میں آپ کی مم۔۔مما۔۔ آپ کو یاد نہیں۔۔؟"

وہ شاکڈ سی بولی تھیں۔

https://classicurdumaterial.com

"مجھے دس سال کی عمر سے پہلے کچھ یاد نہیں ہے میرا ایکسڈینٹ ہوا تھا جس میں ہماری مما کی ڈیتھ ہوگئی تھی اور میری میمری لاسٹ ہوگئی تھی۔"

وہ لب دبا کر بولی تھی۔

"اگر آپ میری مما ہیں تو پھر وہ کون ہیں جن کے ساتھ میں رہتی تھی؟"

"کیا احمد میرا بھائی نہیں ہے؟"

زرکشہ منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئی بول رہی تھی۔

"ملائکہ آپ کی مما ہیں اور احمد آپ کا بھائی نہیں ہے۔۔ میں نے ملائکہ سے ضد میں آکر آپ کو اس سے الگ کر کے احمد کی فیملی کو دے دیا تھا۔"

آغا خان شرمندگی سے بولے تھے۔

"مگر کیوں؟"

سچائی سن کر اسے شدید جھٹکا ملا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

(ماضی)

آغا خان اور ملائکہ کی ملاقات یونیورسٹی میں ہوئی تھی ملائکہ ہمیشہ خاموش رہنے والی تھی۔ کلاس میں بیٹھے ہوئے بھی اس کی آواز تک نہیں آتی تھی۔شاید یہ ہی وجہ تھی کہ وہ کبھی کسی کی نظروں میں بھی نہیں آئی تھی۔

مگر ناجانے کیسے وہ آغا خان کی نظروں میں آگئی تھی۔ اپنی خوبصورتی اور سنجیدگی کی وجہ سے وہ ساری کلاس میں مشہور تھا۔

ایک دن آغا خان کے دوست نے شرارت کرتے ہوئے ایک لو لیٹر لکھ کر آغا خان کے نام سے ملائکہ کو دے دیا تھا۔ اس کا یوں ملائکہ کو خط دینا سب کے سامنے اسے بہت شرمندہ کر گیا تھا۔ خط کو پڑھے بغیر وہ خاموش لڑکی غصے سے بپھری آغا خان کے سر پر جا پہنچی تھی۔

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے یہ خط بھیجنے کی؟"

وہ آغا خان کے سر پر کھڑی غصے سے بولی تھی۔

"What do you mean؟"

آغا خان نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔ جب وہ خط پھاڑ کر آغا خان کے منہ پر پھینک چکی تھی۔

"ایسی چیپ حرکت دوبارہ کرنے کی کوشش بھی مت کیجیے گا ورنہ ایچ او ڈی کو شکایت لگا دوں گی۔۔"

وہ بنا اس کا جواب سنے راکٹ کی طرح ارد گرد کھڑے ہجوم کو چیرتی وہاں سے نکل گئی تھی۔

"سوری یار میں نے پرینک کیا تھا۔۔"

ماحول میں تناو دیکھتے اس کا دوست ممنمایا تھا۔ آغا خان نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔ وہ اپنا بیگ اٹھاتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

اس کے بعد ایسا سلسلہ شروع ہوا تھا کہ آغا خان اور اس کی کسی نہ کسی بات پر بحث اور لڑائی ہوتی رہتی تھی۔

لڑائی سے ہوتی ان کی باتیں کب نوکھ جھوک سے ہوتی محبت میں بدل گئی انھیں پتا ہی نہ چلا تھا۔

"Why are you so beautiful؟"

ملائکہ کو دیکھتے آغا خان نے بے خودی میں کہا تھا۔ملائکہ نے مسکرا کر کلاس میں ادھر ادھر دیکھتے اسے گھورا تھا۔

"کوئی سن لے گا۔۔"

وہ گھور کر بولی تھی۔

"یہ چھوڑو اور یہ بتاو تمہارے گھر رشتہ کب بھیجوں؟"

آغا خان نے اس کا ہاتھ پکڑتے اس کی انگلی میں انگوٹھی پہناتے پوچھا تھا۔

"م۔۔میں گھر میں پوچھ کر بتاوں گی۔۔"

ملائکہ نے دھیرے سے مسکرا کر ہچکچاتے ہوئے کہا تھا۔

اور یہ آخری بار تھا کب آغا خان نے اسے مسکراتے دیکھا تھا اس کے بعد وہ جیسے غائب ہوگئی تھی۔اس کے گھر کا ایڈریس بھی کسی کو نہیں آتا تھا وہ یہاں ہوسٹل میں رہتی تھی۔

https://classicurdumaterial.com

دو سال گزر جانے کے بعد ملائکہ کا کوئی نام و نشان نہیں ملا تھا۔ آغا خان اپنے گھر والوں کے کہنے پر مجبورا شادی کرنے پت مجبور ہوگئے تھے۔ اس طرح ان کی پہلی بیگم سے شادی کے ایک سال بعد دانین پیدا ہوئی تھی۔مگر ان کی بیوی زندہ نہ بچ پائی تھی۔ اسی طرف آٹھ سال گزر گئے تھے۔جس میں دانین کی پرورش انھوں نے خود کی تھی مگر ہر گزرتا دن مشکل ہوتا جا رہا تھا۔

ملائکہ کی یادوں نے ابھی بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا۔سچ کہتے تھے پہلی محبت مرد کبھی نہیں بھولتا تھا۔وہ بھی بھول نہیں پائے تھے۔

جہاں وقت آغا خان کے لیے مشکل تھا وہاں ملائکہ کے لیے زندگی ہر گزرتے دن کے ساتھ تنگ سے تنگ ہوتی جا رہی تھی۔

آغا خان کی ملاقات دوبارہ ملائکہ سے ملاقات ایک سیمنار میں ہوئی تھی۔وہ اسے دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔اس کی خوبصورتی میں زرا کمی نہیں آئی تھی۔

مگر انھیں تکلیف تب ہوئی تھی جب ملائکہ کے ساتھ کھڑے شخص نے ملائکہ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

ان کے قدم بے ساختہ اس طرف بڑھنے لگے تھے۔

"ہیلو مائی سلف آغا خان۔۔ آئی ایم آ بزنس مین اینڈ یور وائفز کلاس فلیو۔۔"

آغا خان نے اس شخص کی آنکھوں میں دیکھتے کہا تھا۔

"اوہ ہائے مائی نیم از ڈاکٹر کیف زمان۔۔ زمان ہوسپٹلز کا اونر۔۔ اور یہ میری وائف ہیں مسز کیف زمان۔۔"

وہ ملائکہ پر گرفت مضبوط کرتا بولا تھا۔ ملائکہ نے ایک نظر اٹھا کر آغا خان کو دیکھتے ہلکی سی مسکراہٹ دی تھی۔ اس کی بے رونق آنکھیں دیکھ کر آغا خان کا دل سکڑ گیا تھا۔

"ایکسکیوز می آپ سے ملاقات ہوتی رہے گی۔۔ ہمیں گھر جلدی جانا ہے ہماری بیٹی انتظار کر رہی ہوگی۔۔"

کیف زمان نے طنزیہ مسکراہٹ دیتے ملائکہ کو مضبوطی سے پکڑا تھا اور لے گیا تھا۔ جبکہ آغا خان پتھر سے ہوگئے تھے۔ انھیں اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہورہا تھا۔

اپنا کوٹ اتارتے شرٹ کے اوپری بٹن کھولتے وہ وہاں سے تیزی سے نکل گئے تھے۔

دوسری طرف ملائکہ کے گھر والے جنھوں نے بمشکل اسے پڑھنے کی اجازت دی تھی جب اس نے آغا خان سے شادی کا اظہار کیا تو انھوں نے اسے مارکٹ کر فورا کیف زمان کے ساتھ رخصت کر دیا تھا۔

وہاں سے ملائکہ کی زندگی کا تاریک باب شروع ہوگیا تھا۔ کیف زمان کی وجہ سے اس نے جو سہا تھا۔ وہ بتا نہیں سکتی تھی۔ کیف زمان شرافت کی کھال اوڑھے حیوان تھا۔

آغا خان نے اس دن کے بعد کیف زمان کے بارے میں ساری معلومات نکالنا شروع کردی تھی۔ اسے پتا چلا تھا۔ کیف زمان کا بڑا بھائی شیر زمان ہے اور دونوں ہر طرح کے کام میں ملوث ہیں۔

اسے اس کے انویسٹیگیٹر نے ایسی تصویریں دی تھیں جنھیں دیکھ کر وہ سن پڑ گیا تھا۔

اس نے زمان ہوسپٹلز میں ایک بہت بڑی ڈونشنز دی تھی جس کی وجہ سے اسے زمان فیملی فنکنشن میں انوائیٹ کرنے لگی تھی۔ وہ کسی بھی بہانہ سے ملائکہ کے ساتھ بات کرنا چاہتا تھا۔

جس کا موقع اسے تین مہینے بعد ملا تھا۔ شیر زمان کی اینورسری تھی جس پر آغا خان بھی انوائیٹڈ تھا۔ وہ بہت ہی گرینڈ پارٹی تھی۔ کیف زمان ملائکہ کے ساتھ ایسا چپکا تھا کہ اسے ایک پل بھی خود سے دور نہیں ہونے دے رہا تھا۔

آغا خان نے ایک ویٹر کو ملائکہ کے کپڑوں پر ڈرنک گرانے کا کہا تھا۔ تاکہ وہ کیف سے الگ ہوسکے۔

ایسا ہی ہوا تھا۔ ملائکہ کے کپڑوں پر ڈرنک گرنے کی وجہ سے وہ کیف سے ایکسکیوز کرتی واشروم کی طرف بڑھ گئی تھی۔ ادھر ادھر دیکھتے آغا خان بھی احتیاط سے اس کے پیچھے جانے لگا تھا۔ راہداری میں پہنچتے ہی آغا خان نے اس کا ہاتھ پکڑتے ملائکہ کو کچھ سمجھنے کا موقع دیے بغیر پہلا کمرہ کھولتے اس کے اندر کیا تھا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے مسٹر خان۔۔"

وہ آغا خان سے ہاتھ چھڑواتی غصے سے بولی تھیں۔

"کیا یہ سچ ہے؟"

آغا خان نے چند تصویریں اپنے موبائل میں کھولتے اسے دکھاتے پوچھا تھا۔ جس میں صاف کیف ملائکہ پر ہاتھ اٹھا رہا تھا۔ تصویریں ایسی لی گئی تھیں جیسے کسی نے بہت چھپ کر لی تھیں۔

"کیا کیف تمھیں مارتا ہے؟"

آغا خان نے پوچھا تھا۔

"نہیں۔"

وہ مسکراتی ہوئی بولی تھی۔ جبکہ اس کی آنکھیں وحشت زدہ سی لگ رہی تھیں۔

"جھوٹ مت بولو مجھ سے۔۔ اور ایسے مت مسکراو۔۔ وحشت محسوس ہو رہی ہے۔۔"

اس کے خاموشی رہنے پر آغا خان نے اسے کندھوں سے پکڑتے جھنجھوڑا تھا۔

"آنسر می ڈیم اٹ۔۔!!"

"ہاں وحشی ہے وہ شخص مارتا ہے مجھے۔۔ اسے سکون ملتا ہے میری تکلیف سے جلاتا ہے وہ مجھے۔۔"

اپنی شرٹ کے بازو اوپر کرتے اپنے سگریٹ سے جلے بازو دکھاتے وہ پھٹ پڑی تھی۔ آغا خان اس کے بازو دیکھ کر لڑکھڑا گئے تھے۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں ہے آغا خان۔۔ تم تو صرف یہ بازو دیکھ کر گھبرا گئے ہو۔۔ میرے پورے وجود پر اس شخص کی حیوانیت کے نشان موجود ہیں۔۔"

وہ سرد لہجے میں بولی تھی۔آغا خان بولنے کے قابل ہی نہیں رہے تھے۔

"تمھاری بیٹی کہاں ہے؟"

آغا خان نے اسے دیکھتے پوچھا تھا۔

"ہاں آغا خان جو آپ سوچ رہے ہیں سچ ہے وہ حیوان اپنی بیٹی کو بھی نہیں بخشتا۔۔ اور وہ میری بیٹی نہیں ہے میں ماں نہیں بن سکتی۔۔ اس حیوان نے مجھ سے ماں بننے کا حق بھی چھین لیا۔۔ چار بار اپنی اولاد کھونے کے بعد مزید حوصلہ نہیں تھا اور یہ نعمت ہی ہے کہ اب میں ماں نہیں بن سکتی۔۔"

وہ تکلیف دہ لہجے میں بولتی آغا خان کو لڑکھڑانے ہر مجبور کر گئی تھیں۔

"میں تمھیں یہاں سے جلد ہی نکال لوں گا۔۔یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔۔"

ملائکہ کے ماتھے کو نرمی سے چھوتے انھوں نے وعدہ کیا تھا۔

''میں اپنی بیٹی کو نہیں چھوڑ سکتی۔۔''

وہ اٹل لہجے میں بولی تھیں۔

''مگر وہ کیف کی بیٹی ہے تمھاری نہیں۔۔''

''وہ جب سے پیدا ہوئی ہے میں نے ہی اسے سنبھالا ہے۔۔وہ میری بیٹی ہے۔ ''

وہ سختی سے بولی تھیں۔زرکشہ کیف کی دوسری بیوی سے اولاد تھی جو انھوں نے چھپا کر رکھی ہوئی تھی۔

''اوکے۔۔ اپنا خیام رکھنا۔۔ یہ فون رکھ لو۔۔ اگر حالات زیادہ خراب ہوجائیں تو مجھے فورا کال کرنا۔۔ میں جلد سے جلد تم لوگوں کو یہاں سے لے جاوں گا۔۔''

اسے ایک فون تھماتے آغا خان نے کہا تھا۔

اس کے بعد آغا خان نے دن رات ایک کرکے سارے کالے دھندے اور برے کام کیف کے نکال لیے تھے۔ وہ اپنے ہوسپٹل میں ایلگل طور پر لوگوں کے مختلف پارٹس نکال کر بیچتا تھا۔ اور بہت سے غلط کاموں میں ملوث تھا۔

https://classicurdumaterial.com

آغا خان ملائکہ کی کال کے انتظار میں تھے مگر اس کی کال نہیں آئی تھی۔ وہ خود کال نہیں کرنا چاہتے تھے تاکہ ملائکہ کہیں پھنس نہ جائے۔۔

آغا خان نے زمان ہاسپٹلز اور کیف کی ساری ایلگل کام نیوز میں وائرل کر دیے تھے۔

اسی رات آغا خان کو ملائکہ کی کال آئی تھی۔

"آغا م۔۔مجھے اور میری بیٹی کو بچا لیں کیف ہمیں مار دے گا۔۔"

وہ روتے ہوئے بول رہی تھی اس کے پیچھے سے چیزیں ٹوٹنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

آغا خان تیزی سے اپنی چیزیں اٹھاتے باہر بھاگے تھے۔

"ملائکہ میری بات سنو۔۔ کیا تمھاری بیٹی تمھارے ساتھ ہے؟"

آغا خان نے گاڑی میں بیٹھتے تیزی سے پوچھا تھا۔

آغا خان کے ساتھ اس کا وفادار گارڈ تھا۔ جو گاڑی کو ڈرائیو کر رہا تھا۔

"ہاں میرے ساتھ ہے۔۔"

اس نے کانپتی آواز میں جواب دیا تھا۔

"تم دونوں کونسی جگہ پر ہو۔۔؟"

آغا خان نے تیزی سے پوچھا تھا۔

"میں گراونڈ فلور پر ایک کمرے میں بند ہوں مجھے لگتا ہے کیف یہ دروازہ توڑ دے گا۔۔"

"میں بس پہنچ رہا ہوں تن جلدی سے اٹھ کر واشروم میں چلی جاو اور اسے لاک لگا لو۔۔اور مجھے یہ بتاو گھر میں کتنے لوگ ہیں اور کتنے سکیورٹی گارڈز ہیں؟" اس نے پوچھا۔

"گھر کے اندر کوئی نہیں ہے اور اس وقت دو گارڈز ہیں صرف کیف کو زیادہ سکیورٹی پسند نہیں۔۔" ملائکہ نے جواب دیا تھا۔

"اوکے میں پہنچ رہا ہوں تم موبائل اون رکھو۔۔"

ابھی آغا خان بول ہی رہے تھے۔ جب کیف کے دروازہ توڑنے کی آواز آئی تھی۔

"وہ واشروم کا دروازہ توڑ رہا ہے آغا۔۔"

وہ کانپتی آواز میں بول رہی تھی ملائکہ نے تیزی سے اٹھتے زرکشہ کو کیبنٹ کے اندر چھپا دیا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"آہہ-- " اچانک دروازہ توڑ کر اندر آتے کیف نے ملائکہ کو بالوں سے دبوچتے باہر گھسیٹنا شروع کیا تھا۔

دوسری طرف آغا خان کی جان نکل رہی تھی ملائکہ کی چیخیں سن کر--کیف ملائکہ کو باہر کھینچ کر زمین پر پھینکتے اس کے پیٹ میں ٹانگے مارنے لگا تھا۔ ملائکہ تکلیف سے دوہری ہوتی تڑپ اٹھی تھی جب اچانک کیچن کے راستے سے اندر آتے آغا خان نے کیف کو گردن سے پکڑ کر منہ پر مکہ مارا تھا۔

کیف نے خود کو چھڑواتے آغا خان کو مکا مارا تھا۔

"مجھے پتا تھا یہ بدچلن عورت ہے--سالی بغیرت--***"

وہ گالیاں نکال رہا تھا جب اچانک آغا خان کے گارڈ نے پیچھے سے اسے پکڑتے اس کے گلے کی نس دبائے تھے۔ آغا خان نے تیزی سے ایک انجکشن نکالا تھا اور تڑپتے ، مچلتے کیف کی گردن میں لگا دیا تھا۔

"ی--یہ کیا کیا؟"

"کچھ نہیں یہ زہر ہے جو دس منٹ میں تمھارا دل بند کردے گا مگر کسی کو پتا نہیں لگے گا۔۔ابھی تم اپنے جسم کو بے جان محسوس کرنے لگو گے۔۔"

"اسے لے کر آو اس کمرے میں۔۔"

گارڈ اسے گھسیٹتا آغا خان کے ساتھ کمرے میں لے گیا تھا۔

باتھ تب بھرتے انھوں نے اسے پانی میں لیٹاتے چاقو سے اس کی دوبوں نسیں کاٹ دی تھیں۔وہ خوف زدہ آنکھوں سے انھیں دیکھ رہا تھا جب آغا خان مسکرایا تھا۔

"تجھ جیسوں کا یہ ہی انجام ہوتا۔"

آغا خان اسے بولتے تیزی سے ملائکہ کی مدد کرکے اسے اٹھاتے زرکشہ کو کیبن سے نکال کر پکڑتے پچھلے رستے سے باہر نکل گئے تھے جہاں کوئی نہیں تھا۔ گارڈ نے بھی تیزی سے اپنا کام پورا کیا تھا۔

وہ تیزی سے وہاں سے نکلتا آغا خان کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

آغا خان نے ملائکہ کا چیک اپ وغیرہ کروایا تھا۔ان کے کچھ چوٹیں لگی تھیں۔جس کے لیے ڈاکٹر نے پین کلرز دے دی تھیں۔ساتھ ہی زرکشہ کو بھی ڈاکٹر نے چیک کر لیا تھا۔ اس کے پیٹ اور ٹانگوں پر سگریٹ سے جلانے کے نشان تھے۔

کیسا وحشی انسان تھا جس نے چھوٹی سی بچی کو بھی نہیں چھوڑا تھا۔ اس کے بعد ملائکہ نے اپنی عدت پوری کی تھی۔

کیف کے نس کاٹنے سے سب کو یہ ہی لگا تھا کہ اس نے خودکشی کی ہے جبکہ ان کے سارے ہوسپٹلز بھی بند کردیے گئے تھے۔

آغا خان ملائکہ سے شادی کا خواہش مند تھا اور وہ چاہتا تھا کہ ملائکہ ساری توجہ دانین کو دے اس کے علاوہ زرکشہ کو شیر زمان ساری کمجگہ ڈھونڈ رہا تھا۔

اگر وہ یہاں رہتی تو یقینا شیر زمان نے اسے ڈھونڈ لینا تھا تبھی اس نے زرکشہ کو دوسری فیملی کے پاس بھجوا دیا تھا اور ملائکہ کو بلیک میل کرتے اس سے نکاح کر لیا تھا۔

"آپ نے میری بیٹی کو جو مجھ سے دور کیا ہے اس کی سزا آپ کو ضرور ملے گی۔۔"

وہ روتی ہوئی بولی تھیں۔

"اب سے تمھاری ایک ہی بیٹی ہے دانین۔۔ زرکشہ سے تمھارا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔۔"

آغا خان نے سختی سے کہتے نرمی سے ملائکہ کا ماتھا چوما تھا۔ مگر اس دن کے بعد ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی ہوگئی تھی۔ آغا خان نے نہ ہی کبھی ملائکہ کے ساتھ رشتہ سب لوگوں کے سامنے قبول کیا بلکہ انھیں ملازمہ کی حیثیت سے رکھا جس پر ملائکہ دن بدن ان سے بدزن ہوتی اپنی مکمل توجہ دانین پر دینے لگی تھی۔

آغا خان نے کینیڈا میں ایک مسلمان فیملی کو زرکشہ دے دی تھی۔ ان کا ایک چھوٹا بیٹا بھی تھا انھیں امید تھی زرکشہ کا دل لگا رہے گا۔ وہ مہینے کا خرچہ بھی اس فیملی کو بھجواتے تھے۔اور شروع میں کافی نظر بھی رکھتے مگر آہستہ آہستہ زرکشہ کو خوش دیکھ کر انھوں نے اس پر نظر رکھنا چھوڑ دی تھی یہ ہی وجہ تھی کہ انھیں پھر اس فیملی کے بارے میں زیادہ انفورمیشن نہیں تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

(حال)

آغا خان نے زرکشہ کو ساری حقیقت بتا دی تھی سوائے س بات کے کہ وہ ملائکہ کی حقیقی ماں نہیں تھی۔

"آپ نے مجھے میری مما سے کیوں الگ کیا؟"

"اگر آپ کی بیٹی کو مما کی ضرورت تھی تو کیا مجھے نہیں تھی؟"

زرکشہ چیخی تھی۔

"حقیقت تو یہ ہی زرکشہ میں نہیں چاہتا تھا تمھیں کسی بھی طرح شیر زمان یا اس کا کوئی اور فیملی ممبر ڈھونڈ لے تبھی میں نے تمھیں کسی اور فیملی کو دیا تھا۔"

وہ لب دبا کر دھیمی آواز میں بولے تھے۔

"جو ہوگیا اسے چھوڑو۔۔ بیٹا تم آو بیٹھو۔۔"

آغا خان کی بات سنتے ملائکہ نے زرکشہ کا ہاتھ تھاما تھا۔

"مجھے آپ کے بارے میں کچھ یاد نہیں۔۔!"

وہ ملائکہ کو دیکھتی آہستہ سے بولی تھی۔ فلحال اسے سب سمجھنے اور ہضم کرنے میں وقت لگنا تھا۔

"یہ میرا بھائی احمد ہے۔۔۔اور جہاں میں جاوں گی یہ میرے ساتھ ہی جائے گا۔۔"

احمد کا ہاتھ پکڑتی وہ ڈٹ کر بولی تھی۔

"بالکل ضرور کوئی مسئلہ نہیں۔۔"

ملائکہ ایک نظر آغا خان پر ڈالتے فورا بول پڑی تھی۔

"ہم یہاں زیادہ دن نہیں رک سکتے میں نے سنا ہے تمھاری جان کو خطرہ ہے۔۔"

آغا خان اپنا ماتھا مسلتے بولے تھے۔

"کس سے خطرہ ہے ؟"

ملائکہ نے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"وہ۔"

آغا خان جواب دینے ہی لگے تھے جب انھیں محب خان کی کال آئی تھی۔

جیسے جیسے محب خان بولتے گئے تھے۔ آغا خان کا رنگ اڑھتا جا رہا تھا۔

"ایسے کیسے اسے کوئی لے گیا محب؟"

"تم سب لوگ کہاں تھے۔۔؟"

"محب۔۔ میری بیٹی کو ڈھونڈ لو پلیز۔۔ اس بار اگر کچھ ہوا تو وہ زندہ نہیں بچ پائے گی۔۔"

وہ التجائیہ لہجے میں بولی تھی۔ سب کا دھیان ان کی طرف گیا تھا۔

"ابھی کچھ پتا نہیں چل رہا بھائی صاحب ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔۔"

محب خان کے جواب پر ان کے دل میں گہرا درد اٹھا تھا۔ ملائکہ نے قریب آتے ان کا ہاتھ تھام کر حوصلہ دینے کی کوشش کی تھی جبکہ ملائکہ اور احمد نا سمجھی سے سب سن رہے تھے۔

"ہیلو بڑے پاپا میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں میں نے دانین پر حملے کرنے والے سے پوچھ گچھ کی تھی اس نے کسی "شیر" نامی شخص کا نام لیا تھا کیا آپ جانتے ہے وہ کون ہے اس وقت ہمارے پاس اس نام کے علاوہ کوئی سراغ نہیں۔۔"

وہ نام سنتے ہی ساکت ہوگئے تھے۔

"ہاں میں جانتا ہوں۔۔ شیر زمان نام ہے اس کا۔۔ مگر وہ کافی سالوں پہلے غائب ہوچکا تھا۔۔ وہ زمان ہوسپٹلز کا مالک تھا۔ ملائکہ کے پہلے شوہر کا بڑا بھائی تھا۔ مجھے لگتا ہے وہ اپنی بھائی کی موت کا بدلہ میری بیٹی سے لے رہا ہے شازل۔۔"

وہ اپنے بال کھینچتے سوچتے ہوئے بولے تھے۔

"آپ فکر نہ کریں پاپا میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔۔آپ بس جلد سے جلد واپس آجائیں۔۔"

شازل کی بات پر وہ کچھ نہیں بول سکے تھے۔

"ہم آج رات کو ہی واپسی کے لیے نکل رہے ہیں۔۔ "

وہ فون بند کرتے سپاٹ لہجے میں بولے تھے اولاد کی تکلیف سے دل پھٹ رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے دانین کو؟"

ملائکہ نے انھیں ہلاتے ہوئے پوچھا تھا۔

"تم ہمشہ کہتی تھی نہ میں نے تمھارے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی زرکشہ کو تم سے دور کرکے اگر یہ آج ہمارے ساتھ ہوتی تو شیر زمان دانین کی بجائے اسے چھیننے کی کوشش کرتا اور ناجانے کیا کرتا۔۔ تمھیں زرکشہ سے دور ہونے کی تکلیف کیا ہوئی تھی وہ مجھے اب محسوس ہورہی ہے ملائکہ۔۔وہ حیوان صفت میری بیٹی کو مار دیں گے۔۔ اس کی جان لے لیں گے۔۔"

وہ بے بسی سے بولے تھے۔

''بچے آپ دونوں روم میں جائیں یہاں سے سیدھا جائین تو پہلے دو کمرے آپ لوگوں کے لیے ہی سیٹ کروائے ہیں۔۔''

ملائکہ احمد اور زرکشہ کو بولتی آغا خان کو پکڑتی روم میں لے گئی تھی۔ انھیں بیڈ پر بیٹھاتے وہ ان کے ساتھ بیٹھ گئی تھیں۔

''دانین کو کچھ نہیں ہوگا خان جی حوصلہ رکھیں۔ایسے ہمت نہ ہاریں۔۔''

ان کا زرد پڑتا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھامتے ملائکہ نے پیار سے کہا تھا۔

''اس کی جگہ وہ مجھے مار دیتا۔۔ میری بیٹی کا کیا قصور تھا ملائکہ؟''

وہ ملائکہ کو سینے سے لگاتے ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولے تھے۔

''اگر اب کچھ غلط ہوا تو وہ ٹھیک نہیں ہو پائے گی۔۔ میرے سارے گناہوں کی سزا اسے مل رہی ہے ملائکہ۔۔ میں اسے کیسے بچاوں ملائکہ۔۔؟''

وہ ملائکہ کو مضبوطی سے تھامے بول رہے تھے اور یہ دوسری بار تھا جب ملائکہ نے اس پہاڑ جیسے مضبوط شخص کو ٹوٹتے ہوئے دیکھا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"شازل کچھ پتا چلا دانین کا؟"

نورے نے اسے دیکھتے ہی پوچھا تھا۔ وہ کافی دیر بعد اپارٹمنٹ میں آیا تھا۔

"نہیں۔۔"

"تم ٹینشن مت لو تمہاری صحت کے لیے ٹھیک نہیں ہے ہے۔۔ دانین جلد مل جائے گی۔۔"

وہ اسے جھوٹی تسلیاں دیتا فریش ہونے چلا گیا تھا۔

اس نے عسکری کو شیر زمان کے بارے میں ساری معلومات نکلوانے کا کہا تھا۔

وہ شاور لے کر نکلا ہی تھا جب اچانک اسے کچھ یاد آیا تھا۔

"ڈیڈ۔۔ میں نے ایک مینی کیمرہ ٹی وی لاونچ میں سیٹ کروایا تھا۔۔وہ اپنے وہاں سے ہٹوایا تو نہیں تھا؟"

وہ اپنے کمرے سے نکلتا سیدھا محب خان کے پاس گیا تھا جو گل خان کو حوصلہ دے رہے تھے جبکہ روحان عسکری کے گھر راس کے پاس موجود تھا اسے ایک پل کا بھی چین نہیں آرہا تھا۔پ

"کونسا کیمرہ؟"

محب خان نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔

"وہ چھوٹا سا کیمرہ تھا میں نے کورنر میں لگوایا تھا۔۔"

"نہیں مجھے اس بارے میں کچھ نہیں پتا۔۔"

محب خان کی بات پر وہ تیزی سے اپنا فون لیتا باہر بھاگا تھا۔

"میں عسکری پاس جا رہا ہوں۔۔"

وہ بولتا ہوا تیزی سے اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔ عسکری کے گھر پہنچتے ہی اس نے اپنا فون اس کے آگے کیا تھا۔

"میں نے ایک کیمرہ لاونج کی کورنر میں لگوایا تھا۔کینیڈا سے واپس آکر تاکہ مما اور ڈیڈ کو دیکھتا رہا ہوں۔۔ اس کیمرے کی ویڈیو نکالو آج کے دن کی۔۔"

شازل کی بات پر انھیں کچھ امید ملی تھی۔

"اچھا بیٹھو میں نکالتا ہوں۔۔"

عسکری نے بولتے ہی اس کے کیمرے کی پاسٹ ریکارڈنگ نکال لی تھیں۔

"زرا فاسٹ فارورڈ کردو ویڈیو کو۔۔"

روحان نے بے چینی سے کہا تھا۔

ویڈیو صاف نہیں تھی مگر یہ نظر آرہا تھا کہ سب کے جانے کے بعد دانین ٹی وی دیکھنے لگی تھی پھر اسے بند کرتے وہ کیچن میں چلی گئی تھی۔اس کے بعد انھوں نے دیکھا کیسے خاموشی سے ایک ماسک میں چھپا شخص اندر داخل ہوا ہے ہے اور ملازلہ کو پیچھے سے پکڑتے اس کا گلا کاٹ دیا ہے وہ بے جان سی زمین پر گر گئی ہے۔۔ وہ جو بھی تھا دانین کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا اس کے نکلتے ہی جو ہوا وہ دیکھ کر سب نے سانس روک لیا تھا اس کی وحشت ناک چیخیں اور التجائیہ انداز اس کی روحان ، شازل اور آغا خان کے لیے پکار نے ان کی روح کانپنے پر مجبور کر دیا تھا۔

اس شخص نے دانین کو گھسیٹ کر اس کے سر پر زور سے بندوق سے وار کیا تھا جس سے وہ بے ہوش ہوگئی تھی اس کے بعد وہ اسے وہاں سے اٹھاتا لے گیا تھا۔

روحان کا دل پھٹ رہا تھا۔اس حیوان کی بازوں میں دانین کو دیکھ کر۔۔وہ شخص جیسے ہی مڑا تھا اس کا باقی آدھا چہرہ نمودار ہوا تھا جو ماسک کے بغیر تھا۔

"یہ تو۔۔ مر نہیں گیا تھا؟"

شازل نے شاکڈ سا پوچھا تھا۔

"یہ زندہ ہے اور دانین سے بدلہ لینے واپس آیا ہے۔۔"

وہ اس شخص کو منٹوں میں پہچان گئے تھے شاءد اس لیے کہ وہ ایک خوفزدہ خواب تھا جو لوٹ آیا تھا۔

"اس کو ڈھونڈو عسکری۔۔"

روحان اپنے بال کھینچتا بولا تھا۔

اس کا پورا نام لیتے عسکری نے ڈیٹا بیس میں چیک کیا تھا۔

"اس کا یہ نام نہیں ہے۔۔"

اس کی بات پر روحان نے واس اٹھاتے ہی غصے سے زمین پر دے مارا تھا۔شازل اور عسکری خاموش رہے تھے۔۔

"ت۔۔تصویر سے کیا کام ہوجائے گا۔۔؟"

وہ اپبے بال کھینچتا بولا تھا۔

"ہاں اس سے کام ہوجائے گا۔۔"

"میرے موبائل میں اس کی ایک تصویر ہے اس نے خود ہی چند دن پہلے بھیجی تھی۔۔"

اس نے بولتے ہوئے فون نکال کر دانین اور سلمان کی تصویر عسکری کو بھیجی تھی۔

"نو ریکارڈ۔۔"

عسکری نے مکا مارتے کہا تھا۔

"ویٹ وہ ویڈیو دکھاو دوبارہ۔۔"

شازل کے کہنے پر انھوں نے دوبارہ وہ ویڈیو کھولی تھی۔

"یہ۔۔ دیکھو اس کے حلیہ اسسے کافی مختلف لگ رہا ہے تصویر میں بدلاو کرو رنگ تھوڑا کالا کرو اور ساتھ داڑھی ایڈ کرو۔۔ اور اس کی گردن پر ٹیٹو بھی ہے۔۔"

شازل کی بات پر تصویر میں چینجز کر کے عسکری نے دوبارہ سرچ کیا تھا۔

روحان بے چینی سے اپنا ماتھا مسل رہا تھا۔

"گاٹ اٹ۔۔!!"

عسکری چیخا تھا۔

"اس کا نام ہے فضل زمان-- اور ہاں تم نے ٹھیک کہا تھا اس نے اپنی ایڈیٹ کی ہوئی تصویریں روحان کو بھیجی ہیں--"

"فضل زمان-- اس کے فادر کا نام شیر زمان ہے؟"

شازل نے فورا پوچھا تھا۔

"نہیں فادر کیف زمان ہے--"

اس کی بات سنتے ہی شازل سن رہ گیا تھا۔ وہ کچھ دیر پہلے ہی ساری کہانی محب خان سے سن کر آیا تھا۔

" عسکری تم اس کی اور اس کے باپ کی لوکیشن کا پتا لگاو--فورا-- میں نہیں چاہتا دانین زید ان کے پاس رہے--"

روحان کی بات پر وہ فورا چوکنا یوگیا تھا۔

شازل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے حوصلہ دیا تھا اس کے علاوہ حوصلہ دینے کے لیے اس کے ہاس کوئی اور الفاظ نہیں تھے۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

وہ کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا دماغ گھوم رہا تھا۔ دو دن سے ہونے والے واقعات نے اسے جیسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اس نے ڈینیل کا دیا گیا بیگ کھولا تھا۔ اس میں پاسپورٹس ، پیسے اور اس کے فرینڈ کا کنٹکٹ تھا۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے وہ اٹھا کر دیکھا تھا۔ جس میں شاہزیب میر حاتم شاہ کا نام لکھا ہوا تھا۔

اس نے ایک نظر دیکھ کر اسے فولڈ کر کے واپس رکھ دیا تھا۔ آغا خان سے بھی نہیں پوچھ سکتی تھی وہ خود پریشان تھی۔ اسے رہ رہ کر ڈینیل کی فکر ستا رہی تھی۔

"یہ کیا ہے--؟"

اس نے بیگ میں سے ایک فولڈڈ سکارف نکالتے ممناتے ہوئے کہا تھا۔ اس کے اندر سے ایک کاغذ نکل کر اس کی گود میں گرا تھا۔

وہ سفید رنگ کا سکارف تھا۔ اسے ایک سائیڈ پر رکھتے اس نے وہ کاغذ اٹھایا تھا۔

"آئی ایم سوری فور ایوری تھنگ--"

"میری طرف سے یہ سکارف گفٹ سمجھو--"

https://classicurdumaterial.com/

صرف دو لائینیں اس پر لکھی ہوئی تھیں۔وہ سن ہوکر رہ گئی تھی۔اس کی آنکھ سے چند قطرے بے ساختہ کاغذ پر گرے تھے۔۔ کاغذ کو آہستے سے فولڈ کرتی وہ سکارف کو پکڑتی اسے شدت سے سینے سے لگا چکی تھی۔

"زری۔۔؟"

احمد کے ناک کرنے پر اس نے اپنا چہرہ جلدی سے صاف کیا تھا۔

"کیا ہوا آپ رو رہی تھیں؟"

احمد نے پریشانی سے اس کا سرخ چہرہ دیکھتے پوچھا تھا۔

"ارے نہیں نہیں۔۔ تم بتاو تمھیں کیا کسی نے کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا تھا۔؟"

وہ احمد کو دیکھتی فورا بولی تھی۔

"نہیں زری۔۔ انھوں نے بس مجھ ٹریننگ دی تھی۔۔"

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا تھا۔

"مجھے پتا چلا ہے ڈینیل کی ڈیتھ ہوگئی ہے۔۔۔"

احمد ٹھہر کر بولا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"ج-- جھوٹ ب--بول رہے ہو نا تم؟"

احمد کی طرف جھکتی اس کا بازو تھامتے وہ کانپتے ہوئے بولی تھی۔

"انکل نے پتا کروا کر بتایا ہے--"

اس کو تھامتے احمد نے بتایا تھا۔

"می--میری وجہ سے وہ مرگیا ہے احمد-- میری بے وقوفی کی وجہ سے--"

وہ روتے ہوئے بولی تھی۔

"میں بہت منحوس ہوں احمد پہلے اپنی ماں کی زندگی برباد کی-- پھر تم سے تمھاری ماں چھین لی ا--اور اب ڈینیل بھی میری وجہ سے مرگیا ہے--"

"کیا بکواس کر رہی ہیں زری-- بس کریں-- یہ ڈینیل کا فیصلہ تھا--پلیز چپ کریں--"

احمد اسے کافی دیر دلاسے دیتا رہا تھا مگر وہ تو جیسے سن پڑ گئی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

https://classicurdumaterial.com

تیرہ گھنٹے کی فلائٹ کی بعد وہ لوگ پاکستان پہنچے تھے۔ سب خاموش تھے۔کسی کے پاس بولنے کو کچھ تھا ہی نہیں۔۔

جب تک وہ گھر پہنچے تھے دانین کو گم ہوئے ایک دن سے زیادہ ہوگئے تھے۔

گھر میں عجیب تناو چھایا ہوا تھا۔ زرکشہ اور احمد خاموشی سے آغا خان اور ملائکہ کے پیچھے چل رہے تھے۔

"بھائی صاحب۔۔"

محب خان نے آغا خان کو دیکھتے ہی انھیں گلے لگا لیا تھا۔

"گل بچوں کو کسی کمرے میں لے جاو تھک گئے ہوں گے۔۔"

محب خان سے دور ہٹتے آغا خان نے زرکشہ اور احمد کے تھکن زدہ چہروں کو دیکھتے کہا تھا۔
گل ان کی بات سنتی ان دونوں کو ایک کمرے میں لے گئی تھی۔

"کچھ پتا چلا ؟"

آغا خان نے امید سے پوچھا تھا۔

"جی۔۔ سلمان زندہ ہے۔۔اور وہ شیر زمان کا بیٹا ہے اس کا نام فضل زمان ہے۔۔ فضل ہی دانین کو لے کر گیا ہے۔۔"

محب خان نے تفصیل سے انھیں بتا دیا تھا۔

"یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ و۔۔وہ تو مرگیا تھا۔۔"

آغا خان نے شاکڈ ہوتے پوچھا تھا۔

"نہیں۔۔ زندہ ہے وہ۔۔"

"عسکری ان کی لوکیشن ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہے مگر ابھی تک کامیاب نہیں ہوا۔۔"

محب خان کے بتانے پر وہ ڈھ گئے تھے۔ انھوں نے اپنے سینے کو مسلنا شروع کیا تھا۔

"بھائی۔۔"

"خان جی۔۔" انھیں سینہ ملتے دیکھ کر محب خان اور ملائکہ ایک ساتھ چیخے تھے۔

"آپ بیٹھیں میں ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

محب خان نے تیزی سے بولتے ملائکہ کو اشارہ کرتے کال ملائی تھی۔

"یہ لیں پانی پیے"

ملائکہ نے پانی ڈالتے انھیں جلدی سے تھمایا تھا۔آغا خان نے دو گھونٹ بھرتے گلاس اسے واپس تھماتے صوفے سے ٹیک لگاتے آنکھیں میچ لی تھیں۔

"خان جی۔۔"

"میں ٹھیک ہوں ملائکہ۔۔"آغا خان نے ان کا ہاتھ تھامتے سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر نے آتے ہی ان کا چیک اپ کرتے انھیں میڈسن دیتے کسی بھی قسم کی ٹینشن لینے سے منع کیا تھا۔

آغا خان شازل اور روحان سے ملنے کی ضد کر رہے تھے مگر محب خان نے زبردستی انھیں کچھ دیر کے لیے آرام کرنے کے لیے لیٹا دیا تھا مگر وہ ہر پل بے چین تھے۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"حیدر کیا ہوا پریشان لگ رہے ہیں؟"

بہارے گل نے حیدر کے پہلو میں بیٹھتے پوچھا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"کچھ نہیں تم بتاو-- آج کمر میں درد تو نہیں ہوئی--؟"

اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلاتے حیدر نے محبت سے پوچھا تھا۔

"میں نے آپ کی اور لالا کی باتیں سن لی تھیں-- مجھے پتا ہے کچھ ہوا ہے-- تبھی کل سے آپ میرے پاس سے ہلے تک نہیں ہیں اور آفس بھی نہیں گئے--"

وہ حیدر کی آنکھوں میں دیکھتی دھیرے سے بولی تھی۔

"تم چھپ کر میری باتیں سنتی ہو--؟"

حیدر نے اس کی ناک دبا کر پوچھا تھا۔

"آپ بھی تو مجھ سے باتیں چھپا رہے ہیں--"

وہ نروٹھے پن سے بولی تھی۔

"تمھیں میں کوئی ٹینشن نہیں دینا چاہتا تھا اس لیے نہیں بتایا تھا--"

حیدر نے اس کے گال کو نرمی سے سہلاتے کہا تھا۔

"کیا ہوا ہے بتائیں؟ نہیں لیتی ٹینشن--"

بہارے گل کے اسرار پر اس نے آدھی بات چھپاتے اسے بتا دیا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"دانین کا ابھی تک کچھ پتا نہیں چلا؟"

اس نے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"نہیں تم دعا کرو۔۔ اللہ پاک نے چاہا تو جلدی مل جائے گی۔۔"

اس کی طرف دیکھتے حیدر نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"تم نے کیا تھا تم ٹینشن نہیں لو گی۔۔"

حیدر نے اس کا چہرہ دیکھتے کہا تھا۔ جس پر وہ لب دبا کر سر ہلا گئی تھی۔

"جیسے ہی کوئی خبر ملے تو مجھے ضرور بتائیے گا۔۔"

وہ حیدر کے ہاتھ کو تھامتی بولی تھی۔ حیدر نے اس کے ماتھے کو چومتے سر ہلایا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

دانین نے گھومتے سر سے دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولی تھی۔وہ بیڈ سے بندھی ہوئی تھی۔ حرکت کرنے سے اس کے سر میں درد کی ایک تیز لہر اٹھی تھی۔ وہ مچلتی خود کو آزاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر اسے بہت مضبوطی سے باندھا گیا تھا۔

اس نے چیخ مارنے کے لیے منہ کھولنے کی کوشش کی تھی مگر اس کا منہ کسی کپڑے سے مضبوطی سے بند کیا گیا تھا۔اسے اندھیرے کمرے کی ویرانی میں وحشت محسوس ہو رہی تھی۔

"فائنلی۔۔ دائنین صاحبہ کو ہوش آہی گیا۔۔"

سلمان کی آواز سنتے ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے تھے۔

اس کے لائٹ اون کرنے پر دائنین نے فوراآنکھیں بند کر لی تھیں۔

"آنکھیں کھولو۔۔"

اس نے اونچی آواز میں کہا تھا۔دائنین نے اس کی بات اگنور کرتے اپنی آنکھیں مزید مضبوطی سے بند کرلی تھیں۔

"میں نے کہا آنکھیں کھولو۔۔"

دائنین کے بال پکڑتے اس نے اس بار غصے سے کہا تھا۔ دائنین نے ڈر کر فوراآنکھیں کھول دی تھی۔ مگر اس کا آدھ بری طرح جلا چہرہ دیکھتے اس نے خوفزدہ ہوتے چیخ ماری تھیں جو اس کے منہ میں ہی دبی رہ گئی تھیں۔ اس نے آنکھیں دوبارہ میچ لی تھیں۔

"کمینی تیری وجہ سے میرے چہرے کا یہ حال ہوا ہے میں تجھے چھوڑوں گا نہیں۔۔"

وہ غصے سے اس کا منہ نوچتا بولا تھا۔ دانین نے سر بری طرح ہلاتے اس کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہی تھی۔

"ہاہاہا جو کام اس دن مکمل نہیں کر پایا میں وہ آج کروں گا۔۔"

اس کی بات سنتے دانین کی روح کانپ کر رہ گئی تھی۔

سلمان اس پر حاوی ہوتا جھکنے لگا تھا جب اس نے آنکھیں کھولتے بنا کچھ سوچے سمجھے اپنا گھٹنہ اس کے منہ پر مارا تھا۔اسے کسی چیز کے ٹوٹنے کی آواز آئی تھی جبکہ اس کے خود کے گھٹنے میں بھی درد ہونے لگا تھا۔

"*گالی* تجھے میں چھوڑوں گا نہیں۔۔"

سلمان کی ناک ٹوٹ گئی تھی اس نے غصے میں آتے دانین کے چہرے پر ایک زور دار مکہ مارتے اس کے پیٹ میں بھی مکے مارے تھے۔ تکلیف سے تڑپتی دانین دوہری ہوتی گئی تھی۔ کچھ دیر بعد اپنا غصہ اتارتا وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔ مگر دانین کا بہت برا حال کر گیا تھا۔دانین کو بس یہ ہی سکون تھا کہ اس نے اسے دوبارہ چھوا نہیں تھا۔

https://classicurdumaterial.com

تکلیف سے تڑپتے اور سسکتے کب اس کی آنکھ لگی اسے پتا نہیں چلا تھا۔سلمان جاتے ہوئے لائٹ بند کرگیا تھا۔اسے بالکل نہیں پتا تھا۔دن کیسے گزر رہے تھے۔ نہ اسے پانی دیا گیا تھا نہ ہی کچھ کھانے کو۔۔ اب تو اس کے پیٹ نے احتجاج کرتے ہوئے بھی بس کردی تھی۔ اسے نہیں پتا تھا کہ کتنے دن گزر گئے تھے بس وہ ایک ہی دعا کر رہی تھی روحان اسے اس حیوان سے بچالے۔۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"نورے میں چاہتا ہوں تم کچھ دنوں کے لیے شاہزیب کے پاس چلی جاو۔۔اگر تم یہاں رہی تو ٹینشن لیتی رہو گی جو تمھارے لیے اچھی نہیں ہے۔۔"

شازل جو آغا خان سے ملنے آیا تھا اس نے نورے کو پریشان دیکھ کر کہا تھا۔

"میں ایسے کیسے جاسکتی ہو شازل۔۔؟ سب گھر والے پریشان ہیں میں انھیں ایسے چھوڑ کر جا نہیں سکتی۔۔"

اس نے دو ٹوک جواب دیا تھا۔

"مجھ سے بحث مت کرو نورے۔۔ مجھے تم دونوں کی فکر ہے اس لیے بول رہا ہوں۔۔"

شازل نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"جب آپ مجھے اس حالت میں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ کیا تب آپ کو یہ احساس نہیں ہوا تھا۔"

اس کے منہ سے بے ساختہ شکوہ نکلا تھا۔

"شازل میرا یہ مطلب نہیں تھا۔"

اسے ساکت دیکھ کر وہ شرمندہ ہوگئ تھی۔

"شاہزیب تمھیں لینے آرہا ہے جو چیزیں چاہیے بتا دو وہ میں پیک کردوں۔۔"

اس نے اپنا ماتھا مسلتے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"شازل۔۔ سوری میرا آپ کو ہرٹ کرنے کا ارادہ نہیں تھا۔"

وہ شازل کا بازو تھامتی آہستہ سے بولی تھی۔

"اٹس اوکے نورے۔۔ لیکن یاد رکھنا تم دونوں سے دور رہنا میرے لیے بھی آسان نہیں تھا۔"

وہ لب بھینچ کر بولتا اس کے کپڑے پیک کرنے لگا تھا۔

"شازل آئی نو۔۔اب آپ ناراض ہوگئے ہیں تو میں کیسے جاوں گی۔۔"

وہ شازل کا رخ اپنی طرف کرتی پریشانی سے بولی تھی۔

"نہیں ہوں ناراض بس دانین کی وجہ سے کافی پریشانی ہے اور میں نہیں چاہتا تمھیں کچھ ہو۔۔ شاہزیب تمھاری مکمل حفاظت کر سکتا ہے تبھی میں تمھیں اس کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔۔"

اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے شازل نے اس کے ماتھے کو چومتے ہوئے نرمی سے کہا تھا۔

"اوکے۔۔ مجھے بتاتے رہیے گا۔۔ اور اپنا خیال رکھیے گا۔۔"

وہ گہرا سانس بھرتی بولی تھی۔جس پر شازل اس کا گال نرمی سے چھوتا تیزی سے اس کا بیگ پیک کرنے لگا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

تین دن گزر گئے تھے پولیس اپنی پوری کوشش کر رہی تھی مگر ناکام رہی تھی۔

"روحان۔۔!! شازل۔۔!!"

روحان اور شازل جو پولیس کے ساتھ شیر زمان کی ہر پروپرٹی کی چھان بین کر کے گھر واپس آ رہے تھے انھیں عسکری نے چیختے ہوئے بلایا تھا۔

"مجھے فضل زمان (سلمان) کا ایڈریس مل گیا ہے۔۔ جو تم نے نمبر دیا تھا۔ وہ اس بے وقوف نے ایک گھنٹے پہلے اون کیا ہے۔۔"

عسکری کی بات پر روحان کو اتنے دنوں بعد پہلی بار سانس آیا تھا۔

"کہاں کی لوکیشن ہے ہمیں فورا نکلنا چاہیے۔۔"

روحان نے بے صبر سے کہا تھا۔

"یہ لوکیشن یہاں سے ایک گھنٹے دور فارم ہاوس کی ہے۔۔"

عسکری نے جواب دیا۔

"ہمیں پولیس کو انفارم کر دینا چاہیے۔۔"

روحان بولا تھا۔

"عسکری یہ فارم ہاوس کس کے نام ہے پتا لگوانا؟"

شازل نے اپنی بڑھی ہوئی داڑھی کھجاتے کہا تھا۔

"ویٹ۔۔"

عسکری نے بولتے ہوئے سرچ کرنا شروع کیا تھا۔

"زمان شیخ کے نام ہے۔۔"

"زمان شیخ۔۔ تو انھوں نے اپنا نام بدل کر یہ کرلیا ہے۔۔اس کی ساری پروپرٹیز نکالو۔۔"

شازل کے کہنے پر اس نے تیزی سے سرچ کیا تھا۔

"دو مزید ہیں ایک حیدر کی اپارٹمنٹ بلڈنگ میں ہے اور دوسری شہر سے باہر ہے۔۔"

"شٹ۔۔ میں حیدر پاس جا رہا ہوں۔۔ پولیس کو کال کرو روحان وہ دونوں جگہ جائیں تم اس جگہ جاو جہاں موبائل اون تھا اور عسکری تم اور بڑے پاپا دوسری ٹیم ساتھ جاو اور ایک ٹیم حیدر کی بلڈنگ میں بھیجیں اور ڈیڈ کو کہو وہ اپارٹمنٹ میں ہی رہیں اور سکیورٹی سخت رکھیں۔۔"

شازل تیزی سے وہاں سے بھاگا تھا۔

اس نے گاڑی میں بیٹھتے کال ملائی تھی۔

"پک اپ دا فون۔۔ڈیم اٹ۔۔"

https://classicurdumaterial.com

وہ گاڑی کی سپیڈ بڑھاتا بولا تھا۔

"ہیلو حیدر لسن ٹو می۔۔ ڈونٹ اوپن دا ڈور۔۔"

وہ تیز آواز میں بولا تھا۔

"کیا ہوا شازل؟"

حیدر نے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"ان کی ایک پروپرٹی تمھاری بلڈنگ میں ہے حیدر۔۔ تم سمجھ رہے ہو میری بات۔۔ سلمان کا اپارٹمنٹ تمھاری بلڈنگ میں ہے۔۔ ڈونٹ اوپن دا ڈور۔۔دروازے کو اندر سے لاک لگا لو۔۔ پولیس آرہی ہے اور میں بھی آرہا ہوں۔۔ بہارے گل اور تم کسی کمرے میں چلت جاو اور اسے اندر سے لاک کر لو۔۔ جب تک میں کال نہ کروں دروازہ مت کھولنا۔۔"

شازل کی بات سنتے ہی حیدر نے تیزی سے ہر ونڈو اور دروازے کو لاک لگا دیا تھا۔
بہارے گل اس سے پوچھتی رہی کیا ہوا ہے مگر وہ بنا اسے جواب دیے صوفہ کھینچ کر اپارٹمنٹ کے دروازے کے آگے لگاتا سارے کمروں کی لائٹ اوف کرتا انھیں باہر سے

لاک لگاتا خود بہارے گل کے ساتھ ایک کمرے میں جاتا اسے اندر سے لاک لگاتا خود کو اور بہارے گل کو اندر بند کرچکا تھا۔

"حیدر کیا ہوا ہے آپ مجھے ڈرا رہے ہیں۔۔"

وہ ڈرتے ہوئے بولی تھی۔

"اشش۔۔ کچھ نہیں ہوا۔۔ یہاں بیٹھو۔۔ شازل آرہا ہے۔۔"

حیدر نے اسے بیڈ پر بیٹھاتے اس روم کی الماری کھولتے اس میں سے گن نکالی تھی جسے دیکھ کر وہ مزید ڈر گئی تھی۔اسے لگ رہا تھا کچھ بہت برا ہونے والا ہے۔

کچھ ہی دیر بعد ان کے گھر کے دروازے پر بیل ہوئی تھی۔بہارے گل کی آنکھیں پھیل گئی تھی کمرے کے اندھیرے میں وہ حیدر ساتھ چپک کر بیٹھی تھی۔

"اشش۔۔کچھ نہیں ہوگا۔۔"

"مجھے ڈر لگ رہا ہے حیدر۔۔"

وہ حیدر کو مضبوطی سے تھامتی کانپتی ہوئی بولی تھی۔

دروازے پر مسلسل بیل ہو رہی تھی اس کے بعد ایک دم سکوت چھا گیا تھا۔ پھر اچانک دروازہ ٹوٹنے کی آواز آئی تھی۔ حیدر کی گن پر گرفت مضبوط ہوگئی تھی۔

"مجھے پتا ہے تم لوگ اندر ہو۔۔ چپ چاپ باہر نکل آو اگر ہم نے نکالا تو بہت برا ہوگا۔۔"

کسی شخص کے اونچی آواز میں بولنے کی آواز آئی تھی۔ بہارے گل بری طرح کانپنے لگی تھی۔

"اٹھو۔۔ واشروم میں جاو۔۔"

حیدر کی بات پر اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

حیدر نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے اسے زبردستی اٹھایا تھا تاکہ وہ چیخے نہ۔۔ وہ اسے باتھ روم میں لے جاتا احتیاط سے اسے کاونٹر پر بیٹھا چکا تھا۔

"لسن ٹو می لو۔۔۔ مجھے کچھ نہیں ہوگا۔۔ مگر میں نہیں چاہتا تمھیں اور اس ننھی سی جان کو کچھ ہو۔۔ میں تم دونوں کی اکیلا حفاظت نہیں کرپاوں گا اس لیے میں چاہتا ہوں شازل کے آنے تک تم یہاں انتظار کرو۔۔اور یہ چاقو رکھو اگر کوئی تمھاری قریب آنے کی

کوشش بھی کرے تو اسے چیر کر رکھ دینا مگر میرے ہوتے ہوئے اس کی نوبت نہیں آئے گی۔۔"

حیدر نے اسے چاقو تھماتے کہا تھا۔

"حیدر پلیز میں آپ کو کھو نہیں سکتی۔۔"

باہر سے چیزیں ٹوٹنے کی آواز پر وہ سرگوشی میں روتے ہوئے بولی تھی۔

"آئی پرامس مجھے کچھ نہیں ہوگا۔۔ آئی لو یو۔۔"

اس کا ماتھا چومتا وہ جانے لگا تھا جب بہارے گل نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔

"آئی لو یو ٹو حیدر۔۔ آئی لو یو سو مچ۔۔ پلیز اپنا خیال رکھیے گا۔۔"

اس نے پہلی بار حیدر سے محبت کا اظہار اتنا کھل کر کیا تھا۔ حیدر نے اس کا شدت سے ماتھا چوما تھا۔اس سے ہاتھ چھڑواتا اسے وہ واشروم میں بند کرتا لاک لگا چکا تھا۔

وہ شازل کی کال کا انتظار کر رہا تھا۔

اب آوازیں بہت قریب سے آنے لگی تھیں۔اچانک وہ جس کمرے میں تھا اس کمرے کا دروازہ وہ لوگ توڑنے لگے تھے۔

اس کے دروازہ توڑتے ہی حیدر نے گن اٹھاتے اس کا سر کا نشانہ لیا تھا۔آواز سے باقی سارے لوگ بھی چوکنا ہوگئے تھے۔

حیدر نے دیوار کے پیچھے چھپتے باہر موجود لوگوں پر فائر کیا تھا۔ مگر وہ چونک گیا تھا سب مختلف چیزوں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔ اندر چھپی بہارے گل کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔

حیدر دوبارہ گولی چلانے لگا تھا جب اس کے بازو پر گولی لگی تھی۔ اور گن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی۔حیدر نے تکلیف سے ہونٹ میچتے دوسرے ہاتھ میں گن پکڑتے نشانہ لیا تھا مگر وہ موگ اس کی طرف بڑھنے لگے تھے۔اسے لگا تھا سب ختم ہونے لگا ہے جب اچانک شازل پولیس کے ساتھ اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تھا۔اور ساری صورتحال کو قابو کرچکا تھا۔ وہ کل پانچ لوگ تھے جن میں سے حیدر ایک کو مار چکا تھا اور ایک کو پولیس نے ماردیا تھا جبکہ باقی تین زخمی حالت میں گرفتار ہوگئے تھے۔

"بہارے گل کہاں ہے۔۔؟"

اس کے بازو کو دیکھتے شازل نے ت ء زی سے پوچھا تھا۔

"واشروم میں۔۔"

حیدر نے تکلیف سے سانس بھرتے کہا تھا۔

"ایمبولنس آرہی ہے بس پانچ منٹ حوصلہ رکھو۔۔"

شازل اسے کہتا تیزی سے واشروم کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"بہار یہ میں ہوں شازل۔۔ ڈرنا مت۔۔"

شازل نے اونچی آواز میں بولتے دروازہ کھولا تھا مگر وہ اندر سے لاکڈ تھا۔شازل کی بات پر بہارے گل نے آہستہ سے اندر سے لاک کھولا تھا۔

"حیدر کہاں ہے؟"

اس نے پوچھتے ہی اردگرد دیکھا تھا۔ جب اس کی نظر بیڈ ہر بیٹھے حیدر پر پڑی تھی جس کے قریب پولیس آفسر بیٹھا اس کے بازو پر مضبوطی سے پٹی باندھ رہا تھا کہ زیادہ خون ضائع نہ ہو۔۔

"حیدر۔۔۔"

حیدر کی شرٹ پر خون دیکھتے وہ چیخی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں بس معمولی سی چوٹ ہے۔۔"

وہ بمشکل مسکراتا بولا تھا۔ جبکہ بہارے گل زارو قطار رونے لگی تھی۔

شازل بہارے گل کو حوصلہ دیتا اسے حیدر سے دور کر چکا تھا کیونکہ ایمبولنس آچکی تھی وہ اسے نیچے لے جانے لگے تھے۔

"مجھے حیدر کے ساتھ جانا ہے۔۔"

وہ روتے ہوئے شازل سے بولی تھی۔ شازل نے دھیرے سے سر ہلایا تھا۔پولیس ساری بلڈنگ چھان چکی تھی پھر بھی وہ احتیاط پولیس کے سائے میں ہی حیدر ساتھ جا رہے تھے۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔۔؟"

روحان نے پولیس کے ساتھ فارم ہاوس میں اینٹر ہوتے کہا تھا۔وہاں نہ ہی کوئی گارڈ تھا اور نہ ہی کسی شخص کا نام و نشان تھا۔

"مجھے لگتا ہے کسی نے آپ کو غلط خبر دی ہے سر جی۔۔"

پولیس نے سر نفی میں ہلاتے کہا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"فضول میں آپ نے سارا ٹائم ضائع کروادیا۔۔"

روحان جو اپنے بال کھینچ رہا تھا اس نے غصے سے اس شخص کو گھورا تھا جس سے وہ چپ ہوگیا تھا۔

"کچھ تو گڑ بڑ ہے۔۔"

روحان نے منہ میں بڑبڑایا تھا۔

"شٹ۔۔ ہمیں ایمرجنسی الرٹ ملی ہے دوسری ٹیم کی طرف سے۔۔"

ان میں سے ایک سنئیر پولیس والا تیزی سے بولا تھا۔روحان نے فورا اس کی طرف دیکھا تھا۔

"کونسی ٹیم؟ جو عسکری کے ساتھ گئی تھی؟"

اس نے تیزی سے پوچھا تھا۔

"جی سر۔۔"

https://classicurdumaterial.com

پولیس والے نے جواب دیتے سب کو تیزی سے گاڑی میں بیٹھنے کا کہا تھا۔روحان تیزی سے گاڑی میں بیٹھاتا وہاں سے نکلا ہی تھا جب وہاں اچانک بمب پھٹا تھا۔ وہ اتنا زور کا تھا کہ روحان کے کان بند ہوگئے تھے۔اس کا پاوں بے اختیار بریک پر گیا تھا۔

ایک دم ہر طرف سناٹا چھا گیا تھا۔

پولیس کے لوگ شکر تھا کے وہاں سے نکل رہے تھے اس لیے بچت ہوگئی اگر وہ لوگ گھر کے اندر ہوتے تو سب ختم ہوچکے ہوتے۔۔

روحان نے سر جھٹکتے فورا گاڑی سنبھالی تھی۔اس کے کان ابھی بھی بند تھے۔پولیس کی دو گاڑیاں فورا اس گھر سے نکلتی روحان کے پیچھے ہی جا رہی تھیں جبکہ ایک گاڑی کے پولیس والوں نے رک کر ہیڈ کوارٹر اور فائر ڈیپارٹمنٹ کو اس بمب کی اطلاع دی تھی۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

انھیں نہیں پتا کیا ہوا تھا۔۔پولیس کے ساتھ وہ احتیاط سے اندر گھر کی طرف بڑھ رہے تھے جب اچانک سے ان پر گولیاں چلنا شروع ہوگئی تھی۔دیکھتے ہی دیکھتے غنڈوں نے

ان سب لوگوں کو گھیرے میں لے لیا تھا۔وہ تقریبا سب پولیس والوں کو زخمی کرچکے تھے جبکہ کچھ مر بھی چکے تھے۔

آغا خان اور عسکری کو ان لوگوں نے ہر طرف سے گھیر لیا تھا۔آغا خان کے پاس ایک گن تھی مگر وہ لوگوں کو اپنی جانب آتے دیکھ کر فورا چھپا گئے تھے۔

کسی نے پیچھے سے آتے عسکری کے سر پر زور سے گن سے وار کیا تھا۔عسکری اپنا ہوش کھوتا نیچے گر گیا تھا۔ وہ لوگ عسکری کو گھسیٹتے ہوئے جبکہ آغا خان کو ہوش میں ہی رکھتے اندر لے گئے تھے۔

"آو۔۔ آغا خان۔۔ مجھے تمھارا ہی انتظار تھا۔۔"

شیر زمان کی آواز سنتے اور اس کی مکار شکل دیکھتے آغا خان نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچ لیے تھے۔

"مجھے بھی بہت بے صبری سے انتظار تھا۔"

آغا خان طنزیہ بولے تھے۔عسکری کو آغا خان کے پاس پھینکا گیا تھا۔جبکہ وہاں پانچ لوگ موجود تھے باقی گھر کے باہر پانچ لوگ موجود تھے۔

"ہاہاہا۔۔ بیٹی کو کھو کر بھی تمھاری اکڑ نہیں گئی۔۔ لیکن تھوڑی دیر تک چلی جائے گی۔۔اب تک تمھارا داماد اور وہ شازل کمینہ دوسرے گھر میں بمب پھٹنے سے مر چکے ہوں گے۔۔اور وہ تیری بھتیجی بھی یہاں پہنچ جائے گی کچھ دیر تک۔۔تیری آنکھوں کے سامنے دونوں کی عزت کا جنازہ نکالوں گا۔۔"

آغا خان نے اس کی بات پر نا سمجھی سے بھنویں بھینچی تھیں۔وہ کونسی بھتیجی کے بارے میں بات کر رہا تھا انھیں سمجھ نہیں آیا تھا۔بہارے گل تو مر چکی تھی۔

"میں تمھارے جان لے لوں گا بدذات۔۔"

اس کی آخری بات سنتے وہ چیخ اٹھے تھے۔

"ہاہاہا۔۔ تم کچھ نہیں کر پاو گے۔۔"

دائیں طرف سے دانین کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر لاتے ہوئے سلمان نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

"دانین۔۔!!"

https://classicurdumaterial.com/

اس کے بے جان وجود کو دیکھتے آغا خان اس کی طرف لپکے تھے لیکن پیچھے سے کسے نے انھیں پکڑ کر زمین پر پھینکتے ان کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے تھے۔

"ہاہاہاہا۔۔ بہت مزا آرہا ہے تمھیں ایسی حالت میں دیکھ کر۔۔"

"میں بھی اپنے بھائی کے لیے ایسے ہی تڑپا تھا۔۔ میرا بھتیجا بھی ایسا ہی تڑپا تھا۔اب تم یہ سوچ رہے ہوگے فضل میرا بھتیجا کیسے ہے۔۔یہ کیف کی سب سے پہلی بیوی سے اولاد ہے جسے اس نے دنیا سے چھپا کر رکھا تھا۔۔یہ اپنے باپ کا بدلہ لینا چاہتا تھا اور میں اپنے بھائی کا اسی لیے تمھیں کئی سال ڈھونڈنے کے بعد سلمان نے تمھیں دانین کے ذریعے تکلیف دینے کی کوشش کی وہ ہی تکلیف جو تم نے ہمیں دی تھی۔"

"مگر تمھاری یہ حرام زادی بیٹی۔۔"

شیر زمان نے بالوں سے پکڑتے دانین کا چہرہ اوپر اٹھاتے اس کے سوجے ہوئے منہ پر زور دار تھپڑ مارا تھا۔آغا خان اس کی تکلیف پر تڑپ اٹھے تھے۔۔

"دانین۔۔!! اسے مت مارو۔۔"

اولاد کی تکلیف نے انھیں تڑپا دیا تھا۔

"بھیک مانگو مجھ سے آغا خان۔۔گڑگڑاؤ میرے سامنے۔۔"

شیر زمان کی بات سنتے انھوں نے دانین پر نظر ڈالتے اپنے ہاتھ جوڑ دیے تھے۔

"میری بیٹی کو چھوڑ دو۔۔م۔"

"ن۔۔ نہیں بابا۔۔ بالکل نہیں۔۔"

دانین کمزور سی آواز میں ان کی بات کاٹتی بولی تھی جب ایک بار پھر اس کے منہ پر تھپڑ پڑا تھا۔ تھپڑ مارنے والا افضل زمان (سلمان) تھا۔

"نہیں۔۔۔ اسے مت مارو۔۔ میں التجا کرتا ہوں۔۔"

وہ اپنا غصہ دباتے بولے تھے۔

آن کے ساتھ نڈھال پڑے عسکری نے ہلکی سی اپنی آنکھیں کھول کر ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لیا تھا۔شیر زمان اور سلمان کے علاوہ دو لوگوں نے آغا خان کے گرد گھیرا کیا ہوا تھا۔جبکہ ایک اس کے سر پر کھڑا تھا اور دو لوگ دروازے کے قریب کھڑے تھے۔

وہ اپنا ہاتھ آہستہ آہستہ سے اپنی پاکٹ کی طرف لے جانے لگا تھا جس میں پاکٹ نائف تھی۔اس نے مضبوطی سے اسے تھام لیا تھا۔ساری نظریں دانین اور آغا خان کی طرف تھیں جس سے اس نے بھرپور فائدہ اٹھایا تھا۔

اس کی نظر اچانک سلمان کے پیچھے ہوتی حرکت پر پڑی تھی۔وہ جانتا تھا مدد پہنچ چکی ہے۔۔ تبھی کھانستے ہوئے وہ ہوش میں آیا تھا۔اور سب کا دھیان اس کی طرف بھٹکا تھا۔جب ہر طرف سے پولیس اندر آنے لگی تھی۔

روحان نے دانین کو پکڑتے سلمان کو دھکا دیا تھا۔جبکہ آغا خان نے اپنی گن نکالتے شیر زمان کی طرف کرتے اس کے سینے میں گولیاں اتار دی تھیں۔آغا خان کے پیچھے کھڑے دونوں شخص پولیس کے آنے سے گھبرا گئے تھے تبھی انھیں موقع ملا تھا۔عسکری نے اپنے پیچھے کھڑے آدمی کے گن کی طرف جاتے ہاتھ پر چاقو مارا تھا۔ روحان نے دانین کو مکمل طور پر اپنی آغوش میں لیتے اسے ارد گرد ہوتے ہر خطرے سے بچانے کی کوشش کی تھی۔

"میں چھوڑوں گا نہیں تمھیں۔۔ جو جہاں ہے وہاں رک جائے ورنہ میں اس کا بھیجا اڑا دوں گا۔۔"

روحان کے سر پر گن رکھتا سلمان سب کو ساکت کر گیا تھا۔اس کی بے ساختہ نظر شیر زمان کے مردہ وجود پر پڑی تھی۔

"خبردار اگر کوئی بھی میرے قریب آیا تو اس کی خیر نہیں۔۔"

"کھڑے ہو سالے۔۔ باقی سب اپنے ہتھیار پھینک دیں۔"

روحان کی کمر میں ٹانگ مارتا وہ جاہلانہ انداز میں بولا تھا۔روحان ہاتھ کھڑا کرتا دھیرے سے کھڑا ہو گیا تھا۔

"مجھے باہر جانے کا راستہ دو۔۔"

سلمان کے کہنے ہر سب نے اسے راستہ دے دیا تھا۔وہ روحان کے سر پر گن تان کر اسے باہر لے گیا تھا۔ وہاں کھڑی گاڑی کے قریب جاتے اس نے دروازہ کھول کر روحان کو دھکا دیا ہی تھا۔جب پولیس نے گنز نکالتے اس پر فائرنگ شروع کردی تھی۔اس نے بھی گن نکال کر پولیس پر فائرنگ کی تھی جس کی وجہ سے دو آفسران زخمی ہوگئے تھے۔۔مگر پولیس کی فائرنگ سے اس سے گاڑی کا کنٹرول کھو گیا تھا وہ سیدھا بند گیٹ میں بجا تھا۔پولیس نے تیزی سے بڑھ کر اس پر قابو پانے کی کوشش

کی تھی مگر وہ گن نکال کر فائرنگ کرنے لگا تھا دس منٹ کی لڑائی کے بعد وہ پولیس کی گولیوں سے اپنی جان کھو چکا تھا۔

روحان اس سے چھوٹتا ہی دانین کے پاس بھاگا تھا۔

"ہمیں نکلنا ہوگا۔۔"

وہ دانین کے بے جان ہوتے وجود کو آغا خان سے تھامتے پچھلے گیٹ کی طرف بھاگا تھا جہاں ہولیس کی گاڑیاں موجود تھیں۔

"جلدی ہوسپٹل چلو۔۔"

اس نے پولیس وین کے ڈرائیور کو تیزی سے کہا تھا۔

"دانین۔۔دانین۔۔ آنکھیں کھلی رکھو۔۔"

اس کو دھیرے سے ہلاتے روحان نے کہا تھا۔

"پ۔۔پانی۔"

وہ تکلیف سے بولی تھی۔روحان نے ارد گرد دیکھتے پولیس والے سے پوچھا تھا۔اس نے گاڑی میں پڑی پانی کی بوتل اسے تھمائی تھی۔ وہ تیزی سے پانی پی گئی تھی۔ان

ظالموں نے اسے صرف دن میں ایک دفع پانی دیا تھا۔وہ بھی اتنا کم کے اس کی پیاس تک نہیں بجھتی تھی۔۔

"دانین۔۔ کچھ نہیں ہوگا بچے۔۔"

آغا خان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر چومتے ہوئے کہا تھا۔برداشت کی حد سے ان کی آنکھیں لال ہوگئی تھی۔

"م۔۔مجھے تھکاوٹ م۔۔ محسوس۔۔"

وہ بولتے ہوئے مزید تکلیف نہ برداشت کرتے ہوئے بے ہوش ہوگئی تھی۔

"نہیں۔۔ نہیں۔۔ دانین آنکھیں کھولو۔۔"

روحان چیخا تھا۔اسے یوں دیکھ کر اس کا دل پھٹنے والا ہوگیا تھا۔

"کتنی دور ہے ہوسپٹل؟"

آغا خان نے چلاتے ہوئے پوچھا تھا۔

"پہنچ گئے۔۔"

گاڑی کے رکتے ہی روحان اسے ایمرجنسی میں لے گیا تھا۔ڈاکٹرز جتنی دیر اندر رہے تھے روحان اور آغا خان بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپتے رہے تھے۔۔ دانین کی جان خطرے سے باہر تھی یہ سن کر انھیں بیت خوشی ہوئی تھی۔ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ اسے کھانا اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے کافی کمزوری ہوگئی تھی۔جبکہ چوٹوں کی وجہ سے بھی اس کی کافی حالت خراب تھی۔ڈاکٹر نے اسے پین کلر اور سلیپنگ پلز دی تھیں تاکہ وہ سوئی رہے اور اسے تکلیف نہ محسوس ہو۔۔

دانین کو کمرے میں شفٹ کرنے کے بعد پہلے آغا خان اسے دیکھ آئے تھے اس کے بعد روحان اندر گیا تھا۔

"تمھیں کھونے کے بعد میں ایک پل بھی چین سے نہیں رہا دانین۔۔تمھارے ٹھیک ہوتے ہی میں نے رخصتی کروا لینی ہے اب میں مزید تم سے الگ نہیں رہ سکتا۔۔"

"تم میری روح کا وہ حصہ ہو جسے کھو کر میں بے چین یوگیا تھا۔"

"تمھیں وہاں بے جان حالت میں دیکھتے کیسے میں نے صبر کیا تھا یہ صرف میں ہی جانتا ہوں۔ تمھارے کڈنیپ ہونے کے بعد ایک بھی پل میں سکون سے نہیں رہا۔۔"

"خبردار جو کبھی مجھ سے دوبارہ دور گئی ورنہ باخدا میں مرجاوں گا۔۔"

وہ دانین کا ہاتھ پکڑتا دھیمی آواز میں بول رہا تھا۔ وہ آغا خان کو گھر بھجوا کر خود اس کے پاس رکا تھا کیونکہ یہاں صرف ایک ہی شخص کو رہنے کی اجازت تھی اور روحان رہنا چاہتا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

#\

حیدر اب کافی بہتر تھا۔پولیس نے حیدر کا بیان لے لیا تھا جبکہ ان لوگوں نے بہارے گل کو بیان نہیں دینے دیا تھا۔ شازل انھیں لیتا گھر چھوڑ آیا تھا۔

اسے عسکری نے کال کرکے دانین کے مل جانے کی خوشخبری بھی دے دی تھی جسے سن کر اسے سکون مل گیا تھا۔ اس سب کاموں میں اسے صبح کے پانچ بج گئے تھے۔وہ واپس اپارٹمنٹ جاتا نورے کو دانین کت مل جانے کا میسج کرتا کچھ دیر کے لیے سو گیا تھا۔ اس کا ارادہ صبح اٹھ کر فورا نورے کو لینے جانے کا تھا۔

وہ فریش ہوتا سب کو بتاتا وہاں سے نکل گیا تھا۔اس کا ارادہ نورے کے ساتھ دانین کو ہوسپٹل دیکھنے جانے کا تھا۔باقی گھر والے بھی دانین سے ملنے جانے والے تھے۔

شاہزیب کے گھر پہنچتے وہ گارڈ کو دیکھتا سر ہلاتا اندر جا رہا تھا جب اسے چیخنے کی اونچی اونچی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔جس میں واضح آواز فاطمہ بیگم اور نورے کی تھیں۔

"یہ میرے بھائی کا گھر ہے میرا جب دل چاہے گا میں یہاں آوں۔۔آپ ہوتی کون ہیں مجھے تانے دینے والی۔۔اپنی حد میں رہیں۔۔"

نورے چیختی ہوئی بولی تھی۔افرحہ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو وہ سو رہی تھی اس لیے وہ خود ہی ناشتہ کرنے نیچے آگئ تھی۔شاہزیب اور میر شاہ آفس گئے ہوئے تھے اور سب کی غیر موجودگی میں فاطمہ بیگم ناگن بنی ہوئی تھیں۔

"تم بدذات۔۔ لڑکوں کو پھنسانے والی بدکردار لڑکی مجھے میری حد بتاو گی۔۔"

وہ غلاظت بکتی نورے کو تھپڑ مارنے لگی تھیں جب شازل نے ان کا ہاتھ پکڑتے جھٹکے سے انھیں نورے سے دور دھکیلا تھا۔وہ لڑکھڑاتی ہوئی بمشکل گرنے سے بچی تھیں۔

"دوبارہ میری بیوی کے سو فٹ کے قریب بھی آپ بھٹکتی ہوئی دکھائی دیں تو اسالٹ کے کیس میں جیل بھجوا دوں گا۔۔ساری زندگی وہاں سڑتی رہیں گی اور اگر ایسا نہ ہوا تو خود میں آپ کی زندگی حرام کردوں گا۔۔یہ میں جو لحاظ کر رہا ہوں صرف شاہزیب کی وجہ سے کر رہا ہوں ورنہ آپ جیسے لوگ عورت کہلانے کے لائق نہیں ہوتے۔۔"

وہ نورے کو اپنے قریب کرتا انگلی اٹھا کر سرد پن سے بولا تھا۔شازل کی باتوں اور جنونی انداز سے خوفزدہ ہوتی وہ پھر بھی اپنی زبان روک نہیں پائی تھیں۔

"پھر اپنی اس بیوی کو رکھو اپنے پاس بار بار ہمارے پاس کیوں چھوڑ دیتے ہو۔۔"

وہ زہر خند لہجے میں بولی تھیں۔

"یہ کیا ہو رہا ہے یہاں؟"

اس سے پہلے کے شازل جواب دیتا افرحہ نے نیند سے بھری آواز میں پوچھا تھا۔چیخنے اور چلانے کی وجہ سے وہ اٹھ گئی تھی۔

"بھابھی شاہزیب کو بتا دینا جس گھر میں یہ عورت رہے گی اس گھر میں اب میری بیوی دوبارہ قدم نہیں رکھے گی۔۔اگر اسے ملنا ہوا تو ہمارے گھر آکر نورے سے مل لے مگر اب وہ یہاں نہیں آئے گی۔۔"

شازل سنجیدگی سے بولا تھا۔

"اچھا بھائی آپ بیٹھیں تو صحیح۔۔"

وہ فاطمہ بیگم کو دیکھتی ساری بات سمجھ گئی تھی۔

"نہیں ہم بس جا رہے ہیں۔۔"

شازل منع کرتا نورے کا سارا سامان اس کے کمرے سے پیک کر کے منٹوں میں ہی لے آیا تھا۔وہ فاطمہ بیگم کو اگنور کرتا افرحہ کی طرف دیکھ کر احترام سے سر ہلاتا چلا گیا تھا۔

"آپ کو بھی سکون نہیں ملتا آنٹی۔۔آپ جو ہوگا وہ آپ کی اپنی وجہ سے ہوگا۔۔"

افرحہ ان کی طرف دیکھتی نفی میں سر ہلاتی واپس اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

اور واقع اس کے بعد ان کے گھر بہت بڑا حشر ہوا تھا۔نورے نے بچپن میں کی گئی فاطمہ بیگم کی ساری زیادتیاں شاہزیب کو بتا دیں تھیں۔اس نے ساری باتیں میر شاہ کو بھی بتائیں تھی مگر وہ یقین کرنے کو تیار نہیں تھے۔۔شاہزیب نے افرحہ کی سیفٹی کے لیے الگ گھر لے لیا تھا۔جس میں وہ دونوں خوش تھے۔فاطمہ بیگم کی وجہ سے جو تناو رہتا تھا وہ اس سے آزاد ہوگئے تھے۔میر شاہ اور شاہزیب صرف آفس میں بات چیت کرلیا کرتے تھے۔اس کے علاوہ ان دونوں کا رشتہ پہلے جیسا ہوگیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

(ایک مہینے بعد)

دانین اللہ پاک کے کرم سے بالکل صحت یاب ہوتی واپس آچکی تھی۔ گھر کا ماحول کافی اچھا ہو گیا تھا۔ سب ہی پرسکون نظر آرہے تھے۔ زرکشہ اور احمد کافی حد تک ایڈجسٹ ہوگئے تھے۔

زرکشہ نے ایک دن ہمت کر کے شاہزیب کو فون کر کے ڈینیل کا پوچھا تھا جس سے اسے اس کے مرنے کی کنفرم نیوز ملی تھی۔وہ تو یہ خبر کنفرم ہونے پر گم صم سی ہوگئی تھی اسی دوران اسے پتا چلا تھا شاہزیب شازل کی بیوی نورے کا بھائی ہے۔۔جس سے اسے کافی حیرت ہوئی تھی۔

وہ ڈینیل کو جتنا بھولانے کی کوشش کر رہی تھی اس کی یادیں اتنا ہی اس کے سر پر سوار ہورہی تھیں۔ ملائکہ اور باقی گھر والوں کی وجہ سے اس کا دھیان کافی بھٹک جاتا تھا مگر آخر رات کو پھر اس کی یادیں اس پر قابض ہوجاتی ہیں۔

احمد کو انھوں نے آگے کالج میں ایڈمیشن لے دیا تھا اور زرکشہ کو بھی یونیورسٹی میں داخل کروا دیا تھا۔

صب لوگ خوشی خوشی باہر لان میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ جب اچانک گیٹ کھلنے کی آواز سنتے سب کا دھیان بائیں طرف گیا تھا۔ حیدر کو دیکھتے سب دوبارہ اپنی باتوں میں

مصروف ہوگئے تھے جب اچانک گل خان نے چائے پیتے دوبارہ اس کی طرف دیکھا تھا اور چائے کا کپ ان کے ہاتھوں سے زمین پر گر گیا تھا۔

"ب--بہار؟"

"ب--بہارے؟"

وہ کانپتی آواز میں بولی تھی سب کا دھیان بہارے گل کی طرف گیا تھا سب کے ہی چہروں کے رنگ اڑ گئے تھے۔

"ہماری بیٹی ہی ہے بیگم--"

محب خان کی بات پر وہ کانپتی ہوئی اٹھ کر اس کی طرف بھاگی تھیں۔اس کے قریب جاتے ہی انھوں نے اسے گلے لگاتے اس کا منہ ور ہاتھ چومنا شروع کر دیے تھے--

"مما--آئی ایم سو سوری--"

وہ ان کو زور سے گلے سے لگاتی ہوئی روتے ہوئے بولی تھیں۔دانین ساکت سی روحان کے ساتھ کھڑے بہارے گل کو دیکھ رہی تھی۔

"ی--یہ کیسے ممکن ہے--؟؟ تم کہا تھی اتنا عرصہ--؟"

https://classicurdumaterial.com/

انھوں نے اسے مضبوطی سے تھامتے روتے ہائے پوچھا تھا جب پیچھے سے آتے محب خان نے انھیں پکڑتے سنبھالا تھا۔

"بہارے کی حفاظت کے لیے ہم نے اسے سب سے دور رکھا تھا۔۔ باقی میں آپ کو بعد میں بتا دوں گا۔۔"

محب خان کی بات پر گل خان نے مڑ کر انھیں شکوہ کن نظرو سے دیکھا تھا۔

"مما پلیز بابا کو کچھ مت کہیے گا یہ میرا فیصلہ تھا۔"

"بالکل مما۔۔ یہ آپ کی گڑیا کا فیصلہ تھا۔۔"

شازل نے مسکراتے ہوئے بول کر اسے سینے سے لگایا تھا۔ حملے کے بعد سے وہ ساری ناراضگیاں بھول گیا تھا۔

"بھابھی کیسی ہیں آپ؟"

شازل سے مل کر بہارے گل نے نورے کو گلے لگایا تھا جس سے وہ تین چار بار مل چکی تھی۔

"میں ٹھیک۔۔ جناب آپ تو دن بادن خوبصورت ہوتی جارہی ہیں ماشاءاللہ"

بہارے گل کو ملتے نورے نے اس کی تعریف کی تھی جس پر وہ مسکرا اٹھی تھی۔اس کے بعد بہارے گل آغا خان سمیت باقی سب سے ملی تھی سوائے دانین کے۔۔آغا خان کو شیر زمان کے واقعہ کے بعد محب خان نے سب کچھ بتا دیا تھا جس کی وجہ سے اس کے زندہ ہونے کا علم آغا خان سمیت ملائکہ کو بھی تھا جن کا رشتہ کافی بہتر جا رہا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کو موقع دے رہے تھے۔

"بہار۔۔"

دانین نے اسے پکارا تھا۔وہ اس کی طرف بڑھ رہی تھی جب ہاتھ اٹھاتے اس نے دانین کو روک دیا تھا۔

"مجھے معاف کردو پلیز۔۔"

دانین التجائیہ بول رہی تھی سب خاموش کھڑے تھے کیونکہ یہ ان دونوں کے درمیان کا معاملہ تھا۔

"میں تمھیں کبھی معاف نہیں کرپاؤں گی دانین۔۔۔ کیونکہ وہ اذیت اب تک میرے ساتھ ہیں۔۔تمھاری وجہ سے سب سے زیادہ نقصان میرے حصے میں آیا تھا اور یہ میں بھول نہیں سکتی۔۔"

بہارے گل اسے معاف نہیں کرنا چاہتی تھی اس بات سے بے خبر کے آنے والے وقت میں کیسے ان کے بچے ایک دوسرے کا وقت بدلیں گے۔۔جہاں آج دانین تھی وہاں ان کی اولاد کی وجہ سے بہارے گل ہوگی۔

اس کی بات سنتے دانین کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکلنے لگے تھے۔اسے پتا چل گیا تھا بہارے گل کبھی اسے معاف نہیں کرے گی۔۔اس کا سیاہ مرضی ساری زندگی اس کے ساتھ رہے گا۔۔

روحان دانین کو چپ کرواتا اندر لے گیا تھا جبکہ باقی سب باتوں میں دوبارہ مصروف ہوگئے تھے۔یہ اختلاف تو اب ساری زندگی رہنا تھا۔۔

"شازل بات سنو۔۔"

حیدر کے بولنے پر وہ زرا سائیڈ پر ہوگئے تھے۔

"تمھیں یاد ہے تم نے بتایا تھا کہ فیاض کو کسی نو سال کے بچے نے قتل کیا تھا؟"

"ہاں۔۔پتا نہیں کون تھا عسکری کو اس کے بارے میں کچھ ہتا نہیں چل پایا تھا۔"

شازل نے جواب دیا تھا۔

"مجھے پتا ہے وہ کون ہے--"

حیدر نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا تھا۔

"کون ہے؟"

"جب میں نے بہار کو بچایا تھا تو وہاں ایک اور وکٹم تھی--وہ اس کا چھوٹا بھائی حازم ہے-- میں نے پتا کروایا ہے--"

حیدر نے گہرا سانس لیتے کہا تھا۔

"تمھیں ہتا ہے وہ بچہ کہاں ہے؟ اگر تمھیں پتا ہے تو بتا دو-- میں اس کی مدد کرنا چاہتا ہوں--"

شازل نے فورا پوچھا تھا۔

"ہاں--چوری کے جرم میں جیل میں ہے--" حیدر نے پریشانی سے بتایا تھا۔

"تم مجھے ڈیٹیل دے دو-- میں شاہزیب سے کہوں گا اپنے اے ایس پی دوست کی مدف لے کر اس بچے کو چھڑوا دے--"

شازل کی بات پر حیدر نے سر ہلایا تھا۔اسے تھوڑا سکون ملا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

(ایک سال بعد)

آج زرکشہ کے نکاح کا دن تھا۔انھیں ایک بہت اچھا رشتہ زرکشہ کے لیے ملا تھا جس کی انھوں نے زرکشہ سے پوچھ کر ہاں کردی تھی۔

زرکشہ سکن گولڈن جوڑے میں تیار ہوئی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ڈینیل کی یادوں نے اس کا اب تک پیچھا نہیں چھوڑا تھا۔وہ رو رو کر اللہ سے اس کی حفاظت کی دعائیں مانگتی رہتی تھی کہ کاش وہ زندہ ہو۔۔مگر وہ کاش صرف کاش ہی رہا تھا۔

گھر والوں نے اسے لڑکے کی تصویر دکھانے کی کوشش کی تھی مگر اسے دیکھنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی تھی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہے میری گڑیا۔۔"

ملائکہ نے اس کا ماتھا چومتے پیار سے کہا تھا جس پر وہ دھیرے سے مسکرائی تھی۔

"وقت ہوگیا ہے بڑی مما۔۔"

نورے نے اندر آتے کہا تھا۔ گولڈن کامدار فراک میں وہ دمک رہی تھی۔ اس کے ساتھ افرحہ نے بھی سیم فراک پہنا ہوا تھا دونوں کی میچنگ تھی۔

اس کے پیچھے ہی دانین اندر آئی تھی۔جس نے ٹی پنک میکسی پہنی ہوئی تھی۔

سب اسے تھامتے نیچے لے گئے تھے۔

"میں لیٹ تو نہیں ہوگئی۔۔"

جلدی سے ان کے قریب آتے بھارے گل نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا جس پر نورے نے نفی میں سر ہلایا تھا۔ زرکشہ کو بیٹھاتے نکاح کی رسومات شروع ہوئی تھیں۔آغا خان اس کے والد کی حیثیت سے ان کے ساتھ تھے۔جبکہ احمد بائیں جانب اس کے پاس کھڑا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے اس کا نکاح ہوگیا تھا۔

"موسی بھائی جلدی سے دلہن کو دیکھ لیں۔۔"

کسی کزن نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

پھولوں کی لڑیاں ہٹاتے موسی نے بہارے گل کا گھونگھٹ ہٹاتے اس کے ماتھے کو چوما تھا۔ زرکشہ آنکھیں جھکاتے بری طرح کانپ رہی تھی۔

"ماشاءاللہ۔۔!!"

"You are looking so beautiful my love!"

جانی پہنچانی آواز سن کر زرکشہ نے جھٹکے سے سر اوپر اٹھایا تھا۔ اس کی آنکھیں پھیل گئی تھی۔

"ڈ۔۔ڈینیل۔۔"

"یس مسز۔۔ مگر اب اس بندہ ناچیز کو موسی کہتے ہیں۔۔"

وہ مسکراتا ہوا انگلش میں بولتا اسے بہت حسین لگا تھا۔اس کی آنکھیں بے اختیار آنسو سے بھرنے لگی تھیں۔ سب اس کے جذبات سمجھ سکتے تھے کیونکہ ڈینیل عرف موسی انھیں سب کچھ بتا چکا تھا۔اور احمد تو زرکشہ کی حالت سے واقف تھا۔وہ موسی کے ساتھ راضی تھا۔

"ایکسکیوز می۔۔"

https://classicurdumaterial.com/

موسی بولتا ہوا سب کی ہوٹنگ کی آوازوں میں زرکشہ کو ان سب سے دور لے آیا تھا۔

"کہاں تھے آپ اور موسی؟ کیا اب آپ مسلم ہیں؟"

اس نے حیرت سے پوچھا تھا۔

"ہاں الحمداللہ میں مسلم ہوں اب۔۔"

وہ مسکراتا ہوا بولا تھا پھر اس نے اسے بتایا تھا کیسے بروقت اس کے آدمیوں نے وہاں پہنچ کر اسے بچالیا تھا مگر اس کی حالت ناساز ہونے کی وجہ سے انھوں نے سب سے چھپا کر رکھا تھا۔وہ ٹھیک ہونے کے بعد اپنا سب کچھ اپنے سیکنڈ ہینڈ کے نام کر کے پاکستان آگیا تھا۔اس نے پاکستان آکر شاہزیب سے رابطہ کیا تھا۔وہ زرکشہ سے ملنا چاہتا تھا مگر اسے اسلام کے بارے میں تجسس تھا جس کے بارے میں اس نے جاننا شروع کیا تھا اور پورے چھ مہینوں بعد اس نے اسلام قبول کرلیا تھا وہ چار مہینوں سے مسلمان تھا اور ساری عبادات سیکھ چکا تھا۔۔

"جب مجھے لگا میں تمھارے قابل ہوں تب میں نے شاہزیب کی مدد سے تمھارے لیے رشتہ بھیجا تھا۔سب جانتے تھے میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔ مگر آغا خان نے پھر بھی مجھ سے سخت امتحان لینے کے بعد ہی مجھے ہاں کیا تھا۔۔"

اس کی آخری بات پر مسکراتی وہ روتے ہوئے زور سے اس کے گلے لگی تھی۔

"آئی مس یو سو مچ اینڈ آئی لو یو سو مچ موسی۔۔ آپ کے بنا ہر دن مشکل لگتا تھا۔۔ میں رو رو کر اللہ پاک سے آپ کے زندہ ہونے کی دعائیں مانگتی رہی ہوں اور دیکھ لیں اللہ پاک نے میری سن لی آج آپ میرے محرم کی حیثیت سے میرے ساتھ ہیں۔۔"

اس کی بات پر موسی نے اس کے گرد اپنی بازوں کا گھیرا تنگ کیا تھا۔

"آئی لو یو ٹو۔۔کوئی دن ایسا نہیں تھا جب میں نے تمھیں یاد نہ کیا ہو۔۔ تم تو میری زندگی کا روشن ستارہ ہو جسے اللہ پاک نے میرے لیے بنایا تھا۔"

موسی اس کا ماتھا چومتا بولا تھا۔

"پہلے تم میرے قریب نہیں آتی تھی اب دیکھو کیسے چپک رہی ہو۔۔"

موسی نے اسے چھیڑا تھا جس پر وہ شرمندہ ہوتی دور ہٹنے لگی تھی مگر موسی سے بچنا اتنا آسان نہیں تھا۔ موسی نے اس کی کمر کے گرد گھیرا تنگ کرتے اس کے کپکپاتے ہونٹوں کو شدت سے چھوا تھا۔ موسی کا لمس محسوس کرتے وہ آنکھیں میچ گئی تھی۔اس

کے سرسراتے اور نرم ہونٹ اپنے لال ہوتے گالوں پر محسوس کرکے وہ سمٹ گئی تھی۔پاک محبت کا لمس کتنا سکون دہ تھا وہ اسے موسی کے لمس سے محسوس ہوا تھا۔

"مائی لو۔۔"

اس کا شرماتا چہرہ دیکھتے ڈینیل نے اس کا ماتھا آخر میں چومتے اسے سینے سے لگا لیا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"یہ چھوٹا شیطان پکا تم پر گیا ہے افرحہ۔۔"

شاہزیب اپنے بیٹے شازم شاہ کو بیڈ پر لیٹاتے کہا تھ۔

"اب کیا کردیا میرے معصوم بیٹے نے؟"

افرحہ نے جیولری اتارتے پوچھا تھا۔

"ڈائپر چینج کر رہا تھا اور میرے ہی اوپر جناب نے کام ہلکا کرلیا۔۔"

شاہزیب کی بات سنتی وہ بے ساختہ ہنسنے لگی تھی۔

"یہ تو میرا بیٹا ہی کرسکتا ہے۔۔"

افرحہ کی بات ہر شاہزیب نے اسے گھورا تھا۔

"مجھ سے زرا بچ کر رہو۔۔ میں اس شہزادے کو آج اس کی نانی کو دینے جا رہا ہوں۔۔"

"کیوں؟؟"

افرحہ نے منہ بناتے پوچھا تھا۔

"کیونکہ میں کچھ لمحے اس شیطان کے رونے کے بغیر اپنی بیوی کے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔۔انکل آگئے ہیں جلدی سے مل لو اپنے لاڈلے کو۔۔"

شاہزیب نے کال اٹھاتے تیزی سے اس کا بیگ اٹھایا تھا۔

"میرا بے بہ۔۔ مما آپ کو مس کریں گی۔۔"

اس کا منہ چومتے افرحہ نے اسے شاہزیب کو دیا تھا جسے وہ فورا اس کے نانا اور نانی کے حوالے کر آیا تھا۔

"اب تمہاری خیر نہیں افرحہ بیگم۔۔"

شاہزیب نے کمرے میں داخل ہوتے کہا تھا۔

"پہلے مجھے پکڑ کر دکھائیں۔۔"

وہ مسکراتی ہوئی بیڈ پر چڑھ گئی تھی۔

"افرحہ ایک بچے کی ماں بن گئی ہو مگر تمھارا بچپنا اب تک نہیں گیا۔۔فورا نیچے اترو۔۔"

"بالکل نہیں۔۔"

افرحہ کی بات پر اس نے ایک ہی جست میں اسے جھپٹ لیا تھا۔

"تمھیں میں بتاتا ہوں۔۔آج ہوری رات تمھاری یہ شیطانیوں کا علاج کروں گا میں۔۔"

اس کے گردن میں منہ دیتے شاہزیب نے اس کی گردن ہر اپنا دہکتا لمس چھوڑا تھا۔

"س۔۔سوری شاہزیب۔۔"

وہ منمنائی تھی۔مگر اب کیا فائدہ وہ بری طرح پھنس چکی تھی۔شاہزیب نے اس کی گردن ہر جا بجا لمس چھوڑتے اس کے چہرے کو نشانہ بنایا تھا۔اس کے لپ اسٹک سے لال ہونٹوں کو اس نے شدت سے چوما تھا۔اس کے لمس کو محسوس کرتی افرحہ اپنی آنکھیں نرمی سے میچ گئی تھی۔

وہ دونوں خوش تھے اور شازم شاہ کی موجودگی نے ان کی زندگی میں چار چاند لگا دیے تھے۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"کیا ہوا جب سے فنکشن سے آئی ہو خاموش سی ہو۔۔؟"

روحان نے دانین کا ماتھا چومتے ہوئے پوچھا تھا۔وہ لوگ زرکشہ کے نکاح کے لیے پاکستان آئے ہوئے تھے۔

"روحان کیا میں کبھی ماں بن پاوں گی؟"

اس نے روحان کی طرف دیکھتے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"ہاں بالکل۔۔"

"تم نیگیٹو مت سوچو۔۔۔ابھی ہماری شادی کو وقت ہی کتنا ہوا ہے صرف چند مہینے۔۔"

روحان کی بات پر اسے تھوڑی تسلی ملی تھی۔وہ سب کو ان کے بچوں کے ساتھ دیکھ کر شدت سے اپنی اولاد چاہتی تھی۔

"م۔۔میں کسی سے حسد نہیں کر رہی روحان۔۔"

وہ سر نفی میں ہلاتی بولی تھی۔

"ارے میری جان۔۔ مجھے پتا ہے۔۔ کیا ہوگیا ہے تمھیں۔۔"

"باقی باتیں چھوڑو اور مجھے میری پیاری سی بیوی کی تعریف کرنے دو۔۔"

روحان کی بات پر وہ بے ساختہ مسکرا اٹھی تھی۔

"اس کے علاوہ بھی آپ کو کوئی کام آتا ہے مسٹر؟"

اس نے آنکھیں چھوٹی جر کے روحان کو تنگ کرتے ہوئے پوچھا تھا۔

"جس کی اتنی حسین بیوی ہو اس کا دل کیا خاک کسی کام میں لگے گا۔۔"

روحان نے اس کے روئی جیسے گال گلابی ہوتے دیکھ کر جھٹ سے چوم لیے تھے۔ جس پر وہ دھیرے سے مسکرا اٹھی تھی۔

"تم آج اتنی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔کہ میری نظر تم سے ایک پل کو بھی ہٹ نہیں رہی تھی۔"

"آپ کو ویسے بھی شوق ہے مجھے ہر جگہ تکتے رہنا۔۔پتا وہ ایک آنٹی بھی کہہ رہی تھیں اپنے شوہر سے کہو اتنا نہ دیکھا کرے۔۔"

دانین روحان کا گال کھینچتے ہوئے بولی تھی۔

"اب ان کو کیا ہرابلم ہے؟ میری بیوی میں جتنا مرضی دیکھوں۔۔ انھیں بل آتا ہے؟"

وہ دانین کی ناک چومتا ہوا بولا تھا۔ اس حادثے کے بعد روحان دانین کو ایک پل کے لیے بھی اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتا تھا۔ دانین کو کھل کر مسکراتا دیکھ کر اس

نے نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چھوتے اس کے گڑیا جیسے چہرے پر جا بجا اپنا محبت بھرا لمس چھوڑا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"چھوڑ دو اس کی جان۔۔ اب اپنے اس معصوم شوہر کو بھی دیکھ لو۔۔"

حیدر نے بہارے گل کی کمر کے گرد بازو باندھتے سرگوشی میں کہا تھا۔

"شش۔۔ سو گیا ہے ارتسام۔۔"

وہ مسکراتی ہوئی بولی تھی۔وہ ایک سال کا تھا۔مگر بے حد روتا تھا۔ اپنی ماں کے بغیر تو اسے سکون ہی نہیں ملتا تھا۔

"اب مجھ پر توجہ دو۔۔"

حیدر نے اس کا چہرہ ہونٹوں سے چھوتے سرگوشی میں کہا تھا۔

اس کو ارتسام کے بیڈ سے دور لے جاتے حیدر نے اسے بیڈ پر بیٹھایا تھا۔ اس کی کلائی تھامتے حیدر نے اس کی چوڑیاں اتارنا شروع کی تھیں۔اس کی چوڑیاں اتارتے حیدر نے اس کی دوںوں کلائیوں کو ایک ایک کر کے نرمی سے چوما تھا۔

"آپ تو ارتسام سے بھی بڑے بے بی ہے--"

وہ حیدر کے چہرے پر ہاتھ رکھتے مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"بالکل کیونکہ تم پر پہلا حق میرا ہے--"

وہ حیدر کی بات پر مسکرا اٹھی تھی حیدر نے نرمی سے اس کے ماتھے کو چوما تھا۔

"ایسا کریں مجھے آدھا آدھا بانٹ لیں--"

وہ مسکراتی ہوئی بولی تھی۔

"یہ ممکن نہیں ہے مجھے میری بیوی مکمل چاہیے--"

حیدر نے اس کا گال چھوتے محبت سے کہا تھا جس پر وہ دھیمی آواز میں ہنس پڑی تھی۔ حیدر نے اس کا نیکلس اتارتے اس کی گردن کو محبت سے چھوا تھا۔ جس پر وہ بلش کرگئی تھی۔اسے شرماتے دیکھ کر حیدر نے اس کے ہونٹوں کو شدت سے چوما تھا۔

ابھی وہ مزید کچھ کرتا کہ اس کا بیٹا اٹھ کر رونے لگا تھا۔

"افف جاو تمہارا شہزادہ اپنی ملکہ کو بلا رہا ہے--"

حیدر کی بات ہر ہنستی وہ حیدر کا ماتھا چومتی ارتسام کی طرف بڑھ گئی تھی جو اس کی گود میں آتے ہی چپ ہوگیا تھا۔حیدر ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر کھل کر مسکرا اٹھا تھا وہ دونوں اس کی کل کائنات تھے۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

"بریرہ یہ میری بیٹی تم پر کیسے چلی گئی؟"

عادل نے اپنے بیٹی کا میک اپ سے لپٹا چہرہ دھلواتے ہوئے پوچھا تھا۔وہ ڈیڑھ سال کی تھی اور انتہائی تیز تھی۔

"مجھ سے مت پوچھو۔۔ میرا سارا برینڈڈ میک اپ تباہ کرچکی ہے تمھاری شیزادی بیٹی عاتیکہ۔۔"

وہ رونے والے آواز میں بولی تھی۔عادل کو بے ساختہ اس ہر رحم آیا تھا جس کا سارا میک اپ یہ چھوٹی شیطان خراب کرچکی تھی۔

"بہت بری بات عاتیکہ آپ نے مما کا سارا میک اپ خراب کردیا جاو جاکر سوری کرو۔۔"عادل نے اس کا منہ صاف کرتے کہا تھا۔

"م۔مما ش۔۔شوری۔۔"

اس نے معصوم آواز میں کہا تھا۔ بریرہ فورا پگھل گئی تھی۔

" اب آپ نے مما کی کوئی چیز ٹچ نہیں کرنی بے بی۔۔"

بریرہ کی بات پر اس نے فورا سر ہلایا تھا۔

"میں اسے سولا کر آتا ہوں۔۔"

بریرہ کا سر چومتا عادل عاتیکہ کو اس کے روم میں لے گیا تھا۔

اسے سلانے کے بعد عادل اپنے روم میں آیا تھا جہاں بریرہ میک اپ کا سارا میس صاف کرچکی تھی۔

"میں نیا میک اپ لے دوں گا۔۔ پریشان مت ہو۔۔"

اس کو کمر سے تھامتے عادل نے محبت سے کہا تھا۔

"پرامس؟"

اس نے عادل کو دیکھتے پوچھا تھا۔

"پرامس جان۔۔"

"اب اس میک اپ کو چھوڑ کر مجھے اپنا وقت دو۔۔"

عادل اس کا گال چومتا بولا تھا۔

"اب میرا سارا وقت آپ کا ہی ہے مسٹر عادل۔۔"

"بالکل سچ کہا ہے۔۔"

اس کے گال کو چومتے عادل مسکرا اٹھا تھا۔

"آئی لو یو۔۔"

بریرہ نے اس کا گال چومتے مسکرا کر کہا تھا۔

"آئی لو یو ٹو جان۔۔"

اس کے ہونٹوں کو چومتے عادل نے جواب دیا تھا۔ اس کی مسکراہٹ دیکھ کر عادل بھی مسکرا اٹھا تھا۔

زندگی دن بہ دن حسین ہوتی جا رہی تھی۔ بریرہ اور عاتیکہ نے اس کی فیملی مکمل کردی تھی اور کچھ وقت تک وہ پاکستان شفٹ ہونے والے تھے۔ جہاں ان کی فیملی اور دوست سب موجود تھے۔

"عریش سو گیا شازل؟"

فریش ہوتے باہر نکلتے نورے نے شازل سے اپنے بیٹے کے بارے میں پوچھا تھا جو شازم شاہ کا ہم عمر تھا۔ دونوں ہی شرارتوں میں بادشاہ تھے۔۔

"بہت مشکل سے سلایا ہے۔۔اسے بالکل آرام نہیں ہے۔۔"

شازل نے تھک کر بیڈ پر گرتے کہا تھا۔

نورے نے اس کے پاس بیٹھتے نرمی سے از کا سر دبایا تھا۔

شازل نے اس کا وہ ہاتھ تھامتے اپنے ہونٹوں سے لگایا تھا۔

"کیسا رہا آج کا دن؟"

شازل نے نورے کو کھینچ کر خود پر گراتے پوچھا تھا۔

"بہت اچھا۔۔ مجھے بہت مزا آیا سب کے ساتھ۔۔دانین کی رخصتی کے بعد یوں دوبارہ سب کا اکٹھا کردینا خوش کردیتا ہے۔۔"

وہ مسکرا کر بولی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

"مجھے مس کیا؟"

شازل نے اسے اپنے ساتھ لیٹاتے اس کا گال چومتے جذباتوں سے چور لہجے میں ہوچھا تھا۔۔

"ہاں۔۔ تھوڑا سا۔۔"

وہ شازل کی طرف اپنے چہرے کا رخ کرتی مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

شازل نے اس کے بولتے ہونٹوں کو شدت سے چھوا تھا۔ جس ہر وہ سمٹ سی گئی تھی۔

"میں نے بہت زیادہ کیا۔۔آج تم فراک میں قیامت ڈھا رہی تھی۔۔"

شازل کی تعریف پر اس کا دل بے ساختہ دھڑک اٹھا تھا۔

"آپ بھی بہت ہینڈسم لگ رہے تھے۔۔"

وہ شازل کے ہونٹوں کو نرمی سے چھوتے بولی تھی۔اپنی حرکت پر شرماتے وہ خود ہی چہرہ جھکا گئی تھی۔شازل اس کی ادا پر ہنستے اس کا ماتھا چومتے اسے اپنے سینے میں چھپا گیا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"عریش نے زیادہ تنگ تو نہیں کیا تھا؟ "

اس کے سینے پر سر رکھتے نورے نے پوچھا تھا۔

"نہیں بس اپنا کھانا میرے کپڑوں ہر نکال دیا تھا۔۔آئی سوئیر نور یہ شازم کا پکا دوست ہے۔۔دونوں نے ایک ساتھ ہی یہ کام کیا تھا۔شاہزیب تو بچ گیا لیکن میرے کپڑوں کی شامت آگئی۔۔"

اپنے بیٹے کی حرکتیں سن کر وہ کھل جر ہنس پڑی تھی۔شازم اور عریش واقع پکے دوست تھے ایک دوسرے کے ساتھ ہوتے تو خوش رہتے اور باقی بچوں کو مارتے یا ان کے بال کھینچتے رہتے ان کی دوستی کا سوچ کر نورے کا چہرہ کھل گیا تھا۔

"تمھارے بغیر سانس لینے کا خیال بھی میرا دل بند کردیتا ہے۔۔"

اس کا کھلا چہرہ دیکھتے شازل نے اس کی ٹھوڑی کو چوم لیا تھا جس پر آج بھی کٹ کا نشان تھا۔اس کے اظہار پر وہ مزید کھل گئی تھی۔شازل کی محبت نے اسے دن بہ دن نکھار دیا تھا۔

شازل پچھلے سال سے محب خان کا بزنس سنبھالنے لگا تھا جبکہ آغا خان بھی اپنا بزنس پاکستان شفٹ کر چکے تھے۔۔جس میں شازل ان کی مدد کر رہا تھا جبکہ کینیڈا والی ان کی کمپنی روحان سنبھال رہا تھا ساتھ وہ اپنی مدر کی کمپنی کو بھی ہینڈل کر رہا تھا۔

شازل نے حازم نامی بچے کو جیل سے چھڑوا دیا تھا وہ شازل کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا تھا اس لیے شازل نے اسے ہوسٹل میں سیٹل کروا دیا تھا ساتھ وہ اب سکول جاتا تعلیم حاصل کر رہا تھا۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

(کئی سالوں بعد

آج نورے اور شازل کی شادی کی اینورسری تھی جس کے لیے سب اکٹھا ہوئے تھے۔ کافی وقت گزر چکا تھا۔ فاطمہ بیگم کو فالج کا اٹیک ہوگیا تھا اس کے چار سالوں بعد وہ مرگئی تھیں جبکہ میر شاہ بھی اپنی زندگی کی زای ہار چکے تھے۔

افرحہ اور شاہزیب کے دو بچے تھے ایک بیٹا شازم شاہ اور ایک بیٹی روح شاہ۔۔

نورے اور شازل کے تین بچے تھے۔ عریش خان اور دو ٹونز بچے جس میں ایک بیٹی سوہانہ خان اور ایک بیٹا شاہ رخ خان تھا۔۔

حیدر اور بہارے گل کے دو بچے تھے۔ ایک بیٹا ارتسام حیدر اور ایک بیٹی پریام نور۔۔

روحان اور دانین کے دو بچے تھے ایک بیٹی جویریہ اور ایک بیٹا رویام مصطفی تھا۔۔ اللہ پاک نے انھیں بہت منتوں کے بعد شادی کے سات سال بعد اولاد سے نوازا تھا اور وہ وقت ان کے لیے بہت بڑی خوشی کا باعث تھا۔

بریرہ اور عادل کے تین بچے تھے دو بیٹیاں عاتیکہ اور ہنال اور ایک بیٹا معاز تھا۔۔

موسی (ڈینیل) اور زرکشہ کے ٹونز بچے تھے۔۔ھاد موسی اور ہادیہ موسی۔۔جبکہ احمد کینیڈا شفٹ ہوچکا تھا جس کا ایک بیٹا تھا وہاج۔۔

دانین اور بہارے گل کے درمیان اب بھی کچھ بہتر نہیں ہوا تھا وہ صرف بچوں کی خاطر کبھی کبھار بات چیت کرلیا کرتی تھیں مگر اس سے زیادہ ان کی بات نہیں ہوتی تھی۔۔

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

جویریہ سفید میکسی پہنے باہر لان کی طرف جا رہی تھی جہاں سارا انتظام کیا گیا تھا۔ایک دم کسی نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے کمرے میں کھینچا تھا اس کی چیخ کا گلا مردانہ ہاتھ نے سختی سے گھونٹ دیا تھا۔

"تمھاری سانس لینے کی بھی آواز مجھے نہ آئے--"

جانی پہچانی آواز سن کر اس کی آنکھوں میں گہری اداسی چھا گئی تھی۔

"ا--ارتسام بھائی--"

"شٹ اپ-- بھائی نہیں ہوں تمھارا-- بیوی ہو تم میری--"

غصے سے بولتا وہ اس کا منہ بند کروا گیا تھا۔

"پیچھے ہٹیں ہمیں اگر کسی نے دیکھ لیا تو اچھا نہیں ہوگا--اگر آپ کی فیانسی نے دیکھ لیا تو ناجانے کتنا بڑا مسئلہ بن جائے گا--"

وہ لب کاٹتے سختی سے بولی تھی۔

"فیانسی سے زیادہ مجھے اس وقت اپنی بیوی کی طلب ہو رہی ہے--"

اس کی بات پر جویریہ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل پڑے تھے۔

"میرا اور آپ کا کوئی رشتہ نہیں ہے-- اس زبردستی کاغذی رشتے کو میں نہیں مانتی--"

وہ ارتسام کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے دور کرنے کی کوشش کرتی سخت لہجے میں بولی تھی۔نازک تو وہ دانین کی طرح تھی مگر ڈٹ کر مقابلہ کرنا اسے آتا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"تم کیا چاہتی ہو اس کاغذی رشتے کو آج مکمل رشتہ بنا دیں--"

اس کے ہونٹوں پر لگی لپ اسٹک اپنے انگوٹھے سے مسلتا وہ ظلمانہ انداز میں بولا تھا۔

"بالکل نہیں--"

وہ ارتسام کا ہاتھ جھٹکتی غصے سے بولی تھی۔

"میرے اور آپ کے درمیان صرف ایک رشتہ ہے اور وہ ہے نفرت کا--اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے ہمارے درمیان-- میں بہت جلد سب کو بتا دوں گی جو آپ نے میرے ساتھ کیا تھا---"

وہ نم آنکھوں سے ارتسام کی آنکھوں میں دیکھتی بولی تھی۔

"ہاہاہا-- آو میرے ساتھ بتاو سب کو-- میں بھی دیکھتا ہوں کون تمھاری بات پر یقین کرتا ہے--"

وہ اس کا چہرہ تھام کر اپنے چہرے کے بے حد قریب کرتا ایسے بول رہا تھا کہ اس کے ہونٹ جویریہ کے نازک ہونٹوں کو چھو رہے تھے۔

ارتسام کی نظر بے ساختہ اس کے چہرے سے بھٹکتی اس کی مٹی ہوئی لپ اسٹک والے ہونٹوں پر ٹھہر گئی تھی۔

"ڈونٹ۔۔ ارتس۔۔"

وہ اسے منع کرنے ہی لگی تھی جب ارتسام نے جھک کر اس کے باقی الفاظ اپنے ہونٹوں میں قید کرلیے تھے۔

اس کے لمس پر مقابل کانپنے لگی تھی۔آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی طرح بہنے لگے تھے۔

ارتسام اس کے ہونٹوں کو چھوتا اس میں کھونے لگا تھا۔اس کی کمر کو تھامتے ارتسام نے اس کی گردن پر جھک کر جابجا اپنا لمس چھوڑنا شروع کیا تھا۔

"مم۔۔میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔"

جویریہ کی کانپتی آواز سنتا وہ ہوش کی دنیا میں آیا تھا۔ اسے ایک جھٹکے سے چھوڑتا وہ پیچھے ہٹا تھا۔

"آئندہ کے بعد میں نے تمھیں میک اپ میں دیکھا تو اس سے بھی برا حال کروں گا۔۔"

وہ اسے وارن کرتا باہر نکل گیا تھا۔

سب کے آجانے کے بعد نورے اور شازل نے کیک کاٹا تھا۔ہوٹنگ کی آواز پر سب بڑے مسکرانے لگے تھے۔بچے کب بڑے ہوجاتے ہیں انھیں پتا ہی نہ چلا تھا۔

"یہ جویریہ کہاں گم ہے زرا اسے لے آو۔۔ فیملی فوٹو بننے لگی ہے۔۔"

دانین کے کہنے پر کوئی اندر بھاگا تھا جب وہ خود ہی باہر چلی آئی تھی۔

"میں آگئی ہوں مما۔۔"

وہ مسکراتی ہوئی آگئی تھی۔اس کی نظریں بھٹکتی ہوئی ارتسام کی طرف گئی تھیں جو اپنی فیانسی کے ساتھ ہنس کر بات کر رہا تھا اس نے کبھی جویریہ سے ایسے بات کی ہی نہیں۔۔

"ڈیڈ ہمیں اپنی لو سٹوری سنائیں ہمیں وہ سننی ہے۔۔"

شاہ رخ خان نے اونچی آواز میں کہا تھا۔

"کتنی بار سنو گے؟ ہر اینورسری پر سن کر تھکتے نہیں ہو۔۔؟"

عریش نے اس کے گلے میں بازو ڈالتے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔

https://classicurdumaterial.com

"بالکل نہیں بالکہ مجھے بہت مزا آتا یے کیوں نہ ہر بار کی طرف شاہزیب انکل سے یہ کہانی شروع کی جائے۔۔وہ مسکرا کر بولا تھا۔جس ہر سب بچوں نے حامی بھری تھی۔

"اچھا اچھا شاہزیب سے شروع ہوگی کہانی سب بیٹھ جاو۔۔"

شازل کی آواز پر سب کرسیاں لے کر بیٹھ گئے تھے۔

"تو کہانی کا آغاز ایسا ہوتا ہے کہ ایک کھڑوس پروفیسر ہوتا ہے اور اس کی ایک شرارتی سٹوڈنٹ۔۔۔

ختم شد!

ⓩⓐⓝⓞⓞⓡ ⓦⓡⓘⓣⓔⓢ

https://classicurdumaterial.com